

الخصائص الكبرى

جلد اول

محقق
علامہ عبدالحق عظیمی سیوطی

ترجمہ
مولانا عبدالحق عظیمی

ممتاز اکیڈمی لاہور

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



www.ahlehaq.org

الخصائص الكبرى

مصنف

علامہ امام حلال الدین سیوطی رحمہ اللہ

ترتیب ندوی مولانا عبدالحق قادری

جلد اول



ممتاز اکیڈمی

فضل الہی پبلیکیشنز چوک اردو بازار لاہور

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	انجمن اہل کبریٰ (جلد اول)
مصنف	حضرت علامہ جلال الدین سیوطی
ترتیب و تدوین	مولانا محمد عبدالاحد قادری
پروف ریڈنگ	محمد فاروق صدیقی
صفحات	424

پرچہ	تفصیل ممتاز
با اہتمام	ممتاز اکیڈمی - فضل الہی مارکیٹ
ناشر	چوک اردو بازار لاہور

فون نمبر: 7223506-7230718

نوٹ

قارئین سے درخواست ہے کہ ہماری تمام ترکوششیں (اچھی پروف ریڈنگ،
مبارکی پروف ریڈنگ) کے باوجود اس بات کا امکان ہے کہ کہیں کوئی غلطی یا
کوئی اور خامی رہ گئی ہو تو ہمیں مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں اس غلطی یا
خامی کو دودھ کیا جائے۔ شکریہ! (ادارہ)

حسن ترتیب

صفحہ اوقات	صفحہ اوقات	صفحہ اوقات	صفحہ اوقات
حضرت محمد ﷺ	11	صاحب علم	36
تمام کائنات کے رسول:	12	غور اور تکبر سے پاک	36
اعتراف: جواب	13	تمام جہان کیلئے ہدایت اور رحمت:	37
ملکوت اعلیٰ پر نبی کریم ﷺ کا اسم گرامی	17	نور اعلیٰ نور	38
حضرت آدم علیہ السلام کی شیفتہ کلمہ اور وصیت:	17	وہ دنیا و آخرت کی بنیادوں پر پیدا ہوئے تھے:	38
سوئے کی حقیقت پر تحریر:	19	تورات میں ہم محمد جوئے پر گناہ کی معفرت:	39
حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی اور نام محمد:	19	کلمہ جوئے پر معفرت:	39
پھول کے بتوں پر نام محمد ﷺ:	19	یہودی عالم کی تصدیق:	40
آسمانوں اور زمانہ آدم میں اذان میں نبی کریم ﷺ		تورات میں عید کے نام	41
اسم گرامی:	20	رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے قبل خبریں	41
تعلیم اذان کی عجیب و غریب روایت:	20	حضرت سلمان فارسی کے ایمان لانے کا واقعہ	44
نبی کریم ﷺ پر ایمان لانے کا عہد:	21	حضرت یسٰی علیہ السلام کی تورات:	51
دعا کے ابراہیم علیہ السلام اور بشارت لسان مریم:	22	بعثت سے قبل یہود و رسول اللہ ﷺ کے واسطے سے	
سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور اولاد ابراہیم کو نبی کریم ﷺ		انکجا کرتے تھے	52
کی بشارت:	22	اہل عرب نے طبع نبوت میں بچوں کا نام محمد رکھا:	54
حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبی کریم ﷺ کی آمد کی بشارت:	23	ظہور نبوت پر شام میں زلزلہ:	54
آسمانی کتب میں نبی کریم ﷺ کا ذکر جیل:	23	بخت نصر کا خواب اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی تعبیر:	55
مجھے محبوب کا اسی نام دے: (موسیٰ علیہ السلام)	27	ظہور نبوت سے قبل حضرت ابوکر رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا:	56
توریت میں امت محمدیہ کے اوصاف:	30	راہب کی پیشین گوئی، نبی کے ظہور کا وقت آ گیا ہے:	56
احمد بن حنیبل کا مسگر جہنمی ہے:	30	ظہور نبوت سے قبل قریب بن عمرو بن نسل کا ایمان لانا:	57
حضرت اسیاء علیہا السلام کو بشارت مصطفیٰ:	31	اکرام اللہ تعالیٰ نبی کا ظہور ہونے والا ہے:	58
محمد رسول اللہ ﷺ نام لکھن ہیں:	33	عمرو بن حصہ سلمی کا ایمان لانا:	58
حضرت داؤد علیہ السلام کو بشارت مصطفیٰ:	34	نبی کریم ﷺ کے ظہور پر ستارہ طلوع:	59
صاحب و کتاب اور علماء اہل حق سے محفوظ:	34	الادب سے قبل یہود و رسول اللہ ﷺ کے اوصاف کا	
رسول اللہ ﷺ کا علم:	35	درس دیتے تھے:	61

صفحہ نمبر	موضوعات	صفحہ نمبر	موضوعات
93	احمد عظمیٰ کا انتخاب	64	کعب بن لوی اور ذکر نبی ﷺ
94	حضرت سیدنا عبداللہ علیہ السلام کا حال	65	اوس بن حارثہ کی بیٹے کو وصیت
94	واقف علی	66	عمر بن حبیب کا مردہ کے بعد زندہ ہونا
96	حضرت عبدالطلب اور چاہوہ معزم	66	حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا
100	شب ولادت کے معجزات اور خصائص	67	کتب مبارکہ میں مسایہ کرام رضی اللہ عنہ کا ذکر تفسیل
100	ہر طرف لوری نور	67	امت محمدیہ ﷺ کا ذکر
100	شام کے غلات روشن	68	حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ذکر
101	شرق و مغرب روشن	68	حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ذکر
102	تمام زمین روشن	71	سیدنا حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کا ذکر
102	شرق و مغرب کی سیر	73	مشاجرات صحابہ رضی اللہ عنہم کا ذکر
103	ولادت باسعادت کی مبارک رات	74	جنان بن یوسف کے ظلم کا ذکر
104	قریش کے جاحلوں کی مبارک گاہ	74	حضرت عمر بن عبدالعزیز کا ذکر
104	حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت	75	نبی کریم ﷺ کے بارے میں کاتبوں کی پیشین گوئیاں
107	شب ولادت حضرت آمنہ کا کیا نبات دیجنا	75	طبع کی پیشین گوئی
108	شب ولادت بیوی کا قریش کی مجلس کا اعلان	78	ربیع بن العز کا خفاک خواب
109	وہوت فقیہ	81	قدیم پھروں پر نبی کریم ﷺ کا اسم مبارک
109	عینی راسب کی پیشین گوئی	82	فل حسین کی پیشین گوئی
110	نبی کریم ﷺ کی برکتیں	82	قرب نبی کی نصرت
110	زمانہ جاہلیت کی رسم اور باغی کا ٹھکرے ہونا	84	نبی ہاشمی کی نصیحت
111	شیطان کی خباثت	85	خلق آدم سے قبل قریش اور حق
111	آسمانوں پر شیطان کا راجہ ہونا	86	عالم نبوی سے جان حضرت عباس رضی اللہ عنہ
111	ایوان کسری میں زلزلہ اور آتش کدہ ایران بجھ گیا	87	چنگا ہوا نور
113	شب ولادت بیتاوند سے منور گہا	87	حضرت عبدالطلب کا محبوب و غریب خواب
115	نبی کریم ﷺ کی بعض جسمانی خصوصیات	88	نبی زہرو میں حضرت عبدالطلب کا نکاح
115	آپ ماف بریدہ اور بخون شدہ پیدا ہوئے	89	محل مبارک کے معجزات
115	ناف بریدہ		اور ان محل حضرت آمنہ ہر طرح کی تکلیف سے محفوظ رہیں
116	بخون شدہ و نیا کرسم	93	

صفحہ اوقات	صفحہ اوقات	صفحہ اوقات
144	116	نی کریم ﷺ کا مہد میں چاند سے ہاتھ کرے تھے
144	116	نی کریم ﷺ کا مہد میں کنگو کرے
144	117	زمانہ شاعت کے عجزات
145	117	حضرت علیہ کے گھر میں برکتیں
145	118	اشق صدر
146	119	رسول اللہ ﷺ کا سب سے پہلا کلام
147	122	نی کریم ﷺ حضرت عبدالطلب کی کفالت میں
147	122	بچپن کے حالات زبان نبوت سے
149	126	گستاخ پاگل ہو کر سر کیا
150	126	ایہ کامایہ کرنا
151	127	حضرت علیہ رضی اللہ عنہا کی پرکیف لہری
158	128	میر نبوت کا ذکر
160	131	آنکھوں کے عجزات
160	132	نی کریم ﷺ کے دامن اور لعاب دامن کے عجزات
161	134	نی کریم ﷺ کے دھندلے مبارک
162	134	نی کریم ﷺ کا چہرہ انور
163	134	نی کریم ﷺ کی نعل مبارک
163	135	نی کریم ﷺ کی فصاحت و بلاغت کا ذکر
165	136	شرح صدر
165	139	نی کریم ﷺ بڑا ہی سے محفوظ تھے
166	139	ساعت مصطفیٰ ﷺ
168	140	نی کریم ﷺ کی آواز مبارک
169	140	نی کریم ﷺ کی مجلس مبارک
174	140	نی کریم ﷺ کا بیڑ مبارک
174	143	قد نبیائے رسول ﷺ
174	143	نی کریم ﷺ کے جسم اطہر کا سایہ تھا
174	143	نی کریم ﷺ کے جسم اطہر پر کسی نہیں چھی چھی

صفحہ نمبر	موضوعات	صفحہ نمبر	موضوعات
212	بہنوں سے نبی کے مہوٹ ہونے کی شہادت	175	ابولہب کے دل میں نبی کریم ﷺ کی طرف سے
217	نبی کریم ﷺ کی بعثت پر قعر کسری کے نگرے گر گئے:	175	کینے پیدا ہونے کی ابتداء:
218	تمام بیت منہ کے بل گر پڑے:	175	حضرت ابوطالب کی وفات
218	نبی کریم ﷺ کی بعثت کے بعد آسمان پر جنات کا	176	حضرت ابوطالب کے بارے میں اقوال
218	اعلانہ:	176	نبی کریم ﷺ کو ابوطالب کیلئے استغفار کی مراعت
219	جنوں پر شہاب ثاقب:	177	نبی کریم ﷺ کی بعثت تمام جاہلانہ رسوم سے محفوظ ہے:
220	کاجوں کی خبریں منقطع:	177	تعمیر کعب میں معاونت
221	ابلیس کو جبریل کی راہ:	179	سید میں حرکت سے انکار:
222	مشرکین شعراء نصحاء کا اعجاز قرآن حلیم کرنا:	181	بعثت اور اطاعت نبوت سے قبل اہل مکہ آپ ﷺ کی
223	قرآن کریم کی تاثیر	182	تعلیم کرتے تھے:
224	حج کے موقع پر مشرکین کی شرارت اور نبوت کا چرچا:	182	تین دن انتظار میں کھڑے رہے:
226	قرآن کی صداقت:	182	نبی کریم ﷺ کا مسرور کے ہمراہ سفر شام
228	ابو جہل اور دیگر مشرکین کا راتوں کا پیچہ قرآن سننا:	183	نبی کریم ﷺ کا حضرت خدیجہ سے نکاح کا بھی حکم
229	رحم کی ہرکت:	184	قبل بعثت معجزات اور وحی کا نزول:
229	قرآن سن کر ایک ہزار مسلمان ہو گئے:	195	دورق بن نوفل کی عقیدت اور نصرت مصطفیٰ ﷺ:
230	وجہ اعجاز قرآن:	196	بقرہ کا نبی کریم ﷺ کو سلام کرنا:
234	نزول وحی کی کیفیت:	197	اعتبار کی زبان سے بعثت رسول اللہ ﷺ کی خبریں
200	نبی کریم ﷺ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو اصل	200	حضرت معمر حمیری کی عقیدت اور نصرت مصطفیٰ ﷺ:
202	عصوت میں دیکھا:	202	مذہب کا چھڑنے کا بعثت نبوی کی شہادت دینا
203	نبوت کے مکی دور سے متعلق معجزات	203	جمن کی زبانی بعثت نبی ﷺ کی شہادت
203	درخت کا چلنا:	203	بت کا بعثت نبوی کی شہادت دینا اور مازن طائی کا
205	درخت کی فیش کا ثبوت کرنا:	205	ایمان لانا:
206	کم عمر بکری سے دو درخت کا نکلنا:	206	ایک جن کی بعثت نبوی کی تصدیق:
207	حضرت خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہما کا خواب:	207	نبی آواز اور نبی کے مہوٹ ہونے کا اعلان:
208	حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما کا خواب:	208	ایک گستاخ جن کو عاشق رسول ﷺ جن نے قتل کیا:
210	ایک صانع مقداد عظام سے چالیس افراد کا حکم میر	210	عائش بن وہب کا عہد نبوت کرنے کا عجیب طریقہ:
211	ہو کر گھٹا:	211	نور کا ظہور اور ایک گستاخ نبی موت:

صفحہ اضافات	صفحہ اضافات	صفحہ اضافات
پانی کا زمین سے اٹھنا	239	اس شیطان کے پوتے کا اسلام قبول کرنا۔
نبی کریم ﷺ کی دعا سے ابو طالب شفا یاب	240	امت میں سب سے بہترین شخص حضرت عمر بن
ابو طالب کا نبی کریم ﷺ کے وسیلے سے دعائے	240	عید العزیز تھا۔
استقامت کرنا	240	غلبہ روم کے بارے میں نبی کریم ﷺ کی پیش گوئی
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جبریل علیہ السلام کو دیکھا	240	نبی کریم ﷺ سے مشرکین کا سوالات کے ذریعہ
موجودہ مشرقی افریقہ	241	احسان لینا۔
اللہ نے آج کو دشمنان اسلام کے شر سے محفوظ رکھنے کا		مشرکین کی ذیلہ ارسالی کے سلسلہ میں حجرات
وند فرمایا	242	قریش کی سب و شتم اور قہر مت خوردان پر مقلی
ابو جہل کے شر سے مجزبانہ طور پر حفاظت	242	ابو لہب کا لہب و شامہ اصل جہنم۔
نبی کریم ﷺ کا عوراجت حب کی ٹکاؤں سے		نبی کریم ﷺ کی قتل کے زمانہ میں باران رحمت کیلئے
پیشیدہ ہو جانا	243	دعا تیس۔
اللہ نے نبی کریم ﷺ کو کئی عہدوں کے شر سے محفوظ فرمایا	244	ایسا بیجا عورت کی بیٹائی لوث آنے کا عجیب واقعہ۔
نبی کریم ﷺ نے عہدین حادث کے شر سے محفوظ رہے۔	245	نبیاشی کے دربار میں عظمت مصطفیٰ ﷺ کا اظہار۔
نبی کریم ﷺ کے شر سے محفوظ رہے۔	245	مسلمانوں کا تلافی اور نبی کریم ﷺ کا شعبہ ابواب میں توفیق
نبی کریم ﷺ کا رکات پہلوؤں سے نکشی کرنا۔	245	معراج مصطفیٰ ﷺ
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا۔	246	بے مثل خطیب کا امیر الانبیاء
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا اور مجزبانہ واقعات۔	248	قرض ربیہ صدقہ سے افضل ہے۔
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سلطان ہونے پر اسلام کو قوت ملی۔	251	حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی روایات معراج۔
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے پر قریشوں کی مبارکباد۔	252	بیت المقدس آنکھوں کے سامنے۔
صحابہ کا بغرض علاج نبوی کیلئے آنا اور حشر ہو کر اسلام		بیت دوزخ کی پیر۔
قبول کرنا۔	252	سورخواروں کا امیر الانبیاء
حضرت عمرو بن عبد العیس رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا۔	253	نبی کریم ﷺ کا اسم گرامی عرش پر تحریر تھا۔
ظہیر بن عمرو رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا۔	253	ظہیر بن ارق
حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا۔	255	شب معراج سحر و کاشی ہوگا۔
جنات کا اسلام قبول کرنا اور اس سلسلہ میں حجرات	255	شب معراج نبی کریم ﷺ نے دودھ پیئے فرمایا۔
بیت نبوی سے چار سو سال قبل ایمان لانے والا جن۔	257	شب معراج اذان اہل بابل رضی اللہ عنہ
مسلمانوں کی جن نے خدمت کی۔	258	شب معراج انبیاء سے ملاقات۔

صفحہ نمبر	موضوعات	صفحہ نمبر	موضوعات
292	شب معراج فرشتوں کی امامت:	278	امور نبی کا مشاہدہ:
292	حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے جسم سے چشتی فرشتوں:	278	الغیب فرشتوں:
292	حضرت امام ہادی رضی اللہ عنہا کی حدیث معراج:	279	قوم کے ماننے بیان معراج:
297	معراج کے سلسلہ میں منزل روایات:	280	جنت کے پھول:
297	نورج شہر کیا قائلہ کیا گیا:	280	شب معراج انہوں کا مشاہدہ کیا:
299	ارباب سے کلام:	280	شب معراج حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھا:
299	شب معراج کے سلسلہ میں مزید بحث:	281	وہا خداوندی کی روایات:
300	نبی کریم ﷺ کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ کلام فرماتا:	282	یا جوج ماجوج کو اسلام کی دعوت:
301	نبی کریم ﷺ کا حضرت سوزہ بنت زبیر رضی اللہ عنہا کے ساتھ کلام فرماتا:	282	تختیہ نماز اور دیگر مسائل:
301	حضرت رفاعہ بنت رافع رضی اللہ عنہا کا کلام اور اسلام قبول کرنا:	283	امام علیہ السلام معراج:
302	انج کے موقع پر نبی کریم ﷺ کی تبلیغ اور اس کے نتائج:	283	حضرت ابراہیم علیہ السلام کا امت محمدیہ کو سلام پہنچا دینا:
303	عائشہ کا سخت ترین دن:	283	شب معراج انبیاء علیہم السلام:
304	نبی اکرم ﷺ کی تبلیغ:	284	شب معراج انبیاء علیہم السلام:
304	بکر بن وائل کی نبی کریم ﷺ کے وکیل سے حج:	285	اس جگہ نماز پڑھوں گا جہاں رسول اللہ ﷺ نے پڑھی بیت المعمور کی زیارت:
305	انبیاء کا انتخاب:	285	حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات:
306	انجرت کے مولود پر بحرات کا ظہور:	285	حضرت آدم علیہ السلام کا راجی دیکھ کر تبسم فرماتا اور بائیں دیکھ کر رونا:
308	ہارور میں جنت کی تعمیر جاری:	286	شب معراج میں نے قلموں کی سرسراہٹ کی:
309	امم مہدی کی بکریاں وولہ سے لبرخ:	286	سورۃ النبی:
310	مہینہ آمد پر مسلمانوں میں خوشی:	287	حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بہت مشابہ تھے:
311	اے صہیب حج کے تین نفع ہیں (قرآن رسول اللہ ﷺ):	287	حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام:
311	نبی کریم ﷺ کی مدینہ طیبہ میں جلوہ گری:	287	معراج کی تہذیب:
313	یہود کے موصوفات اور نبی کریم ﷺ کے جوابات:	287	حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی احادیث:
315	حضرت یوسف علیہ السلام کو جلا کر خوار کرنا اور اس کا نام:	291	سلسلہ معراج:
31	نبی کریم ﷺ کی دعا سے بندہ پاؤں سے محفوظ ہو گیا:		

صفحہ نمبر	موضوعات	صفحہ نمبر	موضوعات
342	حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی شہادت	317	مدینہ کیلئے برکت کی دعا
343	فرشتوں کا مدد کرنا	318	مسجد نبوی کی تعمیر کے وقت عجرات کا ظہور
345	حضرت سعد بن رضاع رضی اللہ عنہ کی شہادت	318	تحویل قبلہ
345	شوق شہادت	319	تمام کیلئے قرآن کا طریقہ
346	حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے والد کی شہادت	320	تعلق غزوات میں نصرت الہی اور معجزات کا ظہور
346	عہد شکنی کی سزا	320	غزوہ بدر میں معجزات کا ظہور
346	حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت	324	غزوہ بدر میں فرشتوں کا نزول
348	شہداء احد کے جسم چالیس سال بعد صحیح سلامت	328	غزوہ بدر میں ہارن رحمت کا نزول
349	شہداء احد کے معجزات سے سلام کا جواب	328	حضرت لداہ رضی اللہ عنہ کی نقل آنکھ درست
349	قبر سے تلاوت قرآن کی آواز	329	مستول شریکین سے رسول اللہ ﷺ کا خطاب
350	خضر زہد الانس کا معجزہ	330	ابو جہل عذاب میں گرفتار
350	مسلمانوں کی ایک جماعت پر نبی پدیل کا حملہ اور	330	ایم فرقان
351	معجزات کا ظہور	330	لکڑی بکوار بن گئی
352	شہد کی کھیلوں کا لاش کی حفاظت کرنا	331	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت
353	بے موسم انکور	332	گستاخ عقبہ بن ابی معیط داخل جہنم
353	بہرے رب نے مجھے آگاہ کیا ہے	332	حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا
354	ستر (وہ) قرآن کی شہادت کا اقرار	333	ابولہب کے عذاب میں تخفیف
357	غزوہ احد اور قارع کے موقع پر معجزات کا ظہور	333	قیامت بن اشمیش کا ایمان لانا
358	انگوٹوں سے پانی کے فوارے پھوٹ پڑے	333	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وحشی کے ارادہ سے مدینہ آنا
360	لکڑی اور آتش کی حیرت نغاری	333	غزوہ احد میں قبیلہ کرنا
361	غزوہ خندق میں معجزات کا ظہور	335	غزوہ حنین کے موقع پر معجزات کا ظہور
362	کھانے میں برکت	336	یہودی مہدی اور جلا وطنی
363	نمودار پتھر پر تین قرآن اور تین بشارتیں	338	کعب بن اشرف کی اسلام دشمنی اور اسلام کی جھوٹ
364	یہ تعیث ہے	338	پالا خدا اصل جہنم ہوتا
364	ہوا سے مدد کی گئی	339	غزوہ احد میں معجزات کا ظہور
365	عشر کین کی جاسوسی	340	گستاخ ابی بن خلف داخل جہنم
365	حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کی حفاظت کیلئے رسول اللہ ﷺ کی دعا	342	نبی کریم ﷺ کی جبریل و میکائیل علیہما السلام کی حفاظت میں

صفحہ نمبر	تشریحات	صفحہ نمبر	تشریحات
402	چھپے ہوئے ظروف کی نشان دہی:	غزوہ ۱۲۷۱ء میں رسول اللہ ﷺ کی دعا اور مشرکین	
402	انکم رسول اللہ ﷺ کی خلاف ورزی کا دیاں:	کو ہر تاج ملکست:	
403	دور درستی ہے (فرمان رسول اللہ ﷺ):	غزوہ کی قریط کے موقع پر عجرات کا ظہور	
404	یہود کا بکری کے گوشت میں زہر ملا:	فرشتوں کی مدد:	
369	انہی کریم اللہ ﷺ کا بیسویں روز ام یہودی کی طرف	حضرت سعد بن معاذ کی شہادت کی دعا قبول:	
405	عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا:	حضرت سعد رضی اللہ عنہ کیسے آسمان کے دروازے کھل گئے:	
406	عمرہ قضاہ میں عجرات کا ظہور:	حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے جنازہ میں فرشتوں کی شرکت:	
406	آلودہ پانی سے بھر گئی:	ابو اراخ یہودی کے قتل پر عجز کا ظہور:	
407	ام قریقہ کا حضور نبی کریم ﷺ کے قتل پر اقدام و ہتھام:	سلیان بن یحییٰ بنی کے قتل کے سلسلہ میں عجز کا ظہور:	
373	بارہ مجاہدین کی شہادت اور ان کا جنت الفردوس میں	غزوہ کی مصطلق میں عجرات کا ظہور:	
407	داخل ہونا:	مدینہ کا چاند سری گود میں آگیا:	
407	سویہ سوت کے موقع پر ظاہر ہونے والے عجرات:	منافقین کی موت پر تیر ہوا:	
408	جنگ سوت کے حالات بتا دیے:	منافقوں کی نصیحت پر فرمایا وہاں امانت ہے لے آؤ:	
411	تہات میں رکعت:	حدیث النک:	
411	فتح مکہ اور عجرات کا ظہور:	قبائل عرب اور مسلک کا اسلام قبول کرنا اور مرد و عورت:	
418	غزوہ خنین میں عجرات کا ظہور:	سریہ زوتہ اللہ ل کیلئے حضرت عبدالرحمن بن عوف	
419	کہدورت محبت میں تہلیل اور سماج کی عقیدت:	رضی اللہ عنہ کو سرور ملایا:	
420	رسول اللہ ﷺ کی دعا قبول:	واقعہ مدینہ میں عجرات کا ظہور:	
421	غزوہ تبوک میں عجرات کا ظہور:	تمام لشکر کی مغفرت:	
421	پیش میں رکعت:	کنواں پانی سے بھر گیا:	
421	کھانے میں پہلے پتاہ رکعت:	کھانے میں رکعت:	
422	المنکیزہ گھی سے لبریز:	زیارت رضوان:	
422	مکجوروں میں عظیم رکعت:	حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا:	
423	انگوٹوں سے پانی کے چشمے اٹھائے:	غزوہ خیبر میں عجرات کا ظہور:	
424	باران رحمت کا نزول:	طوائف کے مطابق شہادت:	

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حضرت محمد ﷺ

○ اول الانبیاء ہیں اور تمام انبیاء پر آپ کی نبوت پر مقدم ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے اس آیت کریمہ ”وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ“ (ترجمہ: ”یا وہ لوگو! محبوب! جب ہم نے نبیوں سے عہد لیا۔“) تفسیر کے تحت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”میں یہ آنکس میں ”اول النبیین“ اور بعثت میں ان کے بعد ہوں مگر میرے منصب نبوت کو ان سے پہلے ظاہر فرمایا گیا۔

﴿ابن ابی ماتم فی التفسیر، الوضیم، دلائل النبوة﴾
حضرت بکری بن صالح ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو جعفر محمد بن علی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ حضور نبی کریم ﷺ تمام انبیاء علیہم السلام سے کس طرح مقدم ہیں حالانکہ آپ ﷺ سب کے بعد مبعوث ہوئے؟ تو انہوں نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ نے جب بنی آدم کو ان کی پشتوں سے نکال کر ان سے وعدہ لیا اور ایک کو دوسرے پر گواہ بنا کے فرمایا: ”أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ“ (ترجمہ: کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔) اس وقت نبی کریم ﷺ نے سب سے پہلے جواب میں فرمایا: ”ہاں“ (ہاں) ایک وجہ نبیاء علیہم السلام پر تقدیم کی یہ بھی ہے۔ یہ بات دوسری ہے کہ آپ ان سب کے بعد مبعوث ہوئے۔

﴿کتاب الامالی﴾
حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ! آپ کی نبوت کب سے ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں اس وقت بھی نبی تھا جبکہ حضرت آدم علیہ السلام ابھی روح و جسم کے درمیان تھے۔“

﴿احمد، بخاری، حاکم، بیہقی﴾
حضرت عریاض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے ہاں ام الکتاب میں اس وقت بھی قائم النبین تھا جب حضرت آدم علیہ السلام اپنے خمیر میں تھے۔

﴿احمد، حاکم، بیہقی﴾
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا کہ آپ ﷺ کیلئے نبوت کب سے لازم کی گئی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس وقت جبکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کی اور ان کے جسم میں روح پھونکی۔“

﴿حاکم، بیہقی، الوضیم﴾

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ کسی نے عرض کیا: "یا رسول اللہ ﷺ! آپ کی نبوت کب سے ثابت ہے؟" آپ ﷺ نے فرمایا: "جب حضرت آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان میں تھے۔"

﴿ابوہریرہؓ، ابوصحیحہؓ﴾

حضرت عمرؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ کو نبوت کب عطا فرمائی گئی؟ تو آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا: ابھی آدمؑ اپنے خیمہ میں ہی تھے۔ یہ حدیث مرسل ہے۔

﴿ابوصحیحہؓ﴾

حضرت امین ابی الجعد عا۔ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ کی نبوت کب سے ہے؟ فرمایا: "اس وقت سے جبکہ حضرت آدمؑ روح و جسد کے درمیان میں تھے۔"

﴿ابن سعدؓ﴾

حضرت مطرف بن عبد اللہ بن الثغیر سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! آپ کی رسالت کب سے ہے؟ آپ نے فرمایا: "اس وقت جب ابوالبشر روح اور مٹی کے درمیان میں تھے۔"

﴿ابن سعدؓ﴾

حضرت عامر سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ آپ کو کس وقت نبوت سے نوازا گیا؟ آپ نے فرمایا: "جبکہ حضرت آدمؑ روح و جسد کے درمیان میں تھے۔ جس وقت کہ مجھ سے بیٹاق لیا گیا۔"

﴿ابن سعدؓ﴾

ایک اعرابی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ ﷺ کی نبوت کی سب سے پہلی بات کون سی تھی؟ فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے مجھ سے بیٹاق لیا، جس طرح کہ تمام نبیوں سے ان کا بیٹاق لیا۔ میں حضرت ابراہیمؑ کی دعا اور حضرت موسیٰؑ کی بشارت ہوں اور میری ولادت سے قبل میری والدہ نے خواب میں دیکھا کہ ان کے جسم سے ایک نور نکلا ہوا ہے جس سے شام کے مغلطات روشن ہو گئے۔"

﴿ابوہریرہؓ، ابوصحیحہؓ﴾

تمام کائنات کے رسول:

حضرت شیخ علی الدین سبکی رحمہ اللہ نے "التَّوَحُّنُ بِهِ وَالتَّنْصُرَةُ" میں اس آیت کریمہ کے تحت فرماتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت و توقیر اور آپ ﷺ کے مرتبہ اعلیٰ کے بیان میں اس قدر واضح ہے کہ اس میں قطعاً تشدید و ابہام نہیں۔ بایں اہم اس تقدیر کی طرف بھی اشارہ ہے کہ اگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبیوں کے زمانے میں تشریف لے آئیں تو آپ ﷺ ان سب کی طرف رسول ہوں گے تو گویا آپ ﷺ کی نبوت اور آپ کی رسالت حضرت آدمؑ کے زمانے سے قیامت تک کی تمام مخلوق کیلئے عام ہے اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام اور ان کی ساری امتیں آپ ﷺ کی امت ہیں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کا یہ ارشاد کہ ”بُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ كَافَّةً“ (ترجمہ: میں تمام نوع انسانی کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں۔) یہ ارشاد آپ ﷺ کے زمانہ رسالت سے زمانہ قیامت تک کے لوگوں کیلئے خاص نہیں بلکہ آپ ﷺ سے قبل کے لوگوں کیلئے بھی محیط ہے اور یہی بات حضور نبی کریم ﷺ کے اس ارشاد پر ظاہر ہے:

كُنْتُ نَبِيًّا وَادَمَ بَيْنَ الرُّوحِ وَالسَّجَدِ

ترجمہ: ”میں اس وقت بھی نبی تھا جبکہ حضرت آدم ﷺ روح و جسم کے درمیان تھے۔“

اور اگر کوئی اس کی تفسیر یہ کرے کہ ”اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ آپ ﷺ مستقبل میں نبی ہوں گے۔“ تو یہ تفسیر مناسب نہیں ہے۔ کیونکہ اس صورت میں اس حقیقت ثابت نہ رہے کہ رسالت میں ہوتی۔ اس لیے کہ علم خداوندی تمام اشیا کو محیط ہے اور نبی کریم ﷺ نے اپنی نبوت کی جو حقیقت بیان فرمائی۔ اس کا مفہوم یہ متعین ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی نبوت اس وقت بھی تھی۔ یہی وجہ تو ہے کہ حضرت آدم ﷺ نے آنکھ کھولتے ہی حضور نبی کریم ﷺ نام نامی امم گرامی عرش الہی پر ”محمد رسول اللہ“ (ﷺ) لکھا دیکھا۔ لہذا یہ ماننا پڑے گا کہ آپ ﷺ کی نبوت تکمیل و تخلیق حضرت آدم ﷺ سے پہلے تھی اور اگر صرف علم الہی میں آپ ﷺ کا نبی ہونا مانا جائے یعنی یہ کہ آپ ﷺ آئندہ ایک وقت مقررہ پر نبی ہوں گے۔ تو یہ معنی مراد لینے سے نبی کریم ﷺ کی کوئی خصوصیت ثابت نہیں ہوتی حالانکہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”میں اس وقت بھی نبی تھا جبکہ حضرت آدم ﷺ روح و جسم کے درمیان میں تھے۔“ اس لیے کہ علم الہی میں تو تمام انبیاء علیہم السلام کی نبوتیں اس وقت بھی تھیں اور اس سے پہلے بھی تھیں۔ اس میں حضور نبی کریم ﷺ ہی کیا تخصیص ہے؟ حالانکہ حضور نبی کریم ﷺ نے اس کا تذکرہ اسی لیے فرمایا کہ آپ ﷺ کی امت کو پہلے مل جائے کہ اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کو کس قدر مرتبہ اعلیٰ سے نوازا ہے اور آپ ﷺ کی نبوت تمام نبیوں کی پیدائش سے بھی پہلے موجود اور متعین تھی۔

اعترض:

صحیح النبی الدین سبکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اب اگر تم یہ اعتراض کرو کہ میں اس خصوصی قدر و منزلت کو کھینچنا چاہتا ہوں تو اس کی قشر یہ ہے کہ نبوت ایک وصف ہے اور وصف کیلئے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے موصوف کے ساتھ موجود ہو حالانکہ وصف نبوت کا بیان ولادت کے چالیس سال بعد ہوا ہے تو پھر اس سے مانگنا یا بعثت سے پہلے کے زمانہ کو اس کے ساتھ کیسے متعلق کر سکتے ہیں اور اگر یہ بات آپ کیلئے صحیح درست ہے تو دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کیلئے بھی یہ بات صحیح و درست ہوگی؟

جواب:

اس اعتراض کا جواب میں یہ دیتا ہوں کہ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارواح کو اجسام سے پہلے پیدا کیا، پس قرین صواب ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد کہ ”كُنْتُ نَبِيًّا“ الہی روح یا الہی حقیقت کی طرف اشارہ ہوا اور حقائق کے اور اک سے ہماری عقلیں عاجز و قاصر ہیں۔

بلاشبہ تمام حقائق کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا یا پھر مشیت خداوندی کے تحت جزوی طور پر کچھ ان کو بھی بتا دیا جاتا ہے جن کی نور الہی ہے۔ مگر ان حقائق کے انکشاف و اظہار میں یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جس حقیقت کو جس وقت اور جس قدر مناسب ہوتا ہے ظاہر فرما دیتا ہے لہذا رسول اللہ ﷺ کی حقیقت کو ممکن ہے کہ حضرت آدمؑ کی پیدائش سے پہلے ہی یہ وصف اس طرح عطا فرما دیا ہو کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی تخلیق ہی اس کے ساتھ فرمائی ہو اور آپؐ نبی ہو گئے ہوں اور آپ ﷺ کا اسم گرامی عرش پر لکھا ہو، اور رسالت و بعثت آپ ﷺ کو دے دی گئی ہو تاکہ تمام فرشتے اور مخلوق جان لے کہ خدا کے نزدیک آپ ﷺ کی کیسی عزت ہے۔

لہذا آپؐ کی حقیقت اس وصف کے ساتھ اس وقت موجود تھی اگرچہ آپؐ کا وہ جسم القدس جو اس وقت سے متعین ہے متاخر ہے۔ اس میں شک و شبہ نہیں کہ آپ ﷺ کی بعثت، آپ ﷺ کے خصائص نبوت اور آپ ﷺ کا منصب رسالت اس عالم آپؐ وکل جسے عالم الانس سے تعبیر کیا جاتا ہے تمام انبیاء کرام سے متاخر ہے لیکن عالم غیب و عالم ارواح میں آپؐ سب سے مقدم ہیں۔ یہ ممکن ہے کہ جو لوگ اہل کرامت سے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان میں کرامت کا ایضاً اس عالم مادی میں ان کے وجود میں آنے کے بعد کیا ہو۔

بہر حال اس میں شبہ نہیں کہ ہر ظہور پذیر چیز کا تمام اور تشکیلی علم اللہ رب العالمین کو ازل سے ہے اور ہم اللہ تعالیٰ کے اس علم کے بارے میں بہت ہی کم، ترہ اور کائنات کی قسمت کے مطابق جانتے ہیں اور اس لیے لحاظ سے انسان کو مکلف بنایا گیا تاکہ ہم بساط بھر معرفت حاصل کر کے خالق و مخلوق سے اپنے تعلق کو سمجھ کر عدل و اعتدال کے ساتھ دونوں کے حقوق ادا کرتے رہیں۔ اکتساب علم کے وہ ذریعے ہیں:

ایک ذریعہ تو یہ ہے کہ ہم کو دلائل و براہین کے ذریعہ کچھ معلوم ہو یعنی معلوم سے علت کو جانیں اور دوسرا ذریعہ یہ ہے کہ اس کیلئے کسی دلیل و براہین کی ضرورت پیش نہ آئے بلکہ وہ ظاہر و عیاں ہو لیکن ان دونوں ذریعوں کے مابین اللہ تعالیٰ کے عمل مخلوقی یا تخلیقی کے کچھ واسطے ہیں۔ ان میں سے کچھ واسطے افعال الہیہ کے ظہور کے بعد مخلوق پر ظاہر ہوتے ہیں اور کچھ ایسے واسطے ہیں جو اس عمل فعل کو کمال تک پہنچاتے ہیں اور یہ ضروری نہیں کہ یہ افعال کسی مخلوق پر ظاہر ہوں لیکن ہر فعل الہی عمل انفعال کو ان کمالات تک پہنچاتے ہیں جو اس عمل میں اس کی خلقت کے اعتبار سے اس میں ودیعت کروائے گئے ہیں اور آخر کار عمل فعل (مفعول) کو وہ کمال حاصل ہو جاتا ہے جو اس کی تخلیق میں ودیعت کر دیا گیا ہے۔ لیکن یہ واسطہ ملکی انبیاء کرام علیہم السلام کیلئے مخصوص ہیں۔ عوام ان کے حصول سے محروم ہیں جس طرح حضور نبی کریم ﷺ کی نبوت کا علم قوموں کو جیسا ہوا جبکہ آپؐ پر قرآن کریم نازل ہوا اور پہلی مرتبہ حضرت جبریلؑ قرآن لے کر آئے۔ یہ بات اللہ تعالیٰ کے افعال سے ایک فعل ہے جو اس کی معلومات کا ایک جز ہے اور اس کی قدرت کے آثار اس کے ارادے اور اس کے اختیار جو کسی خاص فعل کے ساتھ وابستہ ہوں، اس کا ایک حصہ ہے۔

نبی کریم ﷺ کی شان یہ ہے کہ آپ ﷺ ”خیر المخلوق“ ہیں لہذا کسی مخلوق کا کمال آپ ﷺ کے

کمال سے برتر نہیں اور نہ کسی کا مقام آپ کے مقام سے اعلیٰ تر ہے۔ یہ بات ہم نے صحیح حدیث کے ذریعہ جانی کہ یہ کمال آپ ﷺ کو خلق آدم سے پہلے حاصل تھا جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے عطا فرمایا۔ علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کیلئے انبیاء کرام علیہم السلام سے عہد و پیمان لیے تاکہ وہ سب جان لیں کہ آپ ﷺ ان پر مقدم ہیں اور آپ ان کے بھی نبی اور رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ نے جو عہد اور بیٹاق لیا ہے اس میں آپ کا ہی کا خلیفہ بنانا بیان کیا گیا ہے اور اس کا تصور آپ ہی کی ذات ہے۔ اسی بناء پر آیہ کریمہ "لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ إِذْ أَخْرَجَهُ مِنَ الْبَطْنِ وَكَرَّمَهُ" میں نام قسم کیلئے آیا ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام سے جو عہد و پیمان لیا گیا، گویا وہ اس بیعت کی مانند ہے جو خلفاء کے تابعوں سے بوقت استقرار خلافت لی جاتی ہے اور میں ممکن ہے کہ تابعین سے جو حلف لیا جاتا ہے وہ اسی کی اصل بھی ہو۔ اب نبی کریم ﷺ کی عظمت شان اور رفعت مقام پر غور کیجئے:

جو بارگاہ حق سبحانہ و تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ غور و تدبر کے بعد آپ کی سمجھ میں آجائے گا کہ رسول اللہ ﷺ "سردار انبیاء" اور "امام الرسل" ہیں اور اس کا ظہور آخرت میں ہوگا کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام آپ کے جہت سے گئے نیچے ہوں گے جس طرح شب معراج میں حضور نبی کریم ﷺ نے ان کی امامت فرمائی تھی۔ مسئلہ کی وضاحت اور زیر بحث گفتگو مزید ذہن نشین کرنے کیلئے فرض کیجئے کہ اگر آپ ﷺ حضرت آدم علیہ السلام، یا حضرت نوح علیہ السلام، یا حضرت ابراہیم علیہ السلام، یا حضرت موسیٰ علیہ السلام، یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانوں میں سے کسی کے زمانے میں اس دنیا میں تشریف لے آتے تو ان پر اور ان کی امتوں پر واجب ہو جاتا کہ وہ آپ ﷺ پر ایمان لائیں اور اتباع کریں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ارواح انبیاء علیہم السلام سے عہد و پیمان لیا کہ آپ ﷺ کی نبوت سب پر محیط اور آپ ﷺ کی بالادستی سب پر قائم ہے۔ یہ حیثیت آپ ﷺ کو معنوی طور پر حاصل ہے۔

بلاشبہ یہ بات آپ ﷺ کے ساتھ ان کے اختراع پر موقوف ہے اور اس بات میں تاخیر ان کے وجود کی طرف راجع ہے نہ کہ ان کے عدم اتصاف کی جانب۔ جیسا کہ اس کا اتھاوا ہے کیونکہ یہ دو باتیں الگ الگ ہیں۔ ایک یہ کہ فعل کا اس بات پر موقوف ہونا کہ فعل کے کل میں قبول فعل کی صلاحیت ہے یا نہیں اور دوسری بات یہ کہ فاعل میں یہ اہلیت ہے کہ نہیں کہ وہ کل میں صلاحیت قبول فعل پیدا کرے۔ ان دونوں باتوں کے مابین ایک عظیم فرق ہے لہذا اس جگہ نہ تو فاعل کی جہت سے توقف ہے اور نہ نبی کریم ﷺ کی ذات شریفہ کی جہت سے توقف ہے بلکہ وجود ذات کی جہت ہے کہ وہ فعل اس پر مشتمل ہے موقوف ہے۔

اب اگر یہ بات ان کے زمانے میں پائی جائے تو بلاشبہ آپ ﷺ کا اتباع ان پر لازم آتا ہے۔ اسی بناء پر آخر زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ ﷺ کی شریعت پر آئیں گے اگرچہ آپ ﷺ اپنے حال پر نبی و رسول ہوں گے۔ ایسا نہیں ہے جیسا کہ بعض لوگ گمان کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام امت کے ایک اسی بن کر آئیں گے۔ البتہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضور نبی کریم ﷺ کی امت کے ایک فرد ہیں۔ جیسا کہ ہم نے تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے کہ وہ حضور نبی کریم ﷺ کا اتباع کریں گے اور

ہمارے نبی کریم ﷺ کی شریعت پر قرآن و سنت کے تحت حکم فرمائیں گے اور اوصاف و احوال سے ہر اس چیز کا حکم فرمائیں گے جو حضور نبی کریم ﷺ کی امت سے متعلق ہے جس طرح کہ تمام امتوں سے متعلق ہوتا ہے۔ بایں ہمہ وہی حالہ با عظمت نبی ہیں اور ان کی نبوت اور شرف نبوت سے کچھ بھی کم نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر رسول اللہ ﷺ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں یا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے یا حضرت ابراہیم علیہ السلام یا حضرت نوح علیہ السلام یا حضرت آدم علیہ السلام کے زمانوں میں مبعوث ہوتے تو وہ تمام انبیاء کرام اپنی اپنی نبوت و رسالت پر جو ان کی امتوں کی طرف ہے برقرار رہتے اور ہمارے نبی کریم ﷺ ان سب کے اوپر نبی ہوتے اور آپ کی رسالت انبیاء کرام اور ان کی امتوں سب پر ہوتی۔ لہذا حضور نبی کریم ﷺ کی نبوت و رسالت عام تر، شامل تر اور عظیم تر ہے۔

انبیاء کرام علیہم السلام کی شریعتوں کے ساتھ اصول میں نبی کریم ﷺ کی شریعت متفق ہے، اسی لیے شرائع کے اصول میں اختلاف نہیں ہوتا ہے۔ اب رہا رسول اللہ ﷺ کی شریعت مطہرہ کا تقدم، ان مسائل میں جو فروعات سے تعلق رکھتے ہیں اور جن اختلاف کا وقوع ہے خواہ یہ اختلاف بر سبیل تخصیص ہو یا سبیل نسخ، تو یہ نسخ ہے نہ تخصیص، بلکہ ان اوقات میں ان امتوں کی قبضت سے جن میں ان کے انبیاء احکام لائے، وہ حقیقت حضور نبی کریم ﷺ کی ہی شریعت تھی اور اس زمانے میں ان امتوں کی طرف منسوب ہونے سے ان کی شریعت کہلاتی تھی لہذا اختلاف اشخاص و زمانہ کے اعتبار سے فروغ احکام میں اختلاف ہے۔

اس تقریر سے ہمیں ان دونوں حدیثوں کا مطلب واضح طور پر معلوم ہو گیا، اس سے پہلے ہم پر اس کا مفہوم نقل تھا۔

حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”مجھے تمام لوگوں کی طرف مبعوث فرمایا گیا۔“ اس کا مطلب ہم نے بے شک یہ لیا تھا کہ اس سے مراد وہ امت ہے جو آپ ﷺ کے فرمانے سے قیامت تک ہوگی، مگر اب یہ علم ہوا کہ تمام نوع انسانی آپ کے حلقہ رسالت میں شامل ہے۔ قطع نظر اس سے کہ مہد ماقبل میں گزر چکی ہے یا زمانہ بعد میں آئے۔ دوسری حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں اس وقت بھی نبی تھا جبکہ حضرت آدم علیہ السلام ابھی روح و جسم کے درمیانی مرحلہ میں تھے۔

اس کا مطلب ہم یہ سمجھے ہوئے تھے کہ علم و ارادۃ الہی میں آپ ﷺ نبی تھے مگر اب یہ ظاہر ہوا کہ آپ ﷺ کا یہ ارشاد مزید تفصیل و کمال اور عالمگیر رسالت اور ہمہ وقتی نبوت اور مطلق و بے قید زمانے کیلئے وغیرہ کا حامل ہونا ہے اور بلا شک یہی فرق اس حالت کے مابین جو حضور نبی کریم ﷺ کے عالم اجسام میں جلوہ فرما ہوئے اور خاکدان عالم کی ظلمتوں کو جمال جہاں آرا کی راہنشوں سے منور فرماتے اور شیر خوار و طفل کے مراحل سے گزر کر جوان ہونے تک اور اس کے بعد عمر شریف کے چالیس سال پورے ہونے پر آپ کی بعثت اور اس کے اتمام کے درمیان قبضت ہے۔

تو یہ نسبت نہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ہے نہ لوگوں کی طرف، اگر لوگ اس سے پہلے سننے کے قابل ہوتے بلکہ شرائط پر احکام کو معلق کرنا کبھی عمل قبولیت کے اعتبار سے ہوتا ہے اور کبھی قائل بھری

کے سبب سے تو اس جگہ محل قبولیت کے لحاظ سے تعلیق ہے اور وہ آپ ﷺ کی توح انسانی کی طرف بعثت اور ان پر ایثار کرنا ہے اور تصور نبی کریم ﷺ کے جسمانی وجود کا ان کی نظروں کے سامنے ہونا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک باپ کسی شخص کو اپنی لڑکی کے نکاح کیلئے اس شرط کے ساتھ وکیل بنائے کہ جب کوئی کفو ملے تو نکاح کر دینا اور وکیل کفو ملنے پر اس لڑکی کا نکاح کر دے تو یہ وکالت صحیح ہے اور وہ شخص ایسی وکالت کا اہل ہے اور کسی فاعل "مفعولہ" کا وقوف کفو کے وجود پر ہوتا ہے اور کفو ایک عرصہ کے بعد میسر آتا ہے تو ایسی صورت میں جو کچھ توقف و تاخیر ہوئی اس سے وکالت کی صحت اور وکیل کی الہیت میں حرج نہیں آتا۔

﴿علامہ سبکی = الصغیر والمنہ فی لزوم بہ والتصر نہ﴾

مکتوب اعلیٰ پر نبی کریم ﷺ کا اسم گرامی

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب حضرت آدم علیہ السلام سے خطاب ہوئی تو انہوں نے التجا کی:

"اے میرے رب مجھے محمد ﷺ کے صدقہ بخش دے۔"

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "تم نے محمد ﷺ کو کس طرح جانا؟" عرض کیا: "جب تو نے مجھے اپنے وصیت قدرت سے بنایا اور میرے جسم میں جان ڈالی، میں نے مراغایا تو دیکھا کہ عرش اعلیٰ کے متونوں پر "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" لکھا ہوا تھا تو میں نے جان لیا کہ جس ذات اقدس کا نام نامی تیرے اسم گرامی کے ساتھ مکتوب ہے یقیناً وہ تیری بارگاہ میں دیکر ساری مخلوق سے اعلیٰ و مکرّم ہوگا۔"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اے آدم! تم نے ٹھیک سمجھا، اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو میں نہ تم کو پیدا کرتا نہ کائنات کو۔"

❖ حدیث قدسی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَوْلَا أَنَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاقَ

اس حدیث قدسی کے یہی معنی ہیں یعنی یہ تمام کائنات اور عالم اجساد صدقہ ہے وجود مسخود محمد رسول اللہ ﷺ کا۔

﴿حاکم، ترمذی، بیہقی، ابوالقاسم، ابن عساکر﴾

حضرت آدم علیہ السلام کی شیث الہیہ کو وصیت:

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو انبیاء و مرسلین کی مہنتی کے برابر انبیاء عطا فرمائیں۔ یہ تعین نہیں کیا جاسکتا کہ وہ انبیاء کتنی اور کیسی تھیں۔ اس کے بعد حضرت آدم علیہ السلام اپنے بیٹے حضرت شیث کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: "اے میرے بیٹے! میرے بعد تم میرے قائم مقام ہو، تو اس منصب و خلافت کو "عمارة النہوی اور عروۃ القولقی" کے ساتھ اور جب تم اللہ تبارک و تعالیٰ کا ذکر کرو تو اس کے ساتھ "محمد رسول اللہ ﷺ" کا بھی نام لینا اور ذکر

کرنا۔ کیونکہ میں نے عرش الہی کے ستونوں پر آپ ﷺ کا نام نامی اس وقت لکھا دیکھا جبکہ میں روح و منی کے درمیان میں تھا۔ اس کے بعد مجھے آسمانوں پر بھیرایا گیا تو میں نے آسمان میں ہر جگہ اور ہر مقام پر محمد ﷺ لکھا دیکھا۔ پھر میرے رب نے مجھے جنت میں ٹھہرایا تو میں نے جنت میں ہر محل اور ہر درجہ پر اسم محمد ﷺ تحریر دیکھا اور میں نے نام محمد ﷺ کو حورالعین کی پیشانیوں پر اور جنت کے در و درختان بہر پر اور دوست مہربان کے ہر پتہ پر اور ”سدرة المنتی“ کے ہر ورق پر اور پردوں کے ہر گوشے پر اور فرشتوں کی آنکھوں کے درمیان لکھا ہوا ہے تو تم اس اسم گرامی کا کثرت سے ذکر کرنا کیونکہ فرشتے اس کا ورد کرتے ہیں۔

﴿ابن مساکر﴾

حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”شب معراج جب میں لامکاں کی سیر کو گیا تو میں نے عرش الہی کے ستونوں پر یہ الفاظ لکھے ہوئے دیکھے: ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَيْدِيَهُ بَعْلَى“ (ترجمہ: خدا کے سوا کوئی معبود نہیں، محمد اللہ کے رسول ہیں، بے شک ان کی سر بلندی کے ساتھ تائید کی۔)

﴿ابن مساکر﴾

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”معراج کی شب مجھے آسمانوں پر لے جایا گیا تو ہر آسمان پر میں نے یہ الفاظ لکھے ہوئے دیکھے: ”محمد اللہ کے رسول اور حضرت ابو بکر صدیق ؓ میرے خلیفہ ہیں۔“

﴿ابو یعلیٰ، طبرانی، ابن مساکر﴾

حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب مجھے معراج کی شب آسمان پر لے جایا گیا تو میں نے ہر آسمان پر اپنا نام محمد رسول اللہ لکھا ہوا دیکھا۔“

﴿ابن ابی شیبہ﴾

دارقطنی، ابن عساکر، حاکم اور ابوالعزم رحمہم اللہ وغیرہ جیسے اجلہ اکابر محدثین نے بڑی صراحت و وضاحت کے ساتھ اپنی اپنی تصانیف میں اس امر کی وضاحت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شب معراج اپنا اسم گرامی عالم بالا میں ہر مقام پر تحریر شدہ دیکھا۔

حضرت ابودرداء ؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”شب معراج مجھے سیر کراتے ہوئے عرش پر لے گئے تو وہاں کے سبز پردوں پر سفید نورانی حروف سے میں نے لکھا ہوا دیکھا: ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ“ (ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، محمد رسول اللہ ہیں۔)

﴿دارقطنی، خطیب، ابن مساکر﴾

حضرت جابر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنت کے دروازوں پر ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ“ لکھا ہوا ہے۔

﴿ابو نعیم، ابن ابی شیبہ﴾

حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے حضرت

عیسیٰؑ پر وحی فرمائی کہ محمد ﷺ پر ایمان لاؤ اور تمہاری امت میں سے جو کوئی ان سے ملاقات کرے اسے حکم ہو کہ ان پر ایمان لائے کیونکہ اگر محمد ﷺ کی جلوہ گری نہ ہوتی تو نہ حضرت آدمؑ ہوتے اور نہ جنت و دوزخ ہوتی اور میں نے عرش کو پانی پر مقیم کیا تو وہ متحرک تھا، پھر میں نے اس پر لکھا: "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" تو وہ ٹھہر گیا۔

﴿عالم﴾

حضرت عبداللہ بن زبیر اور حضرت جابر رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ حضرت آدمؑ کے دونوں شانوں کے درمیان "محمد رسول اللہ خاتم النبیین" لکھا ہوا تھا۔

﴿ابن مساکر﴾

سونے کی تختی پر تحریر

بزار رحمہ اللہ، حضرت ابوذرؓ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ وہ خزانہ جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے وہ سونے کی تختی ہے، جس میں لکھا ہوا ہے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

"میں اس شخص سے تعجب کرتا ہوں کہ جو قدرت پر یقین رکھتا ہے، پھر وہ ممکن بھی ہوتا ہے اور میں اس شخص پر حیرت کرتا ہوں جو جہنم کی ہولناکیوں کو یاد رکھتا ہے، پھر وہ جنتا ہے اور مجھے اس شخص پر بھی حیرت اور تعجب ہوتا ہے جو موت کو یاد رکھنے کے باوجود پھر اس سے قائل رہے، لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔"

تقریباً اسی مضمون کی حدیث حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے جس کو بیہقی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور حضرت ابن عباسؓ سے بھی روایت ہے جس کو خرائطی رحمہ اللہ نے کتاب "قیع الحرمین" میں روایت کیا ہے۔

حضرت سلیمانؑ کی انگوٹھی اور نام محمدؐ

حضرت عبادہ بن الصامتؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "حضرت سلیمان بن داؤدؑ کی انگشتری کے گیند کا رنگ آسمانی تھا۔ یہ گیند ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوا تھا۔ انہوں نے یہ گیند اپنی انگشتری میں جڑوا لیا تھا اس گیند پر "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" لکھا ہوا تھا۔

﴿طبرانی﴾

حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "حضرت سلیمان بن داؤدؑ کی انگوٹھی کے گیند میں "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ" نقش کیا تھا۔

﴿مفید کتاب الضعفاء﴾

پھول کے پتوں پر نام محمد ﷺ

حضرت ابوالحسن علی بن عبداللہ ہاشمی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں بلا در بند گیا تو میں نے ایک

گاؤں میں سیاہ رنگ کے پھول کا ایک درخت دیکھا۔ وہ سیاہ پھول ایک بڑے پھول میں کھلتا تھا۔ نہایت پاکیزہ خوشبو اس کی پگھلنے والوں کا رنگ سیاہ تھا اور ان پٹیوں پر سفید حروف میں "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ و ابوہکرمہ الصلیق عمو الفاروق" لکھا تھا۔ مجھے شبہ ہوا اور میں نے گمان کیا کہ شاید یہ پھول مصنوعی ہے۔ اس کے بعد میری نظر ایک اور کٹی پر پڑی۔ میں نے ہاتھ سے اسے کھولا تو دیکھا اس میں بھی ویسا ہی لکھا ہوا تھا۔ اسی جہتی میں ایسے پھول بکثرت تھے حالانکہ اس جہتی کے باشندے بت پرست تھے، وہ اللہ تعالیٰ کو جانتے بھی نہیں تھے۔

﴿ابن مساکر و ابن شہار فی التاریخ﴾

آسمانوں اور زماتہ آدم میں اذان میں نبی کریم ﷺ کا اسم گرامی:

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حضرت آدم ؑ صراحتاً پہ (موجودہ سری لنکا) میں اتارے گئے تو انہیں وحشت و پریشانی لاحق ہوئی۔ حضرت جبرئیل ؑ تازل ہوئے اور اذان دینی شروع کر دی۔ اللہ اکبر، اللہ اکبر، اشہد ان لا الہ الا اللہ (دوسری) اشہد ان محمداً رسول اللہ (دوسری) حضرت آدم ؑ نے حضرت جبرئیل ؑ سے پوچھا: "محمد ﷺ کون ہیں؟"

حضرت جبرئیل ؑ نے جواب دیا: "یہ تمہارے ایک فرزند ہیں جو کہ انبیاء علیہم السلام میں سے ہیں۔"
﴿ابو نعیم حلیۃ الاولیاء﴾

تعلیم اذان کی عجیب و غریب روایت:

حضرت علی ؑ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا جب اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ اپنے محبوب ﷺ کو اذان سکھائے۔ تو حضرت جبرئیل ؑ ایک براق لے کر پہنچے جب آپ ﷺ نے سوار ہونے کا قصد کیا تو براق نے شوق کی۔ اس وقت حضرت جبرئیل ؑ نے فرمایا: اطاعت کیلئے ٹھہر جا، خدا کی قسم! محمد ﷺ خدا کے برگزیدہ ترین بندے تجھ پر سوار ہوں گے۔ سکوت براق کے بعد آپ ﷺ اس پر سوار ہوئے یہاں تک کہ اس حجاب عظمت تک آئے جو بارگاہِ رحمن کے نزدیک ہے۔ اسی دوران اس حجاب کی پشت سے ایک فرشتہ باہر آیا اور اس نے کہا: "اللہ اکبر اللہ اکبر" حجاب کے پیچھے سے آواز آئی۔ میرے بندے نے سچ کہا، میں اکبر ہوں، میں اکبر ہوں۔ اس کے بعد فرشتے نے کہا: "اشہد ان لا الہ الا اللہ" حجاب کی پشت سے کہا گیا۔ میرے بندے نے سچ کہا: میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ پھر فرشتے نے کہا: "اشہد ان محمداً رسول اللہ" اور پردہ حجاب کے پیچھے سے آواز آئی۔ میرے بندے نے سچ کہا: میں نے محمد ﷺ کو رسول بنایا۔ اس کے بعد فرشتے نے کہا: "حی علی الصلوۃ، حی علی الفلاح، قد قامت الصلوۃ" اس کے بعد کہا: "اللہ اکبر، اللہ اکبر" پس عقب پردہ سے کہا گیا۔ میرے بندے نے سچ کہا۔ میں اکبر ہوں۔ میں اکبر ہوں۔ فرشتے نے پھر کہا: "لا الہ الا اللہ" پس پردہ سے کہا۔ میرے بندے

نے سچ کہا۔ میرے سوا کوئی معبود نہیں۔

اس کے بعد فرشتے نے حضور نبی کریم ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر آگے بڑھایا۔ آسمان والوں میں حضرت آدمؑ اور حضرت نوحؑ بھی تھے۔ اس دن اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کیلئے آسمان و زمین والوں پر اشرف و کمال اور برتری کو کامل فرمادیا۔

﴿پڑھو﴾

نبی کریم ﷺ پر ایمان لانے کا عہد:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَإِذَا أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّنَ لَمَا آتَيْنَكُم مِّنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَالتَّنَصَّرُ لَهُ ۖ قَالَ أَعِزُّوْا نَفْسَكُمْ عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ ۚ إِنَّكُم مِّنَ الشَّاهِدِينَ

﴿سورہ آل عمران﴾

ترجمہ: ”اور یاد کرو، جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا کہ جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں، پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ جو تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی ہمد کرتا۔ فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا؟ سب نے عرض کیا: ہم نے اقرار کیا فرمایا: تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔“

آیت مذکورہ کی تفسیر میں ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ سعدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت نوحؑ کے وقت سے کوئی ایسا نبی مبعوث نہیں ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے یہ عہد بیان نہ لیا ہو کہ محمد ﷺ پر ضرور ایمان لانا اور آپ ﷺ کی ہمد کرنا، بشرطیکہ وہ تمہارے زمانہ حیات میں ظہور پذیر ہو جائیں، ورنہ اپنی امت سے عہد و پیمان کر لینا کہ وہ سب حضرت محمد ﷺ پر ایمان لائیں اور ہمد کریں بشرطیکہ ان کے زمانہ حیات میں وہ مبعوث ہو جائیں۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کا مذکور (ذکر) حضرت آدمؑ اور ان کے بعد میں مبعوث ہونے والے انبیاء کرام علیہم السلام سے فرماتا رہا۔ تمام سابقہ امتیں اپنے اپنے انبیاء کرام علیہم السلام سے بیثبات ظہور سنتی رہیں اور آپ کے وسیلہ سے دعائے فتح و ظفر مانگی رہیں حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کو بہترین امت، بہترین عہد، بہترین صحابہؓ اور بہترین شہر میں مبعوث فرمایا۔ آپ نے اس شہر میں جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا قیام فرمایا۔

یہ شہر حضرت ابراہیمؑ کا حرم تھا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ہجرت مدینہ کیلئے حکم فرمادیا۔ اس لیے وہ شہر نبی کریم ﷺ کا حرم ہے تو گویا مقام بیعت اور مقام ہجرت دونوں حرمین ہیں۔

﴿ابن عباسؓ﴾

دعا کے ابراہیم سے اللہ بشارت ابن مریم:

حضرت ابو العالیہ سے روایت ہے کہ حضرت ابراہیم نے جب دعا کی: "وہنا وابعث
فیہم رسولاً منہم" تو ان سے فرمایا گیا کہ ہم نے تمہاری درخواست قبول کر لی اور وہ ختم الانبیاء سب
کے بعد جلوہ افروز ہوں گے۔

﴿ابن جریر بن العسیر﴾

حضرت عرباض بن ساریہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں اپنے والد
حضرت ابراہیم کی دعا اور حضرت یحییٰ کی بشارت ہوں۔"

﴿احمد، مسلم، نسائی﴾

حضرت عبادہ بن صامت سے روایت ہے کہ کسی نے عرض کیا: "یا رسول اللہ ﷺ! ہمیں
اپنے بارے میں کچھ بتائیے۔" ارشاد فرمایا: "ضرور۔ میں اپنے والد حضرت ابراہیم کی دعا ہوں
اور جن لوگوں نے میرے ظہور کی بشارت دی تھی ان میں آخری بشارت دینے والے حضرت یحییٰ
ہیں، میں ان کی بشارت ہوں۔"

﴿ابن مساکر﴾

حضرت شحاک سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "میں اپنے والد حضرت ابراہیم
کی دعا ہوں، انہوں نے اس وقت دعا مانگی جب وہ خاتہ کعبہ کی بنیادیں انمارہے تھے کہ "دعا
وابعث فیہم رسولاً منہم" یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور مجھے ظاہر فرمایا۔

﴿ابن سعد﴾

سیدنا ابراہیم اور اولاد ابراہیم کو نبی کریم ﷺ کی بشارت:

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو حضرت
ہاجرہ علیہا السلام کے رخصت کرنے کے لیے حکم فرمایا تو حضرت ابراہیم براق پر سوار ہوئے جب
نپ کا زرترم و شاداب علاقہ پر ہوتا تو فرماتے "اے جبریل! یہاں اتر دو؟" مگر حضرت
جبریل منع کرتے رہے حتیٰ کہ مکہ آ گئے۔ اب حضرت جبریل نے کہا "سیدنا ابراہیم! یہاں
یہاں پر اتر جائیے۔" آپ نے کہا "اس مقام پر تو دودھ دینے والے جانور ہیں اور نہ بھتی ہے۔" انہوں
نے کہا "ہاں یہاں اتر جائیں۔ اسی جگہ اللہ تعالیٰ آپ کے فرزند کی نسل سے اس نبی اُمی ﷺ کو مبعوث
فرمائے گا جس کے ذریعہ دین حق کی تشریح و تکمیل فرمائے گا۔"

﴿ابن سعد﴾

حضرت محمد بن کعب قرظی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ہاجرہ اپنے بیٹے حضرت
اسماعیل کے ساتھ لکھن تو کسی شخص نے ان سے کہا: "اے ہاجرہ! تمہارا بیٹا کثیر خاندانوں کا باپ
ہے اور انہیں کی نسل سے نبی اُمی ﷺ پیدا ہوں گے جو حرم کے بسانے والے ہوں گے۔"

حضرت محمد بن کعب قرظی رحمۃ اللہ علیہ سے ہی روایت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو وحی پہنچی کہ میں تمہاری نسل سے بادشاہ اور انبیاء پیدا کروں گا اور اس نئی تہائی کو مبعوث فرماؤں گا جسکی امت بیت المقدس کے ریکل کو مسجد بنائے گی وہ نئی خاتم الانبیاء ہوگا اور اس کا نام نامی احمد ﷺ ہے۔

حضرت موسیٰؑ کو نبی کریم ﷺ کی آمد کی بشارت:

حضرت ابوامامہ باہلی سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا کہ جب معد بن عدنان کی اولاد چالیس مردوں پر پہنچی تو وہ حضرت موسیٰؑ کی فوج پر حملہ آور ہوئے اور ان میں لوٹ مار مچادی۔ اس موقع پر حضرت موسیٰؑ نے بددعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی فرمایا: اے موسیٰ! ان کیلئے بددعا نہ کرو، اس لیے کہ ان لوگوں کی نسل سے نبی امی، بشیر و نذیر پیدا ہوں گے اور ان میں امت محمدیہ پیدا ہوگی۔

یہ لوگ خدا کے قصود سے رزق پر راضی ہوں گے اور خدا ان کے قصود سے نکل سے راضی ہوگا اور وہ امت "لا الہ الا اللہ" کہتی ہوئی جنت الفردوس میں داخل ہوگی۔

ان کے نبی محمد ﷺ بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہیں جو اپنی وضع قطع میں متواضع ہوں گے۔ ان کا سکوت، حکمت و دانائی کی وجہ سے ہوگا۔ ان کی گفتگو حکمت و دقت پر مبنی ہوگی، علم اور سنجیدگی ان کی قصلت ہوگی۔ میں اہل قریش کے بہترین گھرانے میں ان کو پیدا کروں گا، وہ قریش کے منتخب و وقار فرد ہوں گے، تو وہ بہتر ہیں اور بہتر لوگوں کی طرف مبعوث ہیں اور ان کے پیغمبر اچھائی اور خیر کی طرف رجوع کرتے والے ہیں۔

﴿طہراتی﴾

آسمانی کتب میں نبی کریم ﷺ کا ذکر جمیل:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ

﴿سورة الاحزاب﴾

ترجمہ: "وہ جو غلامی کریں گے اس رسول بے پڑھے غیب کی خبریں دینے والے کی جیسے لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس تو۔ بت اور انجیل میں۔"

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ اس طرح فرماتا ہے:

مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَرَاءِ رَحِمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ أَشْرَافِهِمْ

ذلک مثلہم فی الثورۃ و مثلہم فی الانجیل کدورع انخرج شطتہ لاوزہ
لاستغلظ فاستوی علی موافقہ یعجب الزراع

﴿سورۃ الفتح﴾

ترجمہ: ”محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پت پت تھیں اور آپس میں نرم دل تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے مجھے میں کرتے اللہ کا فضل و رشا چاہتے، اس کی علامت ان کے چہروں میں ہے جہدوں سے نشان سے یہ ان کی صفت تو ریت میں ہے اور ان کی صفت انجیل میں ہے جیسے ایک کھیتی اس نے اپنا پٹھا نکالا پھر اسے طاقت دی پھر ویران ہوئی پھر اپنی ساق پر سیدھی کھڑی ہوئی کسانوں کو بھلی لگتی ہے۔“

حضرت عطاء بن یسار ؓ سے روایت ہے کہ میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص ؓ سے ملا تو میں نے ان سے کہا کہ مجھے نبی کریم ﷺ کی کوئی خاص بات بتائیے تو انہوں نے کہا: ہاں خدا کی قسم! آپ ﷺ تو ریت میں بیان کردہ اوصاف سے متصف ہیں اور آپ ﷺ کی بہت کچھ صفت قرآن میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”اے نبی ﷺ! بے شک ہم نے آپ ﷺ کو شاہد، بشر، نذیر اور امیوں کا کر کے رسول بنایا۔ آپ ﷺ میرے بندے اور رسول ہیں۔ میں نے آپ ﷺ کا نام التوکل رکھا۔ نہ آپ ﷺ بدخلق ہیں اور سخت مزاج اور نہ درشت خو۔ نہ آپ ﷺ بازاروں میں زور سے بولنے والے ہیں اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے دینے والے ہیں بلکہ بخود و رگزد آپ ﷺ کی خلعت ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی روح مبارک اس وقت تک قبض نہ فرمائے گا جب تک کہ ”مکجھرو“ سیدھے نہ ہو جائیں اور وہ ”لا الہ الا اللہ“ نہ کہہ لیں۔ آپ ﷺ کے ذریعہ اندھی آنکھیں، بہرے کان اور دلوں کے پردے کھولے گا۔

﴿بخاری﴾

حضرت عبداللہ بن سلام ؓ سے روایت ہے کہ جب انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کی ہجرت مکیٰ خیر کو سنا تو وہ حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت کو آئے آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ”اے ابن سلام! تم الہ مدینہ کے عالم ہو؟“ انہوں نے عرض کیا: ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں تمہیں اس خدا کی قسم دیتا ہوں جس نے تو ریت کو حضرت موسیٰ ؑ پر نازل فرمایا۔ کیا تم میری صفت اللہ کی کتاب میں پاتے ہو؟“

حضرت عبداللہ بن سلام ؓ نے عرض کیا: ”اے محمد ﷺ! آپ اپنے رب کا سب بیان کیجئے؟“ یہ سن کر حضور نبی کریم ﷺ پر چمکی طاری ہوئی۔ عین اسی وقت حضرت جبریل ؑ نے آکر وحی سنائی: قل هو اللہ احد، اللہ الصمد، لم یلد، و لم یولد، و لم یکن لہ کفو احد

﴿سورۃ اخلاص﴾

ترجمہ: ”تم فرماؤ اللہ ہے وہ ایک ہے اللہ بے نیاز ہے، نہ اس کی کوئی اولاد نہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ ہی اس کے جوڑ کا کوئی۔“

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے یہ ”ولی نشین و دل کشا“ کلام سن کر عرض کیا: ”میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً آپ اللہ کے رسول ہیں اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اور آپ کے دین کو تمام دینوں پر غالب فرمائے گا اور بلاشبہ میں نے خدا کی کتاب تو ریت میں یہ پڑھا ہے کہ ”اے نبی! بے شک ہم نے آپ کو شاہد، مبشر اور نذیر بنا کر بھیجا۔ آپ میرے بندے اور میرے رسول ہیں۔ میں نے آپ کا نام متوکل رکھا۔ آپ نہ سخت مزاج، ویرشت خو اور بدگو ہیں اور نہ بازاروں میں جھپٹے چلانے والے ہیں اور نہ بدی کا بدلہ بدی سے دیں گے بلکہ غفور و درگزر سے کام لیں گے اور اللہ تعالیٰ اس وقت تک آپ کی روح کو قبض نہ فرمائے گا جب تک کہ کجرو لوگ سیدھی راہ پر نہ آجائیں اور وہ دل کے اخلاص کے ساتھ یہ کہنے لگیں: ”لا الہ الا اللہ“ ان کے ذریعہ اللہ تعالیٰ امدادی آنکھیں، بھرے مکان اور دلوں کے پردے کھولے گا۔“

اس کے بعد یہ طریق حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ کی تعریف تو ریت میں اس طرح ہے:

”انا اوملک شاهد و مبشر و نذیر“

﴿سورہ الاحزاب﴾

آخر تک اس آیت قرآن کو پڑھا۔

﴿ان من مسا کر ہمارے دین﴾

عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ حضرت ابن سلام رضی اللہ عنہ سے اسی کی مانند حدیث بیان کی۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پہلی سطر میں ہے: (مسند داری، بیہقی)

”محمد ﷺ اللہ کے رسول اور اس کے بندے ہیں، نہ وہ بدخلق و سخت مزاج اور نہ بازاروں میں شور مچانے والے ہیں اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے دیتے ہیں مگر بہت زیادہ غفور و درگزر سے کام لیتے ہیں۔ ان کی ولادت کا مقام مکہ مکرمہ اور ہجرت کا مقام مدینہ طیبہ اور ان کی مملکت شام میں ہے۔“

اور دوسری سطر میں ہے:

”محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، ان کی امت بہت زیادہ حمد کرتے والی ہے، وہ ہر خوشی اور غم میں اللہ تعالیٰ کی حمد کریں گے اور ہر جگہ اللہ تعالیٰ کی حمد کریں گے اور ہر بلندی پر اس کی کبریائی بیان کریں گے۔ سورج پر نگہداشت کرتے ہوئے نمازیں پڑھیں گے اگرچہ وہ سواری پر سوار ہوں اور وہ لوگ اپنی کمروں پر قیعدہ پاندھیں گے، ان کے اعضاء و منو روں روشن ہوں گے اور رات کے وقت ان کی آوازیں فضا کے آسمانی میں شہد کی مکھیا کی جھنجھٹ کی مانند گونجتی ہوں گی۔“

﴿مسند داری، ابن مساکر﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا

کہ تم نے رسول اللہ ﷺ کی تشریف تو ریت میں کس طرح پائی ہے؟ حضرت کعب نے بتایا: ہم نے تو ریت میں پڑھا ہے کہ حضرت محمد بن عبد اللہ مکہ میں پیدا ہوں گے اور مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کر کے تشریف لے جائیں گے اور ان کا ملک شام ہوگا نہ وہ "بے ہودہ گو" ہوں گے اور نہ ہزاروں میں شور مچانے والے اور نہ برائی کا بدلہ برائی دے دینے کے بلکہ حق و درگزر سے کام لیں گے۔ ان کی امت بہت زیادہ حمد کرے گی، وہ ہر رنج و راحت میں حمد کرے گی اور ہر بلندی پر اللہ تعالیٰ کی کبریائی بیان کرے گی اور اپنے اعضاء کا وضو کرے گی اور کمر پر تہبند باندھے گی اور اپنی نمازوں میں اسی طرح صف بستہ ہوگی جس طرح میدان جنگ میں صف بستہ کھڑے ہوتے ہیں ان کی مساجد میں گونج ہوگی جس طرح شہد کی کھیاں بھنکتی ہیں، ان کی اذانوں کی آواز فضائے آسمانی میں سنی جائے گی۔

﴿مسند دارمی، ابن سعد، ابن عساکر﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری علامات اور اوصاف میں (سابقہ کتب سامی) میں بیان ہوا ہے کہ:

"احمد ﷺ متوکل ہیں، ان کی جائے ولادت مکہ اور ان کا مقام ہجرت مدینہ ہے نہ وہ بدخلق اور سخت مزاج ہیں اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے دینے والے بلکہ برائی کا بدلہ بھلائی سے دینے والے ہیں۔ ان کی امت بہت زیادہ حمد کرنے والی اور نصف کمر پر تہبند باندھنے والی ہے، وہ اپنے اعضاء جسمانی پر وضو کریں گے اور ان کے سینوں میں کتاب الہی ہوگی، وہ نمازوں کیلئے اس طرح صفیں باندھیں گے جس طرح میدان جنگ میں صفیں باندھی جاتی ہیں اور ان کی قربانیاں ایسی ہوں گی جس سے ہر اقرب حاصل ہوگا، راتوں میں عبادت کریں گے اور دنوں میں وہ شیر دل جنگ کریں گے۔"

﴿تذکرہ ابن کثیر، ابن سعد، ابن عساکر﴾

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے اوصاف انجیل میں اس طرح ہیں کہ وہ نہ بدخلق ہیں نہ سخت مزاج، نہ سوقيانہ اور بازاری انداز سے شور و غوغا کرنے والے اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے دینے والے ہوں گے بلکہ حق و درگزر سے کام لیں گے۔

﴿ابن سعد، مالک، بیہقی، ابن عساکر﴾

حضرت ام الدرداء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ:

"آپ تو ریت میں نبی کریم ﷺ کے اوصاف کس طرح پاتے ہیں؟"

تو انہوں نے جواب میں فرمایا:

"ہم نے تو ریت میں حضور نبی کریم ﷺ کی یہ صفیں پائیں ہیں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور ان کا نام متوکل ہے، وہ نہ بدخلق ہیں نہ سخت مزاج اور نہ سوقيانہ اور بازاری فخرے اور آواز سے کہتے ہیں اور انہیں کنجیاں عطا فرمائی گئی ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ ان کی آنکھوں کو بینائی دے اور میرے کانوں کو

شتوائی جنسے اور نیرھی زبانیں حضور نبی کریم ﷺ کے ذریعہ سیدھی ہوں گی یہاں تک کہ ”لا الہ الا اللہ“ وحید لا شریک لہ“ کی وہ گواہی دیں گے۔ وہ مظلوموں کی دھجیری فرمائیں گے اور کمزوروں کو زورداروں سے بچالیں گے۔“

﴿نسی، ابو نعیم﴾

مجھے محبوب کا امتی بناوے: (موسیٰ)

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جب توریت نازل ہوئی اور انہوں نے اسے پڑھا تو اس امت کا تذکرہ اس میں پایا۔ انہوں نے عرض کیا: اے رب! میں توریت کی تختیوں میں اس امت کا ذکر کر پاتا ہوں جن کا زمانہ تو آخری زمانہ ہوگا مگر ان کا داخلہ جنت میں پہلے ہوگا تو ایسے لوگوں کو میری امت میں شامل فرما دے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”وہ امت تو احمد بختی نبی آخر الزماں ﷺ کی ہے۔“

حضرت موسیٰ ؑ نے عرض کیا: اے پروردگار! میں نے ان تختیوں سے یہ جانا ہے کہ وہ امت فرمانبردار ہوگی اور اس کی دعائیں مستجاب ہوں گی، تو اے میری امت بناوے۔ رب عظیم نے فرمایا: وہ امت تو احمد بختی نبی ﷺ کی ہے۔

حضرت موسیٰ ؑ نے پھر عرض کیا: اے پروردگار! میں نے ان الواح میں پڑھا ہے کہ وہ ایسی امت ہے کہ جس کے سینوں میں کتاب الہی ہے جس کو پڑھیں گے تو اظہار ہوگا تو اس امت کو میری امت بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے پھر فرمایا: وہ امت تو احمد بختی نبی ﷺ کی ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے پروردگار! کائنات! میں نے ان الواح میں پایا ہے کہ وہ امت غنائم سے تمتع کرے گی تو اس امت کو میری امت بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وہ امت تو احمد بختی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے۔

حضرت موسیٰ ؑ نے عرض کیا: میں نے ان الواح میں دیکھا ہے کہ وہ امت صدقات کے اموال کھائے گی اور پھر اس پر انہیں اجر و ثواب بھی دیا جائے گا، تو اس کو میری امت بنا دے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا: وہ امت احمد بختی نبی ﷺ کی ہے۔

حضرت موسیٰ ؑ نے عرض کیا: اے رب! میں نے ان الواح میں دیکھا ہے کہ اس امت کا کوئی شخص اگر نیکی کا ارادہ کرے اور وہ کسی بے نیکی کی بنا پر اس نیکی کو نہ کر سکے، تب بھی وہ نیکی اس کے حساب میں تحریر کر لی جائے گی اور اگر وہ اس نیکی کو عمل میں لے آئے تو اس کیلئے دس نیکیاں درج کی جائیں گی تو اس امت کو میری امت بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ امت تو احمد بختی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے۔ حضرت موسیٰ ؑ نے عرض کیا: اے رب! میں نے ان الواح مقدسہ میں دیکھا ہے کہ جب اس امت میں سے کوئی شخص ہدی کا ارادہ کرے اور پھر خوف خداوندی سے باز رہے تو

کچھ نہ لکھا جائے گا اور اگر احکام کر لے تو ایک ہی بدی لکھی جائے گی تو اس امت کو میری امت بنا دے۔ فرمایا: وہ تو احمد بختی رحمۃ اللہ علیہ کی ہی امت ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے رب! میں نے ان الواح میں نے تحریر پایا ہے کہ وہ امت علم اولین و آخرین کی وارث ہوگی اور گم راہ پیشواؤں اور مسیح و جال کو ہلاک کرے گی، اس کو میری امت بنا دے۔ ارشاد فرمایا: وہ احمد بختی رحمۃ اللہ علیہ کی امت ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے مہربان پروردگار! پھر تو مجھے احمد بختی رحمۃ اللہ علیہ کی امت میں شامل فرما دے۔ اس کے جواب میں ان کو وہ خصلتیں عطا فرمائی گئیں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يا موسى اني اصطفيتك على الناس برسالاتي وبكلامي فخذ ما
اتيئك وحسن من الشكرين

﴿سورۃ الاعراف﴾

ترجمہ: "اے موسیٰ! میں نے تجھے لوگوں سے چن لیا اپنی رسالتوں اور اپنے کلام سے تو نے جو میں نے تجھے عطا فرمایا اور شکر والوں میں سے ہو۔"

اس ارشاد پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے رب! میں راضی ہو گیا۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ نے ایک یہودی عالم کو روتے ہوئے دیکھا تو اس سے پوچھا کیوں روتا ہے؟ اس نے جواب دیا: مجھے کچھ باتیں یاد آگئی ہیں۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا: خدا کی قسم! اگر میں تجھے بتا دوں کہ تو کن باتوں کو یاد کر کے رویا ہے تو کیا تو میری تصدیق کرے گا؟ اس نے کہا: ہاں۔ انہوں نے اس سے کہا: "میں تجھے اللہ کا واسطہ اور قسم دیتا ہوں، کیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل شدہ کتاب میں یہ واقعہ نہیں پاتا کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے توریت پر نظر ڈالی تو بارگاہ خداوندی میں عرض کیا: اے میرے پروردگار! میں توریت میں ایسی امت کو ذکر پاتا ہوں جو ایک بہترین امت ہے، وہ لوگوں کی ہدایت کیلئے پیدا کی گئی ہے جو نیکیوں کا حکم کرتی اور برائیوں سے روکتی ہے اور وہ کتاب اول اور کتاب آخر پر ایمان رکھتی ہے اور وہ گم کردہ راہ، افراد اور قوموں سے قتال کرے گی حتیٰ کہ شیطان و جال کو ہلاک کرے گی۔ اے میرے رب! ان لوگوں کو میری امت میں شامل کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ امت تو احمد بختی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔

اس یہودی عالم نے کہا: "درست ہے۔" پھر حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تو کتاب موسیٰ علیہ السلام نہیں پاتا کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے توریت کو پڑھا تو عرض کیا: اے اللہ العالمین! میں اس میں ایک امت کا تذکرہ پاتا ہوں کہ وہ بہت حمد و ثناء کرنے والی اور سورج کی نگہبانی کرنے والی ہوگی اور جب وہ کسی بات کا ارادہ کرے گی تو اس میں استحکام ہوگا اور انشاء اللہ سے آغاز کرے گی۔ تو ان لوگوں کو میری امت میں شامل کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وہ امت تو احمد بختی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔

ﷺ کی امت ہے۔" اس یہودی عالم نے کہا: "تمہارا کہنا درست ہے۔"

حضرت کعب نے فرمایا: "میں تجھے قسم دیتا ہوں کیا تو نے کتاب آسمانی میں یہ نہیں پڑھا کہ حضرت موسیٰ نے صحیفہ آسمانی کے مطالعہ کے بعد التجاہ کی۔ اسے خالق کائنات! میں مطلع ہوا ہوں کہ ایک امت ایسی ہے کہ جب ان میں سے کوئی بلندی پر چڑھتا ہے تو خدا کی کبریائی بیان کرتا ہے اور جب نیچے اترتا ہے تو تعزید کرتا ہے ان کیلئے روئے زمین کی تمام سطح سجدہ گاہ اور مٹی پاک و طاہر کردی گئی ہے جسے وہ رفع نجاست و جنابت کیلئے استعمال کریں گے۔ ان کے اعضاء و شسور روشن اور چمکدار ہوں گے تو انہیں میری امت بنا دے۔" اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "وہ تو احمد بن حنبلہؒ کی امت ہے۔"

یہودی عالم نے کہا: "بالکل صحیح ہے۔" حضرت کعب نے کہا: "میں پھر تجھے قسم دیتا ہوں کہ کیا تو نے خدا کی نازل کردہ کتاب میں نہیں پڑھا کہ حضرت موسیٰ نے جب تورات کو پڑھا تو عرض کیا: "اے رب! قدیر! میں ایسی امت مرحومہ کا ذکر پاتا ہوں جو اپنی کمزوری کے باوجود کتاب اللہ کی وارث ہے اور ان کو تو سنے پر گزیدہ کیا ہے مگر کچھ تو ان میں اپنی جانوں پر زیادتی کریں گے اور کچھ لوگ راہ اعتدال پر چلیں گے اور کچھ لوگ ان میں سے نیکیوں میں حقیقت لے جائیں گے۔ پس اے صاحب جود و عطا! ان سب کو میری امت بنا دے۔" اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "وہ تو احمد بن حنبلہؒ کی امت ہے۔"

یہودی عالم نے کہا: "تم نے حقیقت بیان کی۔"

حضرت کعب نے فرمایا: "میں تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں جواب دے کہ کیا تو نے کتاب منزل میں یہ نہیں پایا کہ حضرت موسیٰ نے تلاوت تورات کے بعد دعا کی: "اے کارساز عالم! میں الہامی کتاب میں ایک ایسی امت کا تذکرہ پاتا ہوں جن کے سینوں میں کتاب خداوندی منقوش ہے اور وہ لوگ عالم آخرت میں اہل جنت کے رنگارنگ لباس زیب تن کریں گے اور اپنی نمازوں میں ایسی صف بندی کریں گے جیسی فرشتے کرتے ہیں۔ مسجدوں میں ان کی آوازیں شہد کی مکینوں کی جہنماہست کی مانند گونجیں گی۔ ان لوگوں میں سے کوئی ایک بھی جہنم میں نہ جائے گا۔ بجز اس کے جو نیکیوں سے بالکل قسی دامن ہو جس طرح خزاں کا درخت خشک ہوتا ہے۔ پس اے مجیب! ان لوگوں کو میری امت میں شامل فرما دے۔" اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "وہ تو احمد بن حنبلہؒ کی امت ہے۔" یہودی عالم نے کہا: "تم نے صداقت کا اظہار کیا۔"

حضرت موسیٰ کو جب اس فضیلت کا علم ہوا چورسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کی امت کو اللہ تعالیٰ جل شانہ نے مرحمت فرمائی ہے تو احساس فضیلت و برتری کی بنا پر خواہش کی کہ کاش میں بھی امت محمدیہ میں شامل ہو سکتا۔ اس حالت تاثر میں اللہ تعالیٰ نے ان پر تین آیتیں نازل فرمائیں اور ان کے ذریعہ حضرت موسیٰ کو صرست و انبساط بخشا گیا۔ ان آیات مبارکہ کے مضمون کو اس طرح بیان فرمایا گیا ہے:

یا موسیٰ انی اضیقک علی الناس برسالاتی و نکلامی

﴿سورہ الاعراف﴾

ترجمہ: "اے موسیٰ! میں نے تجھے لوگوں سے چن لیا اپنی رسالتوں اور اپنے کلام سے"

چنانچہ حضرت موسیٰ کو لمانیت قلب حاصل ہوگئی اور وہ خوش ہو گئے۔

﴿الہیم﴾

توریت میں امت محمدیہ کے اوصاف:

حضرت سعید بن ابی ہلال سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر سے حضرت کعب سے کہا کہ مجھ کو نبی کریم ﷺ اور آپ کی امت کے بارے میں بتائیے۔ انہوں نے کہا میں خدا کی کتاب توریت میں اس کا تذکرہ اس طرح پاتا ہوں کہ:

حضور احمد مجتبیٰ علیہ السلام اور ان کی امت بہت زیادہ حمد الہی میں معروف رہنے والی ہے جو مساعدا اور تاساعدا ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی حمد کرے گی۔ ہر بلندی پر کبریائی اور ہر پستی پر تسبیح بجا لائے گی۔ ان کی اذانیں نضاء آسمانی میں گونجیں گی اور ان کی نمازوں میں بھی اس طرح گونج ہوگی جیسے درخت پر شہد کی مکھڑوں کی گونج ہوتی ہے۔ وہ فرشتوں کی صفوں کی مانند اپنی نمازوں میں مضیٰ ہٹائیں گے اور میدان جہاد میں بھی مثل نمازوں کے صف بندی کریں گے۔ فرشتے ان کے آگے اور پیچھے تیغ پیکان والے تیر لیے کھڑے ہوں گے اور جب وہ راہ خدا میں صف بستہ ہوں گے تو حق تعالیٰ ان پر سایہ کناں ہوگا۔ حضرت کعب نے اس موقع پر اپنے ہاتھ سے اشارہ کر کے بتایا کہ جس طرح شاہین اپنے آشیانہ پر سایہ کرتا ہے، اسی طرح یہ لوگ میدان جنگ میں قائم رہیں گے تا وقتیکہ حضرت جبرئیل نہ آجائیں۔

﴿الہیم﴾

احمد مجتبیٰ کا منکر جہنمی ہے:

حضرت انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نبی اسرائیل کے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی کہ جو شخص مجھ سے اس حال میں ملے کہ وہ احمد مجتبیٰ علیہ السلام کا منکر ہے تو میں اسے جہنم میں داخل کروں گا۔ حضرت موسیٰ نے کہا: اے رب! احمد کون ہے؟ فرمایا:

”میں نے کسی مخلوق کو ان سے بڑھ کر مکرم نہیں بنایا اور میں نے ان کا نام تخلیق آسمان و زمین سے پہلے عرش پر لکھا۔ بلاشبہ میری تمام مخلوق پر جنت حرام ہے جب تک وہ ان کی امت میں داخل نہ ہو۔“

حضرت موسیٰ نے کہا ان کی امت کیسی ہے؟ فرمایا: وہ بہت زیادہ حمد کرنے والی امت ہے جو چمکتے ہوئے اور اترتے ہوئے ہر حال میں خدا کی حمد کرنے والی ہے۔ وہ اپنی کمریں باندھیں گے اور اعضاء کو پاک کریں گے۔ وہ دن میں روزہ دار اور رات کو ذکر و کار اور عبادت میں گزار دیں گے۔ ان کے قلیل عمل کو قبول کروں گا اور ”لا الہ الا اللہ“ کی شہادت پر ان کو جنت میں داخل کروں گا۔

عرض کیا اس امت کا نبی مجھے بتاؤ؟ فرمایا: اس امت کا نبی انہیں میں سے ہوگا۔ عرض کیا: مجھے اس نبی کا اہتمام بتاؤ؟ فرمایا: تمہارا زمانہ پہلے ہے اور ان کا زمانہ آخر میں، لیکن بہت جلد میں تم

کو اور ان کو بیت الجلیل میں یکجا کر دوں گا۔

﴿ابو نعیم، حلیۃ الاولیاء﴾

حضرت اعیاءؑ کو بشارت مصطفیٰ:

حضرت وہب بن معبد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اعیاءؑ پر وحی نازل فرمائی کہ ”میں نبی امی کو مبعوث کرنے والا ہوں جس کے ذریعے میرے کان و محبوب دل اور اندامی آنکھیں کھلوں گا۔ اس کی جائے ولادت مکہ اور مقام ہجرت مدینہ اور اس کا ملک شام ہے۔ یہ میرا بندہ متوکل، مصطفیٰ، مرفوع، حبیب، محبوب اور مختار ہے جو برائی کا بدلہ برائی سے نہ دے گا بلکہ غفور و درگزر اور بخشش سے کام لے گا۔ ایماندار لوگوں کے ساتھ رحمدلی برتے گا اور قوت سے زیادہ لدے ہوئے اور جو جھل چانور کو دیکھ کر دروند نہ ہو جائے گا اور بے سہارا عورت کی گود میں یتیم بچوں کیلئے وہ دل گرفتہ ہوگا نہ وہ بدخلق ہوگا نہ سخت مزاج۔ نہ بازاروں میں شور مچاتا پھرے گا نہ قس کے ذریعہ رخت کو پسند کرے گا نہ وہ پاؤں کو بے نہ بری بات کہنے والا اگر وہ چراغ کے قریب سے گزرے گا تو سکون و وقار سے، تاکہ چراغ گل نہ کر دے اور اگر وہ طویل دخت میدان پر بھی رواں ہوگا تو اس کی رفتار پر وقار اور بے آواز ہوگی۔ وہ ہنسنے والا ہے۔ میں اس کے اعمال میں توازن اور اخلاق میں حسن و عظمت دوں گا، طہانیت و وقار کو اس کا لباس بناؤں گا اور نیکی کو اس کا شعار، تقویٰ کو اس کا ضمیر اور حکمت کو اس کی فراست بناؤں گا اور صدق و وقار کی طبیعت ہوگی اور غفور و بخشش اور بھلائی اس کی عادت ہوگی۔ عدل و انصاف اس کی سیرت، حق اس کی شریعت، ہدایت اس کا امام اور اسلام اس کی ملت ہوگی۔ اس کا نام گرامی احمد ہے۔ میں اس کے ذریعہ گمراہی سے لوگوں کو نجات دوں گا اور اس کے ذریعہ جہالت سے لوگوں کو علم عطا کروں گا اور اس کے ذریعہ گمنامی کے بعد سر بلندی عطا کروں گا اور ناواقفیت کے بعد اس کے ذریعہ لوگوں کو معرفت دوں گا اور قلت کے بعد اس کے ذریعہ کثرت دوں گا اور مفلسی کے بعد اس کے ذریعہ تو کمر بناؤں گا اور احتشام و تفریق کے بعد اس کے ذریعہ مجتمع کروں گا اور دلوں میں اس کے ذریعہ الفت پیدا کروں گا اور پراگندہ حیالات مختلف گروہوں کے درمیان اتحاد و فکر اور غیر سگالی پیدا کروں گا اور اس کی امت کو خیر امت یعنی بہترین امت بناؤں گا جو لوگوں کی ہدایت کیلئے ظاہر کی گئی ہے۔ وہ امت نیکی کا حکم دے گیا اور برائی سے منع کرے گی۔ وہ لوگ میری وصدائیت کا چرچا کریں گے اور مجھ پر ایمان لائیں گے، میرے ساتھ عقیدہ اور محبت میں اخلاص ہوگا اور میرے تمام انبیاء کرام علیہم السلام اور رسول جو الہام و ہدایت لائے ہیں وہ ان سب کی تصدیق کریں گے اور وہ لوگ نمازوں کے اوقات کیلئے سورج کے طلوع و غروب پر نظر رکھیں گے۔ ایسے دھموں، ایسے چہروں اور ایسی روحوں کو خوشخبری ہو جو میرے ساتھ تخلص ہوں گے۔ میں ان کو مسجدوں میں، مجلسوں میں، ان کے کاروباری اداروں میں، ان کی گزرگاہوں میں اور ان کی آرام گاہوں میں قسح و تکبیر اور تحمید و توحید کرنے کی توفیق دوں گا۔ وہ اپنی مساجد میں اس طرح صفیں بنائیں گے جس طرح عرش کے گرد فرشتے صف بناتے ہیں۔ وہ میرے

محبوب و محسن اور مددگار ہیں۔ میں ان کے ذریعے اپنے دشمنوں سے بدلہ لوں گا۔ وہ میرے لیے قیام و قعود اور روک و چوک کے ساتھ نمازیں پڑھیں گے۔ وہ میری رضا و خوشنودی کی خاطر اپنے دیار و انحصار اور جائیدادوں سے دست کش ہوں گے۔ وہ قتل کریں گے اور شہید بھی ہوں گے۔ ان کی جماعت مجاہدین میں بڑی تعداد ہوگی۔ میں ان کی کتاب کے ذریعہ دوسری کتابوں کو اور ان کے نظام زندگی کے ذریعہ دوسرے باطل نظاموں کو اور ان کے قانون شریعت کے ذریعہ دوسرے خلاف عدل سیاہ قوانین کو ختم کروں گا۔ پس جو کوئی بھی ان کے زمانہ کو پائے پھر بھی ان کی کتاب کو نہ مانے اور ان کے دین یعنی نظام حیات اور قانونی شریعت کو نہ اپنائے، تو وہ میرا نہیں اور مجھ سے بری ہے۔

میں نے ان کو تمام امتوں پر افضل بنایا اور ان کو "امت وسط" اور تمام لوگوں پر گواہ بنایا جب وہ غصیناک ہوتے ہیں تو میری تکبیر کہتے ہیں اور جب وہ لاچار ہوتے ہیں تو میری کبریائی بیان کرتے ہیں اور جب بھگڑے ہیں تو میری تسبیح کرتے ہیں۔ وہ اپنے چہروں اور اپنے ہاتھوں اور پاؤں کو وضو کے ساتھ پاک و صاف کرتے ہیں اور نصف کمر پر تہجد باندھتے ہیں اور ہر شب و فراز پر جمیل و تکبیر کرتے ہیں۔ ان کی قربانیاں ان کا خون بہانا ہے۔ کتاب اللہ ان کے سینوں میں محفوظ ہے وہ رات کو عبادت کرتے اور دن کو روزہ رکھتے ہیں۔ ان کا منادی یعنی مؤذن اپنی آواز سے فضاء آسمانی میں گونج پیدا کر دیتا ہے جس طرح شہد کی مکھی کی بھنبھناہٹ ہوتی ہے خوشخبری ہوا سے جو ان کے ساتھ ہے اور ان کے دین، ان کے طریقہ اور ان کی شریعت پر ہے۔ یہ میرا فضل ہے میں جسے چاہتا ہوں دیتا ہوں اور میں ہی صاحب فضل عظیم ہوں۔

﴿ابن ابی حاتم، البرہم﴾

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حضرت جابر بن عبد اللہ آئے اور اسلام قبول کیا پھر کہا قسم ہے اس ذات اقدس کی جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ بے شک میں نے انجیل میں آپ کی صفت پائی ہے اور یقیناً آپ ﷺ کی بشارت ابن مریم حضرت مسیحی نے دی ہے۔

﴿مسلم﴾

حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب اخبار سے کہا کہ تم عہد رسالت ﷺ اور زمانہ خلافت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ میں ایمان نہیں لاتے اب امارت فاروقی میں اسلام لاتے ہو اس کی کیا وجہ ہے؟ انہوں نے جواب دیا: میرے والد نے میرے لیے ایک کتاب جو تورات سے ماحوذ تھی لکھی اور میرے حوالے کرتے ہوئے فرمایا اس کے بموجب عمل کرنا اور حقوق اہل بیت کا احساس دلاتے ہوئے مجھ سے عہد لیا کہ میں اس کتاب کی مہر کو نہ توڑوں کیونکہ انہوں نے اپنی تمام کتابوں پر مہر لگا دی تھیں۔ پھر جب میں نے اسلامی تحریک کو دیکھا تو اس میں از سر تا پا بھلائی اور اس کی اشاعت میں مصداق اور غلبہ پایا تو مجھے خیال ہوا کہ شاید اس کتاب میں میرے باپ نے کچھ

ضروری علم میرے لیے بھی کر رکھا ہے لہذا میں نے مہر کو ہٹایا تو اس میں حضور نبی کریم ﷺ کی اور آپ کی امت یعنی پیران رسول اللہ ﷺ کی توصیف پائی۔ بہر حال میں اب آیا اور اسلام لایا۔

﴿اور جمع﴾

محمد رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین ہیں:

حضرت شہر بن حوشب حضرت کعب سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ میرا والد تمام لوگوں میں حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل شدہ کتاب کا بہت بڑا عالم تھا۔ وہ علم کو مجھ سے چھپاتا بھی نہ تھا۔ اس نے اپنا ہوسوت کے وقت مجھے بلایا اور کہا: ”اے بیٹے! تم جانتے ہو کہ میں نے اپنے علم کو تم سے پوشیدہ نہیں رکھا ہے بجز دو ورقوں کے۔ ان اوراق میں ایک نبی ﷺ کا ذکر ہے جن کی بعثت کا زمانہ بہت قریب ہے لہذا میں نے مناسب سمجھا کہ میں تمہیں اس کی اطلاع کروں اس لیے کہ مجھے خطرہ ہے کہ بعض نبوت کے جھوٹے مدعی ظاہر ہوں اور تم ان کی اطاعت کرتے لگو۔ لہذا میں نے ان دونوں ورقوں کو تمہارے سامنے کے وزن میں رکھ دیا ہے اور ان پر مہر لگا دی ہے تم ان اوراق کو ابھی نہ دیکھنا۔ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے بھلائی کا ارادہ فرمائے اور وہ نبی مذکور آجائے تم اس کی پیروی کرنا۔ اس کے بعد وہ فوت ہو گئے اور ہم نے ان کو دفن کر دیا۔ اس کے بعد میرے لیے کوئی چیز اس سے زیادہ محبوب نہ تھی کہ میں ان اوراق کو دیکھوں۔ بالآخر میں نے اس روز ان کو کھولا اور ان ورقوں کو نکالا۔ ان میں لکھا تھا:

”محمد رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین ہیں، ان کی جائے ولادت مکہ اور ان کا مقام ہجرت مدینہ ہے۔ وہ بدخلق ہیں نہ سخت مزاج، نہ بازاروں میں شور مچانے والے ہیں اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے دینے والے ہیں، وہ غفور و گزیر سے کام لیں گے۔ ان کی امت بہت زیادہ حمد کرنے والی ہوگی۔ وہ لوگ ایسے ہوں گے کہ ہر حالت میں اللہ کی حمد کریں گے، ان کی زبانیں حمد و سپاس میں سرگرم، وہ دشمنان دین کے مقابلے میں اپنے نبی کی مدد کریں گے۔ وہ اپنی شرمگاہوں کو دھوئیں گے اور نصف کرہ پر تہیند باندھیں گے۔ خدا کی کتاب ان کے سینوں میں ہوگی اور وہ باہم اتنے رجم و کریم ہوں گے جس طرح ماں جائے بھائی یا ہم رفیق و شفیق ہوتے ہیں اور وہ لوگ قیامت کے دن تمام لوگوں سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔“

حضرت کعب علیہ السلام نے بیان کیا۔ اس کے بعد جب تک خدا نے چاہا میں ٹھہرا رہا مجھے اطلاع ملی کہ نبی کریم ﷺ مکہ مکرمہ میں مبعوث ہوئے ہیں۔ میں انتظار کرنے لگا کہ آپ ﷺ کی نبوت پر یقین کرنے کیلئے ثبوت مل جائے۔ اس کے بعد مجھے خبر ملی کہ آپ نے دنیا سے رحلت فرمائی ہے اور آپ ﷺ کے خلیفہ منتخب ہو گئے ہیں اور ان کا لشکر ہمارے علاقہ کی طرف آ رہا ہے۔ میں نے دل میں کہا: میں ان کے دین کو اس وقت تک قبول نہیں کروں گا جب تک میں ان کے اقوال و اعمال کو نہ دیکھ لوں۔

بالآخر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مقرر کردہ عامل ہماری طرف آئے اور میں نے ان کے اندر وفائے عہد اور وہ جملہ علامات دیکھ لیں تو جان گیا کہ یہ وہی امت اور وہی لوگ ہیں جن کا میں انتظار کر رہا تھا۔ اللہ گواہ ہے ایک رات میں اپنے مکان کی چست پر تھا تو میں نے دیکھا کہ مسلمانوں میں سے ایک شخص

کلام الہی کی یہ آیت تلاوت کر رہا ہے:

يا ايها الذين امنوا بما نزلنا مصدقا لما معكم من قبل ان
نظلم وجوها

﴿سورہ النساء﴾

ترجمہ: ”اے کتاب والو! ایمان لاؤ اس پر جو ہم نے تمہارا تمہارے ساتھ والی کتاب کی
تصدیق فرماتا قبل اس کے کہ ہم بگاڑیں کچھ موشیوں کو۔“

جب میں نے اس آیت کو سنا تو میں ڈر گیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ صبح ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ میرے
منہ کو میرے گدھے کی طرح بنا دے۔ اس وقت میری بس ایک خواہش تھی کہ کسی طرح سورج طلوع ہو
جائے اور کاش ابھی صبح ہو جائے۔ پھر جب صبح ہوئی تو میں مسلمانوں کے پاس گیا۔ (اس روایت کو ابن
مساکر رحمہ اللہ نے بہ طریق حضرت سیف بن رافع وغیرہ حضرت کعب سے نقل کیا ہے۔)

﴿ابو نعیم﴾

حضرت داؤد سے کو بشارت مصطفیٰ ﷺ

حضرت وہب بن منبہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد پر وحی نازل
فرمائی: اے داؤد! تمہارے بعد جلد ہی ایک نبی آئے گا جس کا نام احمد محمد (ﷺ) اور صادق ہے۔ نہ
اس پر میرا کبھی غضب ہوگا اور نہ کبھی وہ میری نافرمانی کرے گا۔ میں اس کے سبب اس سے اگلے اور
پچھلے لوگوں کے گناہ معاف کروں گا۔ اس کی امت، امت مروجہ ہے، میری بخشش اور ان پر بہت
ہوگی، ان میں سے بعضوں پر بعض بخشش انبیاء کرام علیہم السلام کی مانند ہوں گی۔ میں ان پر ایسے
فرائض لازم کروں گا جو انبیاء کرام علیہم السلام پر کیے ہیں۔ وہ امت قیامت کے دن اس شان سے آئے
گی کہ ان کا نور انبیاء کرام علیہم السلام کے نور کے مانند ہوگا اور یہ نور اس عالم کو وہ فرض کی وجہ سے ہوگا
کہ وہ انبیاء کرام علیہم السلام کی طرح ہر نماز کیلئے طہارت کریں گے اور مثل انبیاء کرام علیہم السلام کے
غسل جنابت کریں گے اور انبیاء کرام علیہم السلام کی طرح ہر نماز کیلئے طہارت کریں گے اور مثل انبیاء
کرام علیہم السلام کے دین حق کی مدافعت اور اشاعت کیلئے جہاد کریں گے۔ اے داؤد! میں نے محمد (ﷺ)
اور ان کی امت کو تمام امتوں پر فضیلت دی ہے اور میں ان کو ایسی چھ تختیاں دوں گا جو میں نے دیگر کسی
امت کو نہیں دی ہیں اور ان کی خطا و تسیان پر گرفت نہ کروں گا۔

﴿مسلم﴾

حساب و کتاب اور عذابوں سے محفوظ:

حضرت فہم بن عامر سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے
کہ ایک شخص آیا تو نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا کیا تم نے تورات پڑھی ہے؟ اس نے کہا: ”ہاں۔“
پھر ارشاد فرمایا: ”کیا انجیل بھی؟“ اس نے کہا: ”جی ہاں۔“ حضور نبی کریم ﷺ نے اس کو قسم دے کر کہا:

”کیا تم نے تواریت اور انجیل میں میری صفت پڑھی ہے؟“

اس نے کہا ”آپ ﷺ کے اوصاف کے مانند اوصاف، آپ ﷺ کی جیت کی مانند جیت اور آپ ﷺ کے ظہور کے مانند ظہور ہونے کا حال ہم نے پڑھا ہے مگر ہمیں امید ہے کہ وہ نبی ہم میں سے ہوگا جب آپ نے ظہور فرمایا تو ہمیں اندیشہ ہوا کہ وہ نبی مسعود شاید آپ ہی ہوں پھر جب ہم نے آپ ﷺ کو دیکھا تو ہم سمجھ گئے کہ وہ آپ ﷺ نہیں ہیں۔“ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”تم نے یہ کیسے جانتا؟“ اس نے کہا: ”ان کے ساتھ ان کی امت میں سے ستر ہزار لوگ ایسے ہوں گے جن پر کچھ حساب و کتاب اور عذاب نہ ہوگا اور آپ ﷺ کا حال یہ ہے کہ تموز سے سے لوگ آپ ﷺ کے ساتھ ہیں۔“

آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ”قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ یقیناً میں ہی وہ نبی ہوں اور جس امت کی تم نے تعریف بیان کی ہے وہ میری ہی امت ہے اور وہ ستر ہزار سے بہت زیادہ ہیں۔“

طبرانی، معجم، ابن مساکر

رسول اللہ ﷺ کا علم

حضرت عبداللہ بن سلام سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب حضرت زید بن سعد کی ہدایت کا ارادہ فرمایا تو حضرت زید بن سعد کہتے ہیں کہ جس وقت میں نے حضور نبی کریم ﷺ کے چہرے پر نظر ڈالی تو علامات نبوت میں سے کوئی علامت باقی نہ رہی جس کو میں نے حضور نبی کریم ﷺ کے دوائے نور میں نہ دیکھ لیا ہو، صرف اوپائیں ایسی رہیں، جن کو میں چہرہ نور سے نہ پہچان سکا۔

(۱) آپ ﷺ کا علم آپ کے جہل پر غالب ہوگا۔ (۲) دوسروں کے جہل کی بناء پر آپ ﷺ پر شدت کرنے سے آپ ﷺ کا علم ہی زیادہ ہوگا۔

چنانچہ اس کی پہچان کیلئے میں نے نبی کریم ﷺ سے فری کا برتاؤ اختیار کر کے ایک معاملہ کیا تاکہ میں بعد میں طے شدہ معاملہ کے خلاف کر کے آپ کے علم اور جہل کو پہچان سکوں۔ ابتدا میں نے ایک خاص مدت مقرر کر کے ایک متعین کھجور کی مقدار خریدنے کا معاملہ کیا اور آپ ﷺ کو قیمت دی، پھر اس مدت مقررہ سے دو یا تین دن پہلے میں حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ کی قیمتیں اور چادر کے ایک گوشہ کو پکڑ کر غضبناک جذباتی پہچان کے عالم میں کہا:

”اے محمد ﷺ! تم میرا حق ادا نہ کرو گے، واللہ! تم سب آل مطلب بد معاملگی کرنے

والے لوگ ہو اور بے شک تمہارے اس معاملہ میں لا پرواہی کو میں خوب جانتا ہوں۔“

میری یہ یاد گوئی سن کر حضرت عمر نے مجھ سے فرمایا: ”اے دشمن خدا تو رسول اللہ ﷺ سے ایسی بات کہتا ہے اور پھر میں موجود سن رہا ہوں، خدا کی قسم! اگر مجھے حضور نبی کریم ﷺ کا اس درجہ احترام نہ ہوتا تو میں اپنی گوار سے اب تک تیرا سراپا چکا ہوتا۔“ رسول اللہ ﷺ غیر معمولی سکون اور وقار کے ساتھ حضرت عمر کی طرف دیکھ کر قسم فرما رہے تھے۔ اس کے بعد فرمایا:

”اے عمرؓ! میں اور یہ تمہاری اس ورثت بات کے علاوہ کسی اور نئی چیز کے تہی تھے۔ اے عمرؓ! تم مجھ سے حسن ادا کو کہتے اور ان کو مہذب طریقہ کے تحت مطالبہ کرنے کی تلقین کرتے۔ جاؤ اے عمرؓ! انہیں لے جاؤ ان کا مطالبہ پورا کرنے کے بعد مزید میں صانع کجگواریں ان کی خوش دلی حاصل کرنے کیلئے دینا کیونکہ تم نے انکو رنج دیا ہے، امید ہے یہ بدولت نہ ہوں گے۔“

✽ انہوں نے قبول کی۔ اس کے بعد میں نے کہا:

”اے عمرؓ! نبوت کی تمام علامتیں میں نے رسول اللہ ﷺ کے پر نور چہرے میں دیکھ لی تھیں، صرف دو علامتیں ایسی تھیں جن کو میں جانتا چاہتا تھا۔ ایک یہ کہ ان کا علم ان کے غیظ پر غالب رہے گا۔ دوسرے یہ کہ جاہلوں کی ان کے ساتھ جس درجے کی شدت ہوگی، اسی قدر ان کا علم و انضباط ان کے ساتھ بڑھے گا تو میں نے یہ دونوں نشانیاں پہچان لیں۔“ لہذا اب میں اقرار کرتا ہوں کہ ”میں اللہ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے اور محمد ﷺ کے نبی ہونے پر راضی ہو گیا۔“

﴿طبرانی، ابن حبان، حاکم، بیہقی، ابودعیم﴾

حضرت زہریؒ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے کہا:

”توریت میں مذکورہ تمام سنتوں کو میں نے رسول اللہ ﷺ کی قات گرامی میں پہنچ اور موجود پایا، صرف عفت علم باقی تھی۔ اس عفت کو دریافت کرنے کیلئے ایک مقررہ مدت سے بیٹگی میں دینار کجگواریں کی قیمت میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو دے دی۔“ اس نے مذکورہ بالا واقعہ آخر تک بیان کیا مگر اس کے آخر میں یہ زائد ہے کہ اس یہودی نے کہا: اے عمرؓ! جو بے ادبی مجھ سے سرزد ہوئی ہے اس کیلئے مجھے کسی اور بات نے نہیں ابھارا تھا جو اس کے کہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی ذات میں توریت میں مذکور تمام سنتیں پاتا تھا مگر ایک عفت علم کی مجھے آزمائش مقصود تھی جسے آج میں نے آزمایا اور ویسا ہی پایا جیسا کہ توریت میں مذکور تھا۔ اس کے بعد وہ یہودی اور اس کے تمام گھروالے مسلمان ہو گئے۔

﴿ابن سعد﴾

صاحب علم:

حضرت یوسف بن عبد اللہ بن سلامؒ سے روایت ہے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: میں نے جتنی کتابیں پڑھیں ہیں ان میں سے ہر ایک میں یہ تھا کہ ایک علم صاحب علم کے ساتھ اٹھایا جائے گا اور اس کے ساتھ اللہ ہوگا اور صاحب علم کو اللہ تعالیٰ تمام قوموں پر غالب فرمائے گا۔

﴿ابودعیم﴾

غرور اور تکبر سے پاک:

حضرت موسیٰ بن یعقوب زہبی رحمۃ اللہ علیہ، اہل مولیٰ عمیرہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اہل مرہس کا نصرانی تھا، جیم تھا اور اپنے بچپا کی کفالت میں تھا۔ اس نے بتایا کہ میں نے انجیل کو پڑھا مطلقہ کے دوران مجھے

ایک ورق کو گندے چسپاں ملا۔ میں نے اس کو کھولا تو اس میں محمد ﷺ کے اوصاف حیدرہ اس طرح تحریر تھے:

”آپ ﷺ نہ کو تاہ قد ہوں گے نہ طولی القامت، گوارنگ ہوگا، دو ڈنٹیں ہوں گی، دونوں شانوں کے درمیان مہر ثبوت ہوگی، اجنباء (دو توں پاؤں کو کھڑے کر کے پھر ہاتھوں کو ان کے آگے سے پکڑ بیٹھنے کو اجنباء کہتے ہیں) کی بیٹ میں اکثر بیٹھیں گے، صدقہ کو قبول نہ کریں گے، دراز گوش اور اونٹ پر سواری کریں گے، بکری کا دودھ دو ہیں گے، بیوند لگا لباس قریب تن فرمائیں گے جو شخص اپنی خلعت میں ایسا ہودہ ظاہر ہے کہ غرور تکبر سے پاک ہوگا۔ آپ میں یہ تمام اوصاف ہوں گے، اولاد حضرت اسماعیل علیہ السلام سے ہوں گے اور اسم گرامی احمد ﷺ ہوگا۔“

حضرت ہبل رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں جب حضور نبی کریم ﷺ کا تذکرہ یہاں تک پڑھ چکا تو میرا پیچھا آ گیا جب اس نے اس ورق کو دیکھا تو مجھے مارا اور کہا کہ تو نے اس ورق کو کیوں کھولا اور پڑھا؟ میں نے جواب دیا کہ میں نے اس میں نبی موعود (ﷺ) کی نعت پڑھی ہے۔ اس پر اس نے کہا کہ وہ نبی ابھی نہیں آیا ہے۔

﴿انہی سہ، ابن مساکر﴾

حضرت عمر بن حکم بن رافع بنان سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ مجھے میرے چچا اور دوسرے بزرگوں نے بتایا ہے کہ ان کے پاس ایک ورق قدیم زمانہ جاہلیت سے بطور میراث چلا آ رہا تھا پھر اسلامی تحریک شروع ہوئی اور اس کے قاعدہ محترم حضرت محمد ﷺ ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو وہ ورق لایا گیا۔ اس میں لکھا تھا:

بسم اللہ و قولہ الحق و قولہ الظلمین فی ثیاب

”اللہ کے نام سے شروع، اس کا قول حق ہے اور ظالموں کی باتیں کپڑوں میں ہیں۔ یہ ذکر اس امت کا ہے جو آخر زمانہ میں آئے گی، وہ لوگ اپنے دامنوں کو لٹکائیں گے اور اپنی کمریوں پر قبند باندھیں گے اور دریاؤں کو عبور کر کے اپنے دشمنوں کی طرف جائیں گے، ان میں ایسی نماز ہوگی کہ اگر وہ نماز قوم نوح علیہ السلام میں ہوتی تو وہ طوفان سے ہلاک نہ ہوتی اور قوم عاد میں ہوتی تو وہ ہوا سے برباد نہ ہوتی اور قوم میں ہوتی تو وہ حج سے ہلاک نہ ہوتے۔“

رسول اللہ ﷺ کے حضور جب اس ورق کو پڑھا گیا تو آپ ﷺ نے تعجب فرمایا۔

﴿یعنی﴾

تمام جہان کیلئے ہدایت اور رحمت:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے سارے جہان کیلئے ہدایت اور رحمت بنا کر بھیجا ہے اور مجھے اس لیے مبعوث فرمایا ہے کہ میں حرام میر اور معارف کو مٹاؤں۔ اس موقع پر حضرت انس بن سہمان رضی اللہ عنہ نے کہا: قسم ہے اس ذات گرامی کی جس نے آپ

عقبتے کو حق کے ساتھ پیدا کیا۔ بے شک میں نے تو ریت میں ایسا ہی پایا ہے۔

﴿ان من بعدہ کتاب الکتاب﴾

نور علی نور:

حضرت کعب احبار ؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ”میں نے خواب میں دیکھا تمام لوگ حساب گاہ میں ہیں پھر انبیاء کرام علیہم السلام کو ان کی امتوں کے ہمراہ لایا گیا اس طرح کہ ہر نبی کے ساتھ دو اور ان کے ہر قبیح کے ساتھ ایک نور چل رہا تھا پھر رسول اللہ ﷺ کو بلایا گیا تو آپ کے سر مبارک اور چہرہ انور کے ہر بال کے ساتھ جدا جدا نور تھا اور آپ ﷺ کے ہر قبیح کے ساتھ دو نور مثل انوار انبیاء علیہم السلام کے تھے۔

یہ سنکر حضرت کعب ؓ نے کہا: قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی لائق بندگی نہیں، کیا واقعہ تو نے خواب میں ایسا ہی دیکھا ہے؟ اس نے کہا: ”ہاں۔“ تو حضرت کعب ؓ نے کہا قسم سے کہتا ہوں یہ محمد ﷺ اور ان کی امت ہے اور انبیاء کرام اور ان کی امتوں کی یہی صفت ہے جو کتاب الہی میں مذکور ہے۔

﴿یسنی، ابو نعیم﴾

وہ انبیاء جن کی بشارت قبل پیدائش دی گئی:

حضرت ابن مسعود ؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جن کی بشارت اللہ نے ان کی پیدائش سے پہلے دی ہے۔ ایک حضرت اسحاق ؑ دوسرے حضرت یعقوب ؑ ہیں۔ چنانچہ فرمایا:

”الشر نأھا باسحق و من وراء اسحاق یعقوب“

﴿سورہ آل عمران﴾

ترجمہ: ”تو ہم نے اسے اسحاق کی خوشخبری دی اور اسحاق کے پیچھے یعقوب کی۔“

تیسرے: حضرت یحییٰ ؑ چنانچہ ارشاد فرمایا:

ان الله یبشرک بیهی

ترجمہ: ”بے شک اللہ آپ کو وہ دیتا ہے یحییٰ ؑ کا۔“

چوتھے: حضرت عیسیٰ ؑ۔ چنانچہ فرمایا:

ان الله یبشرک بکلمة منه

ترجمہ: ”اللہ مجھے بشارت دیتا ہے اپنے پاس سے ایک کلمہ کی۔“

پانچویں: حضرت محمد ﷺ۔ آپ کی تشریف آوری کی بشارت سورہ الفلق میں اس طرح دی گئی ہے:

و مبشراہم رسول ینالی من بعدی اسمہ احمد ﴿سورہ الفلق﴾

ترجمہ: ”اور ان رسول کی بشارت سنا تا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام

احمد (ﷺ) ہے۔“

یہ ہیں وہ انبیاء علیہم السلام جن کی بشارت قبل پیدائش دی گئی۔

﴿ابن مبارک﴾

تورات میں نام محمد چومنے پر گنہگار کی مغفرت:

حضرت وہب بن منبہ سے روایت ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس نے دو سو سال تک خدا کی نافرمانی کی پھر وہ مر گیا تو بنی اسرائیل نے اسے کوڑے گھر (گندگی ڈالتے کی جگہ) پر ڈال دیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو بذریعہ وحی حکم دیا کہ جاؤ وہاں سے اٹھا کر اس کی نماز جنازہ پڑھو۔ حضرت موسیٰ نے عرض کیا: اے رب! بنی اسرائیل گواہی دیتے ہیں کہ اس نے دو سو سال تک تیری نافرمانی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دوبارہ وحی فرمائی، سچ یہی ہے وہ ایسا ہی شخص تھا لیکن وہ جب بھی تورات کو تلاوت کیلئے کھولتا اور اس کی نظر اسم گرامی احمد مجتبیٰ (ﷺ) پر نظر پڑتی تو ”وہ اسے بوسہ دیتا اور اسے اٹھا کر اپنی آنکھوں سے لگاتا اور آپ ﷺ پر درود شریف بھیجتا تھا۔“ تو میں نے اس کا یہ بدلہ دیا کہ میں نے اس کے گناہوں کو بخش دیا اور ستر حوروں سے اس مشہور نافرمان کا نکاح کر دیا۔

﴿ابو نعیم، حلیۃ الاولیاء﴾

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ الی کتاب کے ایک مدرسہ میں تشریف لے گئے اور ان سے فرمایا: ”میرے پاس اپنے سب سے بڑے استاد اور عالم کو لاؤ۔“ تو انہوں نے کہا: ”یہ عبد اللہ بن مسریا ہیں۔“

رسول اللہ ﷺ ان کو خلوت میں لے گئے اور ان کو ان کے دین، جملہ انعامات الہیہ من اور سلویٰ اور ان پر غامض وقت میں مایہ ابرہہ واقع تھا۔ ان سب کی قسم دی اور کہا: ”تم میرے بارے میں کیا جانتے ہو؟“ انہوں نے جواب دیا: ”خدا شاہد ہے میں جانتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور جملہ الی کتاب واقف ہیں چونکہ تورات میں واضح طور پر آپ کے اوصاف مذکور ہیں مگر میرے ہم مذہب حسد اور عنصیت کی بنا پر انکار کرتے ہیں۔“ حضور نبی کریم ﷺ نے پھر سوال کیا: ”تم کو اقرار اور اعتراف سے کس چیز نے روک رکھا ہے؟“ انہوں نے عرض کیا: ”میں اپنی قوم کے خلاف کرتا پسند نہیں کرتا۔ میرا خیال ہے مغرب یہ لوگ دعوت اسلام قبول کر لیں گے اس وقت میں بھی اسلام لے آؤں گا۔“

﴿ابن سعد﴾

کلمہ پڑھنے پر مغفرت:

حضرت ابی صہر عقیلی سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے ایک یہودی عرب نے بیان کیا کہ حضور نبی کریم ﷺ کا گزرا اس یہودی کے پاس سے ہوا جو ایک بستر پر تورات رکھے بیٹھا لڑکے کے آگے پڑھ رہا ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا: ”میں تجھ کو اس ذات کی قسم دیتا ہوں جس نے حضرت موسیٰ پر تورات نازل فرمائی، کیا تو اس تورات میں میرا اور میرے مقام ہجرت کا ذکر پاتا ہے؟“

اس یہودی نے اپنے سر کے اشارے سے کہا: نہیں۔ مگر اس کے بیٹے نے کہا: ”میں اس ذات کو گواہ بنا کر کہتا ہوں جس نے حضرت موسیٰ پر تورات نازل کی کہ تورات میں آپ ﷺ کا اور آپ ﷺ کے مقام ہجرت کا بیان موجود ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ آپ

یقیناً اللہ کے رسول ﷺ ہیں۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا:

”اس یہودی کو اس کے ساتھی کے پاس سے علیحدہ کر دو۔“

اس کے بعد وہ جوان فوت ہو گیا اور رسول اللہ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھی۔

(یعنی) نے اسی حدیث کی مانند حضرت انس اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔)

(احمد و ابن سعد)

یہودی عالم کی قصدِ نبی:

حضرت ابی بن کثیر، حضرت ابوصالح رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ قریش مکہ نے نصر بن حارث اور عقبہ بن ابی معیط وغیرہ کو مدینہ کے یہودیوں کے پاس بھیجا کہ وہ محمد ﷺ کے بارے میں دریافت کریں تو یہ لوگ مدینہ میں آئے اور کہا کہ ہمیں ایک معاملہ درپیش ہے۔ وہ یہ کہ ہم لوگوں میں ایک شخص جتیم و حقیر ہونے کے باوجود بہت بڑا دعویٰ کرتا ہے۔ وہ کہتا میں کہ میں رحمن کا رسول ہوں۔ یہودیوں نے کہا: ”ہمیں اس کے اوصاف سے آگاہ کرو۔“ تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے اوصاف بیان کیے۔

یہودیوں نے پوچھا: ”کون لوگ اس کا اتباع کر رہے ہیں؟“

انہوں نے جواب دیا: ”اوپنی لوگ اس کی پیروی کر رہے ہیں۔“

اس جواب کو سن کر یہودیوں کا پیشوا جسا اور اس نے کہا:

”یہ وہی نبی ہے جس کا وصف ہماری کتابوں میں موجود ہے کہ اس کی اپنی قوم عداوت میں دوسرے تمام لوگوں سے زیادہ شدید ہوگی۔“

(ابن سعد)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ذمہ ایک یہودی کے کچھ دینار تھے۔ یہودی نے حضور نبی کریم ﷺ سے تقاضا کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا: ”اس وقت تو میرے پاس کچھ موجود نہیں ہے جو میں تم کو ادا کروں۔“ یہ جواب سن کر یہودی نے کہا: ”اے محمد (ﷺ)! میں آپ کے پاس سے ہرگز نہ ملوں گا جب تک کہ اپنا مطالبہ نہ لے لوں۔“ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”میں تمہارے پاس پیشاں ہوں گا۔“ اور حضور نبی کریم ﷺ اس کے پاس بیٹھ گئے۔ اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر کی نمازیں پڑھیں۔ اس دوران میں حضور نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام اس یہودی کو دھمکاتے رہے پھر صحابہ نے حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا:

”یا رسول اللہ ﷺ! کیا یہ یہودی آپ کو یونہی روکے رکھے گا؟“

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”مجھ کو میرے رب نے معاہدہ اور غیر معاہدہ پر ظلم کرنے سے منع فرمایا ہے۔“ پھر ایک پہر وہ گزرنے کے بعد یہودی مسلمان ہو گیا اور اس نے کہا کہ ”میرا آدمی مال

خدا کی راہ میں ہے۔ اب میں عرض کرتا ہوں کہ میرا یہ رویہ آپ ﷺ کے ساتھ صرف اس وجہ سے تھا کہ آپ ﷺ کے ان اوصاف کو جو قوریت میں مذکور ہیں آزمائش کر سکوں۔ قوریت میں ہے کہ حضرت محمد ﷺ بن عبد اللہ کی جائے ولادت مکہ اور مقام ہجرت مدینہ اور ان کا ملک شام ہے۔ نہ وہ بدخلق ہوں گے، نہ سخت مزاج اور نہ بازاروں میں آوازیں کسنے والے اور نہ قحش کردار اور نہ بے حیا۔“

﴿حاکم، متقی، ابن عساکر﴾

حضرت عبد اللہ بن سلام ؓ سے روایت کر کے اسے حسن کہا ہے۔ انہوں نے کہا: ”قوریت میں حضور نبی کریم ﷺ کی صفت موجود ہے اور حضرت عیسیٰ ؑ آپ ﷺ کے ساتھ دفن ہوں گے۔“

﴿ترمذی﴾

حضرت سعید بن جبیر ؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نباشی شاہ حبشہ کے چند مصاحبین نے کہا: ”ہمیں اجازت دیجئے کہ ہم اس نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوں کیونکہ محیفہ آسمانی میں ہم ان کے اوصاف پڑھ چکے ہیں۔“ لہذا وہ جو یان حق غزوۂ احد کے موقع پر آئے اور دین حق میں داخل ہوئے۔

﴿ابو الشیخ فی التفسیر﴾

تورات میں مدینہ کے نام

حضرت کعب ؓ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ”کتاب موسیٰ“ میں مدینہ طیبہ کو مخاطب کر کے فرمایا: ”اے طیبہ! اے طابہ! اے مسکینہ! تو خزانوں کو قبول نہ کرنا، میں تیری سطح کو تمام بستیوں کی سطح پر رخصت و بلندی عطا کروں گا۔“

﴿تذکرہ ابن کبار اقبار مدینہ﴾

یہ روایت قسم بن محمد ؓ مروی ہے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے بتایا گیا ہے کہ قوریت میں مدینہ طیبہ کے چالیس نام بیان کیے گئے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے قبل خبریں

حضرت سلمان فارسی ؓ سے روایت ہے کہ ان سے لوگوں نے پوچھا: ”آپ کو اسلام کی طرف متوجہ کرنے میں پہلے کون سا واقعہ محرک ہوا؟“ انہوں نے بتایا کہ میں یتیم تھا اور ”رام ہرمز“ میں سکونت تھی۔ میرا پاپ ایک کسان تھا اور وہ ایک معلم کے پاس جا کر پڑھا کرتا تھا۔ میں نے مزے حصولِ علم و دانش کیلئے اس معلم کی صحبت و رہائش اختیار کر لی۔ میرا ایک بھائی مجھ سے الگ رہتا تھا اور میں کم سن اور بے سہارا تھا۔ معلم کی عادت تھی کہ جب اس کی مجلس درس سے شاگرد رخصت ہو جاتے تو وہ اپنے منہ پر کپڑا لپیٹ کر پہاڑ پر چڑھ جاتا تا کہ لوگ نہ جان سکیں کہ پہاڑی پر روزانہ جانے والا یہ استاد اور معلم ہے۔ ایک روز میں نے اس سے کہا: ”آپ روزانہ جہاں جاتے ہیں، وہاں مجھے لے کر نہیں جاتے۔“ انہوں نے

نے کہا: ”تم بچے ہو، اندیشہ ہے کہ دوسروں سے کہہ دو گے۔“ میں نے کہا: ”اس کا خوف نہ کیجئے ایسا نہیں ہو سکتا۔“ انہوں نے بتایا: ”اس پہاڑ پر ایک قوم رہتی ہے جس کی عبادت و ترکیہ کا ایک خاص طریقہ ہے۔ وہ لوگ اللہ اور آخرت کو یاد کرتے ہیں اور ان کا خیال ہے کہ ”ہم لوگ آتش پرست اور بت پرست ہیں۔ صحیح راہ سے ہٹے ہوئے ہیں۔“ میں نے کہا: ”مجھ کو ان کی خدمت میں لے چلئے۔“ عالم استاد نے کہا: ”میں اللہ والوں سے اجازت لے لوں۔“

پھر عالم نے ان سے اجازت مانگی۔ انہوں نے اجازت دے دی اور میں عالم کے ساتھ روانہ ہو کر ان کے پاس پہنچا۔ وہ چھ یا سات آدمی تھے اور حالت ان کی یہ تھی کہ کثرت ریاضت و عبادت سے نیم جان تھے۔ دن میں روزہ اور رات میں قیام، غذا کیلئے درختوں کے پتے کھا لیتے تھے۔ ہم ان کے قریب ہی بیٹھ گئے۔ انہوں نے اللہ کی حمد و ثناء کی اور کچھ اقبیاء و سابقین علیہم السلام کا ذکر کیا حتیٰ کہ حضرت یحییٰ کے ذکر تک پہنچے۔

بتایا کہ اللہ نے انہیں بغیر مرد کے پیدا فرمایا اور خدا نے ان کو منصب رسالت عطا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو مسیح یعنی مردوں کو زندہ اور بیماروں کو شفا دینے والا بنایا مگر کچھ لوگوں نے ان کے معاملے میں کفر اور بعض نے بیرونی اختیار کی۔ اس کے بعد انہوں نے مجھے مخاطب کیا اور کہا:

”اے بر خوردار! اب شک سب کا رب ایک ہے، سب کو آخرت درپیش ہے اور سب کا انجام طرفین سے کسی ایک طرف ہوگا۔ جنت کی طرف یا دوزخ کی جانب، جو لوگ آپ کی پرستش کرتے ہیں، لا ریب وہ کفر و ضلالت میں مبتلا ہیں، ان سے ان کے اعمال کی بنا پر اللہ ہزار ہے اور وہ دین حق سے برگشتہ اور گم کردہ راہ ہیں۔“

پھر ہم لوٹ آئے۔ دوسرے دن پھر گئے۔ انہوں نے پھر خطاب کیا اور خوب اچھی طرح ہم کو سمجھایا چنانچہ میں اب مستقل ان کی خدمت میں رہنے لگا۔ مجھ کو ہر وقت حاضر پا کر انہوں نے شفقتانہ انداز اختیار کرتے ہوئے فرمایا:

”اے سلطان! تم ابھی بچے ہو، تم اتنا زہد و ریاضت نہ کر سکو گے لہذا جو میسر ہو کھاؤ پیو اور عبادت کر کے سو جایا کرو۔“

کچھ ہی عرصہ بعد بادشاہ کو خبر ہو گئی اور اس نے ان کو جلاوطنی کا حکم دے دیا۔ میں نے راہوں سے کہا: ”وطن چھوڑ تو سکتا ہوں پر آپ سے جدا نہیں ہو سکتا۔“ چنانچہ میں ان کے ہمراہ روانہ ہو گیا۔ سفر طے کر کے مسلسل پچھپچھے وہاں لوگوں نے ان کو گھیر لیا، اس کے بعد عمار سے ایک شخص باہر آیا اور سلام کر کے بیٹھ گیا۔ سب لوگ ادب و احترام کے جذبات کے ساتھ اس کے روبرو مودب تھے کہ اس نے میرے ساتھی راہیوں سے سوال کیا: ”اب تک تم لوگ کہاں تھے؟“

انہوں نے سارے حالات بتائے۔ اس نے دریافت کیا: ”یہ بچہ کون ہے؟“ انہوں نے کہا میری خوب تعریف کی اور بتایا پوری طرح ہدایت لیتا اور مکمل کرتا ہے۔

اس کے بعد اس شخص نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی اور انبیاء و مرسلین علیہم السلام کا ذکر کیا اور حق تعالیٰ نے ان پر جو اکرام و انعام فرمائے ان کو بیان کیا۔ یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ کا ذکر آیا۔ بعد ازاں سامعین کو نصیحت کی اور کہا: ”اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جو کچھ حضرت عیسیٰ لائے ہیں اپنے لیے لازم کر لو، ان کی مخالفت نہ کرو، ورنہ اللہ تعالیٰ تمہاری مخالفت کرے گا۔“ اس کے بعد اس نے کھڑے ہونے کا ارادہ کیا تو میں نے کہا:

”میں اب تم سے جدا نہیں ہوں گا۔“ اس نے جواب دیا: ”اے بچہ! تم اتنی برواشت نہیں رکھتے کہ میرے ساتھ رہ سکو، میں اپنے اس غار سے علاوہ اتوار کے باہر نہیں آتا۔“ میں نے کہا: ”میں تم سے جدا نہیں ہوگا۔“ میری دوبارہ درخواست پر اس نے مجھے ساتھ لے لیا اور غار میں داخل ہو گیا۔ میں نے غار نشین راہب کو سوتے اور کھاتے پیتے نہیں دیکھا۔ وہ تمام وقت رکوع و سجود میں رہتا یہاں تک کہ دوسرا اتوار آ گیا پھر جب صبح ہوئی تو ہم نکلے لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے۔ اس کے بعد حسب سابق اس نے لوگوں سے خطاب کیا پھر وہ اپنے غار میں چلا گیا اور میں بھی اس کے پیچھا گیا جب تک خدا نے چاہا اس کے ساتھ رہا۔ وہ ہر اتوار کو نکلتا، لوگوں کا اجتماع ہوتا پھر وہ ان کو وعظ و نصیحت کرتا، ایک اتوار وہ نکلا اور معمول کے مطابق تقریر کر کے اس نے کہا:

”اے لوگو! میری عمر بہت ہو گئی ہے اور میری ہڈیاں گھل گئی ہیں، میرا وقت قریب ہے ایک

عرصہ سے میں بیت المقدس کی حاضری کا ارادہ کر رہا ہوں، مجھے وہاں جانا ضروری ہے۔“

میں نے کہا: ”میں تم سے جدا نہیں ہوں گا۔“ چنانچہ ایک روز ہم دونوں روانہ ہو گئے حتیٰ کہ بیت المقدس پہنچ گئے اور وہاں پہنچ کر عبادت میں مشغول ہو گیا۔ وہ مجھ سے اکثر باتیں کرتا کبھی کہتا:

”اے سلمان! اللہ تعالیٰ عنقریب ایک رسول کو مبعوث فرمائے گا جس کا نام احمد ہے وہ

تمہارے ظاہر ہوگا اس کی نشانی یہ ہے کہ وہ ”ہدیہ“ قبول کرے گا مگر صدقہ نہیں کھائے

گا۔ دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی۔ یاد رکھو اس کا ظہور بہت نزدیک ہے

لیکن میں بہت ہی سحر اور ضعیف ہو گیا ہوں، اس لیے خیال ہے کہ اس عہد سعادت کو نہ

پاسکوں کا تم پاؤ تو ان کی تصدیق کرنا اور ان کی اتباع کرنا۔“

میں نے سوال کیا: ”اگر وہ اس دین کو جس کی تعلیم و تربیت آپ نے دی ہے ترک کرنے کا حکم

دے؟“ اس نے کہا: ”ہاں اگر چہ تمہیں اس کا بھی حکم دے۔“

اس کے بعد وہ بیت المقدس کے عبادت خانے سے باہر آیا۔ اس کے دو دنوں کے بعد مجبور و لا

چار شخص بیٹھا تھا۔ راہب نے اس سے کہا: ”مجھے اپنا ہاتھ دے۔“ پھر اس نے ہاتھ پکڑ کر کہا: ”قُلِّم بِسْمِ

اللہ“ یعنی اللہ کے نام سے کھڑا ہو جا تو وہ کھڑا ہو گیا گویا کہ اسے ربیوں سے باندھ رکھا ہو پھر اس نے اس

کا ہاتھ چھوڑ دیا اور وہ تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ ہر طرف سے بے پروا اور کسی طرف توجہ کیے بغیر آگے

بڑھتا گیا۔ اس معجزہ و لاچار شخص نے مجھ سے کہا: ”اے لڑکے! مجھ پر میرے کپڑے ڈالی دے تاکہ میں

چلا جاؤں۔“ میں نے اس پر کپڑے ڈال دیئے۔ اس کے بعد میں تلاشِ راہب میں، اس کے نقوشِ قدم پر روانہ ہوا جب بھی میں لوگوں سے اس بارے میں پوچھتا تو وہ جواب دیتے کہ تیرے آگے جا رہا ہے۔ ایک مقام پر بنی کلب کے سوار مجھے ملے۔ میں نے راہب کے بارے میں ان سے پوچھا۔ انہوں نے میرے طرزِ گفتگو سے جو بھی سمجھا ہو بہر حال ایک اوٹ پر اپنے پیچھے مجھے بٹھالیا اور اپنے علاقہ میں لے آئے۔ پھر ایک انصاری خاتون نے مجھے خرید لیا اور اپنے باغ کی نگہداشت پر مقرر کروایا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ مدینہ طیبہ میں رونق افروز ہوئے۔ اس کی خبر جب مجھے ہوئی تو میں نے باغ سے کچھ کھجوریں لیں اور بارگاہِ نبوت میں حاضر ہو گیا۔ بہت لوگ موجود تھے۔ میں نے کھجوریں حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے رکھ دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ کیسی ہیں؟“ میں نے عرض کیا: ”صدقہ ہے۔“ آپ ﷺ نے حاضرین سے کہا: ”کھاؤ۔“ مگر خود نہ کھایا۔

کچھ دیروہاں قیام کے بعد میں آیا اور میں نے باغ سے پھر کھجوریں لیں اور رسول اللہ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں پہنچا۔ اصحابِ رسول ﷺ موجود تھے۔ میں نے وہ کھجوریں جن کو ساتھ لے کر گیا تھا، حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے رکھ دیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”یہ کیسی ہیں؟“ میں نے عرض کیا: ”یہ ہدیہ ہے۔“ پس حضور نبی کریم ﷺ بھی بسم اللہ پڑھ کر کھائیں اور صحابہ نے بھی کھائیں۔ آپ کے طرزِ عمل کو دیکھ کر میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ نبی موعود کی نشانیں میں سے ہے۔

اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ کی جانبِ راست و چپ اور پھر پشتِ مبارک کی طرف آ گیا۔ آپ میرا مطلب سمجھ گئے۔ جسم پر سے کپڑا اٹھایا تو مہرِ نبوتِ شانوں کے درمیان موجود تھی۔ میں آ کر حضور نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھ گیا اور صدقِ دل کے ساتھ کہا:

اشھدان لا الہ الا اللہ و انک رسول اللہ

﴿ما کم بتبئی﴾

حضرت سلمان فارسی کے ایمان لانے کا واقعہ

حضرت امین عباس سے روایت ہے کہ مجھ سے حضرت سلمان فارسی ؓ نے بیان کیا کہ میں ایرانی نسل تھا اور میرا باپ ایک کاشت کار تھا جو مجھ پر بڑا مہربان اور شفیع تھا حتیٰ کہ گھر سے باہر نہ نکلے دیتا۔ وہ مذہبِ آتش پرست اور عقائد میں شدید اور غلو کرنے والا۔ میں اس کے آتش خانے کا محافظ اور منتظم تھا۔ میں دوسرے لوگوں سے مذہبی نظریات اور رسوم سے بیگانہ محض تھا اس سلسلہ میں مجھے پس اسی قدر معلوم تھا جو کچھ میں نے اپنے ماحول سے حاصل کیا تھا۔ میرے باپ کی تربیت پر کچھ کارندے مقرر تھے۔ ایک روز باپ نے بلا کر کہا:

”میرے بیٹے! مجھے اس زمین کا فکر لاحق ہے۔ اس کی دیکھ بھال کی ضرورت ہے، تم کہتوں

پر جا کر کارندوں سے یہ اور یہ کہہ دینا مگر وہاں ٹھہر نہ جاتا کیونکہ تمہارے ٹھہر جانے سے سارا کام درہم برہم ہو جائے گا۔" میں کہنے کے مطابق چل پڑا۔ راستہ میں عیسائیوں کے ایک معبد پر گزر ہوا۔ اندر سے آوازیں آرہی تھیں۔ میں نے لوگوں سے پوچھا: "یہ عبادت کبھی اور اس میں کون لوگ رہتے ہیں؟" لوگوں نے مجھے بتایا کہ یہ عیسائیوں کا کتیرا ہے اور اندر لوگ عبادت میں مصروف ہیں۔ یہ اس کی آوازیں ہیں جو تم سن رہے ہو۔ میں ان کو اور ان کے طرز عبادت کو دیکھنے کے لیے اندر چلا گیا۔ مجھے ان کا طرز عبادت دیکھ کر اس قدر حیرانی ہوئی کہ میں ان کے پاس نکلی بیٹھا ہوا۔ ان کے پاس سے ہنسنے کو دل نہ چاہا۔ یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔ میں رات کے وقت جب گھر واپس آیا تو لوگ مجھے تلاش کرتے روانہ چکے تھے۔ مجھے دیکھ کر والد نے کہا کہ تم کہاں رہ گئے تھے کیا میں نے تم کو جلدی واپس آنے کی تاکید نہیں کی تھی؟ میں نے کہا: "ایا جان! میرا گزرا ایسے لوگوں پر ہوا جن کو لوگ عیسائی کہتے ہیں مجھے ان کی عبادت اور دعا بھلی معلوم ہوئی۔ میں اس خیال سے بیٹھ گیا کہ دیکھوں۔ کیا کرتے ہیں۔" میرے والد نے جواب دیا: "اے میرے بیٹے! تیرا دین اور تیرے آباء واجداد کا دین ان سے بہتر ہے۔" میں نے باپ سے عرض کیا:

"واللہ! ہم لوگوں کا دین ان لوگوں کے دین سے جو اللہ کی عبادت کرتے اس کی پرستش کرتے اور اس کے لیے عبادت کرتے ہیں بہتر نہیں ہے۔ ہم لوگ آگ کو پوجتے ہیں جس کو خود ہم روشن کرتے ہیں۔ اگر ہم روشن کرنا چھوڑ دیں تو وہ خاکستر ہو جائے۔"

یہ جواب سن کر میرے باپ کو اندیشہ ہوا۔ لہذا اس نے بیروں میں بیڑیاں ڈال کر مجھے اپنے گھر میں قید کر دیا۔ اس کے بعد میں نے ان نصرانوں کے پاس ایک شخص کو بھیجا اور ان سے پوچھا: "تمہارے دین کے اصول کہاں ملیں گے؟" انہوں نے بتایا کہ ملک شام میں ہیں۔ میں نے پیغام دیا: "آپ حضرات میں سے کوئی صاحب وہاں جانے والے ہوں تو مجھے خبر کروں۔"

کچھ عرصہ بعد چند عیسائی تاجر آئے تو انہوں نے مجھے اطلاع کرا دی۔ میں نے کہلواد یا کہ تاجر اپنے کاروبار سے فارغ ہو کر جب واپسی کا ارادہ کریں تو مجھ اس موقع پر خیر کرا دیں لہذا جب وہ اپنی مصروفیات ختم کر کے واپس ہونے لگے تو مقامی عیسائیوں نے مجھے خبر دی۔ میں نے بیروں سے بیڑیاں نکال دیں اور ان کے ساتھ ہو کر ملک شام پہنچ گیا اور نصرانی مذہب کے سب سے بڑے اسقف (پادری) کے بارے میں دریافت کیا۔ لوگوں نے بتایا: "کنیسہ کا منتظم ایک اسقف ہے۔" میں اس کے پاس گیا اور میں نے اس سے عرض کی: "میری خواہش ہے کہ میں تمہارے کنیسہ میں رہوں اور اللہ کی عبادت کروں اور تم سے اچھی اچھی باتیں سیکھوں۔" اس نے اجازت دے دی اور میں اس کے پاس رہنے لگا۔ وہ ایک بڑا شخص تھا۔ میں نے دیکھا وہ لوگوں کو صدقات کی تکفین کرتا جب لوگ صدقات لے کر اس کے پاس آتے تو وہ خزانے میں رکھ دیتا اور جن مسکینوں کے نام پر یہ حاصل کیے تھے انہیں محرم رکھتا۔ مجھے یہ صورتحال دیکھ کر اس سے نفرت ہو گئی مگر وہ زیادہ عرصہ نہ نہدہ نہد ہوا اور مر گیا جب لوگ اس کے دفن کے لیے

آئے تو میں نے ان سے کہا: ”یہ بد طبیعت شخص تھا تم لوگوں کو تو صدقہ کرنے کا حکم دیتا تھا اور اس کے لیے تمہیں شوق دلاتا تھا اور جب تم صدقات اکٹھا کر کے اس کے پاس لاتے تھے تو یہ ان کو جمع کر لیتا تھا اور غریب و مساکین کو کچھ نہ دیتا تھا۔“ لوگوں نے کہا: ”اس کا ثبوت کیا ہے؟“ میں نے کہا: ”میں ابھی اس کا امداد خزانہ نکال کر آپ کے رو برو رکھتا ہوں۔“

انہوں نے کہا: ”اچھا لاؤ!“ میں گیا اور سات منگے سونے اور چاندی سے لبریز ان کے سامنے لا کر رکھ دیئے جب لوگوں نے یہ دیکھا تو کہنے لگے: ”ہم اسے ہر گز دین نہ کریں گے۔“ اس کے بعد انہوں نے اسے سولی پر لٹکایا اور سنگسار کر دیا۔

اس کے بعد وہ ایک اور شخص کو لے کر آئے جو ان کے خیال میں ایک قابل اور ایماندار شخص تھا اور اس کے منصب پر مقرر کر دیا۔ میں نے کبھی آج تک نہ اپنوں میں اور نہ غیروں میں غرض کسی شخص کو اس شخص کی طرح زاہد اور شب زندہ دار نہیں دیکھا تھا۔ اس کے رات دن عبادت میں گزروے تھے۔ میں نہیں جانتا کہ کبھی میں نے اس سے بھی زیادہ کسی سے محبت کی ہو۔ بہر حال میں اس کے ساتھ رہا۔

یہں تک کہ اس کی وفات کا وقت قریب آ گیا۔ اس وقت میں نے ان سے کہا: ”اے جناب! اب آپ کا وقت آخر ہے اور جہاں الہی میں ہے اسے آپ دیکھ رہے ہیں۔ قسم سے کہتا ہوں کہ میرے لیے آپ سے زیادہ کوئی محبوب نہ تھا۔ یہ راہ مہربانی مجھے کچھ حکم دیجئے اور کسی کی طرف میری رہنمائی کیجئے۔“ اس نے کہا: ”اے بیٹے! میں اور تو کسی کو نہیں جانتا البتہ ایک شخص موصل میں ہے تم اس کے پاس چلے جاؤ یقیناً تم اس کو میری طرح پاؤ گے۔“ پھر جب وہ فوت ہو گیا تو میں موصل پہنچا اور اس شخص کے پاس گیا۔ میں نے اس کو ریاضت و عبادت اور ترک دنیا اور زہد میں اسی طرح پایا۔

میں نے اس عابد کو بتایا کہ شام کے استغاثہ نے مرتے وقت مجھ کو آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کی وصیت کی ہے لہذا میں آپ کے پاس حاضر ہوا ہوں اور آپ کا فیضی صحبت حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ اس نے کہا: ”اے بیٹے شوق سے رہو۔“ میں تمیم ہو گیا۔ یہاں تک کہ اس کی وفات کا وقت بھی قریب آ گیا۔ میں نے اس سے کہا: ”میں وصیت کے مطابق آپ کے پاس آیا تھا اور اب آپ کی حالت بھی حکم خداوندی کے انتقاد میں ہے لہذا آپ کسی کی طرف میری رہنمائی فرمائیں۔“

اس نے کہا: ”اے بیٹے! خدا کی قسم میں نہیں جانتا البتہ صرف ایک شخص نصیبین میں ہے وہ ہمارے ہی دین و مسلک پر ہے۔ تم اس کے پاس چلے جاؤ۔“

امید ہے تم اس کی صحبت میں رہ کر اپنا مقصد ضرور حاصل کر لو گے۔“ اس کو دفن کرنے کے بعد میں نصیبین میں اس شخص کے پاس پہنچا اور بتایا کہ فلاں نے فلاں کی طرف رہنمائی کی تھی اور انہوں نے اب آپ کے پاس بھیجا ہے۔ تو اس نے کہا: ”اے صاحبزادے تم رہو۔“ پھر میں اس کے پاس سابقہ طور پر شب و روز رہنے لگا۔ یہاں تک کہ اس کی وفات کا وقت بھی نزدیک پہنچا۔

میں نے ان سے کہا: ”اب آپ کے لیے بھی خدا کا حکم آ گیا ہے۔ آپ محسوس کر رہے ہیں فلاں

فخص نے مجھے فلاں کے پاس جانے کا مشورہ دیا اور پھر اس نے آپ کی خدمت میں بھیجا۔ اب آپ کس طرف رہنمائی کرتے ہیں۔ میں کہاں جاؤں؟“ اس نے جواب دیا:

”اے برخودار! میں کسی بھی ایسے فخص کو نہیں جانتا جو ہمارے طریقے پر ہو مگر روم میں شہر عموریہ کے اندر ایک فخص ہے تم اس کے پاس جا سکتے ہو۔ یقیناً تم اس کو اسی طریقہ و مسلک پر پاؤ گے جس پر ہم ہیں۔“ پھر جب ہم اسے دفن کر چکے تو میں سفر پر چل دیا اور زاد عموریہ کے پاس پہنچ گیا۔ میں نے اسے پہلے واہوں کی مانند پایا اور اس کے پاس رہنے لگا۔

میں نے محنت اور مزدوری بھی شروع کر دی جس کے نتیجے میں میرے پاس کثیر بکریاں اور گائیں ہو گئیں۔ یکدم ازدی پھر ایک عرصہ بعد زاد عموریہ کا بھی وقت آ گیا تو میں نے اسے کہا:

”اے میرے میزبان! مجھے زاد شام نے زاد موصل کی طرف اور اس نے نصیون کی طرف اور عابد نصیون نے پھر آپ کی خدمت میں بھیج دیا تھا۔ اب معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے لیے بھی خدا کا حکم آپکا ہے جسے آپ دیکھ رہے ہیں کیا آئندہ کے لیے آپ کچھ وصیت فرمائیں گے؟“ اس نے ہمدردانہ لہجہ میں کہا: ”اے بیٹے! خدا گواہ ہے میں کسی فخص کو نہیں جانتا جو ہمارے طریقے پر ہو۔ اس لیے میں کس طرف تمہاری رہنمائی کر سکتا ہوں؟ البتہ اس نئی کا زمانہ قریب ہے جو مکہ میں پیدا ہو گا اور اس کی ہجرت کا مقام دو پتھر علی زمینوں کے درمیان ایک شور زمین میں ہو گا جہاں کچھ لوگوں کے درخت ہوں گے۔ اس نئی کی نشانیاں واضح ہوں گی۔ اس کے شانوں کے درمیان مہربوت ہوگی۔ وہ یہ تو قبول کرے گا مگر صدقہ نہ لے گا اگر تم تلاش حق کا جذبہ رکھتے ہو تو اس علاقہ کی طرف چلے جاؤ اس لیے کہ اس کے ظہور کا زمانہ قریب ہے۔“

پھر جب اس کو دفن کر چکے تو میں چل کھڑا ہوا۔ دوران سفر مجھے سوا گر ان بنی کلب کا ایک قافلہ ملا۔ میں نے ان سے کہا: ”تم مجھے اپنی سواری پر سرزمین عرب لے جاؤ۔ اس کے معاوضہ میں تم کو اپنی بکریاں اور گائیں دے دوں گا۔“ انہوں نے کہا: ”ٹھیک ہے۔“ تو میں نے وہ سب جانور ان کو دے دیے اور وہ مجھ کو سوار کر کے وادی حجاز لے آئے۔ یہاں پہنچ کر انہوں نے مجھ پر ظلم و تشدد کیا اور وادی القرنی کے ایک یہودی کے ہاتھ مجھے فروخت کر دیا۔ یہاں پہنچ کر جب میں نے مجبور کے درختوں کو دیکھا تو مجھے امید ہوئی کہ شاید یہ وہی شہر ہو جس کی بشارت پیشوائے عموریہ نے دی تھی مگر یہ بات تحقیق طلب تھی۔

یہاں تک کہ بنی قریظہ کے یہودیوں میں سے ایک فخص وادی القرنی آیا تو اس نے میرے اس مالک سے مجھے خرید لیا اور اپنے قبیلہ میں مدینہ طیبہ لے آیا۔ میں نے اس شہر کو دیکھتے ہی پہچان لیا اور اپنے یہودی آقا کے ساتھ زندگی بسر کرنے لگا اور رسول اللہ ﷺ مکہ میں نبوت کا اعلان فرما چکے تھے۔ وہ لوگ حضور نبی کریم ﷺ کے بارے میں کچھ نہ بتاتے تھے اور میں اسی طرح غلامی میں زندگی گزار رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ قبا تشریف لائے اور میں اپنے آقا کے باغ میں کام کر رہا تھا کہ یہودی آقا کا چچا اور بھائی آیا اور کہا: ”اے غلام! اللہ تعالیٰ بنی قریظہ کو ہلاک کرے یہ سارے لوگ اس وقت قبا میں مکہ کے مسافر تھے پاس جمع ہو رہے ہیں جو آج ہی آیا ہے ان لوگوں کو وہم ہوا ہے کہ وہ اللہ کا نبی ہے۔“

یہ سنتے ہی میرے جسم پر لرزش طاری ہو گئی۔ جس کی وجہ سے مجھے گمان ہوا کہ اپنے قریب کھڑے ہوئے مالک پر گر پڑوں گا۔ میں اوپر سے یہ کہتا ہوا نیچے اتر آیا: ”یہ ایک عجیب خبر ہے جسے میں سن رہا ہوں۔“ مالک نے میری یہ حالت دیکھ کر ایک طماچہ میرے رسید کیا اور کہا: ”کام سے کام رکھ۔“ اس کے جواب میں میں نے کہا:

”اس میں حرج ہی کیا ہے کہ جو خبر ہم سن رہے ہیں اس کے بارے میں تحقیق کر لیں۔“ یہ کہہ کر میں باغ سے نکل آیا۔ راہ میں شہر کی ایک عورت ملی۔ میں نے اس سے دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ اس کے گھر کے تمام لوگ مسلمان ہو گئے ہیں۔ پھر اسی عورت نے بارگاہ رسالت ﷺ تک میری رسائی کی۔ میں جس وقت حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت مبارک میں پہنچا اس وقت شام ہو چکی تھی اور میرے ساتھ صدقہ کا کھانا موجود تھا۔

حضور نبی کریم ﷺ قبای میں تشریف فرما تھے۔ میں نے عرض کیا: ”مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ ایک مروضہ صانع ہیں اور آپ کے ساتھ کچھ غریب صحابہ ہیں۔ میرے پاس تھوڑا سا صدقہ کا کھانا تھا۔ مجھے خیال آیا کہ آبادی میں آپ زیادہ حقدار ہیں لہذا یہ کھانا حاضر ہے تناول فرمائیے۔“

رسول اللہ ﷺ نے جب یہ سنا تو اپنا دوست مبارک کھینچ لیا اور صحابہ سے فرمایا: ”تم کھاؤ۔“ میں نے سوچا یہی وہ خصوصیت ہے جس کا ذکر عابد عموریہ نے آپ کی نشانی کے بطور کیا تھا۔ اس کے بعد میں لوٹ آیا اور حضور نبی کریم ﷺ قبائے مدینہ طیبہ آ گئے۔ پھر جو کچھ موجود تھا میں نے اکٹھا کیا اور ساتھ لے کر دربار رسول اللہ ﷺ میں دوبارہ حاضر ہوا اور کہا:

”میں نے دیکھا ہے کہ آپ صدقہ کا مال نہیں کھاتے ہیں یہ میری طرف سے ہدیہ اور تحفہ ہے صدقہ نہیں ہے۔“

میری بات سن کر حضور نبی کریم ﷺ نے خود بھی کھایا اور صحابہ کو بھی دیا۔ میں نے خیال کیا یہ وہ دونوں خوبیاں ہیں جو مجھے بتائی گئی ہیں۔

اس کے بعد میں پھر دربار رسالت ﷺ میں حاضر ہوا۔ اس وقت آپ ﷺ ایک جنازہ کے ہمراہ جا رہے تھے۔ آپ ﷺ کے جسم اقدس پر صوف کی چادر تھی اور آپ ﷺ صحابہ کے جہر مت میں تھے۔ میں حضور نبی کریم ﷺ کے گرد پکڑ لگانے لگا تا کہ میں آپ کے پشت مبارک پر مہر نبوت کی زیارت کر سکوں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے اس حال اور جستجو میں دیکھا تو سمجھ گئے اور حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے پشت مبارک سے چادر اتھاڑی تو میں نے آپ ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت دیکھی جس کو میرے ساتھی و احباب نے علامت نبوت کے طور پر بیان کیا تھا۔ پس میں نے اسے بوسہ دیا اور پھر مجھ پر گریہ طاری ہو گیا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اے سلمان (ؓ)! پیچھے سے آگے آ جاؤ۔“ تو میں سامنے آ کر حضور نبی کریم ﷺ کے روبرو بیٹھ گیا اور صحابہ کرام نے حضور نبی کریم ﷺ کے بارے میں جو

نشانیاں کتبِ سماوی میں بیان کی گئی ہیں وہ میری زبان سے سنیں۔ جب میں ان کے بیان سے فارغ ہوا تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اے سلمان (ؓ)!“ مکاتب ہو جاؤ۔“ لہذا میں اپنے مالک سے کھجور کے تین سو درختوں اور چالیس اوقیہ (چاندی) پر مکاتب ہو گیا۔

صحابہ کرام نے درختوں کی فراہمی میں میری مدد کی۔ کسی نے تمیں کسی نے بیس اور کسی نے دس پودے دیے۔ ہر ایک نے مقدور بھر تعاون کیا۔ پھر مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے ان پودوں کو لگانے کے لیے گڑھے کھودنے کے لیے فرمایا اور کہا: ”جب تم گڑھے کھودو تو مجھے بلا لینا“ میں ان کو اپنے ہاتھ سے لگاؤں گا۔“ میں نے گڑھے کھودنے شروع کر دیے۔

اس مرحلہ پر صحابہ نے بھی میری مدد کی۔ وہ جہاں جہاں نشانات لگاتے“ میں وہاں گڑھے کھودتا جب کھدائی کا یہ کام ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ تشریف لائے چنانچہ ہم لوگ حضور نبی کریم ﷺ کو پودے اٹھا کر دیے اور حضور نبی کریم ﷺ اپنے دست مبارک سے ان کو لگاتے اور مٹی کو درست کرتے۔

قسم ہے اس ذات کی جس نے حضور نبی کریم ﷺ کو حق کے ساتھ مہوٹ فرمایا گوئی ایک پودا بھی تو خشک نہیں ہوا۔ اب میرے (مرد) ہم رہ گئے تھے۔ تو ایک شخص کسی کان سے اٹڑے کے برابر سونے کی ڈلی لایا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا:

”اے سلمان (ؓ)!“ اس ڈلی کو تم لے لو اور اس کے ذریعہ تم اپنی مکاتبت کا جتنا حصہ ہے ادا کرو۔“ میں نے عرض کیا: ”یا رسول اللہ ﷺ! اس قدر چھوٹی ڈلی سے میرا قرضہ کس طرح ادا ہو گا؟“ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ اسی سے تمہارا قرضہ ادا کر دے گا۔“ قسم ہے اس ذات کی جس کے بغیر میں میری جان، میں نے اس سونے سے یہودی کو مکاتبت کا چالیس اوقیہ ادا کر دیا اور اتنی ہی مقدار میں سونا میرے پاس باقی بچ گیا۔

﴿ابن سعد، تہذیب، المصنف، ابن اسحاق﴾

ابی سلمہ بن عبد الرحمن (ؓ) حضرت سلمان فارسی (ؓ) سے نقل کیا کہ انہوں نے فرمایا کہ میں رام ہرگز میں پیدا ہوا۔ ہم عمر بچوں کے ساتھ بستی میں جانا ہوتا اس بستی کے قریب ایک پہاڑ ہے جس میں ایک عمارت تھی۔ ایک دوڑ میں تمہا اس طرف چلا گیا۔ اتفاقاً اس جگہ ایک دروازہ فحش اونی لباس اور بالوں سے بھری چل پھرنے دکھائی دیا۔ پھر اس نے مجھے اپنے پاس بلانے کے لیے اشارہ کیا۔ جب میں اس کے پاس گیا تو اس نے کہا: ”اے فرزند اتم حضرت عیسیٰ ابن مریم (ؑ) کو جانتے ہو؟“

میں نے جواب دیا: ”میں نہیں جانتا اور نہ میں نے یہ نام سنا ہے۔“ اس نے کہا: ”وہ اللہ کے رسول ہیں اس لیے جو شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے گا اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ ان کو الہ کی طرف سے خبر سمجھتا ہے اور جو عنقریب رسول تشریف لائے والے ہیں ان کا نام ”احمد“ ہے اور جو ان رسول پر ایمان لائے گا تو اللہ تعالیٰ سے دنیا کے غموں سے نجات دے کر آخرت کی راحتوں اور اس کی نعمتوں سے سرفراز فرمائے گا۔“ میں نے اس اجنبی کی باتوں میں سچائی کی حلاوت اور حقیقت کا

نور و یکسا جو اس کے لب گو یا سے نمودار تھا۔ میرے دل کو اس کی باتیں لگیں میرے ضمیر کو خوشی حاصل ہوئی۔ گویا یہ پہلا محسن تھا جس نے مجھے

"لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ أَنَّ عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللَّهِ وَ مُحَمَّدٌ بَعْدَهُ رَسُولُ اللَّهِ وَ

الْبَيْتُ بَعْدَ الْمَوْتِ"

کی تعلیم دی۔ پھر اس نے مجھے نماز میں قیام کی تعلیم دی اور کہا: "جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو قبلہ کی جانب منہ کرنا۔ اس وقت اگر تمہیں چاروں طرف سے آگ بھی گھیر لے تو اطمینان خاطر رکھنا اور اگر یہ حالت نماز فرض تمہارے والدین بھی بلائیں تو ہرگز ان کی طرف بھی توجہ نہ دینا۔ ہاں اگر اللہ کا رسول بلائے تو نماز فرض کو بھی قطع کر دینا کیونکہ اس کا جانا اللہ کے حکم سے اور اللہ کے لیے ہوتا ہے۔"

اس کے بعد اس نے کہا کہ اگر تم محمد بن عبد اللہ (ﷺ) کو پاؤ جو تمہارے پہاڑی علاقے سے ظہور فرمائے گا اس پر ایمان لاتا اور ان کے حضور میرا سلام پیش کرنا۔"

میں نے کہا: "ان کی کچھ علامتیں بیان فرمائیے۔" تو انہوں نے کہا: "ان کو نبی الرحمت محمد بن عبد اللہ (ﷺ) کہا جائے گا۔ وہ تمہارے پہاڑی علاقے سے ظہور کریں گے۔ وہ اونٹ، گھوڑے، خچر اور گدھے پر سواری کریں گے۔ آزاد اور غلام ان کے نزدیک برابر ہوں گے۔ ان کے دل میں انسان دوستی اور کرم ہوگا اور ان کے دلوں شانوں کے درمیان نہ بیڑہ کیوتر کے برابر ایک مہر ہوگی جس پر غیر مرئی حروف میں "اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ مُحَمَّدٌ وَرَسُولُ اللَّهِ" لکھا ہوگا اور نمایاں اور مرئی حروف میں ہوگا: "مَوْجِبَةُ حَيْثُ شِئْتَ فَلَا تَكُ الْمَنْصُورُ" وہ ہر یہ قبول کریں گے اور صدقہ کو اپنی ذات کے لیے پسند نہ فرمائیں گے ان کے اندر کسی کے لیے حسد و عناد نہ ہوگا نہ وہ معاد پر ظلم کریں گے اور مسلمان پر۔"

حضرت شریعہ بن اسماعیل رحمہ اللہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا: "میں تلاش حق میں نکلا اہل کتاب کے راہبوں سے ملا وہ سب اس بات پر متفق تھے کہ یہی وہ زمانہ ہے کہ جس میں سرزمین عرب سے ایک نبی کا ظہور ہوگا۔ اس نبی کی بہت سی خصوصیتوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس سے ایک یہ ہے کہ اس کے دلوں شانوں کے درمیان ایک بڑا ساحل ہوگا جو مہر نبوت ہے۔" میں (یہ اطلاع پا کر) سرزمین عرب پہنچ گیا۔ پھر نبی کریم (ﷺ) نے ظہور فرمایا اور جو کچھ راہبوں نے نشانیاں بتائی تھیں۔ وہ تمام نشانیاں آپ میں موجود تھیں اور مہر نبوت کو دیکھا تو میں نے گواہی دی کہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ

حضرت جناب مریدہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ جس قدر کجیور کے درختوں کے عوض مکاتب ہوئے (حسب قرار واد سلمان و یہودی) درختوں کی پرورش اور بار آور ہونے تک ان کی تیاری کرتی تھی تو حضور نبی کریم (ﷺ) نے ازراہ عنایت و درختوں کو زمین میں لگایا بجز

ایک پودے کے کہ اس کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لگا دیا مگر وہ تمام درخت اسی سال پھل لے آئے سوائے ایک درخت کے۔ یہ صورتحال دیکھی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ”اس درخت کو کس نے لگا دیا تھا؟“ صحابہ نے عرض کیا: ”حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے۔“ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اکھیر کر خود لگا دیا تو پھر وہ بھی اسی سال پھل لے آیا۔

﴿سنن ابی نعیم﴾

حضرت ابو عثمان مہدی رضی اللہ عنہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: ”میں اپنے مالک سے مجبور کے پانچ سو پودے لگانے پر مکاتب ہوا کہ جب وہ پھل لے آئیں تو میں آزاد ہو جاؤں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور پودوں کو اپنے دست مبارک سے لگایا۔ پھر ایک پودے کے کہ جس کو میں نے اپنے ہاتھ سے لگا دیا تھا تو وہ سب ہار آ رہے مگر اسی ایک درخت میں پھل بند آیا۔“

﴿ابن سعد، ابی نعیم﴾

حضرت ابو الطفیل رضی اللہ عنہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے مجھے فخر کے برابر سونا دیا اور پھر انگشت شہادت کو انگوٹھے پر رکھ کر حلقہ بنایا جو درہم کے برابر بن گیا۔ انہوں نے کہا: ”اگر اس سونے کی ڈلی کو ایک پلہ میں رکھا جائے اور دوسرے میں کوہ احد تو یقیناً سونے کا پلہ ڈلی رہے گا۔“

﴿حاکم، بیہقی﴾

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: ”جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سونا عطا فرمایا اور کہا اس سے کتابت کا قرض ادا کرو۔ تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جتنا مجھے دینا ہے وہ اس سے کس طرح ادا ہوگا؟ یہ سن کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ڈلی کو اپنی زبان مبارک پر پھرایا اور مجھے دیتے ہوئے کہا: اسے لے جاؤ۔ اللہ تعالیٰ اس سے تمہارا قرض ادا کر دے گا۔ میں اسے لے گیا اور وزن کر کے اس سے چالیس اوقیہ سونا ادا کر دیا۔“

﴿ابن ابی نعیم﴾

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زیارت:

حضرت عاصم بن عمر بن قتادہ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا: مجھ سے اس شخص نے حدیث بیان کی جس نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ سے سنا کہ مجھے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایت ملی کہ عمرو بن عبدالمطلب کے راہب نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے اپنی وفات کے وقت کہا: ”تم ملک شام کے دو پہاڑوں میں جاؤ وہاں ایک شخص پہاڑ سے نکل کر دوسرے پہاڑ کی طرف سال میں ایک مرتبہ جاتا ہے اور اس کے رو بردینار پیش کیے جاتے ہیں وہ جس مریض کیلئے دعا کرتا ہے شفا یاب ہو جاتا ہے تم اس سے اس دین کے بارے پوچھنا جس کے بارے میں تم مجھ سے پوچھتے ہو۔“

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں روانہ ہو گیا اور ایک سال تک اس ہستی کے نکلنے کے انتظار میں ٹھہرا رہا حتیٰ کہ وہ اس خاص رات میں نکلا۔ میں نے اس کا شانہ پکڑ کر کہا: ”تم پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے، کیا حقیقت دین ابراہیم میں ہے؟“ اس نے جواب دیا: ”اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کا زمانہ تم پاؤ گے جو اس

بیت اللہ سے ظہور فرما کر اس حرم میں ظاہر ہوگا اور "دین خیف" کے ساتھ مبعوث ہوگا۔" ایک مرتبہ حضرت سلمان نے اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے مسلمان! اگر تم سچ کہتے ہو تو تم نے یقیناً میدان حضرت عیسیٰ کو دیکھا ہے۔" (حضرت سبکی مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اس حدیث کی سند مقطوع ہے کیونکہ اس میں ایک راوی مجہول ہے۔)

﴿ابن سعد ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ و ابن ابی نعیم﴾

حضرت ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند سے روایت کیا کہ ہمیں حضرت عاصم بن عمر بن قتادہ نے حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے ہمارے شیوخ نے کہا کہ عرب میں ہم سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی شان رفعت کو جاننے والا کوئی نہیں کیونکہ ہماری رہائش یہودیوں کے ساتھ تھی۔ وہ اہل کتاب تھے اور ہم بیت پرست۔ ہماری جانب سے جب ان کو کوئی گزند پہنچتی تو وہ ہماری تحیہ کیلئے کہتے: "جلد ہی ایک نبی کا ظہور ہونے والا ہے وہ ہمارا رہنما اور سردار ہوگا اور ہم تم کو "عاو وارم" کی طرح قتل کریں گے۔" لیکن جب اللہ تعالیٰ نے اس نبی موعود یعنی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا تو ہم نے مانا اور اطاعت کی اور انہوں نے انکار کیا اور مخالفت کی۔ اللہ تعالیٰ نے اسی بارے میں یہ آیت کریمہ نازل فرمائی:

وَكَانُوا مِنْ قَبْلِ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا

﴿سورہ البقرہ﴾

حضرت علی الاوردی سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہودی یہ دعا مانگا کرتے تھے:

"اے خدا! ہمارے لیے اس نبی کریم ﷺ کو مبعوث فرما جو ہمارے اور ان لوگوں کے درمیان فیصلہ کرے۔"

﴿ابن ابی نعیم﴾

بعثت سے قبل یہود رسول اللہ ﷺ کے وسیلہ سے التجاء کرتے تھے:

حضرت ابن عباس سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ خبیر کے یہودی بنی غطفان سے دشمنی رکھتے تھے اور اہل خبیر شکست کھا جاتے تو وہ اس موقع پر ان الفاظ میں دعا کرتے: "اے ہمارے خدا! ہم تجھ سے اس نبی موعود کے وسیلہ سے التجاء کرتے ہیں کہ جس کا نام احمد ہے اور زمانہ آخر میں ہماری رہنمائی کیلئے جس کے ظاہر فرمانے کا وعدہ فرمایا ہے ہماری مدد کر۔"

اسکے بعد جب مقابلہ ہوتا تو یہودی غالب آتے اور غطفان شکست کھا جاتے لیکن جب رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے تو ان ہی یہود نے حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ کفر کیا جس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

وَكَانُوا مِنْ قَبْلِ يَسْتَفْتِحُونَ

﴿سورہ البقرہ﴾

ترجمہ: "اور اس سے پہلے وہ اسی نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فحش مانگتے تھے۔"

کہتے تھے: ”اے خدا! ہمارے لیے اس نبی کریم ﷺ کو مبعوث فرما جو ہمارے اور ان لوگوں کے درمیان فیصلہ کرے۔“

﴿حاکم، بیہقی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ خیر کے یہودی بنی غطفان سے دشمنی رکھتے تھے اور اہل خیر شکست کھا جانے تو وہ اس موقع پر ان الفاظ میں دعا کرتے: ”اے خدا! ہم تجھ سے اس نبی موعود کے وسیلہ سے انتقام کرتے ہیں کہ جس کا نام احمد ہے اور زمانہ آخر میں ہمارے درہمائی کیلئے جس کے ظاہر فرمانے کا وعدہ فرمایا ہے ہماری مدد کر۔“ اس کے بعد جب مقابلہ ہوتا تو یہودی غالب آتے اور غطفان شکست کھا جاتے لیکن جب رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے تو ان ہی یہودیوں نے حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ کفر کیا۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

وَكُنُوزِهِمْ لَيْلٌ يَنْصِفُهُمْ ﴿سورہ البقرہ﴾

ترجمہ: ”اور اس سے پہلے وہ اسی غی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے۔“

﴿حاکم، بیہقی﴾

حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ حضرت اوسمہ بن سلامہ بن وقس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے درمیان ایک یہودی تھا وہ اپنی قوم عبدالاشہل کے پاس صبح کے وقت گیا اور اس نے مرنے کے بعد زعمہ ہو کر اٹھنے اور قیامت قائم ہونے اور جنت و دوزخ اور حساب و میزان کا ذکر کیا اور کہا کہ یہ حقیقت ان بات پرستوں کیلئے حیرت افزا ہے جو اس پر یقین نہیں کرتے۔ اس یہودی نے یہ بات حضور نبی کریم ﷺ کی بعثت سے قبل کہی تھی۔ یہ سن کر لوگوں نے کہا:

”اے شخص! تیرا بھلا ہو۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ مرنے کے بعد اس گھر کی طرف اٹھائے جائیں گے جس میں جنت و دوزخ ہے اور ان کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا؟“ اس نے کہا: ”ہاں! قسم ہے اس ذات کی جس کے ساتھ قسم کھائی جاتی ہے، میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ میرا جھڑا آگ میں ہو جس کو تم اپنے گھروں کے گھنوں میں جلاتے ہو۔ تم اسے جلاؤ پھر تم مجھے اس روشن تنور میں ڈال کر اوپر سے اس کا منہ بند کر دو اور پھر میں اس کے عوض کل سزا کے دن آتش جہنم سے نجاست پاؤں۔“

لوگوں نے پوچھا: ”اس قول کی صحت پر تیرے پاس کوئی دلیل ہے؟“ اس نے مکہ اور یمن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: ”اس علاقے میں ایک غبی مبعوث ہوگا۔“ لوگوں نے پوچھا: ”تیرے خیال میں وہ نبی کب مبعوث ہوگا؟“ اس پر اس نے میری طرف دیکھا۔ میں اس وقت اپنے قبیلہ کے لوگوں میں سب سے کم عمر تھا۔

پس اس نے میری طرف اشارہ کر کے کہا: ”اگر اس نے اپنی عمر کو پورا کیا تو یہ اس نبی ﷺ کو پائے گا۔“ اس کے بعد زیادہ عرصہ نہیں گزرا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو مبعوث فرمایا اور وہ یہودی ہمارے سامنے زعمہ تھا۔ بحمد اللہ! ہم نے حضور نبی کریم ﷺ کی تصدیق کی اور ہم آپ ﷺ پر

ایمان لائے اور وہ یہودی بننا و حسد کا رویہ اختیار کرنے کے بعد انکار کرتا رہا اور جب ہم نے اس سے کہا: "کیا تو وہ شخص نہیں ہے جو حضور نبی کریم ﷺ کے بارے میں یہ اور یہ پیش گوئیاں ہم لوگوں سے کرتا تھا؟" اس نے جواب دیا: "یہ وہ نبی نہیں ہیں۔"

﴿ابن اسحاق، بخاری جامع، مستدرک، حاکم، تہذیب طبرانی، ابونعیم﴾

اہل عرب نے طمع نبوت میں بچوں کا نام محمد رکھا:

خراطلی رحمہ اللہ نے "ہواتف" میں خلیفہ بن عبد اللہ سے نقل کیا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت محمد بن عدی بن ربیعہ سے پوچھا: "زمانہ جاہلیت میں تمہارے باپ نے تمہارا نام محمد کیسے رکھا؟" انہوں نے جواب دیا: "میں نے بھی اپنے والد سے یہی سوال کیا تھا تو میرے والد نے بتایا تھا کہ ہم بنو قسیم کے چار آدمی تھے۔ ایک میں دوسرے سفیان بن بشار بن دارم تیسرے یزید بن عمر بن ربیع اور چوتھے اسامہ بن مالک خثوف۔ ہم چاروں سفر پر روانہ ہوئے جب ہم ملک شام پہنچے تو ایک تالاب پر جہاں سایہ وار درخت تھے، اترے تو کچھ دیر کے بعد ایک شخص ہمارے پاس آیا اور اس نے کہا: "تم کون لوگ ہو؟" ہم نے جواب دیا: "ہم قبیلہ معشر کے لوگ ہیں۔"

ہمارا جواب سن کر اس نے کہا: "آگاہ ہو جاؤ، معشر قبیلہ میں ایک نبی مبعوث ہوگا، لہذا بلاناخبر اپنے علاقہ کو لوٹ جاؤ اور اس سے اپنا حصہ حاصل کرو اور ہدایت یاب ہو کیونکہ وہ خاتم النبیین یعنی آخری نبی ہیں۔" ہم نے پوچھا: "اس کا نام کیا ہے؟" انہوں نے بتایا: "اس کا نام محمد (ﷺ) ہے۔" سفر سے جب ہم واپس ہوئے تو ہم میں سے ہر ایک کے یہاں لڑکا پیدا ہوا اور چاروں نومولود بچوں کا نام محمد رکھا۔ ﴿ابن اسحاق، بخاری، ابونعیم﴾

حضرت سعید بن مسیب سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اہل عرب، اہل کتاب اور کاشوں سے سنا کرتے تھے کہ عرب میں ایک نبی مبعوث ہوگا جس کا نام محمد (ﷺ) ہوگا۔ تو اہل عرب میں سے جس نے یہ بات سنی اس نے طمع نبوت کے سبب اپنے بچے کا نام محمد رکھ لیا۔

﴿ابن سعد﴾

ظہور نبوت پر شام میں زلزلہ:

سروان بن الحکم رحمہ اللہ کی سند سے حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان سے نقل کیا۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے حضرت ابوسفیان بن الحرب نے حدیث بیان کی کہ میں اور امیہ بن العلت شام کی طرف روانہ ہوئے تو دوران سفر ہمارا گزر اس بستی میں ہوا جس کے باشندے تھک رہے تھے جب ان کی نظر امیہ پر پڑی تو اس کا استقبال اور پذیرائی کی اور ساتھ لے جانے کی درخواست کی۔ امیہ نے مجھ سے کہا: اے ابوسفیان! میرے ہمراہ تم بھی چلو کیونکہ تم ایک ایسے شخص کے پاس جاؤ گے جو علوم نصرانیت کا علامہ اور بڑا فاضل ہے۔ میں نے کہا: میں تمہارے ساتھ نہیں جاسکتا۔ تو امیہ چلا گیا پھر واپس آ کر اس نے کہا: جو بات میں تم سے کہوں گا کیا تم اسے پوشیدہ رکھو گے۔

میں نے کہا: ہاں، اس نے کہا مجھ سے ایک شخص نے جو علم تو ریت کا سب سے بڑا محقق ہے ایک اہم بات کہی ہے۔ وہ یہ کہ بلاشبہ ایک ہی مبعوث ہو گیا ہے۔ میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ شاید وہ میں ہوں مگر اس نے بتایا کہ وہ تم میں سے نہیں ہے بلکہ وہ اہل مکہ میں سے ہے۔ میں نے پوچھا اس کا نسب کیا ہے؟ اس نے کہا وہ اپنی قوم کا منتخب شخص ہے اور اس کی یہ نشانی بیان کی کہ حضرت مسیٰ کے بعد ملک شام میں آٹھ زلزلے آئیں گے، اب ایک زلزلہ باقی ہے جس سے شام میں فساد و مصیبت داخل ہو جائے گی۔ پھر جب ہم واپس ہو کر مدینہ پہنچے تو اچانک ایک سواری آتا ہوا ملا ہم نے پوچھا کہاں سے آ رہے ہو؟ اس نے جواب دیا شام سے۔ ہم نے پوچھا وہاں کے متعلق کوئی نئی خبر تو نہیں؟ اس نے بتایا خبر یہ ہے کہ شام میں زلزلہ آیا ہے جس کے سبب ہر طرف آفت ہی آفت نظر آتی ہے۔

﴿تتبعی﴾

بخت نصر کا خواب اور حضرت دانیالؑ کی تعبیر:

حضرت کعبؓ اور حضرت وہب بن منہرؓ سے روایت ہے کہ بخت نصر نے بہت برا خواب دیکھا جس کے ڈر سے وہ لرز اٹھا مگر بیدار ہونے کے بعد خواب کو بھول گیا۔ اس نے کاتبوں اور جادوگروں کو بلایا اور انہیں خواب کو بیان کیا اور تعبیر چاہی۔ انہوں نے کہا خواب بیان کر دو۔ بخت نصر نے کہا خواب تو یاد نہیں رہا۔ انہوں نے کہا جب تک خواب ہمارے سامنے نہ ہو تو تعبیر کہاں سے ہوگی پھر اس نے حضرت دانیالؑ (نبی) کو بلایا اور سارے حالات بیان کیے۔ انہوں نے فرمایا:

”اے بخت نصر! تم نے خواب میں بہت بڑے بت کو دیکھا ہے جس کے پاؤں زمین میں ہیں اور سر آسمان میں، اس کے اوپر کا حصہ سونے کا ہے اور درمیانی حصہ چاندی کا اور اس کا نچلا دھڑا ہے کا اور اس کی پنڈلیاں لوہے کی اور اس کے پاؤں کنکشتاتی مٹی کے ہیں۔ اس دوران کہ تم اس کو دیکھ کر اس کے حسن و جمال اور کاریگری پر حیرت کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پتھر پھینکا جو اس کے سر کے وسط پر گرنا اور وہ از سر تا پا ریزہ ریزہ ہو گیا۔

حتیٰ کہ اس کا سونا، چاندی، تاجہ، لوہا اور مٹی اس طرح آمیخت ہو گئے اور تم نے خیال کیا کہ اگر روئے زمین کے تمام جن وانس مل کر بھی اس کے قلوب اور آمیخت اجزاء یا ذرات کو علیحدہ علیحدہ کرنا چاہیں تو عاجز رہیں اور اس بات پر قادر نہ ہوں کہ ان کو الگ کر دیں اور تم کو اس بات کا خطرہ درپیش تھا اور تم ڈر رہے تھے کہ اگر ہوا چلے گی تو اسے اڑا لے جائے گی اور تم نے اس پتھر کو دیکھا جو اس پر مارا گیا تھا کہ وہ بڑھتا، پھلتا اور ہمہ گیر ہوتا جا رہا ہے یہاں تک کہ اس نے تمام روئے زمین پر گھیر لیا۔ اس وقت تمہیں اس پتھر اور آسمان کے سوا کچھ بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔“

بخت نصر نے کہا: ”آپ نے سچ فرمایا: میں نے یہی خواب میں دیکھا ہے تو اب اس کی تعبیر کیا ہے؟“ تبخیر حضرت دانیالؑ نے جواب دیا: ”بت تو وہ مختلف امتیں ہیں جو ابتداء، وسط اور آخر زمانوں سے متعلق ہیں اور وہ پتھر جس سے اس بت کو پاش پاش کیا گیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا

دین ہے جس کے ذریعہ آخر زمانہ میں تمام استوں کو ختم کیا جائے گا تاکہ اللہ تعالیٰ اس دین کو تمام ادیان پر غالب فرما دے۔ اس کیلئے اللہ تعالیٰ عرب سے نبی امی کو مبعوث فرمائے گا اور اس کے ذریعہ ساری استوں اور تمام دینوں کو منسوخ کرے گا۔ جیسا کہ تم نے خواب میں دیکھا کہ جنگ گراں نے بت کے ہر حصہ کو پامال کر دیا ہے اور وہ دین تمام ادیان پر غالب ہوگا جس طرح کہ تم نے پتھر کو تمام روئے زمین پر غالب اور پوری ارض پر محیط دیکھا ہے۔

﴿ابو نعیم﴾

ظہور نبوت سے قبل حضرت ابوبکرؓ کا ایمان لانا:

حضرت جعیل بن واثبؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا: ہم صحن کعبہ میں بیٹھے ہوئے تھے اور زید بن عمرو بن نفیلؓ بھی بیٹھا تھا اسنے میں امیہ بن ابی الصلتؓ گزرا۔ اس نے کہا خبردار ہو جاؤ جس نبی کا ہم انتظار کر رہے تھے، وہ یا تو تم میں سے ہوگا یا فلسطین والوں میں سے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اس سے پہلے کسی نبی کے انتظار کے بارے میں کچھ نہیں سنا تھا کہ وہ ظہور فرمانے یا مبعوث ہونے والا ہے۔ اس کے بعد میں ورقہ بن نوفل کے پاس گیا اور ان سے تمام واقعات بیان کیا۔ انہوں نے کہا: ہاں اے جعیل! اہل کتاب اور علماء نے خبر دی ہے کہ نبی پھر عرب کے بزرگ ترین خاندان میں پیدا ہوگا میں اس کے نسب سے واقف ہوں۔ میں نے کہا: اے چچا! وہ نبی کیا تعلیم کرے گا؟ ورقہ نے کہا ان کی تعلیم وہی ہوگی، جس کی ہدایت ان کو ہوگی نہ وہ خود ظلم کرے گا نہ ظالموں کو برداشت کرے گا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا: پھر جب رسول اللہ ﷺ نے ظہور فرمایا تو میں ان پر ایمان لایا اور تصدیق کی۔

﴿ابن مساکر، تاریخ دمشق﴾

راہب کی پیشین گوئی، نبی کے ظہور کا وقت آگیا ہے:

حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیلؓ سے روایت ہے کہ میرے والد اور ورقہ بن نوفل دونوں دین کی جستجو میں نکلے اور وہ موصل میں ایک راہب کے پاس پہنچے۔ اس نے زید سے پوچھا: تم کہاں سے آ رہے ہو؟ زید نے کہا: ”حضرت ابراہیمؑ کے تعمیر کردہ بیت اللہ سے۔“ اس نے کہا: ”کس چیز کے ارادہ اور تلاش میں نکلے ہو؟“ زید نے جواب دیا: ”سچ دین کی۔“ راہب نے کہا: ”لوٹ جاؤ، کیونکہ وقت آگیا ہے کہ اس ذات گرامی کا ظہور ہو، جس کیلئے تم اپنی سرزمین سے دور سرگرم جستجو ہو۔“

﴿عیسیٰ، الوصم﴾

حضرت اسامہ بن زیدؓ نے حضرت زید بن حارثہؓ سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے زید بن عمرو بن نفیلؓ سے ملاقات کی اور حضور نبی کریم ﷺ نے اس سے کہا: اے چچا! ”میں یہ کیا

دیکھ رہا ہوں کہ تمہاری قوم تم سے دشمنی رکھتی ہے؟" انہوں نے کہا ان کی یہ بات بغیر اس کینہ کے ہے جو مجھ میں ان کی طرف سے ہے۔ دراصل بات یہ ہے کہ میں نے ان کو گمراہی میں دیکھا تو دین حق کی جستجو میں گھر سے نکلا اور جرمہ میں ایک بزدل کے پاس پہنچا اور اس سے اپنے ستر اور آمد کا مقصد بیان کیا۔ اس نے پوچھا "تم کن لوگوں سے ہو؟"

میں نے کہا اہل بیت اللہ سے۔ اس نے کہا بلاشبہ تمہارے شہر میں وہ تمہارا تو پیدا ہو چکا ہے یا ہونے والا ہے کیونکہ اس کا ستارہ طلوع ہو چکا ہے لہذا تم جاؤ اس کی تصدیق کرو اور ایمان لاؤ۔ میں یہ سن کر لوٹ آیا اور راہب کے قول کے بارے میں مجھے کچھ پتہ نہ چلا۔

﴿الحام بنوی، عجم، طبرائی، حاکم﴾

ظہور نبوت سے قبل زید بن عمرو بن نفیل کا ایمان لانا:

حضرت عامر بن ربیعہ ؓ سے روایت ہے کہ حضرت عامر ؓ نے کہا: مجھے حضرت زید بن عمرو بن نفیل ؓ مکہ مکرمہ سے غار حراء کی طرف جاتے ہوئے ملے۔ اس زمانے میں ان کے اور ان کی قوم کے درمیان اس بات پر بحث تھی کہ انہوں نے پوری قوم کے عقیدہ اور عمل کے خلاف طرز فکر اختیار کر لیا تھا۔ ان کی بت پرستی سے بیزار ہو کر کناہہ کش ہو گئے تھے۔ اس ملاقات میں حضرت زید ؓ نے حضرت عامر ؓ سے کہا: "اے عامر! میں نے قوم کی مخالفت اور ملت ایمانی کی بیرونی شروع کر دی ہے۔ میں اس کی عبادت کرتا ہوں جس کی وہ عبادت کرتے تھے اور میں اس نبی کا فخر ہوں جو حضرت اسماعیل ؑ کی اولاد اور نسل عبدالمطلب سے ہوں گے۔ جن کا نام احمد ؑ ہوگا۔ میرا خیال ہے کہ میں ان کا زبانی نہ پاسکوں گا مگر میں ان پر ایمان لاتا ہوں اور ان کی تصدیق کرتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے نبی ہیں اگر تمہاری زندگی وفا کرے اور ان کے عہد سعادت کو پاؤ تو میری طرف سے ان کو سلام عرض کرنا۔ اے دوست عامر! میں آنے والے نبی کی کچھ علامتیں بتاتا ہوں تاکہ وہ ذات گرامی تم پر پوشیدہ نہ رہ سکے اور بغیر کسی اونٹنی تامل کے تم ان کو پہچان سکو۔

"وہ ہادی برحق میانہ قد ہوں گے، جسم پر بال زیادہ ہوں گے نہ کم، آنکھوں کا رنگ شرعی

ہوگا اور دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی، نام آپ کا احمد ؑ ہوگا۔ یہ شہر ان

کی ولادت اور بعثت کا مقام ہے۔ بعد میں ان کی قوم ان کو جلاوطن اور قادیان کے دیار کر

دے گی اور وہ یثرب کو ہجرت کر جائیں گے پھر باطل، حق کے مقابل نہ ٹھہرے گا۔"

اے میرا زادہ عامر متنبہ ہو جاؤ کہ ان کے ساتھ تم پر قریب طرز عمل مت اختیار کر بیٹھنا۔ تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ میں "دین ایمانی" کی تلاش میں ملکوں اور شہروں میں گھوما ہوں اور ہر ذی علم و عینک نہاد بیہودی، نصرانی اور زرتشتی نے یہی بتایا کہ "یہ دین تو تیرے پیچھے آ رہا ہے۔" اور انہوں نے تقریباً بالافاق یہی علامتیں مجھے سکھائیں جن کو میں نے تم سے بیان کر دیا ہے اور وہ بتاتے تھے کہ بس یہی ایک نبی کا آنا باقی ہے۔ حضرت عامر ؓ نے کہا جب میں نے حضرت زید بن عمرو ؓ کے اس پورے واقعہ کو

حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے بیان کیا تو آپ ﷺ نے حضرت زیدؓ کیلئے رحمت کی دعا فرمائی اور کہا میں لادن کو جنت میں دامن پھیلائے دیکھ رہا ہوں۔

﴿ابن سعد ابو نعیم﴾

اکرام الخلائق نبی کا ظہور ہونے والا ہے:

حضرت قسطنطینؒ حضرت عبدالرحمن بن زید بن الخطابؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت زید بن عمرو بن نفیلؓ نے بتایا کہ میں شام کے ایک راہب کے پاس گیا اور میں نے اس سے بت پرستی اور یہودیت و نصرانیت سے اپنی بیزاری کا ذکر کیا تو اس نے جواب میں کہا:

”اے مکہ کے بیٹے اتم دین امرا بھی کا نظارہ چاہتے ہو، وہ تم کو کہیں بھی نظر نہ آئے گا، تم مکہ ہی کو لوٹ جاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہاری قوم سے تمہارے ہی شہر میں ایک نبی مبعوث فرمائے گا جو حضرت ابراہیمؑ کے ”دین حنیف“ کو بھی ارتقاء و تکمیل کے ساتھ جاری و نافذ کرے گا اور وہ بارگاہ خالق میں اکرام الخلائق ہے۔“

﴿ابن سعد﴾

عمرو بن عبد سلیم کا ایمان لانا:

حضرت ابی امامہ باہلیؓ حضرت عمرو بن عبد سلیمؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: میں زمانہ جاہلیت ہی میں اپنی قوم کے بتوں سے بیزار ہو گیا تھا میرا خیال تھا یہ ”پرستش اہنام“ کا طریقہ و مسلک قلعی باطل ہے۔ اسی زمانے میں مجھے ایک اہل کتاب ملا اس سے میں نے اھل دین کے بارے میں پوچھا۔ اس نے کہا مکہ مکرمہ میں ایک شخص ہوگا جو بت پرستی اور شرک کو مٹائے گا اور وحدہ لا شریک کی بندگی کی طرف بلائے گا اور اھل دین کو لائے گا تو جب تم اس کا ذکر سنو تو اس کی دعوت دین پر لبیک کہنا۔

اسکے بعد میرا یہ ایک دیکھنے ہو گیا کہ مجھے جو شخص بھی مکہ سے آیا ہوا ملتا، میں اس سے مکہ مکرمہ کے مخصوص حادثات کے بارے میں دریافت کرتا جب کوئی خبر دریافت نہ ہوتی پھر میں اپنے گھر کو لوٹ جاتا۔ ایک مرتبہ چند سوار ملے اور مکہ کی خبریں پوچھنے پر انہوں نے کہا کہ کوئی خاص خبر نہیں ہے۔ اس کے بعد بھی میں راستے پر بیٹھا اسی رہا کہ ایک سوار تیزی سے میرے قریب پہنچا۔ میں نے اس سے پوچھا: ”تم کہاں سے آ رہے ہو؟“ اس نے کہا: ”مکہ سے۔“ میں نے پوچھا: ”کیا کوئی خاص خبر ہے؟“

اس نے جواب دیا: ”ہاں! ایک شخص نے پوری قوم اور اپنے آباء اجداد کے مراسم عبودیت سے نفرت و بیزاری کا اظہار کر دیا ہے اور صرف ایک بے حوک بندگی کی طرف بلا رہا ہے۔“ تو میں نے سوچا شاید یہ شخص وہی ہے جس کا میں انتظار کرتا ہوں۔ چنانچہ میں مکہ مکرمہ آیا اور حضور نبی کریم ﷺ کو موجود پایا۔ میں نے عرض کیا: ”آپ کون ہیں؟“ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”میں تم ہی (ﷺ) ہوں۔“ میں نے پوچھا نبی کسے کہتے ہیں؟ فرمایا: ”رسول کو۔“

میں نے عرض کیا: ”کس نے آپ کو بھیجا ہے؟“ فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے۔“ میں نے سوال کیا:

”آپ کے پیچھے کا مقصد کیا ہے؟“ فرمایا: ”کہا گیا ہے کہ تم صلہ رحمی کرو، جان و مال کی حفاظت کرو، راستوں کو مامون کرو، بیت فکفی کر کے صرف خدائے واحد کی بندگی اختیار کرو۔“ میں نے غلغلہ دلی کے ساتھ عرض کیا: ”بہت خوب! کیا ہی اچھی باتوں کیلئے آپ کو بھیجا گیا ہے۔“

لہذا اطمینان قلب کے ساتھ شہادت دیتا ہوں کہ میں آپ ﷺ کی رسالت پر ایمان لایا اور آپ ﷺ کی تصدیق کی۔ ”پھر میں نے عرض کیا: میں آپ ﷺ کے ساتھ رہوں یا آپ ﷺ کی جو رائے ہو؟“ فرمایا: تم دیکھ رہے ہو کہ جو دعوت دین میں دے رہا ہوں لوگ اسے کس قدر سخت اور ناگوار سمجھ رہے ہیں۔ لہذا تم اپنے گھر سے رہو اور جب تم کو معلوم ہو کہ میں فلاں مقام پر ہجرت کر کے پہنچ چکا ہوں، تو تم وہاں میرے پاس پہنچ جانا۔ اب واپس چلے جاؤ چنانچہ جب میں نے سنا کہ حضور نبی کریم ﷺ مدینہ طیبہ ہجرت کر کے پہنچ چکے ہیں تو میں بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا۔ (اس حدیث کو ان ہی الفاظ میں ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے بہ روایت شہر بن حوشب، عمرو بن عمار سے روایت کیا ہے۔)

﴿ابو نعیم﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے معلوم ہوا کہ بنی اسرائیل کو جب ان پر بخت نصر کے غلبہ سے بے شمار مصائب پہنچے، ان کی وجہ سے وہ منتشر اور ذلیل و خوار ہو کر متحرک ہو گئے۔ وہ اپنی کتاب میں محمد ﷺ کے اوصاف حمیدہ پاتے تھے۔ مثلاً یہ کہ وہ عرب کی بستیوں میں سے کسی ایک بستی میں ظاہر ہوں گے، جہاں کھجوروں کے درخت ہوں گے پھر جب وہ ملک شام پہنچے تو منتشر ہو کر ہجے بخرے ہو گئے۔ ہر جگہ کے لوگوں میں گھل مل گئے۔ شامی اور یمنی غلو ط ہو گئے۔ میں جہاں کھجوروں کے درخت دیکھتا اور دوسرے مذکورہ اوصاف پاتا مٹھہر جاتا کہ شاید حضور نبی کریم ﷺ سے طلب سعادت کا موقع مل جائے۔ یہاں تک کہ اولاد ہارون علیہ السلام جو تواریت کی حامل تھی۔ مدینہ طیبہ میں آکر ٹھہری ان کے بزرگ اور پیر مرد اس حال میں فوت ہوئے کہ وہ محمد ﷺ پر اعتقاد و ایمان رکھتے تھے کہ آپ بخت فرمائیں گے اور اپنی آئندہ اور نیکو نسل کو نصیحت کرتے کہ جب وہ تشریف فرما ہوں تو اطاعت امر و تعاون کریں۔ انجام کار جس نے ان کی نسل میں سے حضور نبی کریم ﷺ کو پایا۔ انہوں نے انکار کا وہ یہ ہی اختیار کیا باوجود یہ کہ وہ خوب واقف تھے۔

﴿ابو نعیم، ابن عساکر﴾

نبی کریم ﷺ کے ظہور پر ستارہ طلوع:

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: واللہ! میں اپنے گھر میں سات سال بچہ تھا اور میری حالت یہ تھی کہ جو کچھ سنتا یا دیکھتا اسے یاد رکھتا۔ ایک روز میں والد کے ساتھ تھا کہ ہمارے پاس ایک نوجوان آیا جس کو ثابت بن ضحاک کہتے تھے۔ اس نے بتایا کہ بنی قریظہ کے ایک یہودی کا خیال ہے کہ وہ نبی پیدا ہو گیا ہے جو ہماری کتاب کی مانند کتاب لائے گا اور عباد کی مانند تم کو قتل کرے گا۔ اور حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے کہا: میں صبح کے وقت اپنی چھت پر تھا تو میں نے ایک

اسکی آواز سنی جو اس سے پہلے کبھی نہ سنی تھی۔ دفعتاً ایک یہودی مدینہ کے قلعہ پر نظر آیا، اس کے ہاتھ میں مشعل تھی۔ لوگ جمع ہونے لگے اور کہنے لگے: تیری خرابی ہو تجھے کیا ہو گیا ہے۔ حضرت حسان کہتے ہیں میں اس کے بولنے کی آواز سن رہا تھا۔ اس نے کہا یہ ستارہ احمد علیہ السلام کا ہے جو طلوع ہوا ہے اور ہمیشہ اس ستارہ کا طلوع اور نبوت کا ظہور ایک ساتھ ہوتا ہے اور اب انبیاء کرام علیہم السلام میں بجز احمد علیہ السلام کے کسی کا ظہور و شہود باقی نہیں ہے۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے کہا اس پر لوگوں نے اس کا مذاق اڑایا اور اس کی بات پر حیران ہوئے اور حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے ایک سو بیس سال عمر پائی جس میں سے نصف زمانہ جاہلیت میں اور باقی عمر اسلام میں گزری۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت حمزہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم اور یہود باہم ذکر کیا کرتے تھے کہ ایک نبی مکہ مکرمہ سے مبعوث ہوگا اور یہ نبی آخر ہے۔ یہ خبر ہماری کتابوں میں سے ہے اور یہ کہ وہ ان اوصاف کے حامل ہوں گے اور اس طرح ظہور فرمائیں گے۔ علاوہ ازیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بارے میں عہد و پیمان بھی لیا جاتا تھا۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں اس زمانے میں کم سن تھا جو دیکھتا یا دیکھتا اور جو سنتا اسے نہ بھولتا۔ اسی زمانے میں، میں نے ایک مرتبہ قبیلہ بنی اشہل کی طرف سے شور و غل کی آوازیں سنی جس کی وجہ سے لوگوں کو اندیشہ اور خوف ہوا اور خیال کیا کہ کوئی بات ضرور ہے پھر آوازیں کچھ آہستہ ہوئیں پھر بلند ہوئیں۔ اب ہم گوش برآواز ہو گئے تو ہم نے سنائی اشہل کے لوگ پکار رہے تھے۔

اے ساکنان مدینہ! یہ ستارہ تو احمد علیہ السلام کا ہے اور اس کے طلوع پر ان کو بھی پیدا ہونا چاہیے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اس اعلان یا پکار کو ہم نے کچھ تعجب سے سنا پھر بہت زمانہ گزر گیا اور اس واقعہ کو ہم بھول گئے اور اس عرصہ میں ظاہر ہے پیدائش و اموات کا عمل جاری رہا اور میں بھی ایک اچھی عمر کا شخص ہو گیا اب پھر حسب سابق شور و غل ہو ا کوئی کہہ رہا تھا:

”اے مدینہ کے باشندو! بلاشبہ اس نبی کی بعثت ہوئی اور اس کے پاس وہ ”ناموس اکبر“

آئے ہیں جو حضرت موسیٰ کے پاس آتے تھے۔“

اس کے بعد زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ میں نے سنا کہ میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے پھر ہماری قوم کے نکلنے والے نکلے اور تاخیر کرنے والے تاخیر کرتے رہے، تو عمر لوگ ایمان لائے مگر ہمارے لیے حکم الہی تھا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور میں مسلمان ہوا۔

﴿واقفی، ابو نعیم﴾

حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ قرطبہ، انصیر، فذک اور خیر کے یہودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے آپ کے اوصاف اپنی کتابوں کے اندر پاتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ہجرت

مدینہ طیبہ ہے مگر جب حضور نبی کریم ﷺ پیدا ہوئے تو اخبار یہود نے کہا کہ آج رات احمد بنی مکنی ﷺ پیدا ہوں گے۔ اسی لیے کہ ستارہ طلوع ہو گیا مگر جب اعلان نبوت فرمایا تو انہوں نے کہا: بلاشبہ اعلان نبوت فرما دیا۔ وہ سب آپ ﷺ کو پہچانتے تھے اور آپ کا اقرار اور توحیف کیا کرتے تھے۔

﴿ابن سعد، ایضاً﴾

ولادت سے قبل یہود رسول اللہ ﷺ کے اوصاف کا درس دیتے تھے:

حضرت ابی نحلہ ؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی قرظہ کے یہود اپنی کتابوں میں رسول اللہ ﷺ کے ”باب الذکر“ کا درس دیا کرتے تھے اور آپ ﷺ کے اوصاف کی تعلیم اپنے بچوں کو دیا کرتے تھے اور آپ ﷺ کا نام اور مقام ہجرت مدینہ طیبہ ان کو بتایا کرتے تھے مگر جب رسول اللہ ﷺ نے ظہور فرمایا تو حسد و عصبیت کی بناء پر منکر ہو گئے۔

﴿ابن سعد، ایضاً﴾

حضرت ابو سعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے باپ مالک بن سنان کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں ایک روز نبی عبدالاشمل کے پاس کچھ باتیں کرنے گیا۔ وہاں میں نے یوشع یہودی کو کہتے ہوئے سنا کہ ”اس نبی کے ظہور کا زمانہ قریب ہے جس کا نام احمد بنی مکنی ﷺ ہے اور وہ حرم سے ظاہر ہوگا۔“ لوگوں نے پوچھا: ”اس کی علامت و شناخت بتا دیجئے۔“ اس نے کہا:

”نہ وہ پستہ قد ہوگا نہ طویل قامت، آنکھوں میں سرخ ڈورے ہوں گے، اون کا لباس پہنے گا، دروازہ گوشہ سواری کرے گا اور اس کے شانہ پر کوار آویزاں ہوگی اور یہ شہر یعنی مدینہ منورہ اس کی ہجرت کا مقام ہوگا۔“

اس کے بعد میں اپنی قوم نبی قدرہ میں لوٹ آیا، میں نے یوشع سے جو کچھ سنا اس پر تعجب کرو رہا تھا کہ اپنے قبیلہ کے ایک شخص کو کہتے ہوئے سنا کہ تھا یوشع اس بات کو نہیں کہہ رہا ہے بلکہ مدینہ کا ہر یہودی یہی بات کہہ رہا ہے پھر میں نبی قرظہ کے پاس آیا وہ سب مجمع تھے اور نبی آخر الزماں ﷺ کا ذکر کر رہے تھے۔ زہیر ابن یطاع نے کہا کہ وہ سرخ ستارہ طلوع ہو گیا ہے جو کسی نبی کے ظہور کے وقت طلوع ہوتا ہے اور اب احمد بنی مکنی ﷺ کے ظہور کے سوا کسی اور نبی کی آمد باقی نہیں اور یہ شہر مدینہ ان کی ہجرت کا مقام ہے۔

﴿ابن سعد، ایضاً﴾

حضرت محمود بن لبید ؓ، محمد بن سلمہ ؓ سے نقل کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ قبیلہ بنی عبدالاشمل میں ایک ہی یہودی ایسا تھا جس کا نام یوشع تھا۔ میں نے اس کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اس گھر کی طرف سے نبی موعود کے ظہور کا وقت قریب ہے جو کوئی اس کو پائے قہقہہ بقی کرے۔

﴿ابن سعد، ایضاً﴾

حضرت محمد بن سلمہ ؓ نے کہا: حضور نبی کریم ﷺ کی بعثت کے بعد تم کو اسلام لے آئے مگر لوگوں کو بتانے والا وہ یہودی نہ صرف منکر رہا بلکہ اس نے حسد اور بغاوت کی راہ اختیار کی۔ حضرت

عبداللہ بن سلام سے روایت ہے کہ تیج نے اپنی وفات سے پہلے حضور نبی کریم ﷺ کی تصدیق کر دی، اس وجہ سے کہ مدینہ کے یہود نے اس کو خبردار کر دیا تھا۔

﴿الرحیم﴾

حضرت عکرمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور انہوں نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب تیج مدینہ آیا اور وادی قناتہ میں اترا تو اس نے اخبار یہود کو کہلا بھیجا کہ میں اس شہر کو تباہ و برباد کروں گا تو شاموں نے اس کو جواب دیا:

اے بادشاہ! بلاشبہ یہود شہر ہے جس میں بنی اسماعیل کا آخری نبی اپنا مولد یعنی مکہ سے ہجرت کر کے سکونت پذیر ہوگا جس کا نام احمد ﷺ مرقوم ہے اور تمہارے پڑاؤ کا میدان جان ٹاران احمد اور دشمنان نبوت کی معرکہ آرائی اور مہمات امور کے واقع ہونے کا میدان ہے۔

تیج نے پوچھا: "اس نبی سے جنت کرنے والے کون لوگ ہوں گے؟" شاموں نے جواب دیا: "اس کی اپنی قوم حملہ آور ہوگی۔" تیج نے پوچھا: "اس نبی کا سزاو کہاں ہوگا؟" شاموں نے کہا: "اسی شہر میں۔" تیج نے پوچھا: "لڑائی کا نتیجہ کس کے حق میں ہوگا؟" شاموں نے جواب دیا: "کبھی تو ان کے حق میں ہوگا اور کبھی اہل باطل مخالفین کے حق میں۔" اور اس مقام پر جہاں تم فروکش ہوئے ہو یہاں نبی اللہ کو رحمت برداشت کرنی پڑے گی اور اس جنگ میں اس کے اتنے پیادہ شہید ہوں گے کہ شاید کسی اور جنگ میں نہ ہوں گے۔ اس کے بعد اس نبی کیلئے نیک انجام ہوگا اور وہ غالب ہو جائیں گے اور امر نبوت میں کوئی ان سے اختلاف کرنے والا نہ رہے گا۔

تیج نے پوچھا: "اس نبی ﷺ کی شان اور وصف کیا ہے؟" اس کے جواب میں شاموں نے کہا: "وہ نہ پستہ قد ہوں گے، نہ طویل قامت، ان کی آنکھوں میں سرخی ہوگی۔ اونٹ پر سواری کریں گے۔ عمامہ کی بندش میں شملہ ہوگا، اکثر لکڑیاں شانے پر آویزاں ہوگی جو بھی طاقت ان کے کاموں میں مزاحم ہوگی وہ اس کو پاش پاش کر دے گا اور بالآخر اس کا دین غالب ہو جائے گا۔

﴿الرحیم﴾

عبدالحمید بن جعفر سے روایت ہے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ زبیر بن باطلہ یہود کا سب سے بڑا عالم تھا۔ اس نے ذکر کیا میں نے اس کتاب کو حاصل کر لیا جس کو میرا باپ مجھ سے چھپاتا تھا۔ اس میں نبی احمد بشر ﷺ کا ذکر تھا کہ وہ علاقہ گرم یعنی مکہ مکرمہ میں پیدا ہوگا اور اس کے یہ اور یہ اوصاف ہوں گے۔ زبیر نے یہ بات اپنے باپ کے مرنے کے بعد بیان کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابھی مبعوث بھی نہ ہوئے تھے اس کے بعد انہوں نے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے مکہ مکرمہ میں ظہور فرمایا ہے تو زبیر نے اس کتاب کو چھپا دیا اور نبی کریم ﷺ کے بارے میں خیال عارفانہ برتتے ہوئے انکار کا رویہ اختیار کر لیا۔

﴿الرحیم﴾

حضرت سعد بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنو قریظہ اور بنو نضیر کے یہودی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ذکر آپ کی علامتی نشانات کے ساتھ کیا کرتے تھے پھر جب سرخ ستارہ طلوع ہوا تو انہوں نے خبر دی کہ وہ نبی پیدا ہو گیا اور اس کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ اس کا نام احمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے وہ ہجرت کر کے مدینہ میں آئے گا۔ پھر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے اور قیام فرمایا تو انہوں نے انکار کیا اور حسد و بغاوت کی روش اختیار کی۔

﴿ابو نعیم﴾

زیاد بن ابید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ مدینہ طیبہ کے قلعوں میں سے ایک قلعہ میں تھے۔ انہوں نے سنا: ”اے مدینہ کے لوگو! خدا کی قسم! سلسلہ نبوت بنی اسرائیل سے منقطع ہو گیا کیونکہ نبی الاخر کی ولادت کا ستارہ افق پر نمودار ہو گیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ہجرت مدینہ طیبہ ہے۔“

﴿ابو نعیم﴾

حضرت ثمارہ بن خزیئہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ قبائل اوس و خزرج میں ابوعامر سے زیادہ کوئی شخص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توصیف کرنے والا نہ تھا۔ یہودی بھی اس کو پسند کرتے اور مساکں دریافت کرتے تھے اور وہ ان کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کا مزہ اور ہجرت و اوصاف کے تذکرے سنانا پھر وہ تمنا کے یہودیوں کے پاس گیا تو انہوں نے بھی اس کے خیال کی تائید کی۔ اس کے بعد وہ شام گیا اور نصاریٰ سے تبادلہ خیال کیا تو انہوں نے جملہ اوصاف کے ایک یہ بھی بتایا کہ ہجرت کے بعد ان کا مرکز مدینہ ہو گا۔ اس کے بعد ابوعامر لوٹ آیا اور کہنے لگا: میں ”وین خنیفہ“ پر ہوں۔ ترکیب دنیا، رہبانیت، لباس صوف اس کی وضع قطع تھی اور وہ ظہور نبوت کا انتہاء کرتا تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی تو وہ اپنے حالات میں گمن رہا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل نہیں کیا۔ تیرہ سال کے بعد ترکیب وطن کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ آئے تو اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت، سیادت اور سعادت کی عظمتوں کو دیکھ کر رشک و رقابت اور حسد و بغاوت کا طریقہ اختیار کیا۔ ایک دن وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہا:

”اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کس چیز کے ساتھ مبعوث ہوئے ہیں؟“ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”حقیقت کے ساتھ۔“ اس نے کہا: ”آپ حقیقت کے ساتھ دوسری چیزوں کی آمیزش کرتے ہیں۔“ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میں روشن اور واضح حقیقت لایا ہوں۔“ علماء یہود و نصاریٰ میری شناخت اور اوصاف کے بارے میں جو کچھ تجھ سے بیان کرتے تھے، وہ کہیں نظر آتے ہیں؟“

اس نے کہا: ”آپ ان اوصاف کے حامل نہیں ہیں۔“ اس کے جواب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا: ”تو جھوٹ ہوتا ہے۔“ اس نے کہا: ”میں جھوٹ نہیں بولتا۔“ اس مرحلہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جھوٹ بولنے والے کو اللہ تعالیٰ اس مال میں موت دے کہ لوگوں نے اسے دھکا دیا ہو۔“

سہارا رہ جائے۔ اس پر اس نے کہا: ”آمین۔“ پھر وہ قریش مکہ کے پاس چلا گیا، یہودیت پر

قریش کے ساتھ اور راہ و رسم مشرکانہ کو اختیار کر لیا۔

﴿ابن سعد، ابونعیم﴾

حضرت جعفر بن عبد اللہ بن ابی الحکم ؓ نے مذکورہ بالا حدیث کی مانند روایت کی مگر اس میں اتنا زیادہ ہے کہ ابو عامر مکہ چلا گیا پھر جب مکہ فتح ہو گیا اور طائف اور اہل طائف جب مسلمان ہو گئے تو انہوں نے اس کو برداشت نہ کیا تو یہ شام چلا گیا اور پھر وہیں دل گرفتہ، بے سہارا اور بے یار و مددگار رہ کر مر گیا۔

﴿ابونعیم، ابن اسحاق﴾

کعب بن لوی اور ذکر نبی ﷺ:

حضرت ابو سلمہ بن عبد الرحمن بن عوف ؓ سے روایت ہے کہ کعب بن لوی بن غالب جمعہ کے قومی اجتماع میں اس طرح خطاب کرتا تھا:

”اے برادران قوم! غور سے منو اور خبردار ہو جاؤ۔ رات تاریک اور دن روشن ہے، زمین بچھوٹا اور آسمان ہماری چھت ہے، پہاڑ میخ اور ستارے راہ نما اور پچھلے انگلوں کی مانند ویسے ہی مرد و عورت ہیں اور روح پرانی ہونے والی ہے لہذا تم صلہ رحمی کرو، حقوق قربت کی حفاظت کرو، اپنے اموال کو بڑھاؤ، تم نے کسی مرنے والے کی یاد رکھت دیکھی، یاد دیکھا کہ کوئی مردہ دوبارہ اٹھا؟ آخرت تمہارے سامنے ہے اور آخرت اس اندازہ و گمان کے سوا ہے جو تم بتاتے ہو اور جس کا ذکر کرتے ہو اپنے حرم کو زینت دو اور اس کی تعظیم کرو اور اس کو مضبوط تھاؤ کیونکہ عنقریب اس کیلئے ایک عظیم خبر ہونے والی ہے اور بہت جلد اس حرم سے عزت والا قبی ظہور کرنے والا ہے۔

تھار دلیل کل ادب بحادث سواء علینا لیلھا و نہارھا

علی غفلۃ یاقی النبی محمد بنخبر اخبارا صدوق خبرھا

ترجمہ: ”روزانہ دن و رات تو یہ نور و ظلم ہوتے ہیں ہم پر دن و رات سب یکساں ہیں، اچانک

نبی محمد ﷺ تعریف لاتے والے ہیں۔ وہ ایسی خبر دیں گے کہ جن کا خبر رکھنے والا بہت سچا ہے۔“

خدا کی قسم! اگر میں شتوائی اور عینائی اور دوست پار کھنے والا ہوتا تو ان کے عہد نبوت میں ایسی محنت اور سرگرمی سے کوشاں ہوتا جس طرح ایک شتر محنت کش اور مشقت گیر ہوتا ہے اور ایسی تیزی دکھاتا جس طرح ایک اونٹ اپنی طویل منزل مقصود تک پہنچنے میں دکھاتا ہے پھر کہا:

یا لیتنی شاہدا لجواء دعونہ فعواء

حین العشیۃ تبعی الحق خلانا

ترجمہ: ”کاش میں ان کی دعوت کے دور میں موجود ہوتا جبکہ قبال حق کو چھوڑنے کی

خواہش کریں گے۔“

حالانکہ کعب بن لوی کے مرنے اور حضور نبی کریم ﷺ کی بعثت کے درمیان پانچ سو ساٹھ برس کا زمانہ تھا۔ حضرت سعید بن مسیب ؓ نے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ قیس

بن ساعدہ اپنی قوم کو عکاظ کے بازار میں خطبہ دیا کرتا تھا۔ وہ اپنے خطبہ میں کہتا، محقریب اس جگہ سے حق عام ہوگا اور پھر اپنے ہاتھ سے مکہ کی طرف اشارہ کرتا۔ لوگ پوچھتے وہ حق کیا ہے؟ وہ جواب دیتا۔ ایک شخص کشادہ رو، سیاہ چشم، لوی بنا عقال کی نسل سے ہوگا وہ لوگوں کو کلمہ اخلاص، ابدی زندگی کبھی کم نہ ہونے والی نعمتوں کی طرف بلائے گا تم اس کی دعوت کو قبول کرنا اگر میں اس کی بعثت تک زندہ رہتا تو سب سے پہلے اس کی طرف دوڑ کر جانے والا ہوتا۔

﴿ابو نعیم، ابن اسحاق﴾

اوس بن حارثہ کی بیٹے کو وصیت:

جامع بن حمران رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ جب اوس بن حارثہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو اس نے اپنے بیٹے مالک کو وصیت کی۔ اس کے بعد اس نے یہ اشعار پڑھے:

شهدت اصرايا يوم آل محرق وانرك عمري صيحة الله في الجحر
فلم ارفا مملك من الناس واحدا والا صولة الا الى الموت والقبو
ترجمہ: "آل محرق کی جنگ کے دن میں ان قیدیوں میں موجود تھا اور میری عمر کو عذاب
الہی نے مقام جہنم میں پایا تھا۔ تو اس دن نہ کسی دولت مند اور سرمایہ دار شخص کو اور نہ کسی
بے مایہ اور محتاج کو دیے گئے۔"

مگر یہ کہ وہ موت اور قبر کی طرف چارہا تھا۔ یہ قصیدہ ان شعروں تک اس نے پڑھا:

الم يأت قومي ان لله دعوة يفوذ بها اهل السعادة والبر
اذبعت المبعوت من ال غالب بسكه فيما بين زمزم والحجو
هنالك فابغوا نصره ببلادكم بني عامر ان السعادة في النصر
ترجمہ: "کیا میری قوم کو یہ معلوم نہ ہوا کہ اللہ کی طرف سے دعوت ہے اس دعوت کے
ذریعہ سعادت مند اور نیکوکار کامیاب ہوں گے۔ جس وقت وہ (منتخب کائنات) کی
مبعوث ہوتے والا آل غالب سے حرم مکہ میں زمزم اور حجر اسود کے درمیان ظہور کرے
گا۔ اس وقت اپنے علاقوں سے اٹھ کر اس کے ساتھ مؤثر تعاون کرنا لازمی ہے۔ اے
بنو عامر! بلاشبہ تمہاری سعادت نصرت کرنے میں ہی ہے۔"

﴿خرائمی: کتاب البیواتف، ابن مساکر﴾

حضرت حرام بن عثمان انصاری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت اسعد بن زراق رحمہ اللہ اپنی قوم کے چالیس افراد کے ساتھ بغرض تجارت شام پہنچا تو اس نے خواب میں دیکھا کہ کسی آنے والے نے کہا: اے ابوامام! مکہ مکرمہ سے ایک نبی ظہور فرمائے گا تم اس کی پیروی کرنا اور اس سلسلہ کی ایک علامت یہ ہے کہ تم ایک ایسی منزل پر اترو گے کہ تمہارے ساتھیوں کو مصیبت پہنچے گی مگر تم محفوظ رہو گے اور قلاں کی آنکھ پر برچھے کی بحال لگ جائے گی۔ پھر وہ ایک منزل پر اترے تو ان سب افراد کو رات میں وہابی

طاعون نے گھیر لیا، صرف ابو امامہ اس سے محفوظ رہے اور ان کے ایک ساتھی کی آنکھ میں بھالا بھی لگ گیا۔
﴿ابن سعد﴾

عمیر بن حبیب کا مردہ کے بعد زندہ ہونا:

فصیح بن علی سے روایت ہے کہ مجھ سے حبیبہ کے ایک شیخ نے بیان کیا کہ زمانہ جاہلیت میں ہم میں سے ایک شخص جس کا نام عمیر بن حبیب تھا، بیمار ہو گیا۔ اس پر بے ہوشی کا غلبہ ہوا اور ہم نے مردہ سمجھ کر اس پر چادر ڈال دی اور اس کی قبر کھودنے کا انتظام کر دیا، ہم اس کے پاس ہی بیٹھے تھے کہ وہ اٹھ کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا: ”میں جس حالت میں واپس ہوا ہوں، اس کو تم دیکھ رہے تھے کہ مجھ پر بے ہوشی طاری تھی۔ اسی حالت میں مجھ سے کہا گیا کہ تجھ پر تیری ماں روئے کیا تو نہیں دیکھا کہ تیری قبر کھودی گئی اور قریب تھا کہ تیری ماں تجھ پر روتی اور کیا تو نہیں دیکھ رہا ہے کہ ہم نے اس قبر کو تیرے سوا دوسرے شخص کیلئے بدل دیا اور قصل نامی شخص کو اس میں رکھ کر پتھروں سے بھر دیا ہے۔ تو کیا اب تو اس نئی مشر پر ایمان لائے گا اور اپنے رب کے شکر و سپاس اور اتناے نوع کے ساتھ صلہ رحمی کا رویہ اختیار کرنے کا اور مشرب ضلالت اور مشرک کاندہ جہالت کو چھوڑ دے گا؟ میں نے پُر احتیاط انداز میں عرض کیا: ہاں! ضرور ایمان لاؤں گا لہذا مجھے چھوڑ دیا گیا ہے۔ لوگوں نے اس واقعہ عجیب کے بعد قصل نامی شخص اور اس کے حالات دریافت کرنے کیلئے ایک جماعت کو روانہ کیا جس کی تحقیقات یہ تھی کہ واقعی وہ مر چکا اور اسی گڑھے میں اس کو دبا دیا گیا ہے۔ حضرت عمیر ؓ اس واقعہ کے بعد عمرہ دراز تک زندہ رہا، یہاں تک کہ عہد رسالت آیا اور وہ حلقہ اسلام میں داخل ہوا۔

﴿ابن ابی الدیناہی، ابو نعیم﴾

حضرت ابو بکر صدیق ؓ کا اسلام قبول کرنا:

حضرت کعب ؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق ؓ کا اسلام قبول کرنا بذریعہ وحی تھا اور وہ اس طرح کہ آپ بخری تجارت شام گئے وہاں آپ نے ایک خواب دیکھا اور بحیرہ واپس سے بیان کیا۔ بحیرہ نے پوچھا:

﴿مسم کہاں کے رہنے والے ہو؟﴾

﴿نبیوں نے جواب دیا: ”تہامہ کے شہر مکہ کا۔“﴾

﴿بحیرہ نے سوال کیا: ”تمہارا تعلق کس قبیلہ سے ہے؟“﴾

﴿حضرت ابو بکر صدیق ؓ نے فرمایا: ”قبیلہ قریش سے۔“﴾

﴿بحیرہ نے پھر سوال کیا: ”آپ کا ذریعہ معاش کیا ہے؟“﴾

﴿حضرت ابو بکر صدیق ؓ نے جواب دیا: ”تجارت۔“﴾

بحیرہ واپس نے اپنے سوالات کے جواب پانے کے بعد خواب کی تعبیر کی کہ ”اللہ تعالیٰ تمہارے خواب کو حقیقت بنا کر مشاہدہ میں اس طرح لائے گا کہ تمہاری قوم میں سے ایک تمی کو مسعود فرمائے گا اور

تم اس نبی کے صاحبِ ممتاز اور مشیرِ اعلیٰ ہو گے اور وفات کے بعد خلیفہ نبی ہو گے۔"

حضرت ابو بکر صدیق ؓ نے اس واقعہ "تعبیر و خواب" کو پوشیدہ ہی رکھا۔ یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ مبعوث ہوئے۔ اس وقت حضرت ابو بکر صدیق ؓ حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے آقا ﷺ! آپ کے دعویٰ نبوت کی دلیل کیا ہے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا وہ خواب جس کو تم نے شام میں دیکھا تھا آپ یہ جواب سن کر حضور نبی کریم ﷺ سے چٹ گئے۔ پیشانی پر بوسہ دیا اور کس وطاعت اور استجابت و شہادت کے لئے جلتے جذبات کے ساتھ کہا: "أَشْهَدُ بِكَ وَسُؤْلُ اللَّهِ" میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک آپ اللہ کے رسول ﷺ ہیں۔

﴿ابن عساکر تاریخ دمشق﴾

حضرت ابن عبدالرحمن ؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے والد اور انہوں نے اپنے دادا سے روایت کی کہ حضرت ابو بکر صدیق ؓ سے پوچھا گیا کہ آپ نے عہد اسلام سے قبل "دلائل نبوت" کی قبیل سے کچھ دیکھا تھا؟ آپ نے جواب دیا: "ہاں۔" اور مزید کہا کہ کوئی شخص قریش یا غیر قریش ایسا نہ تھا جسے آثار دلائل نبوت سے کچھ معلوم نہ ہوا ہو۔ میں زمانہ جاہلیت میں درخت کے نیچے بیٹھا ہوا تھا کہ وندہ ایک ٹہنی میرے اوپر اس قدر جھکی کہ سر کے قریب آگئی۔ میں حیران تھا کہ عجیب بات ہے کہ اتنے میں درخت مذکور سے آواز سنی وہ کہہ رہا تھا: ایک نبی کا ظہور ہونے والا ہے اور تم کو تمام لوگوں سے زیادہ اپنے آپ کو اس کی پیروی میں دینا ہے۔

﴿ابن عساکر﴾

کتاب سماویہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ذکر جمیل

❁ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَلَقَدْ كَتَبْنَا لِيِ الزُّبُرِ مِنْ بَعْدِ الْمَذْكُورِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرْثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ

﴿سورہ الانعام﴾

ترجمہ: "اور بے شک ہم نے زبور میں نصیحت کے بعد لکھ دیا کہ اس زمین کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے۔"

امت محمدیہ ﷺ کا ذکر:

مندرجہ بالا آیت کریمہ کی تفسیر میں ابن ابی حاتم ؒ اپنی تفسیر میں یہ قول حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرابت اور انجیل میں اپنے ازل اور قبل آفرینش علم سے خبر دی ہے کہ امت محمدیہ ﷺ اس زمین کی وارث ہوگی۔

حضرت ابو ذر ؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے جب "أَنَّ الْأَرْضَ يَرْثُهَا عِبَادِيَ

الصِّلَحُونُ پڑھا تو کہا، ہم ہی وہ صالحین بندے ہیں اور فرمایا کہ میں مذکور کے اس نسخے سے واقف ہوں جس میں ایک سو پچاس سورتیں ہیں اور میں نے اس کی چوتھی سورت میں پڑھا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

”اے داؤد! میں جو سنانا ہوں اسے سنو اور حضرت سلیمانؑ کو حکم دو کہ وہ

لوگوں کو بتا دیں کہ تمہارے بعد یہ زمین میری ہے اور میں محمد ﷺ اور ان کی امت کو اس

کا وارث کروں گا۔“

﴿ابن ابی حاتم﴾

حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ کا ذکر:

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی بحث سے پہلے یمن کی طرف گیا اور قبیلہ زاد کے ایک شیخ کے پاس پہنچا جو تاجر عالم اور کتب سماوی کو پڑھنے والا شخص تھا اور اس کی عمر دس کم چار سو برس کی تھی۔

اس ازوی عالم نے مجھ سے کہا: میرا خیال ہے کہ تم حرم مکہ کے رہنے والے ہو؟ میں نے کہا: ”ہاں۔“ اس نے کہا: ”میرا خیال ہے کہ تم بھی ہو؟“ میں نے کہا: ”ہاں۔“ اس نے کہا: ”اب صرف ایک نشانی تمہاری طرف سے باقی رہ گئی ہے جس سے میں واقف نہیں ہو سکا ہوں۔“ میں نے پوچھا: ”وہ کون سی نشانی ہے؟“ اس نے کہا: ”تم اپنے پیٹ سے قمیص اٹھاؤ۔“ میں نے کہا کس لیے؟

اس نے کہا کہ میں نے علم صادق میں پایا ہے کہ ”حرم مکہ میں ایک نبی مبعوث ہوگا اور اس کے وٹو کی نبوت میں ایک جوان اور ایک اویڑ عمر کا شخص مددگار ہوں گے اور جوان شہوتوں اور دشمنوں کی متحدہ قوت اور ہجوم مصائب کو خاطر میں نہ لائے گا اور ان کا زور توڑ کر رکھ دے گا اور دوسرا اویڑ عمر شخص مگرے رنگ اور لاغر جسم کا ہوگا اور اس کے پیٹ پر ایک تل ہوگا اور بائیں ران پر ایک نشان ہوگا تو تمہارا کیا حرج ہے اگر تم مجھے اپنا پیٹ دکھا دو اور تمہارے ساتھ جو اوصاف میں پاتا ہوں اس پوشیدہ علامت کو دیکھنے سے میرا علم مکمل ہو جائے اور اس کے علاوہ ایک آدھ علامت مخفی رہ جائے تو رہ جائے۔“ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا: میں نے اپنے پیٹ پر سے کپڑا اٹھا لیا اور وہ ازوی عالم میری ناف کے اوپر سپاہ تل کو دیکھ کر کہنے لگے: ”رب کعبہ کی قسم! بے شک تم ہی وہ شخص ہو۔“

﴿ابن مساکر﴾

حضرت ربیع بن انسؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: کتب سابقہ میں ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی مثال قطرات بارش کی سی ہے کہ وہ جہاں بھی گرتے ہیں نفع پہنچاتے ہیں۔

﴿ابن مساکر﴾

حضرت سیدنا عمر فاروقؓ کا ذکر:

حضرت ابی بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت عمر فاروقؓ کے پاس آیا۔ ان

کے پاس کچھ لوگ کھانا کھا رہے تھے۔ آخر میں کچھ لوگ بیٹھے تھے۔ حضرت عمرؓ نے ان میں سے ایک پر نظر ڈالی اور فرمایا: "تم کتب سابقہ میں کیا کچھ پاتے ہو؟" اس نے جواب دیا کہ "رسول اللہ ﷺ کا خلیفہ ان کا حدیق ہوگا۔"

﴿ابن مساکر﴾

حضرت زید بن اسلمؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عمر بن الخطابؓ نے ہمیں بتایا کہ میں زمانہ جاہلیت میں قریش کے کچھ لوگوں کے ساتھ بغرض تجارت شام گیا پھر جب مکہ واپس ہونے لگے تو مجھے ایک ضروری کام یاد آ گیا جسے میں بھول گیا تھا لہذا میں نے ساتھیوں سے کہا: "میں ایک کام کر آؤں پھر تم سے آ کر مل جاؤں گا۔" واللہ! میں بازار میں گزر رہا تھا کہ دفعتاً ایک بطریق نے پیچھے سے آ کر مجھے گردن سے پکڑ لیا اور مجھے لے جانے لگا۔ میری مزاحمت کے باوجود وہ مجھ کیسہ تک لے جانے میں کامیاب ہو گیا اور ایک بہت بڑے مٹی کے ڈھیر کے پاس لے جا کر نوکری اور پھاؤڑہ میرے آگے ڈال دیا اور کہا اس انبار سے مٹی اٹھا کر دوسری جگہ ڈال دو۔ میں بیٹھ گیا اور پیش آمد شدہ حالات پر سوچنے لگا کہ کیا کروں۔ وہی بطریق کچھ دیر بعد آیا اور کہنے لگا: میں دیکھ رہا ہوں کہ تو نے کچھ بھی کام نہیں کیا اور پھر ایک مکابنا کر پوری قوت سے میرے سر پر مارا۔ میں بڑی تیزی میں بجلی کی طرح اٹھا اور وہی پھاؤڑہ سامنے سے اٹھا کر اس کے سر پر مارا اور اس کے سر کی ہڈی ٹوٹ گئی بھیجے نکل کر نکھر گیا۔ اس کے بعد بلا توقف میں کیسہ سے باہر نکل آیا اور غیر ارادی طور پر چل کھڑا ہوا، میں نہیں جانتا تھا کہ کدھر جا رہا ہوں اور میں ایک رات اور دن برابر چلا رہا تھی کہ میں ایک صبح کو گر جا کے قریب سے گزر رہا تھا کہ آرام کرنے کو بی چاہا اور گر جا کے سائے میں سستانے لگا۔ اتنے میں ایک شخص نکل کر میرے پاس آیا اور کہا: "اے اللہ کے بندے! اس جگہ کیوں بیٹھے ہو؟ میں نے کہا: میں اپنے ساتھیوں سے پھڑ گیا ہوں۔ اس کے بعد وہ کھانا اور پانی لایا اور وہ مجھ کو اور میرے سارے جسم کو اوپر سے نیچے تک دیکھتا رہا پھر فرمایا: اے اجنبی! اہل کتاب جانتے ہیں کہ روئے زمین پر کوئی شخص مجھ سے زیادہ کتاب الہی کا جانتے والا نہیں ہے اور میں تجھ میں وہ اوصاف دیکھ رہا ہوں کہ تو ہی ہوگا کہ ہمیں اس گر جا سے نکالے گا اور اس شہر پر غلبہ پائے گا۔"

میں نے اس کے جواب میں کہا: "اے استاذ! میں ایک دوسرے مذہب کا پیروکار ہوں۔" پھر اس نے پوچھا: "تیرا نام کیا ہے؟" میں نے بتایا: "عمر بن الخطاب" اس کے بعد اس نے پہلے سے زیادہ وثوق اور اعتماد کے لہجے میں کہا: "اللہ! ایسا ہی ہوگا اور تو ہی ہمارا غالب و فاتح ہے۔ اس میں کوئی مغالطہ اور شبہ نہیں۔ مہربانی کر تو میرے لیے اس گر جا کیلئے اور اس کے جملہ اشیاء و لوازمات کیلئے ایک دستاویز لکھ دے۔" میں نے کہا: "اے صاحب علم! تو نے بلاشبہ میرے ساتھ حسن سلوک کیا ہے پس اب تو ایسی بات کر کے مجھے کدورتہ کر۔"

اس نے اصرار کیا کہ "ایسی ایک تحریر لکھ دینے میں تجھ کو کس وجہ سے گریز ہے؟ حالانکہ بات واضح

ہے اگر تو ہمارا حاکم ہو گیا تو یہ تحریر ہمارے منشاء میں مقید ہوگی اور اگر ایسا نہ ہوا تو تیری ذات کو کیا نقصان۔ میں نے کہا: ”اچھا سامان کتابت لاؤ۔“ وہ جلد ہی کاغذ وغیرہ لے آیا اور میں نے اس کے مطالبہ اور خواہش کے مطابق تحریر لکھ کر دستخط کروائیے پھر جب حضرت عمرؓ اپنے زمانہ خلافت میں شام پہنچے تو وہی راہب آپ کے پاس آیا اور وہ ”دیرالقدس“ کا انچارج تھا۔ اس نے وہی تحریر پیش کی۔ حضرت عمر فاروقؓ نے اس تحریر کو تعجب کے ساتھ دیکھا اور جو مسلمان ساتھ میں موجود تھے انہیں تحریر کا پس منظر بتایا۔ راہب نے عرض کیا: میرے لیے جو شرط منظور ہو چکی ہے اسے پورا فرمائیے۔ اس کا جواب آپ نے یہ دیا: اس معاملہ میں نہ عمر کو اختیار ہے نہ اس کی اولاد کو۔

﴿روایت ابن الجراح، ابن عساکر﴾

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ گھوڑا دوڑا رہے تھے، اتفاقاً ان پر سے تہمت اڑا اور اہل نجران میں سے کسی نے ران پر سیاہی تل کو دیکھ لیا جس کی وجہ سے انہوں نے کہا: یہی وہ شخص ہے جس کا ذکر ہم اپنی کتابوں میں پاتے ہیں اور یہی شخص ہمیں اپنے اس علاقے سے نکالے گا۔

﴿ابن مسعود﴾

حضرت ابی اسحاق، حضرت ابو عبیدہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ عہد رسالت ﷺ میں حضرت عمرؓ گھوڑا دوڑا رہے تھے تو قبا کا دامن الٹ جانے سے آپ کی ران کھل گئی۔ آپ کی ران پر سیاہی تل کو دیکھ کر نجران کے ایک شخص نے کہا: یہی وہ شخص ہے جس کا تذکرہ ہمیں اپنی کتابوں میں ملتا ہے کہ وہ ہمیں ہمارے گھروں سے نکال دے گا۔

﴿زوائد الترمذی﴾

شہر بن حوشب رضی اللہ عنہ، حضرت کعبؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر فاروقؓ سے شام میں کہا کہ ان کتابوں میں بتایا گیا ہے کہ یہ شہر و امصار اس شخص کے ہاتھوں فتح ہوں گے جو صالحین، مسلمین اور متقین کے ساتھ ہمدرد اور مہربان اور شورہ پشتوں اور کافروں پر سخت گیر اور شدید ہے اور اس کا باطن اس کے ظاہر سے بہتر اور اس کے قول اور فعل میں تضاد نہیں اور اس کے نزدیک حق کے حاصل کرانے میں قریب و بعید برابر ہے۔ اس کے شاگرد رات میں عبادت گزار اور دن میں شیریں وہ آپس میں رحم دل، متین اور نیکوکار ہیں۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا: اے کعبؓ! تم نے ٹھیک کہا۔ کعبؓ نے جواب دیا: ہاں خدا گواہ ہے میں نے حقیقت بیان کی ہے۔ اس کے بعد حضرت کعبؓ نے فرمایا ہر طرح کی حمد و ثناء کے لائق وہی ذات اقدس ہے جس نے ہمیں عزت و غلبہ دیا اور ہمیں شرافت و کرامت سے سرفراز کر کے ہمارے نبی محمد رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ ہم کو باہم شفقت کرنے والا بنایا۔

﴿ابن عساکر﴾

عبید بن آدم، ابی مریم رحمۃ اللہ علیہم اور حضرت ابی شعیبہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ

بن الخطاب رضی اللہ عنہ مقام جابہ میں تھے۔ اس وقت حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بیت المقدس تشریف لائے تو نصرانی راہبوں نے ان سے کہا: آپ کا نام کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: "خالد بن ولید" پھر انہوں نے پوچھا: آپ کے امیر کا نام کیا ہے؟ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ"۔ پھر انہوں نے امیر کی شناخت پوچھی تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی نشانیاں بیان کیں۔ جن کو سن کر راہب بولے: تم بیت المقدس کو فتح نہیں کر سکتے، البتہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کر سکتے ہیں کیونکہ ہم نے اپنی کتابوں میں پڑھا ہے کہ ہر شہر دوسرے سے پہلے فتح ہو جائے گا اور ہر اس شخص کی جو جس شہر کو فتح کرے گا اس کی نشانیاں ہمیں معلوم ہیں۔ ہماری کتب مقدس میں ہے کہ بیت المقدس سے پہلے "نیساریہ" فتح ہوگا۔ واپس جاؤ پہلے اسے فتح کرو، پھر اپنے امیر کو ساتھ لے کر آنا۔"

﴿ابو نعیم﴾

سیدنا حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کا ذکر:

حضرت مغیث اوداعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تم تو ریت میں میری کیا علامت پاتے ہو؟ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ایسا خلیفہ جو اپنی عزیمت کا حامل اور شدید قوت کا حامل اور احکام خداوندی کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہ کرے گا۔ پھر تمہارے بعد ایسا خلیفہ ہوگا جسے امت قتل کرے گی اور وہ لوگ اس خلیفہ کے حق میں ظالم ہیں پھر اس کے بعد ملت مصائب میں مبتلا ہو جائے گی۔

﴿طبرانی، ابوالنعیم، حلیۃ الاولیاء﴾

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے مؤذن حضرت اقرع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسقف کو بلایا اور دریافت فرمایا: "کیا تم اپنی کتابوں میں ہمارا بھی کچھ ذکر پاتے ہو؟" اسقف نے جواب میں کہا: "ہم تمہاری علامات اور اوصاف کو تو پاتے ہیں مگر ان کا ذکر نام بنام نہیں ہے۔" حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: تم میرا ذکر کس طرح پاتے ہو؟ اسقف نے جواب دیا: "آمین کے مانند، لوہے کے مشابہ۔" آپ نے پوچھا: "اس کا کیا مطلب ہوا؟" اس نے کہا: اصولوں کا بہت سختی سے پابند امیر، دشمنانِ دین کیلئے "مرد آہن" حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: صرف اللہ تعالیٰ کیلئے بڑائی ہے ہر طرح کی تعریف بھی اس کیلئے ہے۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پوچھا:

"میرے بعد ہونے والے خلیفہ کا ذکر کس طرح ہے؟" اس نے کہا: "وہ ایک حلیم الطبع، بہت ہی باحیاء اور صالح مرد ہے جو اقربا کو دوسروں پر ترجیح دے گا۔"

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ تعالیٰ برادرِ عفان کے بیٹوں پر رحم فرمائے پھر سوال کیا کہ "جو شخص ان کے بعد خلیفہ ہوگا اس کے بارے میں کیا مذکور ہے؟" اسقف نے جواب دیا: "لوہے کا سیل۔" اس پر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کہا: ہائے افسوس! اسقف راہب، امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کا قطع کلام کرتے ہوئے بولا: "اے امیر شہر ہے! وہ مرد تو صالح ہے لیکن اس کی خلافت کا قیام خون ریزی اور

کھینچی ہوئی برہنہ نکواریوں کے درمیان آوگا۔

﴿ابن مساکر﴾

حضرت ابن مسرین سے روایت ہے کہ حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ کیا آپ خیمہ میں کچھ دیکھتے ہیں؟ اس سوال پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو جھڑک دیا پھر کچھ دیر کے بعد فرمایا میں ایک شخص کو دیکھتا ہوں جو خواب میں امت کے معاملات دکھاتا ہے۔

﴿ابن مساکر﴾

حضرت ابوالیوب انصاری رضی اللہ عنہ کے غلام اللع سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اہل مصر کے آنے سے پہلے سردارانِ قریش کے پاس جا کر کہتے تھے کہ حضرت امیر یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل نہ کرو۔ وہ کہتے خدا کی قسم! ہمارا قتل کرنے کا ارادہ نہیں مگر انہوں نے واپس لوٹتے ہوئے کہا: واللہ! یہ لوگ ضرور ارتکاب کریں گے۔

ایک مرتبہ بھران لوگوں کو متنبہ کیا اور کہا خدا کی قسم! وہ پالیسیوں دن فوت ہو جائیں گے۔ پالیسیوں نے انکار کیا اور کہا ہم شہید نہیں کریں گے۔ اس کے کچھ دنوں بعد پھر حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ ان (مخاصرین) کے پاس پہنچے اور سمجھایا (خلیفہ مصہوم) کو شہید نہ کرو۔

﴿مسند ابن راہویہ﴾

طاؤس سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قد النورین کی شہادت کے موقع پر لوگوں سے پوچھا: ”تم اپنی کتابوں میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے کیا اوصاف پاتے ہو؟“ انہوں نے جواب دیا کہ ”ہم نے پڑھا ہے کہ وہ قیامت کے روز قتل کرنے والے اور ان کے چھوڑنے والوں پر امیر ہوں گے۔“

﴿ابن مساکر ابن سعد﴾

حضرت محمد بن یوسف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ اپنے دادا حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب وہ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو انہوں نے دریافت کیا کہ جنگ کرنے اور اس سے باز رہنے میں کون سی بات آپ مناسب خیال کرتے ہیں؟ انہوں نے کہہ دیا کہ قیامت کیلئے جنگ سے ہاتھ دو کنا بہتر ہے کیونکہ ہم نے کتابِ آسمانی میں پڑھا ہے کہ آپ قیامت کے دن قاضی اور آمر پر امیر ہوں گے۔

﴿ابن مساکر ابن سعد﴾

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے مصریوں سے کہا: تم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کے درپے ہو کیونکہ وہ ماہِ ذی الحجہ قتل کر سکیں گے کہ ان کی وفات ہو جائے گی۔

﴿ابن مساکر﴾

ابوالقاسم یعقوب رضی اللہ عنہ حضرت سعید بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دھلت فرمائی تو لوگوں نے ذی قریات حمیری سے جو علاقے یہود میں سے تھا پوچھا: ”اے ذی

قربات حضور نبی کریم ﷺ کے بعد کون خلیفہ ہوگا؟" اس نے کہا: "الا یمن!" (یعنی حضرت ابو بکر صدیق)۔ لوگوں نے پھر پوچھا: "ان کے بعد خلیفہ کون ہوگا؟" اس نے کہا: "مروءا یمن" (یعنی حضرت عمر بن الخطاب)۔ (جو قوت ارادی اور ہمت و عزیمت کا پہاڑ اور اصول و انصاف کی پابندی میں مروءا یمن ہیں)۔ پھر لوگوں نے سوال کیا کہ "ان کے بعد یہ خلاف و سیادت کس کی طرف منتقل ہوگی؟" اس نے کہا: "الازہر" (یعنی حضرت عثمان ذوالنورین)۔ (جو اپنے اخلاق اور کردار میں اخلاق اور علم و احیاء میں ازہر تھے)۔ پھر ان کے بعد کیلئے پوچھا گیا۔ اس نے کہا: "ابوصاح المسعود" (یعنی حضرت امیر معاویہ)۔ حضرت عبداللہ بن مقفل سے روایت ہے۔ مجھ سے حضرت عبداللہ بن سلام نے حضرت علی کی شہادت کے بعد کہا کہ اب چالیس اجیری کا آغاز ہے اور تقریباً اسی سال میں صلح ہو جائیگی۔

حضرت ابوصالح سے روایت ہے کہ حضرت عثمان کا اونٹ چمانے والا ایک روز یہ حدی کاہ رہا تھا۔

ان لا مہر بعدہ علی

و فی الزہر خلف مرضی

ترجمہ: "بے شک ان کے بعد حضرت علی المرتضیٰ امیر ہوں گے اور حضرت زہیر پسندیدہ فلسفہ والے پس رو ہوں گے۔"

حضرت کعب نے سن کر کہا نہیں بلکہ امیر حضرت معاویہ ہوں گے۔ یہ خبر حضرت معاویہ کو ملی تو انہوں نے حضرت کعب سے کہا اے ابواسحاق یہ کیسے ممکن ہے حالانکہ ابھی حضور نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام میں حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت زہیر رضی اللہ عنہم موجود ہیں؟ انہوں نے کہا: تم ہی امیر ہو گے۔

﴿ابن سعد﴾

ابو جریر ازدی اور حضرت عبداللہ بن سلام سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! آپ کا ذکر ہمیں اپنی کتابوں میں اس طرح ملتا ہے کہ قیامت کے روز آپ ﷺ رب کے حضور اس حال میں کھڑے ہوں گے کہ آپ کے دونوں رخسار سرخ ہوں گے اور آپ کے بعد امت جو کارنامے انجام دے گی ان کی وجہ سے آپ ﷺ محبوب اور شرمندہ ہوں گے اور حیاء آئے گی۔ (بہ حسن)

﴿مسند دارمی، مسند ابن ماجہ﴾

مشاجرات صحابہ رضی اللہ عنہم کا ذکر

محمد بن یزید ثقفی سے روایت ہے کہ حضرت قیس بن خزیمہ اور حضرت احبار رضی اللہ عنہم دونوں امراہ جا رہے تھے یہاں تک کہ جب یہ دونوں مقام مشکن پر پہنچے تو حضرت کعب نے ٹھہر گئے اور

کچھ دیر اس سرزمین پر نظر ڈالی پھر فرمایا: اس خطہ سرزمین پر مسلمانوں کا اس قدر خون بہے گا کہ اتنا خون کسی اور خطہ پر نہ بہا ہوگا۔ اس پر حضرت قیسؓ نے کہا: یہ بات تمہیں کس ذریعہ سے معلوم ہوئی؟ حالانکہ یہ بات علم غیب سے ہے اور علم غیب کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ اس پر حضرت کعبؓ نے کہا: زمین کا بالشت بھرا کر ابھی ایسا نہیں ہے جس کا ذکر تورات میں نہ ہو۔

﴿طبرانی، معجم﴾

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے روایت ہے کہ جب عساکر کا سران کے سامنے لایا گیا تو انہوں نے کہا حضرت کعبؓ نے جو باتیں بتائی تھیں ان سب باتوں کو میں نے درست پایا۔ سوائے اس ایک بات کے جو مجھ سے کہی کہ عنقریب ایک مقتنی شخص مجھ کو قتل کرے گا۔ حضرت اعشؓ کہتے ہیں کہ وہ اسے نہ جان سکے کہ قیاج ثقفی کو ان کیلئے پوشیدہ رکھا گیا ہے۔

﴿مسند دیک حاکم﴾

ججاج بن یوسف کے قلم کا ذکر:

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ میں نے کتاب میں پڑھا ہے کہ حضرت امیر معاویہؓ کا ایک ہم نسب شخص لوگوں کا خون بہائے گا اور دوسروں کے اسوا کو حلال جانے گا اور بیت اللہ کے ایک ایک پتھر کو توڑے گا۔ میری حیات میں اگر اس طرح کے واقعات رونما ہوئے تو میں دیکھ ہی لوں گا ورنہ تم ان باتوں کو ذرا یاد رکھنا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے یہ بات نبی مغیرہ کی جہلہ ایو قیس پر ورنے والی عورت سے کہی تھی چنانچہ حضرت ابن زبیرؓ کے زمانہ میں قیاج کے مقابلہ کے دوران بیت اللہ کو مہدم ہوتے دیکھ کر اس خاتون نے کہا: خدا! حضرت عبداللہؓ پر رحم کرے کیسی درست بات کہی تھی۔

﴿مسند دیک حاکم﴾

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا ذکر:

ہشام بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے تورات میں دیکھا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ پر چالیس دن تک آسمان وزمین روئیں گے۔

﴿زوائد المذہب﴾

حضرت محمد نضال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک راہب نے کہا: ہم حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا تذکرہ عادل اماموں میں پاتے ہیں جس طرح حرمت والے مہینوں میں رجب حرمت وامن والا ہے اسی طرح عمر کا زمانہ حرمت وامن والا زمانہ ہے۔

ولید بن ہشام بن ولید بن عقبہ بن ابی معیط رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک مقام پر ٹھہرے ہوئے تھے ایک صاحب نے کہا تم نے اس راہب کے قول کو سنا؟ وہ کہتا ہے کہ امیر سلیمان نے وفات پائی اور اس کی جگہ پوٹائی پر ایک چوٹ لگا شخص امیر ہوا ہے چنانچہ جب ہم آئے تو ایسا پایا جیسا کہ راہب نے خبر دی تھی۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر جب ہم چوتھے سال اسی مقام پر ٹھہرے تو اس شخص نے اسی راہب

سے جا کر کہا: صاحب من! اس موقع پر تم نے جو فیروہی تھی ہم نے ویسا ہی پایا۔ راہب نے جواب دیا: خدا شاہد ہے، عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو زیر پلا دیا گیا ہے پھر جب ہم واپس لوٹے تو واقعی حضرت عمر بن عبدالعزیز کو ترہر دیا جا چکا تھا۔

مغیرہ بن نعمان ایک بصری شخص سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے بتایا کہ میں بیت المقدس کے ارارے سے چلا تو میں ایک جگہ بارش میں گھر گیا اور میں نے ایک راہب کے صومعہ میں پناہ لی تو راہب نے میرے روبرو آ کر کہا: ”ہم کو اپنی کتاب مقدس میں یہ واقعہ ملتا ہے کہ تمہارے دین کے کچھ لوگ ہم خدراہ میں قتل کیے جائیں گے اور ان پر حساب ہوگا نہ عذاب۔“ تو کچھ ہی عرصہ گزرا کہ حجر بن عدیؓ اور ان کے ساتھیوں کو مقام خدراہ میں لایا گیا اور انہیں قتل کیا گیا۔

﴿ابن مساکر﴾

حضرت کعبؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا تھی عباس کے سیاہ جھنڈے ٹھکیں گے یہاں تک کہ شام میں قیام کریں گے اور ان کے ہاتھوں سے ہر جاہل اور ان کے ہر دشمن کو اللہ تعالیٰ قتل کرائے گا۔

﴿ابن عساکر﴾

حماد بن سلمہ از علی بن عطاء از یحییٰ بن ابی عبید رحمۃ اللہ علیہ از سرخ بن یزید کی جو اہل کتاب سے تھا۔ روایت کی ہے۔ اس نے کہا میں کتاب آسمانی میں لکھا پاتا ہوں کہ اس امت میں بارہ رئیس ہوں گے ان بارہ میں ایک نبی ہوگا اور جب ان کی تعداد پوری ہو جائے گی تو لوگ آپس میں سرکشی و بغاوت و جنگ و جدال کرنے لگیں گے۔

﴿دولابی لکھی﴾

نبی کریم ﷺ کے بارے میں کاہنوں کی پیشین گوئیاں

سطح کی پیشین گوئی:

اسماعیل بن عیاض از یحییٰ بن ابی عمرو شیبانی از عبد اللہ بن دمی از ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص ابن عباسؓ کے پاس آیا اور اس نے کہا: مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ ﷺ کا ذکر کیا کرتے ہیں اور آپ کا یہ خیال بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی آدم میں کسی کو اس کی مثل پیدا نہیں کیا۔ حضرت ابن عباسؓ نے کہا ہاں ایسا ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سطح کو تختہ پر گوشت کا ایک ٹوٹھا پیدا کیا۔ اس کی قتل و مثل تختہ ہی پر ہوئی۔ اس کے بدن میں پڑی تھی نہ مٹھہ نہ اس کی کھوپڑی تھی اور نہ گردن، ہتھیلیاں بھی غائب تھیں۔ اس کے اس ٹوٹھے کو مثل غنیمہ کے لپیٹ لیا جاتا۔ اس کے جسم میں کوئی حس و حرکت نہ تھی صرف زبان حرکت کرتی تھی۔ اس کے کہنے پر اس کو تختہ پر رکھ کر رکھ لایا گیا تو اس کے پاس چار قرئیٹ آئے۔ آل قصی میں عبد شمس، عبد مناف، احوس بن غنم اور عقیل بن ابی وقاص۔ ان چاروں نے

اپنا نام اور یہی تعارف کرایا۔ لوگوں نے کیا کہ حج والے ہیں جو تمہاری زیارت کیلئے ہیں۔ قلیل نے ایک ہندی لکھار اور روپیہ پر چھانپو تختہ پیش کیا اور دونوں چیزوں کو بیت الحرام کے دروازے پر رکھ دیا تاکہ وہ یہ دیکھ سکیں کہ سطح نے ان چیزوں کو اس سے پہلے دیکھا ہے یا نہیں۔ تھوڑی دیر بعد سطح نے کہا: ”اے قلیل! اپنا ہاتھ میرے سامنے لا۔“ اس نے اپنا ہاتھ آگے کیا۔ اس کے بعد سطح نے کہا:

”قسم ہے باطن کے جاننے والے اور خطاؤں سے درگزر کرنے والے کی، قسم ہے پورا ہونے والے عہد کی اور قسم ہے بیت الحرام کی اتم نے جو تختہ پیش کیا اس میں ضمیر ہندی اور دوسرا روپیہ نیزہ ہے۔“

ان قریشیوں نے کہا: اے بزرگ سطح! آپ نے درست فرمایا۔ اسکے بعد سطح نے کہا: ”قسم ہے قرح کے ساتھ لات کی، قسم ہے قوس قزح کی، قسم ہے سبقت لے جانے والے گھوڑے کی! قسم ہے پیشانی پر نشان والے گھوڑے کی! قسم ہے تازہ کجور کے درخت کی! قسم ہے خشک و تر زمیوں کی! بے شک کوہ جس طرف اڑا مبارک ہے۔ (زمان جاہلیت میں عرب اسی طرح قسمیں لکھاتے تھے اور کوسے کی کائیں کائیں سے ٹھون لیتے تھے۔) اس نے بتایا ہے کہ یہ لوگ حج سے تعلق نہیں رکھتے اور ان کا نسب ان قریش سے ملتا ہے جو پھر ملی زمین کے رہنے والے ہیں۔“ ان چاروں نے کہا:

”اے سطح! آپ ٹھیک کہتے ہیں ہم اسی علاقے کے رہنے والے ہیں۔ ہم آپ کے پاس صرف ملاقات کی غرض سے حاضر ہوئے ہیں، اب جبکہ ہمیں آپ کے علم کا اندازہ ہو گیا ہے تو اب ہمیں بتائیے کہ ہمارے زمانے اور ہمارے بعد کیا کیا واقعات رونما ہوں گے۔ اگر اس کے بارے میں آپ کو کچھ خبر ہے؟ سطح نے کہا: بے شک تم سچ کہتے ہو۔ اچھا اب میری باتوں کو سنو! جو اللہ نے الہام کے ذریعے مجھے بتائی ہیں۔

”اے گروہ عرب! تم بڑے عاقل کے عالم میں ہو، تمہاری بسیرتیں اور عجم کی بسیرتیں برابر ہیں۔ تمہارے پاس علم ہے نہ سمجھو اور تمہارے بعد آنے والے لوگ انواع علم کے مشاکی ہوں گے اور بہت فکری کوئے ہوئے روم تک پہنچیں گے، انجی طاغیوں کو قتل کر کے غنائم حاصل کریں گے۔“

اس تقریر کو سن کر ان چاروں نے کہا: ”اے بزرگ محترم سطح! وہ کون لوگ ہوں گے؟“ اس نے جواب دیا: ”رکتوں والے گھر، امن و غلبہ کی قسم! وہ لوگ تمہارے بعد تمہاری ہی اولاد میں سے ہوں گے جو بنوں کو توڑ دیں گے اور طاغوت کی بندگی چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کریں گے اور دنیا کو توحید کا سبق دیں گے اور دیان کے دین پر چلیں گے، اونچی اونچی عمارتیں بنائیں گے۔ عابیوں پر سبقت لے جائیں گے۔“ انہوں نے پوچھا: ”اے سطح! وہ لوگ کس نسل سے ہوں گے؟“ اس نے جواب دیا:

”قسم ہے اشرف الاشراف کی! قسم ہے اسراف کے نگہبانی کرنے والے کی! قسم بلا و عادی کو ہلا دینے والے کی! اور قسم ہے کمزوروں کو قوت دینے والے کی! وہ پتراروں لوگ ہوں گے جن میں عبد شمس اور عبد مناف بھی ہوں گے اور دوسرے مختلف لوگ بھی ہوں گے۔“

چاروں قریشیوں نے کہا: ”اے نبی! خبر دینے والے سطح! ہمیں یہ بتاد دیجئے کہ وہ کس شہر سے ظہور

کریں گے؟“ اس نے کہا: ”قسم ہے ذات ازل وابد کی! اور قسم ہے مددگار اعلیٰ کی! ہر مقدس سے ایک ہدایت یافتہ تھی پیدا ہوگا جو سیدھی راہ دکھائے گا اور بیخوش و استنام سے کنارہ کشی اختیار کر کے ان کی پرستش سے بری ہوگا۔ وہ ایک خدا کی عبادت کرے گا پھر اللہ تعالیٰ اس نئی کو محسوس کر کے وفات دے گا۔ وہ زمین سے مفقود اور آسمان میں حاضر و موجود ہوگا۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق ؓ ان کا خلیفہ ہوگا۔ اس کے فیصلے اور حقوق کی ادائیگی اور اس کے معاملات میں پورا اقتدار ہوگا۔ اس خلیفہ اول کے بعد دوسرا صاحب استقامت خلیفہ ہوگا جو اعلیٰ درجہ کا مدبر و تجربہ کار اور معاملہ شناس ہوگا۔ وہ کل ملت کا بہترین قدم دار، مہمان نواز اور عدلیہ کا ایک مثالی استحکام کرنے والا ہوگا۔ ان کے بعد وہ شخص اور نائب ہوگا جو اپنے سابقین کی طرح مستعد، زرہ پوش اور آزمودہ کار ہوگا۔

پایں ہر خدائے منصوبے بنائیں گے اور یہ اشراۃ فیہری مشوروں کا بہانہ بنا کر گروہ در گروہ اسی کے شہر میں جمع ہو جائیں گے اور اس معصوم کو بے دردی کے ساتھ شہید کر ڈالیں گے پھر اس کے خون کا بدلہ لینے کیلئے اکابرین و معززین امت اٹھ کھڑے ہوں گے۔ اس کے بعد وہ خلیفہ ہوگا جو اپنی ذات برائے کو، قریب دینے والے کی رائے سے متفق کر دے گا پھر قلم رومیں لشکر عظیم مد مقابل ہوں گے پھر اس کے بعد اس کا بیٹا جانشین ہوگا جو جمع شدہ مال میں ہاتھ ڈالے گا کم ہی لوگ ہوں گے جو اس کو پسند کریں گے وہ عوام کے خزانے میں نصرت کرے گا اور آئندہ جانشین کیلئے خزانہ بھرے گا۔ اس کے بعد وہ بادشاہ والی ہو جائیں گے کہ ان کے عہد میں خون ریزی عام ہوگی۔

بعد ازاں ان کا والی ایک مفلوک الحال شخص ہوگا وہ ان کو فرش کی طرح پامال کرے گا، پھر ایک مضبوط گرفت والا ابو جعفر ہوگا جو حق کو دور اور معزز کو قریب کرے گا اور بہت بری طرح زمین کو فتح کرے گا۔ اس کے بعد ایک پست قد والا شخص ہوگا، اس کی پشت پر نشان ہوگا، وہ سلاستی کی موت مرے گا۔ پھر نسبتاً کم مکار شخص آئے گا اور وہ ملک کو خالی اور بے کار چھوڑ دے گا پھر اس کا بھائی والی ہوگا جو اسی کی راہ پر گامزن ہوگا وہ متبرہ و اموال کے ساتھ مخصوص ہوگا۔ اس کے بعد والی وہ شخص ہوگا جو غصہ کو ضبط نہ کر سکے گا وہ دنیا پسند اور مال دار ہوگا۔ اس کے معاصرین اور ہم زمانہ لوگ اور اس کے اقارب اسے جنگ پر ابھاریں گے اور پھر اس پر چڑھائی کریں گے اور سلطنت سے محضول کریں گے اور بھروسہ ٹٹل کر دیا جائے گا۔ اس کے بعد ساتواں شخص برسر اقتدار آئے گا۔ وہ ملک کا قہر زدہ ویران اور پسماندہ بنادے گا اور ملک کے اندر ایک بھوکے حریف کی طرح کھسوت کرے گا۔ اس وقت حالت یہ ہوگی کہ بے مایہ و حریف لوگ ملک گیری کی طمع کریں گے اور ننگے بھوکے لوگ والی بنیں گے۔ قبیلہ نزار کے لوگ بنی قحطان کو پامال کریں گے اور یہ دونوں قبیلے دمشق میں لبنان کے قریب نیر دازما ہوں گے اس دن الی یمن کے دو طبقے ہوں گے، ایک غالب اور دوسرے مغلوب و فزاد۔ صحرائیہ نینوں کے خیموں کو تم بوسیدہ دیکھو گے اور ان کے جھنڈے کھلے پاؤں کے اور قیدیوں کو پابند و بیکسو گے۔

یہ واقعات وادی فرات اور پہاڑوں کے درمیان ہوں گے، اس زمانے میں متابرہ ویران ہوں

مگے اور بیوہ خواتین لوٹی جائیں گی اور حاملہ عورتوں کے حمل گریں گے اور ذمہ دارے اور ساز کا دور دورہ ہوگا۔ داخل نامی شخص خلاف کو طلب کرے گا۔ اس وقت قوم نزار مشتعل ہو جائے گی۔ وہ غلاموں اور شہر پسندوں کو مقرب بنائے گی اور اختیار و عباد سے دور رہے گی۔ لوگ بھوکے مر رہیں گے۔ غلہ اور عام ضرورت کی چیزیں گراں ہو جائیں گی اور ایک موقع ماہ صفر میں ان جابروں کو قتل کیا جائے گا۔ جنہوں نے خندقیں، تھہریں، سرسبزی و شادابی کو عام کیا۔ ان کو بھاگنے کا موقع نہ ملے گا۔ حاکم وقت ان جابروں کو دن کے اول وقت ہزیمت دے گا۔ جب وہ اس حالت مفلوکیہ کو پہنچیں گے تو وہ خوف کے باعث نہ سو سکیں گے اور نہ فرار کر سکیں گے۔ وہ کسی آبادی میں داخل ہوں گے اور پھر قضا و قدر کو پالیں گے۔ اس کے بعد تیر اندازوں کی جماعت آئے گی اور وہ صالحین کو اکٹھا کرے گی تاکہ آہن پوشوں کو قتل کریں گے اور ان کے حامیوں کو قید کریں اور گمراہوں کو اسیر بنائیں۔ اس مرحلہ پر بادشاہ کو آبی راہ سفر پر پالیں گے پھر دین اور اس کے امور میں اختلال واقع ہو جائے گا اور زلزلہ پوشیدہ کر دیئے جائیں گے۔ معبدوں کو توڑ دیا جائے گا اور کوئی محفوظ مامون نہ ہوگا مگر وہ جو کہ جزائر البحر میں ہوگا۔ (یعنی دور دراز کے جزیروں میں چلے جائیں گے۔)

اس کے بعد جنوب کی سمت سے غبار اٹھے گا اور دیہاتی گنوار غلبہ کریں گے۔ ان میں کوئی بھی ہدکاری، جنگ، جونی اور ہٹ دھرمی سے پاک و مبرا نہ ہوگا۔ یہ زمانہ بہت ہی خراب ہوگا، کاش قوم میں اس دن کچھ حیا ہوئی اور تنافس کی خواہش نہ کرتی۔ ان چاروں قریشی حضرات نے دریافت کیا: ”اے سلج! اس کے بعد پھر کیا ہوگا؟“ اس نے کہا: ”اس کے بعد یمن سے ایک شخص اٹھے گا وہ خواہ صورت اور برف کی مانند سفید ہوگا وہ عطاء اور عدل کے درمیان میں ایک ملاقات سے ظاہر ہوگا۔ اس کا نام حسین یا حسن ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس کے سر پر فتوں کو لے جائے گا۔“

﴿الہم، ابن مساکر﴾

ربیعہ بن نصر کا خوفناک خواب:

ربیعہ بن نصر مکی نے ایک خوفناک خواب دیکھا جس سے وہ بہت خوف زدہ ہو گیا تو اس نے اپنی مملکت کے معبروں کے پاس لوگوں کو بھیجا اور کسی کا بن، جاوگر، شکون لینے والے اور خیم کو نہ چھوڑا، سب ہی لوگوں کو طلب کر لیا اور کہا میں نے ایک خوفناک خواب دیکھا ہے جس کی وجہ سے خائف اور دہشت زدہ ہو گیا ہوں، لہذا مجھے اس کی تعبیر دو۔ معبروں نے کہا: ”خواب کو بیان فرمائیے تاکہ ہم تعبیر دیں۔“

اس نے جواب دیا: ”کہ میں خواب بیان کروں اور پھر تم اس کی تعبیر دو، یہ طریقہ کار میرے لیے اطمینان کا باعث نہیں کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ صحیح تعبیر وہی کرے گا جو اس خواب کو میرے بیان کیے بغیر جانتا ہو کہ میں کیا دیکھ چکا ہوں؟“ ربیعہ کا نقطہ نظر معلوم کر کے حاضرین میں سے کسی ایک نے کہا:

”اگر آپ اس طریقہ پر تعبیر کے خواہاں ہیں تو سلج یا شق کے پاس کسی کو بھیجنا چاہیے، ان

دونوں سے بہتر کوئی شخص نہیں ہے یہ دونوں افراد خواب اور تعبیر بتا سکتے ہیں۔“

ملی برقع سے پہلے سلج آ گیا۔ بادشاہ نے کہا: ”اے سلج! میں خواب دیکھ کر خوفزدہ ہو گیا ہوں، تم اس کی تعبیر دو۔“ سلج نے جواب میں کہنا شروع کیا: ”اے بادشاہ! آپ نے خواب دیکھا ہے کہ تاریکی کی حالت میں ایک شعلہ برآمد ہوا وہ تہامہ کا علاقہ ہے اور اس شعلہ نے ہر کوئی پڑی والے کو کھالیا ہے۔“ بادشاہ نے کہا: ”اے سلج! تم نے خواب کے بیان میں کوئی بھی غلطی نہیں کی۔“ ہاں اسب تم اس کی تعبیر بتاؤ۔“ سلج نے کہا: ”میں قسم کھاتا ہوں دونوں حرہ کے درمیان ہر چہ خدا پرندگی، تمہاری مملکت میں جیسی اتریں گے اور انہیں سے لے کر جرش تک کے علاقہ پر وہ قبضہ کریں گے۔“ یہ سن کر بادشاہ نے کہا: ”یہ بات ہمارے لیے موجب فکر و الم اور خوف و ہراس کا باعث ہے۔ بتاؤ یہ بات تمہارے زمانہ میں ہوگی یا بعد میں؟“ سلج نے کہا: ”نہیں بعد کو ساٹھ ستر سال سے زیادہ گزر جانے کے بعد واقع ہوگی۔“ بادشاہ نے پوچھا: ”یہ ملک ان کے قبضہ میں ہمیشہ رہے گا یا پھر نکل جائے گا؟“ سلج نے کہا: ”کچھ اور ستر برس کے بعد یہ ملک ان کے قبضہ سے نکل جائے گا پھر ان سے اکثر قتل کیے جائیں گے اور کچھ جان بچا کر بھاگ سکیں گے۔“ بادشاہ نے پوچھا: ”ان کو قتل کرنے اور بھاگنے پر مجبور کر دینے والا شخص کون ہوگا؟“ سلج نے جواب دیا: ”اوم ذی یزن ان کا حاکم عدن سے یورش کرے گا اور پھر ان میں سے کسی ایک کو یمن میں تھپوڑے گا۔“

بادشاہ نے پوچھا: حاکم عدن کی حکومت یمن میں ہمیشہ رہے گی یا ختم ہو جائے گی؟“ سلج نے جواب دیا: ”کچھ اور ستر برس کے بعد اس کی حکومت بھی ختم ہو جائے گی۔“ بادشاہ نے دریافت کیا: ”اس کی حکومت کو پھر کون ختم کرے گا؟“ سلج نے کہا: ”ایک نئی برحق جس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت و وحی نازل ہوا کرے گی۔“ بادشاہ نے سوال کیا: ”وہ نئی مکرم کس قبیلہ سے ہوگا؟“ سلج نے کہا: ”غالب بن لہر بن مالک بن نصر کی اولاد سے۔ اس کی امت میں حکومت آخر زمان تک باقی رہے گی۔“

بادشاہ نے پوچھا: ”کیا زمانہ کا بھی آخری کنارہ ہے؟“ سلج نے کہا: ”ہاں، وہ جس روز تمام اولین و آخرین جمع ہوں گی۔ اس روز نیکوکار سعادت مند ہیں اور بدکار لوگ بدبخت ہیں۔“

بادشاہ نے کہا: ”اے واقف حالات سلج! جو کچھ تم کہہ رہے ہو کیا واقعی یہ درست ہے؟“ سلج نے کہا: ”ہاں! قسم کھاتا ہوں شفیق، عقیق اور لعل کی کہ جو کچھ میں نے بیان کیا وہ حق ہے۔“ جب سلج اپنی گفتگو اور جوابات سے فارغ ہوا تو شفیق کو بادشاہ نے اسے اپنے پاس بلایا اور کہا:

”میں ایک خواب دیکھ کر خوفزدہ ہو گیا ہوں۔“ اور جو سوال و جواب سلج سے ہو چکے تھے ان کو بادشاہ نے مخفی رکھا تا کہ وہ معلوم کر سکے کہ دونوں کانہوں کے بیان اور تعبیر میں کیا اور کس قدر اتفاق یا اختلاف ہے۔ تو شفیق نے کہا: ”ہاں! آپ نے تاریکی سے ایک شعلہ برآمد ہوتے دیکھا پھر وہ باغ اور پشت کے درمیان ٹھہرا، پھر اس نے ہر جان دار کو کھالیا ہے۔“

بادشاہ نے پوچھا: ”اس کی تعبیر تم کیا کرتے ہو؟“ اس نے کہا: ”قسم کھاتا ہوں دونوں حرہ کے

درمیانی آتالوں کی آپ کی سر زمین میں سوڈانی لینا کر گریں گے اور وہ نامک اٹھیں والوں پر غالب ہو جائیں گے اور ابن اور نجران تک بٹھ کر لیں گے۔

بادشاہ نے کہا: ”یہ بات ہمارے لیے موجب اشتعال بھی ہے اور باعث رنج و فکر بھی۔ بتا سکتے ہو کہ یہ سب کچھ میرے عہد میں ہوگا یا میرے بعد؟“ شق نے جواب دیتے ہوئے کہا: ”کچھ زمانے کے بعد یہ حالات و حادثات رونما ہوں گے، اس کے بعد تم لوگوں کو ان سوڈانیوں سے ایک عظیم اور صاحب شان چھڑائے گا اور وہ ان کو ایک دردناک مڑھ پکھائے گا۔“

بادشاہ نے پوچھا: ”وہ عظیم ترین شخص کون ہے؟“ شق نے کہا: ”وہ لڑکا تہ زیادہ کم مرتبہ ہوگا نہ زیادہ معززہ ڈی یزن کے گھر میں پیدا ہوگا۔“

بادشاہ نے دریافت کیا: ”اس کی حکومت بیٹھ رہے گی یا جاتی رہے گی؟“ کاہن نے جواب دیا: ”ایک رسول مرسل اس کے اقتدار و مصلحت کو ختم کرے گا۔ وہ رسول حق اور دین و عدل کو لائے گا وہ ایک خاص نظام زندگی اور داعی اور صاحب فضل ہوگا۔ یہ حکومت اس کے صاحبوں اور قبیلین میں فیصلہ کے دن تک باقی رہے گی۔“

بادشاہ نے سوال کیا: ”وہ قبیلہ کا دن کیا ہے؟“ شق نے جواب دیا: ”یہ وہ دن ہوگا جس میں حاکموں کو بدلہ دیا جائے گا۔ آسمان سے بلائے والے کی عداوتی جائے گی جسے ہر تہمدہ اور سرودہ ستے گا، اس دن تمام لوگ میقات میں جمع ہوں گے جس نے اپنی زندگی میں اللہ تعالیٰ سے تقویٰ اختیار کیا ہوگا وہ اس دن کامیاب اور نجات یافتہ ہوگا۔“

﴿ابن اسحاق، ابن ہشام﴾

ابن ہشام کہتے ہیں مجھے خبر ملی ہے کہ طلحہ کا بن سل عزم کے زمانے میں پیدا ہوا اور حضور نبی کریم ﷺ کے سال ولادت میں اس کی موت واقع ہوئی۔ وہ پانچ سو سال زندہ رہا۔ اس کے بعد دوسرا ایک قول یہ ہے کہ تین سو سال زندہ رہا۔

﴿ابو نعیم، ابن ہشام﴾

ابن کلبی از عوانہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے ہم نشینوں سے پوچھا: کیا تم میں سے کوئی شخص زمانہ جاہلیت میں رسول اللہ ﷺ کے بارے میں کوئی ایسی بات جانتا تھا اور جو اس کے سامنے واقع ہوئی ہو؟ آپ کے استفسار پر حضرت قسطل بن زید عارثی رضی اللہ عنہ نے جن کی عمر ایک سو ساٹھ سال تھی کہا: امیر المومنین! ایک شخص مامون بن سعادہ تھا جس کی کہانت کے بارے میں آپ کو علم ہے۔ وہ حضور نبی کریم ﷺ کے بارے میں لوگوں کو بتایا کرتا تھا۔ وہ اکثر کہتا تھا:

يَا لَيْتَ اِنِّي الْخَفَةُ وَ لَيْسَتِي لَا اَسْبَقُ

ترجمہ: ”اے کاش! میں آپ ﷺ کے ساتھ شامل ہوتا۔ اے کاش! میں آپ سے پہلے

پیدا نہ ہوا ہوتا۔“

﴿حدیث، الذہبی﴾

حضرت طفیل ؑ بیان کرتے ہیں کہ ہم تہامہ میں تھے کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ کی بعثت کی خبر ملی
میں نے اپنے دل میں کہا۔ یہ وہی نبی ہے جس کے بارے میں مامون خبر دیا کرتا تھا۔ حضرت طفیل ؑ
کہتے ہیں کہ دن گزرتے گئے حتیٰ کہ میں ایک وفد کے ساتھ آیا اور سلام لایا۔

قدیم پتھروں پر نبی کریم ﷺ کا اسم مبارک

حضرت حسن ؓ، حضرت سلیمان ؑ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر ؓ نے حضرت
کعب ؑ سے فرمایا: ”ہمیں رسول اللہ ﷺ کے وہ فضائل جو آپ ﷺ کی ولادت سے پہلے ظاہر
ہوئے بتائیے۔ حضرت کعب ؑ نے کہا: ہاں! امیر المؤمنین! میں نے ایک کتاب میں پڑھا ہے کہ
حضرت ابراہیم ؑ نے ایک ایسا پتھر دیکھا جس پر چار سطریں تحریر تھیں۔

پہلی سطر میں تھا کہ ”میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں، پس میری ہی عبادت کرو۔ دوسری
سطر میں تھا کہ ”بے شک میں ہی اللہ ہی ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں، محمد ﷺ میرے رسول ہیں، سزا دہ ہوا
میں جو ایمان لایا اور آپ ﷺ کی پیروی کی۔“ تیسری سطر میں تھا کہ ”میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود
نہیں، جس نے مجھے مضبوط تھا وہ تجات پا گیا۔“ چوتھی سطر میں تھا کہ ”میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود
نہیں، حرم میرا ہے اور کعب میرا گھر ہے تو جو میرے گھر میں داخل ہوا وہ میرے عذاب سے محفوظ رہا۔“

﴿ان مساکر﴾

محمد بن الاسود بن خلف بن عبد یغوث روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے باپ سے سنا کہ قریش
نے مقام ابراہیم کے نیچے حصے سے ایک کتاب پائی۔ قریش نے اس کے پڑھنے کیلئے حیر کے ایک شخص کو
بلا دیا۔ اس نے کہا کہ اس میں ایسے کلمات ہیں کہ اگر میں ان کو تم سے بیان کروں تو تم مجھے قتل کر دو گے۔ اس
پر ہم نے گمان کیا کہ شاید اس میں محمد ﷺ کا ذکر ہوگا پھر ہم نے اس کو تادیب کر دیا۔

﴿تاریخ بخاری، ج ۱، ص ۱۰۱﴾

حزین بن علی ؓ حضرت طلحہ ؓ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ پہلی مرتبہ جب حادثہ
کعبہ منہدم ہوا تو وہاں ایک پتھر نقش پایا گیا، پھر ایک شخص بلایا گیا اس نے اسے پڑھا تو یہ لکھا تھا:
”میرا جو بندہ منتخب، متوکل، منیب اور مختار ہے، اس کی جائے ولادت مکہ اور جائے
ہجرت مدینہ ہے۔ وہ دنیا سے رخصت نہ ہوگا، جب تک کہ نیل میں زبانون کو سید عائد نہ کر
دے اور عام گواہی نہ ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کی امت بہت
زیادہ حمد کرنے والی ہوگی، وہ ہر فرار پر اللہ تعالیٰ کی حمد کرے گی اور نصف کمر پر تہبہ
باندھے گی اور اپنے ہاتھوں اور پاؤں کو پاک رکھے گی۔“

ابوالطیب، عبدالنعم بن غلبون مقرئ روضۃ سے روایت کرتے ہیں کہ عموریہ کو جب فتح کیا گیا تو وہاں کے ایک کثیر پر سنہری حنوں سے لکھایا گیا کہ

”بعد میں آنے والے لوگوں میں سے وہ شخص بہت برا ہے جو سلف یعنی گزرے ہوئے لوگوں کو برا کہے کیونکہ عہد ماضی کا ایک شخص، زمانہ مستقبل کے ہزار اشخاص سے بہتر ہے۔ اے صاحب غار! تم نے افتخار کی کرامت حاصل کی، اسی لیے ملک جہار نے تمہاری تعریف کی ہے کیونکہ اس نے اپنے پیچھے ہوئے نبی پر اپنی تازیانہ کتاب میں فرمایا: ”ثلاثی الثمن الذی علی الغار“ (سورہ التوبہ: ۶) (ترجمہ: ”وہ میں کا دوسرا، جبکہ وہ دونوں غار میں تھے۔) اے عمر! تم حاکم نہ تھے بلکہ باپ تھے۔ اے عثمان! تم ظلم قتل کیے گئے اور قبر میں لوگ تمہاری زیارت نہ کریں گے۔ اے علی! تم امام الابرار ہو اور رسول اللہ ﷺ کے آنے سے کافروں کو بھگانے والے ہو تو وہ صاحب غار ہے اور یہ اختیار میں سے ایک اور وہ شہر میں کا قریب دریں ہے اور یہ ابراہیم کا امام تو جو کوئی ان چاروں میں سے کسی کی تشبیہ کرے، اس پر جبار کی لعنت ہے۔“

ابوالطیب روضۃ کہتے ہیں کہ میں کثیر کے راہب سے پوچھا: جس کی ہمتوں تک بڑھاپے سے مفید ہو چکی تھیں۔ یہ عبارت تمہارے کثیر کے دروازے پر کب سے منتشر ہے؟ اس نے جواب دیا: تمہارے نبی (ﷺ) کی بیعت سے دو ہزار برس پہلے۔

✽ ابن عباس کر لے

قل حسین کی پیشین گوئی:

یحییٰ بن ایمان روضۃ سے روایت ہے کہ مجھے بنی سلیم کی مسجد کے امام نے بتایا کہ ہمارے بزرگوں نے روم کی طرف جہاد کیا تو انہوں نے ایک کثیر پر یہ شعر منقوش پایا:

الرو جو امة قلت حسبا

شفاعۃ جدہ یوم الحساب

ترجمہ: ”جس امت نے حسین کو قتل کیا، کیا وہ قیامت کے دن ان کے نانا کی شفاعت کی امید اور توقع رکھے گی۔“

ہمارے بزرگوں نے رومنوں سے دریافت کیا۔ یہ عبارت آپ لوگ اس کثیر میں کب سے دیکھ رہے ہو؟ انہوں نے جواب دیا: تمہارے نبی کریم ﷺ کی آمد کے چھ سو سال پہلے سے یہ عبارت موجود ہے۔ ✽ ابو محمد جوہری، مالک لے

نسب نبوی کی عصمت

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں حضرت آدم سے اب تک بذریعہ نکاح ہی متصل ہوا ہوں، میرے اجداد کی نسل میں زنا نہیں ہوا۔

✽ ابن سعد، ابن عباس کر لے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: مجھے کسی جاہلیت کی بدی نے مشکل نہیں کیا اور میں ایک ایسے ہی نکاح سے جیسا اسلام میں ہے، اصلاح میں مشکل ہوتا رہا ہوں۔

﴿طبرانی﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نکاح سے ہی متولد ہوا نہ کسی ناجائز فعل سے۔

﴿ابن سعد، ابن مساکر﴾

محمد بن علی بن حسین سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ میں نکاح سے ہی پیدا ہوا اور ملیب آدم سے اب تک میرا نسلی جوہر پاک رہا اور میرے رشتہ نسبی کو اعمال جاہلیت سے کبھی بدی نہیں پہنچی۔

﴿ابن سعد، ابن ابی شیبہ، المصنف﴾

حضرت کلثی سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے نسب کو پانچ سو سال ساہتہ تک تحریر کیا ہے مگر اس میں کسی جگہ بدی کو میں نے نہیں پایا اور اسکی کوئی چیز جو عام طور پر جاہلیت کے لوگوں میں ہوتی ہے، اس میں پائی۔

﴿ابن سعد، ابن مساکر﴾

حضرت علی ابن طالب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نکاح کے ذریعہ ظاہر ہوا اور از آدم تا والدین محترم پورے سلسلہ نسل نے حلق اولاد میں برا طریقہ اختیار نہیں کیا اور نہ عہد جاہلیت کی بدی نے اس پیدا کی نظام کو متاثر کیا۔

﴿حدیثی، مسند طبرانی، ابونعیم، ابن مساکر﴾

حضرت ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے رشتہ نسلی سے وابستہ اجداد کبھی زنا کے قریب نہ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اصلاح طیبہ سے ارحام ظاہرہ میں مشکل فرمایا اور جب بھی دو گھرانے ہوئے تو مجھے ان میں اچھے گھرانے میں رکھا۔

﴿ابونعیم﴾

کلثی، ابوصالح، ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عربی قبائل میں بہترین قبیلہ سمر اور سمر کی شاخوں میں عبید مناف کی شاخ اور عبید مناف میں بنو ہاشم اور بنو ہاشم میں خاندان عبید المطلب۔ خدا کی قسم! جب سے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو پیدا کیا اور ان کی اولاد کی دو شاخیں ہوئیں تو مجھے ان میں سے بہتر شعبہ میں رکھا گیا۔

﴿ابن سعد﴾

☆ حضرت مکرّم سے حضرت ابن عباس سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد:

”وَقُلْتُ لِي السَّاجِدِينَ“ ﴿سورہ النمل﴾

کی تفسیر میں روایت کی کہ نبی کریم ﷺ ہمیشہ انبیاء علیہم السلام کے اصلاح میں مشغول ہوتے

رہے۔ یہاں تک کہ حضور نبی کریم ﷺ کو آپ کی والدہ ماجدہ نے تولد فرمایا۔

﴿بزاز، طبرانی، ابونعیم﴾

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے بنی آدم کے ہر دور میں یکے بعد دیگرے بہترین زمانے میں مبعوث کیا گیا۔ یہاں تک کہ میں اس زمانے میں تشریف لایا۔

﴿بخاری﴾

حضرت وائل بن الاسقعؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بے شک اللہ تعالیٰ نے اولاد ابراہیمؑ میں حضرت اسماعیلؑ کو برگزیدہ فرمایا اور اولاد اسماعیلؑ میں سے بنو کنانہ کو اور بنو کنانہ سے قریش کو اور قریش سے بنو ہاشم کو اور پھر مجھ کو تمام بنو ہاشم میں برگزیدہ فرمایا۔

﴿مسلم﴾

﴿ترغی نے مذکورہ بالا حدیث کو روایت کر کے اس کو حسن کہا ہے۔﴾

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے مجھے پیدا فرما کر اپنی بہترین مخلوق میں شامل فرمایا اور جب انسانی مخلوق کو قبائل میں تقسیم کیا تو مجھ کو بہترین قبیلہ میں رکھا اور جب جالوں کو پیدا فرمایا تو مجھے ان کے درمیان بہت بہتر جان بنایا اور جب خاندانوں کو بنایا تو مجھے ان میں بہتر خاندان میں رکھا۔ میں جان اور خاندان اور ہر لحاظ سے بہتر ہوں۔

﴿بخاری، ابونعیم﴾

نبی ہاشم کی تفصیلات:

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کر کے ان میں حضرت آدمؑ کو پسند فرمایا اور بنی آدم میں سے اہل عرب کو پسند فرمایا اور اہل عرب میں سعفر کو اور سعفر میں قریش کو اور قریش میں بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم میں سے مجھ کو پسند فرمایا تو اس طرح میں اچھوں میں سے اچھا ہوں۔

﴿بخاری، طبرانی﴾

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو دو قسموں میں تقسیم کیا۔ تو مجھے ان دونوں میں بہترین قسم میں رکھا۔ پھر ان دو قسموں کو تین قسموں میں تقسیم کیا تو مجھے ان میں تیسری بہترین قسم میں رکھا۔ پھر جب ان تین قسموں میں قبائل بنائے تو مجھے ان کے بہترین قبیلہ میں رکھا پھر جب قبائل کو گھرانوں میں تقسیم کیا تو مجھے ان کے بہترین گھرانے میں رکھا۔

﴿بخاری، طبرانی، ابونعیم﴾

﴿اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:﴾

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَ تَهْمَ تَطْهِرًا

﴿سورہ الاحزاب﴾

ترجمہ: ”تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والوں کو تم سے ہر ناپاکی کو دور کر کے خوب اچھی

طرح پاک و بہتر بنائے۔"

حضرت مانگ زہری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب لوگوں کے دو حصے ہوئے تو مجھے میرے رب نے ان میں سے بہترین قسم میں رکھا۔ حتیٰ کہ میں اپنے والدین کریمین سے متولد ہوا۔ اسی لیے مجھے عہد جاہلیت سے قطعی کوئی برائی نہ پہنچی اور مجھے ازدواجی ورشتہ سے پیدا کیا گیا اور حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر میرے والدین تک برے طریقہ پر کبھی ذریعہ کی منتقلی نہ ہوئی۔ اس بناء پر ذات کے اعتبار سے بھی اور آباء و اجداد کے لحاظ سے بھی تم میں بہتر ہوں۔
﴿یعنی ابن مساکر﴾

حضرت محمد بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مخلوق میں عرب کو چنا، پھر عرب میں کنانہ کو چنا، پھر ان میں سے قریش کو چنا، پھر ان میں سے بنی ہاشم کو منتخب فرمایا، پھر بنی ہاشم میں سے مجھے منتخب کیا۔

﴿یعنی﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ سے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا میں نے زمین کے مشرق و مغرب کو چمان ڈالا لیکن محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل کسی شخص کو میں نے نہیں پایا اور نہ کسی اولاد کو بنی ہاشم سے افضل پایا۔

﴿یعنی ابیہرانی، ابن مساکر﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب سے میں صلب آدم سے باہر آیا ہوں مجھ کو کسی بدکار عورت نے نخل نہیں کیا اور سلف میں بہشت امتیں مجھ سے سزا و عت کرتی رہیں، یہاں تک کہ میں نے عرب کے دو بہترین قبیلوں سے جو کہ بنی ہاشم اور بنی زہرہ ہیں، ظہور کیا۔

﴿ابن مساکر﴾

○ حضرت ابن مردودہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت کریمہ "لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ" ﴿سورہ التوبہ﴾

کو اٹا کے زیر کے ساتھ پڑھا اور فرمایا: "إِنَّا أَنفُسُكُمْ" یعنی میں حسب و نسب اور قرابت میں تم سب سے زیادہ بہتر ہوں اور میرے آباؤ اجداد میں حضرت آدم علیہ السلام سے اب تک بدکاری اور زنا نہیں ہوا۔ پورا سلسلہ تولید نکاح اور ورشتہ زمین کی بنیاد پر ہے۔

تخلیق آدم سے قبل قریش نور تھے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے دو ہزار سال پہلے قریش نور تھے، وہ نور خدا کی تسبیح کرتا تھا اور فرشتے تسبیح میں موافقت کرتے تھے پھر جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو اس نور کو ان کے صلب میں ودیعت فرما دیا۔ رسول اللہ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے مجھے حضرت آدم علیہ السلام کے صلب میں زمین پر اتارا، اس کے بعد صلب نوح علیہ السلام

میں رکھا اور اس کے بعد سلب ابراہیم میں، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے مجھے پاکیزہ اصحاب اور مطہر ارحام میں شکل فرماتا رہا یہاں تک کہ مجھے اپنے والدین کے ذریعہ ظاہر فرمایا۔ میرے اجداد کی سلسلے میں کوئی ایک مرد و عورت بھی رشتہ مناکحت کے بغیر قریب نہیں ہوئے۔

﴿مسند ابن ابی عمر عدی﴾

مدارج نبوی بزرگان حضرت عباس رضی اللہ عنہ:

حضرت خزیم بن اویس سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں غزوہ تبوک کی واپسی کے وقت ہجرت کر کے حاضر ہوا۔ اس وقت میں نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا۔ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میری خواہش ہے کہ میں آپ ﷺ کی مدح عرض کروں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہارے من کو تعذیر کرے تو انہوں نے کہا:

من قبلها طبت فی الظلال	ولی مسودع حیت یخطف النور
ثم هیطن البلاد و لا بشر	انت ولا مضطعة ولا علق
بل نطفة توکب السفین ولد	الجم نسرا و اهلہ الفرق
نقل من صالب الی رحم	اذا مضی عالم بدا طبق
وودت نار الخلیل مستعرا	فی صلبہ انت کیف یحترق
حتی احتوی بیتک المہین من	قندف غلباء تحنها النطق
وانت العا وثلثت اشرف ال	اوض وضاءت بتووک الافق
فمن فی ذلک الضیاء ولی	النور و سبل الرشاد لا تحرق

ترجمہ: "یا رسول اللہ ﷺ! آپ اپنے آباؤ اجداد کی اصحاب و ارحام میں اس وقت پاکیزہ رہے جب تک حضرت آدم جسم پر پتے پہنتے تھے۔ پھر آپ ﷺ شہروں میں اس شان کے ساتھ آئے کہ اس وقت آپ ﷺ نہ انسانی جسم میں تھے اور نہ مضطعة تھے اور نہ ہوا خون۔ بلکہ آپ ﷺ یہ صورت نطفہ تھے اور اس گشتی میں سوار تھے جبکہ کوہ نسر اور اس کے رہنے والے غرقاب ہو رہے تھے۔ آپ ﷺ سلب سے رحم کی طرف منتقل ہوتے رہے جبکہ ایک جہان دنیا سے رخصت ہوتا اور دوسرے ان کی جگہ پیدا ہوتے رہے۔ آپ ﷺ حضرت قلیل کے سلب میں پوشیدہ ہو کر نابہ غرود میں اترے، جب آپ ﷺ ان کی سلب میں تھے تو وہ آگ و آتش کیسے جلاتی؟ یہاں تک کہ آپ ﷺ کو اس اشرف نے جو آپ ﷺ کے فضل پر غور ہے اس اعلیٰ شرف کو گھیر لیا جو ذی ثب ثدف سے ہے اور اس کے تحت نطق یعنی بلندیاں یا قباکں ہیں۔ اور آپ ﷺ کی شان یہ ہے کہ جب آپ ﷺ پیدا ہوئے تو زمین روشن ہوئی اور آپ ﷺ کی شعاع نور سے افق آسمان منور اور روشن ہو گیا۔ اب ہم اس روشنی اس نور و ہدایت کے راستہ میں رواں دواں ہیں۔

﴿مسند حاکم الطبرانی﴾

چمکا ہوا نور:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم ؑ کو پیدا فرمایا تو انہیں ان کی اولاد دکھائی تو انہوں نے ایک کو دوسرے پر صاحب گرامت و فضیلت دیکھا پھر انہوں نے ان کے درمیان ایک چمکا نور دیکھا۔ اس پر انہوں نے عرض کیا: اے میرے رب! یہ نور کس کا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: یہ تمہارے فرزند عیسیٰ ؑ ہیں۔ یہی اول ہیں، یہی آخر ہیں اور یہی سب سے پہلے شفاعت کرنے والے ہیں۔

﴿یعنی طہریاتی﴾

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کی نبوت کے دلائل کے منجملہ وجوہ ایک وجہ یہی تھی نفسیاتی ہے، اس لیے کہ نبوت، حکومت اور سیادت بھی ہے اور حکومت و سیاست ذی حسب اور صاحب عزت و شرف میں ہی ہوتی ہے۔ اس لیے یہ بات رعایا کے اعتیاد و اطاعت اور اس کی پیروی کرنے میں ایک مؤثر ذریعہ ہے۔ اسی وجہ سے تو ہر قل شاہ روم نے ابوسنیان سے سوال کیا تھا کہ تم لوگوں کے درمیان کی تہی حالت کیسی ہے؟ حضرت ابوسنیان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا تھا وہ ہمارے درمیان صاحب لب ہیں۔ ہر قل نے کہا: ”یہی تہی بزرگی، مہابت و مصلحت اور مہارت تمام رسولوں میں رہی ہے اور وہ اپنی قوم میں مہابت تہی کے لحاظ سے ممتاز رہے ہیں۔“

﴿ابو نعیم﴾

حضرت عبدالمطلب کا عجیب و غریب خواب:

ابو بکر بن عبد اللہ بن ابی القحطم رضی اللہ عنہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابوطالب سے حضرت عبدالمطلب کو خواب بیان کرتے سنا۔ حضرت عبدالمطلب نے کہا میں نے جبکہ میں حجر اسود کے قریب سو رہا تھا تب ایک خواب دیکھا جس کی وجہ سے مجھ پر خوف طاری ہو گیا اور میں بہت بے چینی محسوس کرنے لگا۔ میں ایک قریشی کا من کے پاس آیا اور اس سے کہا: میں نے آج خواب دیکھا ہے کہ ایک درخت اس طرح گھڑا ہے کہ اس کی اونچائی آسمان تک اور شاخیں مشرق و مغرب تک پھیلی ہوئی ہیں اور اس درخت کے نو کو میں نے روشنی آفتاب سے ستر گنا زیادہ دیکھا اور اس کے سامنے عرب و عجم کو میں نے سجدہ ریز دیکھا اور میں دیکھ رہا تھا کہ وہ درخت اپنی عظمت، نور اور بلندی میں ہر آن اضافہ کر رہا ہے۔ ایک لمحہ وہ چھپتا ہے اور دوسرے لمحے ظاہر ہو جاتا ہے۔ میں نے دیکھا کہ ایک جماعت قریش اس کی شاخوں سے چمٹ گئی ہے اور دوسری جماعت اس کے کانٹے میں کوشاں ہے۔ یہاں تک کہ یہ جماعت اس کو کاٹنے کے قوی ارادہ سے درخت کے قریب پہنچی تھی کہ مجھے ایک خوب روئے حسین و جمیل اور لطافت و خوشبو سے معطر شخص کہ اس کو دیکھنے سے پہلے میں ایسے شخص کا تصور بھی نہ کر سکتا تھا، نظر آیا۔ یہ خوب رو جوان اس جماعت کے لوگوں کی گھریں توڑتا اور آنکھیں نکالتا رہا پھر میں نے چاہا کہ ہاتھ بڑھا کر اس درخت سے کچھ لوں، مگر کامیاب نہ ہوا۔ میں نے دریافت کیا اس درخت سے کون لوگ پھل لے سکیں گے؟ جواب ملا صرف وہ لوگ

جو مضبوطی سے چٹنے ہوئے ہیں۔“ حضرت عبدالمطلب نے کہا کہ کاہن کو خواب سنانے کے بعد میری نظر اس کے چہرے پر ٹھہری تو میں نے دیکھا اس کا چہرہ فق ہو گیا پھر کاہن نے تعبیر کرتے ہوئے کہا:

”اگر تمہارا خواب سچا ہے تو تمہاری پشت سے ایک ایسا فرزند پیدا ہوگا جو مشرق و مغرب کا مالک ہوگا اور ایک مخلوق اس کی خوبیوں کو دیکھ کر اس سے وابستہ ہو جائے گی۔“

اس کے بعد عبدالمطلب نے اپنے بیٹے ابوطالب سے کہا: ”شاید وہ فرزند! یعنی میرے خواب کی تعبیر تم ہی ہو۔“ ابوطالب اس بات کو اکثر بیان کرتے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ کی بعثت کے بعد کہتے:

”خدا کی قسم! وہ درخت یقیناً حضرت ابوالقاسم الامین ہوں۔“ اس پر کچھ مسلمانوں نے ان سے پوچھا:

”پھر آپ ﷺ پر ایمان کیوں نہیں لاتے؟“ ابوطالب جواب دیتے تھے: ”مجھے شرم و حیا آتی ہے کہ قریش کہیں کے طریقہ اسلاف کو چھوڑ کر مجھے پر ایمان لے آیا۔“

﴿الرحیم﴾

نبی زہرہ میں حضرت عبدالمطلب کا نکاح:

ابوہون مولیٰ مسور بن قمرہؓ، حضرت مسور ابن عباسؓ سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبدالمطلب نے بیان کیا کہ موسم سرما میں ہم یمن کے سفر پر گئے تو میں ایک یہودی عالم سے ملا تو اس نے مجھ سے پوچھا: ”تمہارا تعلق کس خاندان سے ہے؟“

میں نے کہا: ”میں بنی ہاشم سے ہوں۔“ پھر اس نے کہا: ”کیا تم اجازت دیتے ہو کہ میں تمہارے جسم کے کچھ حصوں کو دیکھوں؟“ میں نے کہا: ”سزاگورت کے مقامات کے علاوہ آپ دیکھ سکتے ہیں۔“ اس مشروط اجازت کے بعد اس نے میری ناک کا ایک اور پھر دوسرا انتہائی کھول کر دیکھا پھر کہنے لگا: میں دعوے سے کہتا ہوں کہ تمہارے ایک ہاتھ میں ملک اور دوسرے میں نبوت ہے اور میں اسے دیکھ رہا ہوں۔

اور دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں: ”ہم اس کو نبی زہرہ میں پاتے ہیں، تو یہ کیسے ہوگا؟“ میں نے کہا: ”میں نہیں سمجھتا۔“ اس یہودی عالم نے پوچھا: ”کیا تمہاری کوئی شاع ہے؟“ میں نے جواب دیا: شاعر سے تمہاری مراد کیا ہے؟ اس نے کہا: ہوی! اسکے جواب میں، میں نے کہا: ”فی الحال تو کوئی بیوی موجود نہیں ہے۔“ اس نے کہا: ”جب تم اپنے وطن پہنچو تو قبیلہ بنی زہرہ میں نکاح کرنا۔“

اس کے بعد جب حضرت عبدالمطلب مکہ واپس آئے تو جناب ہاشم نے آپ کا نکاح قبیلہ نای خاتون سے کر دیا۔ قبیلہ کے بطن سے حارث پیدا ہوئے، حارث ہی آپ کے سب سے بڑے فرزند تھے۔ قبیلہ کے بعد آپ کا نکاح ہند بنت عمرو سے ہوا اور اس سے دوسرے فرزند اور صاحبزادیاں پیدا ہوئیں۔ حضرت عبدالمطلب کا تیسرا نکاح غامرہ نامی خاتون سے ہوا جن کے بطن سے حضرت عبداللہ ﷺ والد ماجد جناب رسول اللہ ﷺ دنیا میں تشریف لائے اور جب جوان ہوئے تو آپ کا نکاح وہب بن عبد مناف کی صاحبزادی جناب آمنہ رضی اللہ عنہا سے کیا گیا۔

﴿حاکم، الطبرانی، ابو نعیم، بیہقی﴾

حمید بن عبد الرحمن رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے نقل کیا کہ حضرت عبدالمطلب نے اس بات کو بیان کیا اور اسی روایت کو ابن سعد رضی اللہ عنہ نے "طبقات" میں یہ طریق جعفر بن عبد الرحمن بن المسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے دادا سے روایت کیا کہ حضرت عبدالمطلب نے بیان کیا کہ اہل کتاب نے ان کے تتنوں کے بالوں کو دیکھا۔ اور پھر کہا کہ میں دیکھتا ہوں کہ ملک ہے اور نبوت ہے اور ان دونوں میں سے ایک بات نبی زہرہ میں دیکھتا ہوں اور اسی روایت کے آخر میں ہے کہ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عبدالمطلب کی اولاد میں نبوت اور خلافت دونوں کو رکھا۔

﴿ابن تیمیہ﴾

حمل مبارک کے معجزات:

حضرت سعد بن ابی الوقاء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے والد ماجد حضرت سیدنا عبد اللہ ﷺ اپنے زیر تعمیر مکان سے آرہے تھے اور ان کے بدن پر مٹی اور غبار کا اثر تھا۔ ان کا گزر چلنے العدویہ کی طرف ہوا جب چلنے کی نگاہ آپ پر پڑی تو اس نے دونوں آنکھوں کے درمیان "نور مصطفیٰ" تاباں پایا تو اس نے آپ کو جنسی خواہش کی تکمیل کی دعوت دی۔ اس نے کہا اگر آپ میری خواہش پوری کریں تو میں آپ کو سواوٹ پیش کروں گی۔ حضرت عبد اللہ نے فرمایا: "خبر جا میں حمل کر کے صاف ہولوں پھر تیرے پاس آتا ہوں۔ گھر آ کر حضرت عبد اللہ نے سیدہ آمنہ اپنی بیوی سے مباشرت فرمائی اور حضور نبی کریم ﷺ کے ظہور ولادت کیلئے حمل کا استقرار ہوا۔ اس کے بعد حضرت عبد اللہ ﷺ یعلیٰ کے پاس پہنچے اور کہا: (یعلیٰ) نے جنسی خواہش کی جس کو آپ نے مسترد کر دیا، آپ دوبارہ اس کے پاس نہیں گئے بلکہ راستہ میں مل گئی تھی) اب تیری خواہش پاتی ہے؟ اس نے جواب دیا نہیں۔ حضرت سیدنا عبد اللہ ﷺ نے پوچھا کیوں، کیا بات ہوئی؟ یعلیٰ نے کہا: "جب تم ادھر سے گزرے تھے تو تمہاری پیشانی پر "نور نبوت" تاباں تھا، مگر اس وقت وہ موجود نہیں بلکہ منکھل ہو کر آمنہ کے رحم میں قرار پا چکا ہے۔

﴿ابن تیمیہ﴾

ایک روایت میں ہے کہ "جس کے نور کے ساتھ تم میرے پاس سے گئے تھے، اب اس نور کے ساتھ واپس نہیں لوٹے ہو، اگر تم نے سیدہ آمنہ سے مباشرت کی ہے تو یقیناً وہ ایک اہل مقدر کو تولید میں لائیں گی۔ حضرت عطاء بن یدرہ رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبدالمطلب نے اپنے بیٹے حضرت عبد اللہ ﷺ کو نکاح کیلئے لے کر روانہ ہوئے تو ان کا گزر اہل جالہ یمن کی ایک کاہنہ خاتون پر ہوا جو کتب سماویہ کی عالمہ مشہور تھی اور اس کا نام قاطرہ بنت مر الحکمہ تھا۔ اس نے جب نور نبوت کو حضرت عبد اللہ کی پیشانی میں دیکھا تو ان سے کہا: اے جوان! اگر تم اس وقت میرے ساتھ مباشرت کرو تو میں تم کو سواوٹ پیش کروں گی۔" اس کی اس پیشکش پر حضرت عبد اللہ ﷺ نے کہا:

واما الحرام فالمنات دونہ والحل لا حل فاستہینہ
فكيف لي الامر الذي تبغينه بضمي الكريم عرضہ و دہنہ

ترجمہ: ”کھل حرام سے تو مر جانا بہتر ہے اور کھل طلال، تو میں اس کی خوبیاں نہیں بیان کر سکتا۔ اسے خاتون! حرام کاری کی جو خواہش تو میرے ساتھ رکھتی ہے۔ اس کی تکمیل کیسے ممکن ہے کیونکہ اہل توفیر و آبرو، اپنی عزت اور دین کی پاسداری کرتے ہیں۔“

اس کے بعد حضرت سیدنا عبداللہ ؓ اپنے والد کے روانہ ہو گئے اور انہوں نے حضرت آمنہ بنت وہب زہری کے ساتھ آپ کا نکاح کر دیا اور جناب عبداللہ ان کے پاس تین روز رہے۔ اس کے بعد انہوں نے اس خاتون کے پاس جانے کا ارادہ کیا جس نے دعوتِ مہاشرت دی تھی چنانچہ وہ اس کے پاس آئے تو اس عورت نے ان سے پوچھا: ”میرے پاس جانے کے بعد تم نے کیا کیا؟“ جناب عبداللہ نے جواب دیا: ”میرا نکاح آمنہ بنت وہب سے ہو گیا ہے اور میں تین روز تک ان کے پاس رہا۔“ یہ جواب سن کر اس عورت نے کہا:

”اے عبداللہ! میں بدکار عورت نہیں ہوں، چونکہ میں نے تمہاری پیشانی میں نور نبوت کی چمک دیکھی تو مجھے تمنا ہوئی کہ وہ نور میں حاصل کروں، مگر اب اللہ تعالیٰ نے اسے جہاں چاہا وہاں ودیعت فرمادیا۔“

اس کے بعد قاطعہ نے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے:

اللی رایت مخيلة لمعت لئلا لات یخاتم القطر
ظلمنا بہا نور یضی لہ ماحولہ کما ضاء فی البدر
و رجولہ فخر ابوء بہ ما کل قاذح زلذہ یوری
للہ ما زہویہ سلبت لوبیک ما استلبت وما لدری
ترجمہ: ”میں نے ایک برسنے والے لبر کی بجلی دیکھی جس کی تابناکی نے جہاں بھر کے سیاہ کالے پادلوں کو ہلکا کر دیا۔ ان کالے پادلوں میں ایک ایسا نور تھا جس نے گرد و پیش کے سارے علاقہ کو روشن کر دیا جس طرح کہ چودھویں رات کی چاندنی ہوتی ہے۔ میں نے عبداللہ سے نکاح کر کے فخر حاصل کرنے کی تمنا کی، مگر میں کامیاب نہ ہو سکی جس طرح کہ ہر شخص چھماق سے چنگاری حاصل نہیں کر سکتا۔ ساری خوبیاں اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہیں، اس زہری عورت نے کتنی اہل چیز پائی ہے۔ اے عبداللہ! وہ تمہارے دو کپڑے ہیں، ایک نبوت دوسرا ملک، جو آمنہ زہری نے حاصل کر لیے حالانکہ وہ نہیں جانتی کیا چیز حاصل کی ہے۔“

اس کے بعد قاطعہ نے یہ بھی کہا:

بني هاشم قد غارت عن اخيكم امينة اطلباء بعطلجان
کما غادو المصباح بعد غبوه قتائل قد میث له بدھان
وما کل ما یحوی القتی من نلاده بحزم ولا ما فاتہ لتوالی
لما جمل اذا طالب امرأ طانه سیکھیکہ جد ان یصطرعان

سبکدوشکہ اما ید مقلدہ واما بسو طہ بیان

ولما قضت منه امینہ ما قضت لها بصری عند وکل لسانی

ترجمہ: ”اے آل ہاشم! آمنہ نے تمہارے بھائی کو ایسا چھوڑا جبکہ وہ اپنی خواہش کی سیرابی کر رہی تھیں۔ جس طرح کہ چراغ بجی سے اس تیل کو چوسنے کے بعد، جو اس میں ڈالا جاتا ہے، بجی کو خالی اور خشک چھوڑ دیتا ہے۔ آدمی جو قدیم اور موروثی مال جمع کرتا ہے وہ اس کی کوشش سے نہیں ہے اور جو مال اس سے جاتا رہتا ہے، وہ اس کی غفلت سے نہیں ہے۔ جب تم کسی بات کی طلب کرو تو خوبی کے ساتھ کرو، کیونکہ باہم لڑنے والی دو کوششیں تم کو کفایت کریں گی۔ یا تو وہ ہاتھ جو تم سے روک دیا گیا تمہیں کافی ہو گا یا وہ ہاتھ جو کشادہ ہے اور انگلیوں کے پودوں کے ساتھ ہے کافی ہو گا۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے جس چیز کی خواہش کی، وہ حضرت عبداللہ سے حاصل کر لیں تو آپ میری آنکھوں کی بصارت جاتی رہی اور میری زبان گونگی ہوئی۔“

﴿ابو نعیم، ابن عساکر، خزائن البیہات﴾

ہشام بن کلثوم رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو القیاض خثعمی رضی اللہ عنہ سے تفصیل کے ساتھ جو روایت کی اس میں مذکور ہے کہ جب حضرت عبداللہ واپس ہو کر فاطمہ کے پاس پہنچے تو کہا: ”تو نے خواہش کا اظہار مجھ سے کیا تھا، اب کیا خیال ہے؟“ اس نے جواب دیا: ”وہ خواہش اسی روز تھی، آج نہیں اور اس کا یہ قول ایک محاورہ بن گیا۔ اس روایت کے آخر میں ہے کہ جو انان قریش کو جب یہ واقعہ معلوم ہوا تو انہوں نے فاطمہ اسے استعصاب کیا۔ فاطمہ نے قریش کے جواب میں فی البدیہہ یہ اشعار پڑھے (جو کہ پیچھے گزر چکے ہیں) اور اس روایت میں اس قول کے بعد کہ ”انہوں نے ان کے پاس تین روز قیام کیا۔“ اتنا زیادہ ہے کہ ”اہل عرب میں دستور تھا کہ جب شوہر اپنی بیوی کے پاس جاتا ہے تو تین روز قیام کرتا ہے۔“

اور ابن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ وہب بن جریر بن حازم رضی اللہ عنہ نے مجھے خبر دی۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے ابو ہریرہ مدنی رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ خشی عورت کے پاس آئے تو اس نے ان کی پیشانی سے آسمان تک نور نبوت کو چمکاتا دیکھا۔ تو خشی عورت نے ان سے کہا: ”کیا تم میری خواہش پوری کر سکتے ہو؟“ انہوں نے جواب دیا:

”ہاں! لیکن پہلے میں ”ری ہماؤ“ کر لوں۔“ تو وہ مجھے وہی ہمار کی پھر اپنی زوجہ سیدہ آمنہ کے پاس آئے۔ اس کے بعد خشی عورت کی بات یاد آئی تو وہ اس کے پاس آئے۔ (حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ) کا خشی عورت کے پاس جانا اس لیے تھا کہ حقیقت حال دریافت کر لیں (خشی خاتون نے کہا: میرے پاس سے جانے کے بعد بیوی سے ملے ہو؟“ انہوں نے کہا: ہاں! میں اپنی زوجہ آمنہ کے پاس گیا ہوں۔ خاتون نے کہا: اب تم سے میری کوئی خواہش نہیں ہے کیونکہ جب تم میرے پاس سے گئے تھے تو تمہاری پیشانی سے آسمان تک ایک نور چمک رہا تھا جب تم نے اپنی زوجہ سے محبت کی تو وہ نور ان میں منتقل ہو گیا، اب تم ان کو جا کر خبر دے دو کہ تم کو استقرار حمل سے وہ عزت ملی ہے کہ روئے

زمین پر اس درجہ توقیر و تفضیل کی خاتون کو نہ ہوا۔

﴿ابن سعد، ابن مساکر﴾

حضرت عمرؓ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ قسم کی ایک خاتون نے ایک خاص موسم میں رومانی و خود نمائی کرتی، بڑی ماہرہ اور حسین تھی۔ وہ فرش فروخت کرنے کیلئے پھیری کرتی تھی، اسی طرح وہ ایک روز حضرت عبداللہؓ کے پاس پہنچی مئی جب اس خاتون نے ان کو دیکھا تو متعجب و متاثر ہوئی اور خود کو ان کے سامنے پیش کرنے اور دعوتِ مباشرت دینے لگی۔ حضرت عبداللہؓ نے کہا کہ تو اسی جگہ ٹھہری رہ، جب تک میں لوٹ کر واپس نہ آؤں پھر آپ اپنی بیوی کے پاس گئے اور مباشرت کی، جس کے نتیجے میں نبی کریم ﷺ کیلئے استقرارِ محل ہوا اور پھر اس کے بعد جب لوٹ کر اس عورت کے پاس پہنچے تو اس نے کہا تم کون ہو؟ انہوں نے کہا تجھ سے وعدہ کرنے والا، اس نے کہا غلط کہتے ہو اور اگر تمہارا قول درست ہے تو وہ فوراً کیا ہوا جس کو میں پہلی ملاقات کے وقت تمہاری پیشانی پر نشانیاں طور پر دیکھ رہی تھی۔

﴿تہذیب، ابو نعیم، ابن مساکر﴾

ابن شہابؒ سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا عبداللہؓ بڑے خوب و دلجو جوان تھے۔ ایک دن وہ قریش کی کچھ عورتوں کے پاس سے گزرے، ان عورتوں میں سے ایک نے ان سے کہا: ”تم میں سے کون ہے جو اس جوان سے نکاح کر کے اس کے غور سے دامن مراد کو بھرے جو ان کی پیشانی میں تاباں ہے؟“ اس کے جواب میں حضرت سیدنا عبداللہؓ کا نکاح قبیلہ زہرہ کی ایک خاتون حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سے ہو گیا اور رسول اللہ ﷺ کیلئے حاملہ ہوئیں۔

﴿تہذیب، ابو نعیم﴾

حضرت عروہؓ سے روایت ہے کہ ورقہ بن نوفل کی بہن قتیلہ بنت نوفل لوگوں کو دیکھ کر ہلکون لیا کرتی تھی۔ ایک مرتبہ حضرت سیدنا عبداللہؓ اس کے قریب سے گزرے تو اس نے آپ کو بلایا تاکہ آپ سے خواہشِ نفس کی تکمیل کرے، اس نے جناب عبداللہؓ کا دامن پکڑ لیا۔ مگر آپ نے انکار کر دیا اور کہا: حبر کر میں لوٹ کر آتا ہوں اور تیزی سے کھل کر چلے گئے، اپنے گھر آمنہ کے پاس آئے اور مباشرت کی اور وہ رسول اللہ ﷺ کیلئے حاملہ ہوئیں پھر آپ اس عورت کے پاس پہنچے تو اسے انتظار کرتے پایا۔ حضرت سیدنا عبداللہؓ نے کہا کہو: کیا ارادہ ہے؟ خواہش باقی ہے؟ قتیلہ نے جواب دیا: بالکل نہیں کیونکہ کھلی مرتبہ ایک نور تمہاری پیشانی پر تاباں تھا اور اب آئے ہو تو وہ رخصت ہو چکا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ اس حال میں گئے کہ آپ کی پیشانی ایسی روشن تھی جیسے گوڑے کی پیشانی میں سفیدی کی چمک ہوتی ہے اور اس حالت میں لوٹے ہیں کہ وہ چیز اب آپ کی پیشانی میں نہیں ہے۔

﴿ابن سعد، ابن مساکر﴾

کلبی روتیلہ، ابو صالحؒ سے روایت ہے اور انہوں نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ وہ

خاتون جس نے خود کو حضرت سیدنا عبد اللہ ﷺ پر پیش کیا، ورنہ بن لوقل کی بہن تھی۔

﴿ابن سعد، ابن مساکر﴾

دوران حمل حضرت آمنہ ہر طرح کی تکلیف سے محفوظ رہیں۔

علی بن یزید بن عبد اللہ بن وہب بن زمرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنی چچا سے حدیث بیان کی کہ ہم نے سنا ہے کہ سیدہ آمنہ جب تولد حضور نبی کریم ﷺ کے لئے حاملہ ہوئیں تو فرماتی تھیں کہ مجھے محسوس نہ ہوا کہ حاملہ ہو گئی ہوں اور نہ گرائی پیدا ہوئی جیسا کہ عام طور پر عورتیں ایام حمل میں خود کو بوجھل محسوس کرتی ہیں۔ بجز اس علامت کے کہ میرا جیض منقطع ہو گیا تھا اور یہ علامت بھی میرے لیے کوئی خاص وجہ حمل نہ سمجھتی تھی کیونکہ اس کے بغیر بھی میرے اکثر دن چڑھ جایا کرتے تھے اور پھر جیض جاری ہو جایا کرتا تھا۔ ایک روز میری شہ خواب اور بیداری میں ایک آنے والا آیا اور اس نے کہا:

”اے آمنہ! تمہیں معلوم ہے تم حاملہ ہو؟“ میں نے جواب دیا کہ ”میں تو نہیں جانتی۔“ پھر اس نے کہا: ”تم ایک بڑی امت کے سردار اس امت کے نبی کی تولید کیلئے حاملہ ہوئی ہو۔“ یہ دن دو شبہ یعنی پھر تھا پھر دن اور مہینے گزرتے رہے یہاں تک کہ زمانہ ولادت قریب آ گیا اور پھر وہی شخص میرے خواب میں آیا اور کہا: تم یہ بڑھا کرو۔

أَعِندَهُ بِالْوَاحِدِ مِنْ فَتْرَتِكُلِّ حَاسِدٍ

ترجمہ: ”میں اللہ واحد سے ہر حسد کرنے والے کی شرارت سے پناہ مانگتی ہوں۔“

جب سے میں اس کلمہ کو برابر پڑھتی رہی اور اس کے بعد کچھ عورتوں سے میں نے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے مشورہ دیا کہ تم اپنے بازو اور گلے میں لوہا لٹکالو۔ میں نے ایسا ہی کر لیا مگر وہ ہمیشہ کٹ جاتا۔ میں اسے باندھتی اور پھر جلد ہی کٹا ہوا پاتی۔ بالآخر میں نے اس کو لٹکانا اور باندھنا ترک کر دیا۔ (زمانہ جاہلیت میں عرب میں یہ رسم تھی کہ حاملہ عورتیں لوہا باندھتیں اور گلے لٹکاتیں تھیں)

﴿ابن سعد، واقعی﴾

زہری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں کہ میں نے زمانہ حمل میں کسی طرح کی تکلیف اور گرائی برداشت نہیں کی۔

﴿ابن سعد﴾

احمد، محمد نام کا انتخاب:

ابو جعفر محمد بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی والدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کو ایام حمل میں حکم دیا گیا کہ وہ حضور نبی کریم ﷺ کا نام ”احمد“ (عَلَّامٌ) رکھیں۔

﴿ابن سعد﴾

بریدہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے خواب میں دیکھا کہ ان سے کہا گیا کہ ”تم خیر البریہ اور سید المرسلین سے حاملہ ہو لہذا جب ان کی تمہارے

بطن سے ولادت ہو تو ان کا نام احمد اور محمد (ﷺ) رکھتا اور اس تختی کو ان کے گلے میں لٹکا دینا اللہ بھر
جب میں پیدا ہوئی تو میرے سر ہانے ایک تختی موجود تھی۔ جس پر لکھا تھا:

”أَعِزَّهُ بِالْقَوَاعِدِ مِنْ شَرِّ كُلِّ خَائِدٍ وَ كُلِّ خَلْقٍ زَائِدٍ، مِنْ قَائِمٍ وَ قَائِدٍ، عَنِ
السَّبِيلِ غَالِبٍ، عَلَى الْفَسَادِ جَاهِدٍ، مِنْ نَائِلٍ أَوْ غَالِبٍ، وَ كُلِّ خَلْقٍ مُادٍ، بِأَ
خُذْ بِالْحَرَاصِدِ، فِي طُرُقِ الْمَوَارِدِ، أَلَهَا هُمْ عَنْهُ بِاللَّهِ أَلَا غَلِيٍّ، وَ أَخُو كُنْ
سَنُهِمُ بِالْيَدِ الْغَلِيَّةِ، وَ الْكُفِّ الْغَلِيٍّ لَا يَرَى يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ وَ حِجَابُ اللَّهِ
فَوْقَ عَيْنِهِمْ، لَا يَطْرُقُ ذَوْرٌ وَلَا يَهْزُؤُهُ فِي مَقْعِدٍ وَلَا نَمَامٌ وَلَا فَيْسِيرٌ وَلَا مَقَامٌ
أَوَّلُ الْآخِرِ وَ آخِرُ الْآخِرِ“

﴿ابو نعیم﴾

حضرت سیدنا عبداللہ (ﷺ) کا وصال:

محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد ماجد نے شام
کی تجارت سے واپسی پر مدینہ طیبہ میں وفات پائی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان دنوں شکم مادر میں
تھے۔ حضرت عبداللہ (ﷺ) کی عمر وفات کے وقت پچیس سال تھی۔

واقعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ کی وفات اور ان کی عمر کے بارے میں جس قدر روایات
اور اقوال ہیں ان میں بھی قول درست ہے۔ واقعی رحمہ اللہ نے کہا کہ ہمارے اور دوسرے تمام اہل علم کے
نزدیک یہ بات مسلم ہے کہ مدینہ آتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب عبداللہ سے محمد (ﷺ) کے علاوہ کوئی اور اولاد پیدا نہ ہوئی۔

﴿ابن سعد﴾

واقعہ فیل

حضرت ابو جعفر بن علی (ؑ) سے روایت ہے کہ اصحاب فیل نے وسط ماہ محرم میں مکہ مکرمہ
پر چڑھائی کی تھی۔ اسی واقعہ دور نبی کریم (ﷺ) کی ولادت کے دو مہینے بعد ان کا فیل تھانے۔

﴿ابن سعد، ابن الدنیا، ابن عساکر﴾

حضرت ابن عباس (ؓ) سے روایت ہے کہ اصحاب فیل نے چڑھائی کی اور وہ مکہ مکرمہ کے
نزدیک پہنچے تو حضرت عبدالمطلب ان کے پاس گئے اور ان کے پادشاہ سے فرمایا: تم نے ہم پر چڑھائی کر
دی، بہتر ہوتا کہ تم کسی فرستادے کو ہمارے پاس بھیج دیتے اور جو تمہارا مطالبہ ہوتا، ہم اس فرستادے کے
ذریعے پورا کر دیتے۔ اس پر اس نے کہا: ”مجھے بتایا گیا ہے کہ یہاں ایک گھرا ہوا ہے کہ جو کوئی بھی اس
میں داخل ہوا وہ اسن یافتہ اور حفاظت یاب ہوا۔ تو میں اس کے صاحب خانہ کو ڈرانے آیا ہوں۔ حضرت
عبدالمطلب نے یہ نظر رخصت فرما دیا پھر اس سے کہا: ”تم ہم سے جو مطالبہ کرو گے، ہم اس کو پورا کریں گے اور

تم واپس ہو جاؤ۔" مگر اس نے ان کی ہتکیش کو رو کر دیا اور خانہ کعبہ کی بے حرستی کرنے پر اصرار کیا اور اس طرف پیش قدمی بھی شروع کر دی۔

حضرت عبدالمطلب لوٹ آئے اور پہاڑ پر چڑھ کر اعلان کیا: "میں کعبۃ اللہ کو ویران کرنے اور حرم مقدس کے بے خطا سائیکوں کو ہلاک کرنے والوں کے مقابلہ پر نہ جاؤں گا پھر مندرجہ ذیل اشعار پڑھے:

اللهم ان لكل الله خلا لا يمنع حلاك لا يفلن معالهم معالک
اللهم فان فعلت لافمر ما بهد النک

ترجمہ: "اے خدا! ہر معبود کیلئے ایک مل ہوتا ہے تو اب تو اپنے مل کی حفاظت فرما، تیری تدبیر پر کسی کا دواؤ ہرگز غالب نہیں آ سکتا اے خدا! اب اگر تو پہانا چاہتا ہے تو جس طرح تو بہتر جانتا ہے، حکم فرما۔"

اس کے بعد سمندر کی جانب سے ایک غول پر نمودوں کا مثل ابر نظر پڑا۔ وہ ابا بیل تھے جو ان پر چھانکے اور ہاتھی اذیت اور ضربوں کی تاب نہ لا کر جھگھانے لگے اور سارے لشکر کو مثل چھانے ہوئے بھوسے کے کر ڈالا۔

﴿ابو نعیم، تہذیبی﴾

حضرت عمر بن الخطابؓ کی تفسیر میں روایت کی کہ سمندر کی جانب سے در نمودوں کے سروں کے مانند پرندے نمودار ہوئے جن کو ان سے پہلے دیکھا گیا اور نہ اس کے بعد۔ تو ان اصحاب لیل کے جسموں پر چپک کے مانند آبلے پیدا ہو گئے اور پہلی مرتبہ چپک کو ان ہی کے جسموں پر دیکھا گیا۔

﴿سعید بن منصور، تہذیبی﴾

سعید بن منصور رضی اللہ عنہ نے حضرت عبید بن جریس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے جب اصحاب لیل کو ہلاک کرنے کا ارادہ فرمایا تو ان پر نمودوں کو بھیجا جو سمندر کی جانب سے نمودار ہوئے۔ یہ گویا ابلق ابا بیل تھیں، ہر ایک کے پاس تین ہتھرتے ایک منہ میں اور دو پنجوں میں پھر وہ آئیں اور اصحاب لیل کے سروں پر پھاٹکیں اور جو کچھ ان کی چونچوں اور پنجوں میں تھا وہ چھوڑ دیا۔ وہ ہتھریاں ان کے جسموں پر پڑیں اور ہڈی اور گوشت کو پھاڑ کر قیمہ قیمہ کر گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہوا کے جھکڑ چلا دیئے اور خانہ خدا کے دشمن ریزہ ریزہ ہو کر غبار اور ریت میں مل کر بے نام و نشان ہو گئے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اصحاب لیل نے جب مکہ مکرمہ پر چڑھائی کی اور مقام "الصفاح" پر پڑاؤ کیا تو عبدالمطلب تشریف لائے اور ان سے کہا: "یہ بیت اللہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے گھر پر کسی کو غالب اور قادر نہیں ہونے دے گا۔" یہ بات سن کر انہوں نے جواب دیا: "ہم بغیر منہدم کیے نہ لوٹیں گے۔"

﴿ابو نعیم، تہذیبی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ ہتھیوں کو آگے بڑھانا چاہتے تھے مگر وہ پیچھے لوٹتے

تھے پھر اللہ تعالیٰ نے پرندوں کو سیاہ رنگ کی پتھریاں جن پر مٹی تھی، دے کر ایک بڑے غول کی شکل میں فوج کے سروں پر نغا میں معلق کر دیا اور ان پرندوں نے پتھریوں کو ان کے سروں پر چھوڑ دیا، جس کے اثر سے ہاتھیوں کے لشکر خارش میں مبتلا ہو گئے ان میں سے جو بھی بدن کو کھانا دیا وہاں کا گوشت گر پڑا۔

حضرت وہب ؓ سے روایت ہے کہ اصحاب لیل کے ساتھ ایک ہتھکتی تھی، اس ہتھکتی کے لگاؤ سے ہاتھی کو بڑھایا، سنا اس پر پتھر پڑا اور وہ دونوں لوٹ پڑے۔

﴿الہام﴾

حضرت عبدالمطلب اور چاہ زمزم

حضرت علی بن ابی طالب ؓ سے روایت ہے کہ حضرت عبدالمطلب حجر اسود کے قریب سو رہے تھے تو کسی نے ان سے کہا: ”برہ“ کو کھودو۔ انہوں نے اس سے پوچھا: برہ کیا ہے؟ مگر کہنے والا ان کے پاس سے چلا گیا۔ دوسرے دن جب وہ پھر اسی جگہ سوئے تو کسی نے ان سے کہا: ”المعضنہ“ کو کھودو۔ انہوں نے پوچھا سنو نہ کیا ہے؟ مگر وہ ان کے پاس سے چلا گیا۔ تیسرے دن جب وہ اسی جگہ سوئے تو کسی نے ان سے کہا: طیبہ کو کھودو، انہوں نے پوچھا: ”طیبہ کیا ہے؟“ مگر وہ ان کے پاس سے چلا گیا۔ چوتھے دن جب وہ اسی جگہ آئے اور سو گئے تو کسی نے ان سے کہا: ”چاہ زمزم کھودو۔“ انہوں نے پوچھا: ”زم زم کیا ہے؟“ اس نے بتایا اس کا پانی نہ کسی کم ہوگا اور نہ اپنی جگہ سے ہٹے گا۔ اس کے بعد چاہ زمزم کی جگہ انہیں بتائی پھر جب اس کی بتائی ہوئی جگہ پر کھودنا شروع کیا تو قریش نے اسے کہا: ”اے عبدالمطلب! کیا کھود رہے ہو؟“ انہوں نے جواب دیا: مجھے چاہ زمزم کھودنے کا حکم دیا گیا ہے۔ پھر جب چاہ زمزم نمودار ہوا اور لوگوں نے ایک کنواں دیکھا تو کہنے لگے: ”اے عبدالمطلب! اس میں ہمارا بھی حق ہے کیونکہ یہ کنواں ہمارے باپ حضرت اسماعیل ؑ کے تصرف میں آیا ہے۔“

حضرت عبدالمطلب نے جواب دیا: ”اس میں تمہارا کوئی حق نہیں ہے، اس لیے یہ چشمہ مجھے ہی بتایا گیا اور میرے ہی لیے مخصوص کیا گیا ہے۔“ انہوں نے کہا: ”کیا اس معاملہ میں ہمارے ساتھ محاکمہ کرتے کو تیار ہو؟“ انہوں نے کہا کہ ”ہاں بالکل۔“ قریش نے کہا: ”اچھا ہم اپنے اور تمہارے درمیان نئی مسجد کی کاہت کو حکم جو بڑے کرتے ہیں وہ جو بھی فیصلہ کرے ہم دونوں کو منظور ہوگا۔“ کاہت شام کے علاقہ میں رہتی تھی۔ لہذا عبدالمطلب اور ان کے خاندان کے چند دوسرے اصحاب اور قریش کے مخالف قبائل میں سے ایک ایک شخص کو لے کر قافلے کی صورت میں شام کی طرف روانہ ہو گیا۔ راہ سفر میں ریگستان تھا جس میں پہنچ کر پانی ختم ہو گیا اور شدتِ بھاس سے تمام قافلہ کو تشنگان ہو گیا کہ اب سر جائیں گے، کچھ افراد شدتِ تشنگی سے جان بلب تھے وہ دوسروں سے پانی کی التجاء کرتے، مگر وہ جواب دیتے کہ جاناؤ کیا کریں؟ اب ہمارا حال بھی ویسا ہی ہونے والا ہے جو تمہارا ہو چکا ہے۔ اس اضطراب کی حالت

میں حضرت عبدالطلب نے ساتھیوں سے مشورہ لیا تو انہوں نے جواب دیا: "ہماری سمجھ میں تو کچھ نہیں آتا جو آپ مشورہ دیں ہم اس پر عمل کریں۔" حضرت عبدالطلب نے جواب دیا:

"میری رائے یہ ہے کہ ہم میں سے ہر شخص اپنے لیے ایک گڑھا کھود لے اور جو بھی مرنا جائے دوسرے ساتھی کو اس گڑھے میں دفن کرتے جائیں۔ یہاں تک کہ ہم میں سے آخری شخص رہ جائے گا اور اس طرح ایک شخص کا بے گڑھا ضائع ہونا اس سے کہیں بہتر ہے کہ سب لوگ ضائع ہوں۔" چنانچہ سب نے اپنے اپنے لیے گڑھے کھود لیے۔ اسکے بعد ساتھیوں نے کہا: "اس طرح تو ہم اپنے آپ کو خود ہی موت کی آغوش میں دے رہے ہیں، ہم ہمت کرتے ہیں اور پانی کی تلاش کرتے ہیں کیا عجیب ہے کہ ہماری کوشش اور ہمت کو دیکھ کر اور ہماری بے بسی اور لاچارگی پر رحم فرما کر خدا ہماری مدد فرما دے۔" یہ سن کر حضرت عبدالطلب نے ساتھیوں سے فرمایا: "پھر اٹھ کھڑے ہو۔"

چنانچہ وہ سب لوگ اٹھ کھڑے ہوئے، جب حضرت عبدالطلب اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے تو وضو اس کے چرخ زمین میں دھنسنے، پانی نکل آیا۔ حضرت عبدالطلب نے جب یہ دیکھا تو ساتھیوں کو بتایا، سب نے پانی کو بافراط کیا، استعمال کیا اور برتنوں، مٹکوں میں ذخیرہ کر لیا، ہم سب سارے ساتھی اس خدا ساز آب رسائی کی وجہ سے متاثر تھے۔ انہوں نے کہا: "اے محرم ہاشمی سردار! بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے زم زم کا فیصلہ آپ کے حق میں کر دیا۔ آؤ لوٹ بیٹیں، چاہو زم زم آپ کا حق ہے اور اب اس معاملے میں آپ کے ساتھ ہمارا الزام نہیں۔"

﴿ابن اسحاق، بیہقی﴾

زہری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبدالطلب کے تذکرے میں پہلا واقعہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ قریش کے اصحاب لیل سے ڈر کر مکہ سے چلے گئے۔ مگر عبدالطلب نے فرمایا: خدا کی قسم! میں حرم سے ہرگز نہ نکلوں گا اور نہ خدا کے سوا کسی سے مدد چاہوں گا۔ اس کے بعد وہ بیت اللہ کے پاس پہنچ گئے اور دعا کرنے لگے:

"اے خدا ہر ایک اپنے گھر کی حفاظت اور مدافعت کرتا ہے تو بھی اپنے گھر کی دشمنوں سے حفاظت فرما۔"

وہ صبر و استقامت کے ساتھ بیت الحرم میں ٹھہرے رہے حتیٰ کہ بے شمار دیوبکر، ہاشمیوں والا لشکر مالک حرم کی مدافعت کرنے والی چیزوں کے ذریعہ خستہ اور خراب ہو گیا۔ اس کے بعد قریش اپنے گھروں کو لوٹ آئے اور حضرت عبدالطلب کی عظمت ان کے اس کردار کی وجہ سے دو چہر ہو گئی۔ اسی زمانے میں ان کو خواب میں الہام ہوا کہ زم زم کو کھودو جو شیخ اعظم کا پوشیدہ کیا ہوا ہے۔ پھر جب وہ بیدار ہوئے تو انہوں نے عرض کیا:

"اے خدا! مجھے اس کنویں کا مقام ظاہر فرما دے۔" چنانچہ پھر خواب میں رہنما فرمائی گئی کہ "تم اس پوشیدہ مقام کو کھودو جو قریش اور دم کے مابین مخفی ہے اور وہ غراب اعظم کے چوٹ مارنے کی جگہ ہے وہ۔"

جگہ قریہ النمل میں سرخ پتھروں کی جگہ ہے۔“

اس کے بعد حضرت عبدالمطلب اٹھ کر گئے اور مسجد حرام میں بیٹھ کر بتائی ہوئی علامات کا انتظار کرنے لگے اور مقام خروہ میں گائے ذبح کی۔ ابھی اس میں کچھ جان باقی تھی کہ وہ ذبح کرنے والوں کے ہاتھوں چھوٹ گئی اور مسجد حرام کے نزدیک چارو زحرم کے قریب آ کر گی گئی، اس کو وہیں مکمل طور پر ذبح کیا گیا۔ گوشت بنایا اور افھایا گیا کہ دفعہ خون اور اوچھ پر ایک گوا آیا اور قریہ النمل کی جگہ بیٹھا، چونچ ماری۔ یہ عمل دیکھ کر حضرت عبدالمطلب اٹھے اور اسی مقام پر کھدائی شروع کر دی۔ قریش آئے، دیکھا اور دریافت کیا: ”کس لیے آپ کھدائی کر رہے ہیں؟“

آپ نے فرمایا: ”میں اس کنوئیں کو کھود رہا ہوں۔“ جب انہوں نے کھدائی میں غیر معمولی دشواری محسوس کی تو یہ زمانہ لی کہ میں اپنے بیٹوں میں سے ایک لڑکے کو ذبح کروں گا۔ اس کے بعد پھر کھدائی شروع کر دی۔ یہاں تک کہ سطح آب تک پہنچ گئے اور اس کے گرد حوض بنایا جو زحرم کے پانی سے بھر گیا اور اس سے تباہ پانی پینے لگے۔ رات کو قریش کے حاسد لوگ حوض کو توڑ دیتے تھے اور صبح کو حضرت عبدالمطلب اس کو درست کر دیا کرتے تھے جب حاسدوں کی شرارتیں حد سے بڑھ گئیں تو حضرت عبدالمطلب نے اللہ سے دعا کی جس کے جواب میں ان کو خواب میں بتایا گیا کہ تم ہم سے ان الفاظ میں دعا کرو:

اللهم انی لا احلها لمقتل ولكن هی لشارب حل

وہل لم کفیتهم

ترجمہ: ”اے خدا! میں زحرم کے پانی کو نہانے والوں کیلئے حلال نہیں بناتا، یہ پانی

صرف پینے والوں کیلئے ہی حلال ہے، یہ میرا ہے اور تو ہی اس کی حفاظت فرما۔“

اس کے بعد وہ اٹھ کر گئے اور خواب کے عین ہدایت کے مطابق منادی کرا دی۔ اس کے بعد جس کسی نے زحرم کے موصن کو خراب کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے جسم میں کوئی بیماری پیدا کر دی۔ بالآخر وہ حوض کے خراب کرنے اور اس کے پانی میں قتل کرنے سے باز آ گئے۔ اس کے بعد حضرت عبدالمطلب نے دعا کی:

”اے خدا! میں نے اپنی اولاد میں سے ایک فرزند کو قربان کرنے کی نذر مانی تھی لہذا میں

ان میں قرعہ اندازی کرتا ہوں، پس تو جس فرزند کو پسند فرمائے اس کی ہدایت فرما۔“

بعد ازاں انہوں نے تمام اولادوں میں قرعہ اندازی کی اور جناب عبد اللہ کے نام قرعہ نکل آیا اور نسبتاً یہ قرعہ ان کو زیادہ محبوب تھا پھر جناب عبدالمطلب نے درخواست کی: ”خدا یا! کیا اس کی قربانی تجھے مطلوب ہے یا اس کے بدلے میں سوا اونٹوں کی قربانی؟“ انہوں نے پھر عبد اللہ اور سوا اونٹوں کے درمیان قرعہ اندازی کی، تو قرعہ سوا اونٹوں پر نکل آیا اور انہوں نے عبد اللہ کی بجائے اونٹوں کی قربانی کر دی۔

ﷺ

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت عبدالمطلب نے زحرم کی کھدائی میں جب اپنے مددگاروں کی کمی محسوس کی تو انہوں نے نذر مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھ کو دس لڑکے عطا فرمائے اور میں

ان کو دیکھ لوں، تو پھر میں ان میں سے ایک کی قربانی کروں گا پھر جب ان کے دس لڑکے ہو گئے تو ان سب کو جمع کیا اور اپنی نذر کا واقعہ بیان کیا۔

سب نے کہا مناسب ہے آپ جس لڑکے سے چاہیں نذر کی تکمیل کریں مگر انہوں نے قرعہ اندازی کی اور حضرت عبداللہ کے نام قرعہ نکل آیا پس وہ ان کو پکڑ کر قربان گاہ کی طرف لے گئے اور ان کے ساتھ چھری تھی۔ حضرت عبدالطلب کی صاحبزادیاں رونے لگیں اور ان میں سے ایک نے کہا: ”آپ اپنے لخت جگر کے بدلے اپنے اوتوں کو ذبح کر دیجئے جو حرم میں چھوٹے ہوئے ہیں پھر عبدالطلب نے حضرت عبداللہ اور دس اوتوں کے درمیان قرعہ ڈالا۔

اس زمانہ میں آدمی کی دیت دس اونٹ تھی۔ نتیجے میں قرعہ بناب عبداللہ کا نام نکلا۔ اس کے بعد وہ دس دس اونٹ بڑھاتے گئے اور قرعہ ڈالتے رہے مگر ہر مرتبہ عبداللہ ہی کا نام نکلتا رہا۔ بالآخر دسویں مرتبہ میں سواونٹ اور عبداللہ کے مابین قرعہ اندازی میں اوتوں کے نام پر قرعہ نکلا۔ اس موقع پر عبداللہ نے تکبیر بلند کی اور دوسرے افراد نے ان کے ساتھ ہموائی کی اور سب اوتوں کو ذبح کر دیا گیا۔ سو اوتوں کی دیت کا طریقہ عرب میں پہلی بار حضرت عبدالطلب ہی نے برتا اور پھر پورے عرب میں دیت کی یہی قیمت متعین ہوئی اور الہی حکم سے چونکہ ممانعت بھی نہ ہوئی۔ اس وجہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اسے رو نہیں فرمایا۔

﴿ ابن سعد ﴾

منابھی: حضرت معاویہ ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے اور ایک دیہاتی نے آ کر کہا:

”یا رسول اللہ ﷺ! میری ناپید، پانی خشک، اہل و عیال تباہ اور مال ضائع ہو چکے ہیں۔ اسے دو ذبیحوں کے فرزند اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو جو کچھ دیا ہے، اس میں سے کچھ مجھے دیجئے۔“

اس بات کو سن کر آپ ﷺ نے قسم فرمایا اور کسی ناگواری کا اظہار اور اعتراض نہ فرمایا: ”لوگوں نے حضرت معاویہ ؓ سے پوچھا: ”اے امیر المومنین! وہ دو ذبیح کون سے ہیں؟“ تو انہوں نے فرمایا: ”حضرت عبدالطلب کو جب زمزم کھودنے کا حکم فرمایا تھا تو انہوں نے نذرمانی کہ اگر یہ کام مجھ پر آسمان ہو گیا تو اپنے بیٹوں میں سے کسی کی قربانی دوں گا پھر جب وہ اس کی کدائی سے فارغ ہوئے تو فرزندوں کے درمیان قرعہ اندازی کی اور حضرت عبداللہ ؓ کے نام قرعہ نکل آیا۔ اب انہوں نے ان کو ذبح کرنے کا ارادہ کیا تو ان کی ممانعت جو بنی مخدوم سے تھیں، مانع آئیں اور زور دیا کہ اپنے بیٹے کے عوض قیدیہ دے کر اپنے خدا کو راضی کرو تو انہوں نے سواونٹوں کی قربانی دی۔ حضرت امیر معاویہ ؓ نے کہا: یہ ایک ذبیحہ اور دوسرا ذبیحہ حضرت سیدنا اسماعیل ؑ ہیں۔“

﴿ سفاری سموی، حاکم، ابن جریر ﴾

شب ولادت کے معجزات اور خصائص

حضرت حسان بن ثابت ؓ سے روایت ہے کہ میں سات یا آٹھ سال کی عمر کا ایک ہوش و گوش والا بچہ دار بچہ تھا۔ میں نے شامیہ کا ایک یہودی صبح کے وقت اپنے قلعہ کی چھت پر کھڑا ہوا اور پکار کر کہنے لگا: "اے گروہ یہودی! دیکھو۔" اس پاس کے سارے یہودی جمع ہو گئے۔ میں سن رہا تھا ان لوگوں نے اس سے کہا: "خیری خرابی ہو کیوں شور مچاتا ہے؟" یہودی نے چھت پر سے کہا: "احمد علیہ السلام کا ستارہ طلوع ہو گیا ہے جس کو آج رات میں کسی وقت پیدا ہوتا ہے۔"

﴿یعنی، البوصیم﴾

ہر طرف نور بنی نور:

حضرت عثمان بن ابی العاص ؓ سے روایت ہے کہ میری والدہ نے بتایا کہ میں اس رات میں حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھی جس رات نبی کریم ﷺ کی ولادت ہوئی۔ میں گھر میں ہر طرف روشنی اور نور پائی اور محسوس کرتی جیسے کہ ستارے قریب سے قریب تر ہو رہے ہیں۔ حتیٰ کہ مجھے گمان ہوا کہ کیا یہ میرے اوپر گر پڑیں گے پھر جب حضرت آمنہ نے وضع حمل کیا تو ایک نور برآمد ہوا جس سے کہ ہر چیز روشن ہو گئی یہاں تک کہ میں نور کے سوا کچھ نہ دیکھ سکتی تھی۔

﴿یعنی، طبرانی، البوصیم﴾

شام کے محلات روشن:

حضرت عریاض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں اس وقت اللہ تعالیٰ کا عبد اور خاتم النبیین تھا جبکہ حضرت آدم ؑ جنوز اپنے خیمہ میں تھے اور تم لوگوں پر واضح کرتا ہوں کہ میں سیدنا ابراہیم ؑ کی دعا اور حضرت یحییٰ ؑ کی بشارت اور ابراہیمؑ والدہ کے خواب کی تعبیر ہوں اور انبیاء علیہم السلام کی مائیں ایسے ہی خواب دیکھا کرتی تھیں۔ بلاشبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ نے ولادت حضور نبی کریم ﷺ کے وقت ایسے نور کو دیکھا جس سے ان پر شام کے محلات روشن ہو گئے۔

﴿احمد، طبرانی، حاکم، بیہقی، البوصیم﴾

حضرت ابوامامہ ؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ کسی نے دریافت کیا: اے اللہ کے حبیب ﷺ! آپ اپنے ابتدائی حالات کے بارے میں کچھ ارشاد فرمائیے: تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم ؑ نے میرے لیے دعا کی۔

حضرت یحییٰ ؑ نے میری بشارت دی اور میری والدہ نے خواب میں دیکھا کہ ان سے ایک نور نے طلوع فرمایا ہے جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے ہیں۔

﴿ حاکم رحمہ اللہ نے اس روایت کو بیان کیا اور صحیح کہا ہے۔ ﴾

﴿ ابن سعد، احمد، طبرانی، بیہقی، ابویہم ﴾

خالد بن معدان رضی اللہ عنہ اصحاب رسول ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے عرض کیا: "یا رسول اللہ ﷺ! اپنے بارے میں ہمیں کچھ بتائیے؟" آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں اپنے جد اعلیٰ حضرت ابراہیم ؑ کی دعا، حضرت عیسیٰ ؑ کی بشارت اور وہ خواب ہوں جسے میری والدہ ماجدہ نے زمانہ حمل میں دیکھا کہ ان سے ایک نور نے طلوع فرمایا ہے جس سے تمام ملاقات نامور ہو گیا۔

﴿ بیہقی ﴾

فائدہ:

مصنف کتاب، علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد ہے کہ میں اس خواب کی تعبیر ہوں جسے میری ماں نے زمانہ حمل میں دیکھا۔ تو یہ خواب زمانہ حمل میں واقع ہوا لیکن شب ولادت میں حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے جو شام کے محلات دیکھے وہ بہ حالت بیداری معنی مشاہدہ تھا۔ جیسا کہ حضرت ابن اسحاق رحمہ اللہ نے روایت کی کہ حضرت آمنہ بیان کرتی تھیں کہ زمانہ حمل میں بشارت دینے والے آتے رہے کسی نے ان سے کہا: "اے آمنہ! تم اس امت کے سردار سے حاملہ ہو اور اس کی نشانی یہ ہے کہ جب وہ تمہارے وطن سے ظہور کرے گا تو اس کے ساتھ ایک نور طلوع ہوگا جس سے شام تک کے محلات روشن ہو جائیں گے اور جب وہ ماہ تقایید ہو جائے تو اس کا نام محمد ﷺ (رکنا۔

مشرق و مغرب روشن:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جب میں حاملہ ہوئی تو میں نے وضع حمل تک کسی قسم کی گرائی اور تکلیف محسوس نہ کی پھر جب حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت ہوئی تو ساتھ ہی ایک روشنی اور برچھل گیا جس سے مشرق و مغرب کے درمیان ہر چیز روشن ہو گئی پھر حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے زمین پر ٹھیک لگائی، اس کے بعد طہی میں بیٹی کو لے کر مہارک آسمان کی طرف اٹھایا۔

﴿ ابن سعد، ابن عساکر ﴾

نور بن یزید رحمہ اللہ، حضرت ابو الجہلاء رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب والدہ نے مجھے جنم دیا تو انہوں نے ایک شعاع نور کی آمد سے بعد کے محلات تک دیکھ لیے۔

﴿ ابن سعد ﴾

حضرت عطاء بن یسار، ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے اور انہوں نے حضرت آمنہ سے روایت کی۔ وہ فرماتی ہیں کہ شب ولادت جب مجھ سے حضور نبی کریم ﷺ پیدا ہوئے تو میں نے ایک نور دیکھا جس سے محلات تمام روشن ہو گئے اور میں نے ان (محلات) کو دیکھا۔

﴿ ابویہم ﴾

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہا نبی کریم کی دایہ جونی سعد سے تھیں، ان سے روایت ہے کہ حضرت آمنہ فرماتی ہیں میں نے دیکھا گویا میرے بطن سے ایک شعاع برآمد ہوئی ہے اور جس سیاری زمین منور ہو گئی ہے حتیٰ کہ میں نے شام کے محلات اور قصور کو دیکھ لیا۔

﴿ ابو نعیم ﴾

عمر بن عاصم کلابی سے روایت ہے کہ ہم سے ہمام بن یحییٰ از اسحاق بن عبد اللہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی والدہ ماجدہ فرماتی تھیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت کے وقت میرے بطن سے نور کا ظہور ہوا جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے اور حضور نبی کریم ﷺ پاک و صاف پیدا ہوئے یعنی آپ کے ساتھ کوئی آلودگی نہ تھی اور جب آپ ﷺ کو زمین پر رکھا تو آپ ﷺ اپنے دست مبارک کے سہارے بیٹھ گئے۔

﴿ ابن سعد ﴾

تمام زمین روشن:

ابن سعد رحمہ اللہ نے کہا ہمیں معاذ غفیری رحمہ اللہ نے خبر دی کہ ہم سے ابن عوف رحمہ اللہ نے ابن عباس کے حوالے سے ولادت حضور نبی کریم ﷺ کے سلسلے میں یہ حدیث بیان کی کہ آپ ﷺ کی والدہ محترمہ نے فرمایا کہ میں نے محسوس کیا کہ گویا مجھ سے شہاب برآمد ہوا جس سے ساری زمین روشن ہو گئی ہے۔

حضرت حسان بن عطیہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی ولادت کے بعد اپنے دونوں ہاتھوں اور دونوں گھٹنوں کو زمین پر رکھا اور پھر اوپر آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی۔

﴿ ابن سعد ﴾

موسیٰ بن عبید نے اپنے بھائی سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کو پیدائش کے بعد زمین پر رکھا گیا تو آپ ﷺ نے دونوں ہاتھ نیچے اور سر کو آسمان کی طرف اٹھایا اور دست مبارک میں ٹٹلی لی، جب بنی لہب کے ایک شخص کو اس بات کی خبر ملی تو اس نے کہا اگر راوی سچا ہے تو یہ نومولود اسے زمین پہنا سب ہوگا۔

﴿ ابن سعد ﴾

حضرت عبدالرحمن بن عوف نے اپنی والدہ انتقاء بنت عمرو بن عوف سے روایت کی ہے کہ جب حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی تو وہ میرے ہاتھوں میں آئے اور رونے لگے، اس وقت میں نے سنا کوئی کہہ رہا تھا:

رحمک اللہ و رحمک ربک

مشرق و مغرب کی سیر

حضرت الشفاء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مجھ پر مشرق و مغرب کی ہر چیز روشن ہو گئی حتیٰ کہ میں نے روم کے کچھ محلات کو دیکھا۔ وہ بیان کرتی ہیں اس کے بعد میں نے آپ کو لباس پہنایا اور لٹا

دیا۔ کچھ دیر نہ گزری تھی کہ میرے جسم کے دائیں حصہ پر ایک روش طاری ہو گئی اور وہ تاریکی میں ڈوب گیا۔ اس وقت میں نے سنا کوئی کہہ رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کو کہاں لے گئے تھے؟ کسی نے جواب دیا مغرب کی طرف۔ اس کے بعد میری حالت درست ہو گئی۔ مگر تھوڑی دیر بعد دوبارہ میری دائیں طرف ویسی ہی کیفیت ہو گئی جیسی دائیں طرف ہوئی تھی۔ ایک ظلمت اور ابرقاش طاری ہو گیا پھر میں نے سنا تم رسول اللہ ﷺ کو کہاں لے گئے تھے؟ دوسرے نے جواب دیا مشرق کی جانب۔ حضرت الشفاء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے یہ واقعہ ہمیشہ یاد رکھا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو مبعوث فرمایا اور میں نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔

﴿ابو نعیم﴾

ولادت باسعادت کی مبارک رات

عمر بن قنیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے والد سے سنا ہے اور وہ علوم کے مخزن تھے کہ جب حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے یہاں ولادت کا وقت قریب ہوا تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا: آسمانوں اور بھٹیوں کے تمام دروازے کھول دو اور فرشتوں کا ارتقاغ بڑھ گیا۔ سمندر کی سطح گہری اور دریا کی روانی تیز ہو گئی۔ شیطان پلھوں کو ستر لہوؤں میں جکڑ کر نعر عقیق میں الناکر کے ڈال دیا گیا اور اس کی ذریات و نیز سرکش جنوں کو پایہ زنجیر کر کے بند کر دیا گیا۔ آفتاب عالم تاب کو نور عظیم کا لباس پہنایا گیا اور ستر ہزار حوریں غلام میں اس کے سر پر استادہ کی ٹنگیں جو کہ ولادت رسول اللہ ﷺ کا انتظار کر رہی تھیں اور اس سال سارے جہان کی عورتوں کیلئے بہ حرمت محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اولاد زینہ سے حاملہ ہوں اور کوئی ورخت ایسا نہ تھا جس میں پھل نہ آیا ہو۔ کسی قسم کا خوف نہ تھا اور دور دراز علاقوں میں عافیت تھی اور امن تھا۔ جب حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت ہوئی تو سعادت کی بارشیں ہونے لگیں۔

ظلمت اور تاریکیاں چھٹ گئیں اور سارا جہان نرہست و نور سے معمور ہو گیا۔ ملائکہ آپس میں مبارک باد دینے لگے اور ہر آسمان میں ایک ستون زبرجد کا قائم کیا گیا اور ولادت باسعادت کی بدولت نور افشاں کر دیا گیا۔ آسمانوں میں یہ ستون مشہور و معروف ہیں اور معراج کے سفر آسمانی میں رسول اللہ ﷺ نے انہیں دیکھا اور فرمایا: کہ یہ ستون میری ولادت کی خوشی میں قائم کیے گئے اور جس رات میں سید الانبیاء ﷺ کی ولادت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے خوشیاں کوثر کے کناروں پر ملک اذخر سے معطر ستر ہزار ورخت اکائے اور ان کے پھلوں کی خوشبو کو اہل جنت کیلئے حور بنایا۔ اس روز تمام آسمان والے اللہ تعالیٰ سے سلامتی کی دعا مانگتے تھے اور تمام بت اورندھے گر پڑے لیکن لاس و عزرائی کا یہ حال تھا کہ وہ دونوں اپنے اپنے مقامات سے بحکم رب انھہ کر نکل آئے تھے اور کہتے تھے: قریش کا بھلا ہوا، ان کے یہاں امن آگئے، ان میں صدیق تشریف لے آئے اور قریش نہیں جانتے کہ انہیں کیا مصیبت پہنچی ہے۔

بیت اللہ کا یہ حال تھا کہ بہت دنوں تک لوگوں نے اس سے یہ آواز سنی، اب اللہ تعالیٰ میرے نور

کو لوٹا دے گا اور جوق در جوق توحید پرست میری زیارت کو آئیں گے۔ اب اللہ تعالیٰ مجھ کو جاہلیت سے پاک کر دے گا۔ اے عزیزی تو ہلاک ہو گیا اور تین شب و روز بیت اللہ شریف کا زلزلہ نہ دیا۔

﴿ابو نعیم﴾

قریش کے جانوروں کی مبارکباد:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی علامات حمل میں سے ایک یہ ہے کہ اس رات قریش کا ہر پروردہ چوپایہ گویا ہوا:

”رب کعبہ کی قسم! آج کی رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حمل میں آئے اور اہل دنیا کی امان اور ان کے آفتاب ہیں۔“

نہ صرف قریشی کاہن بلکہ تمام جزیرہ نمائے عرب کے کاہن اپنی کہانت اور لہی کمال سے معرا ہو گئے اور دنیاوی بادشاہوں کا کوئی تخت نہ تھا جو اوندھانہ پایا گیا ہو اور ہر بادشاہ گونگا ہو گیا تھا اور اس دن وہ بولنے سے قاصر تھا اور مشرق کے چرند و پرند، مغرب کے جانوروں کے پاس مژدہ اور مہارک یاد دے کر گئے اور یہی عمل آبی جانوروں کا تھا۔ حمل کے ہر ماہ کے انتقام پر زمین و آسمان دونوں پر یہ ندا تھی:

”مہارک ہو کہ نبی آخر کی ولادت کی گھڑی نزدیک آگئی، وہ زمین پر امن و مہارک کیلئے عنایت بن کر شریف لائے والے ہیں۔“

﴿ابو نعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حمل میں کامل نو ماہ رہے۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے اس عرصہ کوئی گرائی، تکلیف، ہڈ مڑگی یا اسی طرح کی کوئی دوسری شکایت جو ان ایام میں عموماً خواتین کو لاحق ہو جاتی ہیں، محسوس نہ کی اور حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اسی دوران وفات پائی جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم منزل حمل ہی میں تھے۔ فرشتوں نے اللہ تعالیٰ کی ہارگاہ میں عرض کی: ”ہم ان کے محافظ، مددگار اور والی ہیں۔“ ان پر صلوٰۃ و سلام پڑھا اور ان کیلئے برکتیں طلب کرو اور ان کیلئے دعا میں مانگو۔

وصلوة اللہ تعالیٰ و ملئکته و النبین و الصديقين و الشهداء و الصالحين علی

سیدنا محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہر کاتھ و سلامہ

اللہ تعالیٰ نے میلاد شریف کی رات تمام آسمانوں اور جنوں کے دروازے کھول دیئے۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا خود فرمایا کرتیں تھیں کہ مدت حمل میں جب چھ ماہ گزر گئے تو میرے پاس کوئی آیا اور اے منہ بہ حالت خواب مجھے اپنے پاؤں سے دایا اور کہا: ”اے آمنہ! تمہارا معمول سارے جہان سے افضل ہے جب ولادت ہو تو عمرہ صلی اللہ علیہ وسلم نام رکھنا۔“

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت:

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا ذکر فرمایا کرتیں کہ جب وقت آیا اور مجھے وہ کیفیت لاحق ہوئی جو وضع

حاصل کے وقت عورتوں کی ہوتی ہے اور گھر کے افراد کو بھی معلوم نہ ہوا تھا کہ دفعتاً میں نے ایک ہیبت ناک آواز کو سنا جس کی وجہ سے میں خوف زدہ ہو گئی۔ اس کے بعد ایک عجیب چیز جس کو میں سفید پرندے کے بازو سے تشبیہ دے سکتی ہوں نمودار ہوا اور اس نے میرے دل کو ملا جس سے وہ خوف و ہراس اور وہ جو تکلیف دے سکتی اور میں اسے پاتی تھی دور ہو گئی پھر میں نے رخ پھیر کر دیکھا تو ایک دودھ کا پیالہ نمودار ہوا، مجھے یقین تھا میں نے اسے پی لیا پھر وہ مجھ سے ایک ہلکا سا چمکا۔ اس کے بعد میں نے چند ایسی دراز قد، عورتوں کو دیکھا جیسے کہ وہ عبد مناف کی بیٹیاں ہوں۔ انہوں نے مجھے اپنے جہر مٹ میں لے لیا۔ میں اس پر تعجب ہی کر رہی تھی کہ میں نے دیکھا آسمان درمیان کے درمیان سفید قرش چھایا گیا اور کسی نے کہا: اس کو مولود کو لوگوں کی آنکھوں سے بچاؤ۔

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے دیکھا کچھ مرد نضا میں اپنے ہاتھوں میں چاندی کے برتن لیے کھڑے ہیں اور یہ بھی دیکھا کہ پرندوں کی ایک گولی میرے روبرو آئی پھر انہوں نے میری گود کو ڈھانپ لیا۔ ان پرندوں کی چونچ زمر کی اور بازو دیا قوت کے تھے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے میری آنکھوں سے جلابات بالکل دور فرمائیے۔ میں نے اس وقت دنیا کے مشرق و مغرب کا معائنہ کیا، میں نے دیکھا تین جہنم کے نصب کیے گئے۔ ایک مشرق اور دوسرا مغرب میں اور تیسرا کعبہ کی چھت پر نصب کیا۔ اس وقت مجھے درود ہوا اور حضور نبی کریم ﷺ پیدا ہوئے۔

ولادت کے بعد میں نے آپ ﷺ کی طرف نظر کی تو دیکھا کہ بعد کے کی حالت میں ہیں اور اہلبیوں کو اس طرح اٹھائے ہوئے ہیں جیسے کوئی گرمیہ ڈالنے کے واسطے ہاتھوں میں لے لیا ہو۔ دیکھا جو آسمان کی طرف سے آ رہا تھا یہاں تک کہ اس نے آپ ﷺ کو مجھ سے روپوش کر لیا پھر وہ قاسب ہو گیا، پھر میں نے ایک منادی کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا:

”محمد (ﷺ) کو زمین کے مشرق و مغرب میں لے جاؤ اور مسندوں کی سیر کرو تا کہ وہ سب آپ کے نام نامی، اوصاف گرامی اور صورت گرامی کو پہچان لیں اور جان لیں کہ آپ ﷺ کا اسم گرامی اور نام نامی، دیباؤں میں ”ماجی“ رقم کیا گیا تھا کیونکہ شرک اور اس کے لوازمات و اسباب کو آپ کے زمانے میں مٹا دیا جائے گا۔“

پھر وہ ابر جلد ہی آپ سے ہٹ گیا، اس وقت میں نے دیکھا کہ آپ سفید اون کے کپڑے میں لپیٹے ہیں اور آپ کے نیچے سبز حریر کا پتھوٹا ہے اور آپ آیدار مسوئیوں کی تین کنجیاں ہاتھ میں لیے ہوئے ہیں۔ اس وقت کہنے والے نے کہا: ”محمد (ﷺ) نے نصرت، غلبہ اور نبوت کی کنجیاں دست مبارک میں لے رکھی ہیں۔ اس کے بعد ایک اور ابر سامنے آیا۔ اس میں گھوڑوں کے تہناتے اور پرندوں کے بازوؤں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔

یہاں تک کہ اس نے بھی آپ ﷺ کو مجھ سے پوشیدہ کر دیا اور آپ میری نظر سے اوجھل ہو گئے۔ میں نے منادی کو عداوت کرتے سنا کہ ”محمد (ﷺ) کو مشرق و مغرب اور انبیاء کرام علیہم السلام کی مولدات پر

لے جاؤ اور آپ کے حضور جن وہاں اور خوش و طیور کی ریحوں کو پیش کرو اور آپ کو حضرت آدم کی
مقام، حضرت نوح کی رقت، حضرت ابراہیم کی خلعت، حضرت اسماعیل کی زبان، حضرت
یعقوب کی مسرت، حضرت یوسف کا جمال، حضرت داؤد کی آواز، حضرت ایوب کا
صبر، حضرت یحییٰ کا زہد اور حضرت عیسیٰ کا کرم عطا کرو اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے
اخلاق پر چہرہ اور فضائل جلیلہ سے آراستہ کرو۔

اس کے بعد وہ ابرحیث گیا اور میں نے آپ ﷺ کو مہر پو پایا۔ آپ ﷺ لپٹے ہوئے سبز حریر کو
تھامے ہوئے تھے پھر کسی کو کہتے ہوئے سنا کہ خوشی ہے خوشی ہے محمد ﷺ نے تمام دنیا کو تھامے رکھا ہے اور
کوئی مخلوق نہیں جو آپ کے حلقہ نبوت سے باہر ہو۔ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ تین افراد ہیں۔ ایک
کے ہاتھ میں چاندی کا آفتاب، دوسرے کے ہاتھ میں سبز مرد کا طشت اور تیسرے کے ہاتھ میں سفید حریر
تھا۔ اس نے اس حریر کا سرا کھولا اور ایک انگلی نکالی جس کی چمک سے آنکھیں خیرہ ہوتی تھیں پھر اس
آفتاب سے آپ ﷺ کو سات مرتبہ غسل دیا اور دونوں شانوں کے درمیان اس انگلی سے مہر لگائی اور
حریر میں آپ کو لپیٹ دیا پھر آپ کو اٹھایا اور کچھ دیر اپنے بازوؤں میں رکھ کر میری طرف بڑھا دیا۔

حضرت ابن عباس سے روایت کی کہ میرے بھائی عبداللہ جب پیدا ہوئے جو ہم سے
چھوٹے تھے تو ان کا چہرہ اس قدر نورانی تھا گویا کہ وہ ایک آفتاب تھا۔ درختاں اور تہاں دیکھ کر
حضرت عبدالملک نے کہا: ”یہ فرزند حبیب شان والا ہوگا۔“ اور میں نے خواب میں دیکھا کہ ”ان
کے نشتے سے ایک سفید پرندہ نکل کر اڑ رہا ہے اور وہ مشرق و مغرب کی حدوں تک پہنچ کر واپس ہوا
اور خانہ جب پر آ کر بیٹھا اور تمام قریش نے اس کے آگے سجدہ کیا پھر وہ آسمان و زمین کے درمیان فضا
میں اور دور و دراز قلاء میں اڑتا رہا۔“ میں بنی مخزوم کی کاہنہ کے پاس گیا اور اس سے خواب بیان
کیا۔ جس کو سن کر اس نے کہا اگر واقعی تمہارا خواب بھی ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ عبداللہ کا فرزند
پیدا ہوگا اور مشرق سے مغرب تک لوگ اس کی اتباع کریں گے۔ پھر جب حضرت آمنہ نے حضور نبی
کریم ﷺ کو تولید کیا تو میں نے ان سے پوچھا کہ

”تم نے حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت کے موقع پر کیا کیا دیکھا؟“ انہوں نے جواب دیا مجھے
دروازہ ہوالدور تکلیف زیادہ ہوئی۔ اس وقت میں نے ایسی آوازیں سنی جو آدمیوں کے کلام سے مشابہ تھیں
اور میں نے ایک جھنڈا دیکھا جو یا قوت کی نگڑی پر تھا جسے زمین و آسمان کے درمیان نصب کر دیا گیا اور میں
نے اس کے سرے پر ایک ایسا نور دیکھا جو آسمان تک پہنچ رہا تھا اور میں نے شام کے تمام محلات دیکھے جو
مثل مثل آتش فروزاں تھے اور میں نے اپنے قریب قلاء کا غول دیکھا، جو حضور نبی کریم ﷺ کو سجدہ کر رہا
تھا اور آپ ﷺ پر اپنے بازوؤں کو پھیلا رہا تھا اور میں نے سعیر الدیہ کی تابعدار جو گھنٹی گزری کہ تمہارے اس
فرزند کی بدولت بت بستی اور گہانت جاتی رہی اور یہ سیرہ ہلاک ہوگی۔ بتوں کی فراہی دور و رسوائی ہو۔ اور
میں نے ایک جوان کو دیکھا جو قد کی درازی اور رنگ دروہ میں کامل ترین شخص تھا۔ اس نے مجھ سے بچہ کو

نیا اور اس کے منہ میں لعاب ڈالا۔ اس کے ساتھ سونے کا طشت تھا تو اس نے اس کے سینہ کو چاک کیا اور آپ کے قلب کو نکالا پھر قلب کو بھی چاک کیا اور ایک سیاہ نقطہ اس میں سے نکال کر پھینک دیا۔ اس کے بعد سبز حریر کی ایک نعلی نکالی، اسے کھولا اور اس میں سے سفید سفوف ما نکالا اور آپ ﷺ کے دل میں بھروا دیا، اس کے بعد سفید حریر کی تھیلی کھول کر اس میں مہر لگائی اور آپ کے دونوں شانوں کے درمیان انڈے کے مانند مہر کی اور آپ کو تھیں پہنا دی۔ یہ ہیں وہ عجیب و غریب امور جو میرے مشاہدے سے گزرے۔

ابو نعیم، سند ضعیف

فائدہ:

مصنف کتاب، علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ بیان اور پہلے دونوں بیانات میں تناقض موجود ہے اور میں نے اس کتاب میں اس سے زیادہ شدید منکر روایت کوئی بھی بیان نہیں کی ہے۔ بلاشبہ اس کو بیان اور نقل کرتے کیلئے میری طبیعت اور انقباض تھا لیکن میں نے اس موقع پر حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ کی متابعت کی ہے۔

شب ولادت حضرت آمنہ کا عجائبات دیکھنا:

حضرت حافظ ابو زکریا یحییٰ بن عائد رحمۃ اللہ علیہ حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت کے سلسلے میں حضرت ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سیدہ آمنہ حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت کے سلسلے میں بتایا کرتی تھیں کہ میں نے بہت سے عجائبات دیکھے ہیں۔

میں حیران اور متعجب ہی تھی کہ ایک مرتبہ تین اشخاص نمودار ہوئے۔ میں نے گمان کیا کہ ان کے چہروں کے درمیان آفتاب طلوع ہو رہا ہے۔ ایک کے ہاتھ میں چاندی کا آفتابہ دوسرے کے ہاتھ میں سفید نافہ، تیسرے کے ہاتھ میں سبز مرد کا طشت جس کے چار کونے تھے اور ہر کونے پر سفید موتی تھا۔ کسی کہنے والے نے یہ کہا یہ دنیا ہے اور یہ ان کی مشرق و مغرب اور خشکی و تری ہے۔ تو اے اللہ کے حبیب! اس کے جس کنارے کو آپ چاہیں تمام لیں۔ جناب آمنہ فرماتی ہیں: میں نے رخ پھیرا کہ دیکھوں حضور نبی کریم ﷺ نے کون سا گونا گڑا ہے تو میں نے دیکھا کہ آپ نے اس کے وسط میں سے پکڑا ہے۔ اس وقت کسی نے کہا قسم ہے رب کعبہ کی! حضور نبی کریم ﷺ نے کعبہ کو پکڑا ہے۔ آگاہ ہو جاؤ، بلاشبہ اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم ﷺ کیلئے کعبہ کو قبلہ اور برکت والا مسکن بنا چکا ہے۔ میں نے تیسرے شخص کے ہاتھ کو دیکھا اس پر حریر اسی طرح لپٹا ہوا تھا پھر اس نے اسے کھولا، تو اس میں سے ایسی مہر نکل جس سے دیکھنے والوں کی آنکھیں خیرہ ہو جائیں پھر وہ میرے پاس آیا اور طشت والے شخص کو حرکت ہوئی اور اس نے حضور نبی کریم ﷺ کو آفتابہ سے سات مرتبہ غسل دیا اور پھر حضور نبی کریم ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان مہر لگائی اور حضور نبی کریم ﷺ کو اس حریر میں لپیٹا جس میں سفید اذخر کا زور تھا

اور اٹھا کر ایک کھڑی اپنے بازو میں لیا۔

حضرت ابن عباس ؓ نے کہا کہ یہ شخص رضوانِ محافظِ جنت تھے اور انہوں نے آپ کے کان میں ایسی بات کہی جس کو حضرت آمنہ فرمائی ہیں: میں نے کچھ سنی اور کہا: "اے محمد ﷺ! آپ کو بشارت ہو، تمام نبیوں کے علوم آپ کو عطا کیے گئے۔ آپ اعتبارِ علم ان سے زیادہ اور یہ لحاظِ شجاعت آپ ان سب سے ارفع ہیں۔ آپ کے ساتھ حضرت کی کنجیاں ہیں۔ بلاشبہ آپ کو خوفِ درِ صلب کا لباس پہنا یا گیا ہے، جو ابھی آپ ﷺ کا ذکر سنے گا اس کا قلب مضطرب ہو جائے گا اور اس کا دل خوفِ زدہ ہوگا۔ اے خلیفۃ اللہ! اگرچہ اس نے آپ کو نہ دیکھا۔"

❁ (ابن وحید رحمۃ اللہ علیہ نے "تنویر" میں کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔)

شبِ ولادتِ یہودی کا قریش کی مجلس کا اعلان:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک یہودی تاجر کہ جس میں رہتا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ کی شبِ ولادت اس یہودی نے قریش کی مجلس میں کہا: "اے گروہ قریش! کیا آج رات تمہارے یہاں کوئی فرزند پیدا ہوا ہے؟" قریش نے جواب دیا: "ہمیں نہیں معلوم۔" اس نے کہا دریافت کرو اور میں جوابات تمہیں بتاتا ہوں اسے یاد رکھنا۔

"آج رات اس آخری امت کا نبی پیدا ہونے والا ہے، اس کے دونوں شانوں کے درمیان ایک علامت ہے جس پر کثرت سے بال ہیں گویا کہ وہ گھوڑے کا لیال ہے۔ وہ بچہ دو راتوں تک دودھ نہ پیئے گا کیونکہ ایک غریب، جنی نے اس کے منہ میں انگلی ڈال دی ہے جس کی وجہ سے دودھ پیتے سے روک دیئے گئے ہیں۔"

پھر قریش کی مجلس برحالت ہو گئی اور وہ لوگ یہودی کی باتوں پر تعجب تھے۔ وہ اپنے گھروں میں پہنچے تو تقریباً سب ہی نے اس بات کا گھر والوں سے تعجب اور حیرانی کے ساتھ ذکر کیا۔ اسی طرح ہر طرف چرچا ہونے کے بعد کسی نے بتایا کہ آج رات ایک لڑکا عبداللہ مرحوم کے گھر پیدا ہوا ہے، اس کا نام انہوں نے محمد ﷺ رکھا ہے پھر اہل قریش نے اس یہودی سے ملاقات کی اور اس کو بتایا یہودی نے کہا: میرے ساتھ چلو تاکہ میں اس بچہ کو دیکھ کر شاعت کروں۔ وہ آئے اور حضرت آمنہ سے عرض کیا کہ بچے کو دیکھیں گے۔ انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کو ان لوگوں کی گود میں دے دیا۔ یہودی نے کپڑا اٹھا کر اس علامت کو دیکھا اور بے ہوش ہو کر گر پڑا اور جب اس کی حالت درست ہوئی تو قریش نے کہا ہمیں تمہاری تکلیف پر افسوس ہے ہم پریشان ہیں کہ تمہیں اچانک کیا ہو گیا؟

یہودی نے کہا اتنی اسرائیل سے نبوت جاتی رہی۔ اے قبائل قریش! کیا تم اس بچہ کی ولادت سے خوش ہو رہے ہو۔ خبردار ہو جاؤ کہ یہ قرآنِ تم پر اس طرح غلبہ کرے گا کہ آفاق میں تمہارے بجائے اس قرآن کا ہر طرف شہرہ ہوگا۔

وہموت حقیقہ:

ابوالکلم تنوخی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ۔ انہوں نے کیا: قریش میں دستور تھا کہ ان کے یہاں جب ولادت ہوتی تو صبح عورتیں نومولود بچہ کے سر پر ہانڈی رکھتیں۔ اسی دستور کے مطابق جب رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے تو حضرت عبدالمطلب نے آپ کو عورتوں کے سپرد کر دیا گیا کہ وہ رسم کے مطابق ہانڈی رکھیں چنانچہ انہوں نے ہانڈی رکھی تو اس کے دو ٹکڑے ہو گئے اور انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ رخ اوپر کو ہے اور آسمان کی جانب نگاہیں اٹھی ہوئی ہیں۔ انہوں نے آکر حضرت عبدالمطلب سے کہا ہم نے ایسا بچہ نہیں دیکھا کہ جس کے ساتھ ایسی صورت واقع ہوئی ہو۔ حضرت عبدالمطلب نے جواب دیا تم لوگ یاد رکھو اور مجھے اسید ہے کہ یہ بچہ خیر و صلاح کو پہنچے گا۔ جب ساتواں روز ہوا اور حضرت عبدالمطلب نے (حقیقہ میں) قربانی کی اور برداری کو کھانے پر بلایا تو کھاتے سے فراقت کے بعد انہوں نے کہا:

”اے سروار! آپ نے اپنے پوتے کا کیا نام رکھا ہے؟“ حضرت عبدالمطلب نے بتایا: ”میں نے اس کا نام محمد ﷺ رکھا ہے۔“ قریشی مہمانوں نے کہا: ”اپنے ہاں خاندانی ناموں سے آپ نے کیوں انحراف کیا؟“ فرمایا: ”میری خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں میں اس کی مدح فرمائے اور زمین پر مخلوق اس کی مدح کرے۔“

﴿تنبی، ابوسم﴾

عصیٰ راہب کی پیشین گوئی:

حضرت مسیب بن شریک سے روایت ہے کہ شام کے علاقہ میں بمقام مرا الظہر ان ایک راہب تھا جس کا نام عصیٰ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے علم کبیر سے نوازا تھا۔ وہ مکہ آیا اور اس نے لوگوں سے ملاقات کے دوران کہا۔ مغربیہ تہا رہی سرزمین سے ایک فرزند پیدا ہوگا جس کی تمام عرب و عجم والے بیروی کریں گے تو جو لوگ اس کے عہد اور دعوت کو پائیں اور قبول کریں۔ وہ راہ یافتہ اور فلاح یاب ہوں گے اور جنہوں نے اس کی مخالفت کی اور رہنمائی سے گریز کیا۔ لاریب وہ خسران (کھانے) میں رہیں گے۔ میں دنیاوی راحت و آرام اور باطنی ماحول اور اپنی سرزمین کو چھوڑ کر محنت و تکلیف اور بھوک و پیاس اور اچھی ماحول میں صرف اسی کی طلب و جستجو میں آیا ہوں۔ پھر اس کا یہ معمول بن گیا تھا کہ مکہ میں خاندان قریش کے اندر نومولود بچہ ہوتا وہ اس کے بارے میں دریافت کرتا اور جب حضور نبی کریم ﷺ کی علامات نہ پاتا تو اکثر کہا کرتا وہ فرزند جلیل جنود و شریف نہیں لایا۔ جب سرکارِ دو عالم ﷺ کی جلوہ فرمائی ہوئی تو صبح حضرت عبدالمطلب عصیٰ راہب کے صومعہ پر آئے اور آواز دی۔ اس نے نام پوچھا اور پھر نکل کر آیا اور کہا: اے حضرت عبدالمطلب! تم ہی اب فرزندِ ارجمند کے وادہ ہو جس کی ولادت کے بارے میں میں تم سے باتیں کیا کرتا تھا۔

وہ دوشنبہ کو پیدا ہوا، اسی دن بخت کا اعلان کرے گا اور اسی دن اس جہان سے رحلت اور کوچ فرمائے گا۔

یاد رہے آج رات ہی اس کا ستارہ طلوع ہوا ہے۔ اس کی پہچان یہ ہے کہ وہ اس وقت درد میں ہے اور یہ شکایت تین دن رہے گی پھر وہ صحت مند ہو جائے گا، تم اپنے آپ کو قابو میں رکھنا، اس لیے کہ جس قدر حسد لوگ اس فرزند کیساتھ کریں گے اس کی مثال نہیں ملے گی اور جسکی مخالفت اور مزاحمت لوگ اس کے ساتھ کریں گے ویسی مخالفت کسی کے ساتھ نہ ہوگی۔ حضرت عبدالمطلب نے پوچھا: ”اس بچہ کی عمر کتنی ہوگی؟“ راہب نے جواب دیا: ”اس کی عمر کم ہو یا زیادہ ستر کو نہیں پہنچے گی۔ اس کی عمر کیلئے سالوں کی گنتی حاق پر ہوگی۔ انسٹھ، اکسٹھ یا تریسٹھ برس اس کی امت کی عمریں ہوں گی۔“ (محیی راہب کی یہ تمام پیشگوئیاں درست ثابت ہوئیں، اس نے انجیل کے مطابق یہ باتیں حضرت عبدالمطلب کو بتائیں)

راوی کا قول ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ عاشورہ محرم کے دن حمل میں آئے اور بارہ (۱۲) ربیع الاول میر کے دن آپ ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی۔

﴿ابو نعیم مہاجر﴾

نبی کریم ﷺ کی برکتیں

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ زمانہ جاہلیت میں دستور تھا کہ جب کوئی بچہ رات میں پیدا ہوتا تو اسے کسی برتن سے ڈھانپ دیتے تھے اور رات میں اس کو نہ دیکھتے، چنانچہ جب آپ ﷺ کی پیدائش ہوئی تو آپ ﷺ کو بھی ایک ہانڈی میں رکھ دی گیا۔ صبح ہونے پر دیکھا کہ ہانڈی کے دو ٹکڑے ہو گئے تھے اور آپ ﷺ کی نگاہیں آسمان کی طرف ہیں، یہ دیکھ کر سب نے تعجب و حیرت کا اظہار کیا۔ اس کے بعد آپ ﷺ کو نبی مہر کی ایک عورت کے پاس دودھ پلانے کیلئے بھیج دیا گیا جب عورت نے آپ کو دودھ پلایا تو اس کے یہاں ہر طرف سے خیر و برکت داخل ہوئی۔ اس کے یہاں کب سحاش کیلئے بکریاں تھیں، اللہ تعالیٰ نے ان میں برکت دی اور وہ بہت زیادہ ہو گئیں۔

﴿ابو نعیم﴾

زمانہ جاہلیت کی رسم اور ہانڈی کا ٹکڑے ہونا:

حضرت داؤد بن ابی ہند سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ہوئی تو تمام اونچے نیلے روشن ہو گئے اور جب آپ ﷺ کو زمین پر رکھا گیا تو آپ نے دونوں ہاتھوں سے زمین پر سہارا لیا اور آسمان کی طرف نگاہیں اٹھا کر دیکھنے لگے، جب آپ ﷺ پر ہانڈی لوٹی گئی تو وہ پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گئی۔

﴿ابو نعیم﴾

مکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ دنیا میں تشریف فرما ہو گئے اور آپ ﷺ پر

ہاتھی لوٹی آئی تو اس کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ حضرت آمنہ فرماتی ہیں میں نے آپ ﷺ کی طرف نظر کی تو دیکھا کہ آپ چٹم مبارک کھولے آسمان کی طرف نظارہ کھاتے ہیں۔

﴿ ابو بصیر ﴾

شیطان کی خواہش:

نکاحہ روایت سے روایت ہے کہ جب نبی کریم ﷺ پیدا ہوئے تو ساری زمین نور سے منور ہو گئی اور ابلیس نے کہا کہ آج کی رات ایک قرظہ ایسا پیدا ہوا ہے جو ہمارے کاموں کو خراب کر دے گا۔ اس پر اس کی ذریعات نے کہا جب تو اس کے پاس جائے تو اس کے فہم و دانش کو متاثر اور خراب کر دینا چنانچہ وہ حضور نبی کریم ﷺ کے قریب ہونے ہی والا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو بھیجا۔ انہوں نے ٹھوکر رسید کی اور وہ ملک عدن میں جا گرا۔

﴿ ابن ابی ساقم فی التفسیر ﴾

آسمانوں پر شیطان کا داخلہ بند:

معروف بن خریوق سے روایت ہے کہ ابلیس ساتوں آسمانوں میں چلا جایا کرتا تھا مگر جب حضرت یحییٰ پیدا ہوئے تو تین آسمانوں سے روک دیا گیا پھر وہ چار آسمانوں تک جاتا رہا لیکن جب رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے تو ساتوں آسمان سے روک دیا تھا۔
راوی حدیث معروف نے کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حیر کے دن طلوع فجر کے وقت کے پیدا ہوئے۔

﴿ ترمذی بن یحییٰ بن یحییٰ ﴾

ایوان کسریٰ میں زلزلہ اور آتش کدہ ایران بجھ گیا:

حضرت ابو ایوب سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضور نبی کریم ﷺ کی شب وازارت آئی تو کسریٰ کے محل پر زلزلہ آیا اور اس کے چوہے ٹکڑے کر گئے اور آتش کدہ ایران بجھ گیا، جس کی آتش ہزار سال سے زائد سے فروزاں اور مشتعل تھی اور دریائے ساوہ خشک ہو گیا، جب صبح ہوئی تو کسریٰ تخت پریشان اور متاثر تھا مگر اس نے اتھا ئے حال کیلئے مبر و قمل کا مظاہرہ کیا اور اس عجیب و غریب واقعہ کے بعد بس اس نے اتکا کیا کہ تاج مہکن کر تخت سلطنت پر بیٹھا اور تمام وزراء و کوراء کی وہ شہنی کیفیت بتائی۔ اسی اثناء میں ایک شخص خط لے کر آیا جس میں از خود آتش فائد کے سر ہو جانے کی اطلاع تھی۔ اس کے بعد کسریٰ کا فکر وہ چند ہو گیا۔ اس کے علاوہ موبہ ان مجوسی عالم نے کہا: بڑا آپ کے ملک و سلطنت کو قائم و دوام رکھے۔ آج رات میں نے ایک خواب دیکھا کہ "تخت اونٹوں کو عربی کھوٹے کھینچ رہے ہیں اور دریائے دجلہ کٹ کر اپنے شہروں میں پھیل گیا ہے۔"

کسریٰ نے پوچھا: "اے محترم موبہ ان؟ اس خواب کی تعبیر کیا ہے؟" اس نے جواب دیا: عرب کے کسی گوشے سے کوئی غیر معمولی بات ہونے والی ہے اس کے بعد کسریٰ نے نعمان بن الہدیٰ کو خط لکھا کہ:

”میرے پاس کسی ایسے جاننے والے واقف کار کو بھیجو کہ اس سے جو کچھ میں چاہوں، دریافت کر سکوں۔“ نعمان نے اس کے پاس عبدالمسح بن عمرو بن حسان غسانی کو بھیجا، جب وہ کسریٰ کے پاس پہنچا تو اس نے پوچھا: ”کیا تم ایک صاحب بصیرت شخص ہو؟ کہ میں تم سے سوال کروں؟“ عبدالمسح نے جواب دیا: ”اے شہنشاہ فارس! اور یافت کیجئے مجھے معلوم ہوا تو میں بتا دوں گا، ورنہ اس شخص کی نشاندہی کر دوں گا جو اسے جانتا ہوگا۔“

اس کے بعد بادشاہ نے سارا حال بیان کیا جس کو سن کر عبدالمسح نے کہا: ”اس بارے میں صحیح علم میرے ماموں کو ہے جو شام میں پہاڑ کی چوٹی پر رہتا ہے اور جس کو سلطع کا بہن کہتے ہیں۔“ بادشاہ نے کہا: ”اچھا، اس کے پاس جاؤ اور دریافت کرو۔“ پس عبدالمسح سفر دراز طے کر کے سلطع کے پاس پہنچا، وہ ایک تخت پر پڑا ہوا تھا اور اس کی زندگی کے آخری لمحات تھے۔

عبدالمسح نے اسے سلام کہا۔ اس نے سلام کی آواز سن کر سر اٹھایا اور کہا عبدالمسح! تیرا رنابقہ پر سلطع کے پاس اس حال میں آیا ہے کہ وہ مرنے کے قریب ہے۔ ساسانی بادشاہ نے اپنے قصر کے زلزلے اور آتش کدے کے بجھ جانے، موبدان کے خواب اور دجلہ کے عرضی پھیلاؤ کے بارے میں معلوم کرنے کیلئے تجھے بھیجا ہے۔ جس وقت تلاوت کی کثرت ہوگی اور صاحب عصا کا ظہور ہوگا اور دریائے ساہہ خشک اور آتش کدہ بجھ جائے تو سلطع کیلئے شام، شام نہ رہے گا اور بادشاہ مرد اور بادشاہ عورتوں کی حکومت ننگروں کے گرنے کی تعداد کے برابر ہوگی۔

یعنی یکے بعد دیگرے چودہ بادشاہوں کی حکومتیں ہوں گی اور جو کچھ ہونے والا ہے ہو کر رہے گا۔ سلطع یہ بتا کر اسی وقت فوت ہو گیا۔

عبدالمسح کسریٰ کے پاس واپس آیا اور اسے سارا حال بتایا۔ کسریٰ نے کہا جب تک ہمارے قائدان میں چودہ حکومتیں ہوں گی تو بہت سے امور پیش آئیں گے۔ اس کے بعد چار سال اس کی حکومت رہی اور باقی بادشاہوں نے خلافت فاروقی تک حکومتیں کیں۔

﴿عائقی، ابن عساکر، قرطبی، البیہقی﴾

قائد:

ابن عساکر رحمہ اللہ نے کہا سندرجہ بالا حدیث غریب ہے، ہم اس حدیث کو نہیں جانتے بجز مخروم کی روایت کے جو وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے اسے مفرد بیان کیا ہے۔ اسی طرح ابن عساکر رحمہ اللہ نے اپنی ”تاریخ“ میں سلطع کا بہن کے تذکرے میں بیان کیا ہے اور عبدالمسح کے تذکرے میں انہوں نے کہا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے روایت کو اسی طریق سے بیان کیا اور اسے معروف بن خرموذہ سے روایت کر کے کہا ہے: ”جب ولادت رسول اللہ ﷺ کی شب آئی۔“ اس کے بعد اس کی مانند روایت بیان کی اور اسی سند سے صاحب ”کتاب السحابہ“ نے اور ابن جریر رحمہ اللہ نے ”الاصابہ“ میں مرسلہ روایت کی ہے۔

شب ولادت بت اونٹھے منہ گر گیا:

حضرت عمروہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک جماعت قریش جن میں ورقہ بن نوفل، زید بن عمرو بن نفیل، عبید اللہ بن جحش اور عثمان بن حوریت تھے ان لوگوں کا ایک مشترکہ بت تھا جس کے پاس جمع ہوتے تھے۔ ایک رات جب یہ اس بت کے پاس گئے تو دیکھا کہ وہ منہ کے بل اونٹھا پڑا ہے۔ انہوں نے اس بات کو کوئی اہمیت نہ دی اور بت کو سیدھا کر کے اس کے مقام پر درست کر دیا۔ کچھ دیر گزری ہوگی کہ وہ بت پھر منہ کے بل گر گیا۔ انہوں نے دوبارہ پھر سیدھا کر کے درست کر دیا۔ تیسری مرتبہ پھر اسی طرح گر پڑا۔ اب عثمان نے کہا کہ کوئی خاص بات معلوم ہوتی ہے۔ یہ وہی بات تھی جس میں حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی تھی۔ اس وقت عثمان نے یہ اشعار پڑھے:

ایاصم العید الذی صف حولہ صنادید و قد من بعد و من قرب
لنکس مقلوبا لما ذاک قل لنا اذاک فی ام لنکس لللب
فان کان من ذلب اسانا فاننا بنوہ بالقرار و تلوی عن اللب
وان محت مقلوبا تنکت صاغرا فما الت فی الاوثان و بالسید الرب
ترجمہ: ”اے خوشی اور انیساط کے ختم جس کے طواف کیلئے قریب و عید سے بڑے
بڑے لوگ آتے ہیں۔ تو منہ کے بل اونٹھا ہوا تو ہمیں اس کی وجہ بتاؤ کیا یہ کسی خاص
بات کی وجہ ہے یا یوں ہی تفریح طبع کے طور پر ہے۔ اور اگر تو ہمارے معاصی سے
بیزار ہو کر اونٹھا ہے تو ہم اعتراض تصور کرتے ہیں اور معصیت سے اجتناب کا اقرار
کرتے ہیں۔ اور اگر تو مقلوب ہو گیا اور ذلت و رسوائی نے تجھے منہ کے بل گرایا ہے تو
جب تو بتوں میں سرداری اور معبود ہونے کے لائق نہیں۔“

راوی کا بیان کہ انہوں نے پھر اس بت کو اٹھایا اور اس کی جگہ پر قائم کر دیا جب وہ سیدھا ہوا تو یہ
حکم خداوندی کی جانب سے یہ کہتے سنا گیا:

لودی لمو لود انارت بنوره جمع لجاج الارض بالشرق والغوب
و خرت له الاوثان طرا واعدت قلوب ملوک الارض طرا من الرغب
و نار جمیع القوم باغت و اظلمت وقد بات شاه الفرس فی اعظیم الکوب
و صدت عن الکھان بالغیب جنھا فلا مخیر منهم بحق ولا کذب
لیال ال فسی ارجعوا عن ضللا لکم وھوا الی الاسلام و المنزل الرجب
ترجمہ: ”میرا گرنا اس مولود کی وجہ سے ہے جس کے نور کے طفیل کہ زمین کے مشرق و مغرب
کے تمام راستے منور اور روشن ہو گئے ہیں۔ اور اس مولود کی وجہ سے تمام بت گر پڑے ہیں اور جہان آباد
کے تمام بادشاہوں دل کے میں اس کے رعب سے لرزہ برپا ہوا ہو گئے۔ اور فارس کے تمام آتش کدے بجھ
کر تاریک ہو گئے ہیں اور فارس کے اعلیٰ مرتبت بادشاہ کو شدید درد و تکلیف کا سامنا ہے۔ اور کانہوں کے

پاس بھی خبریں لانے والے جنات کو روک دیا گیا۔ ان کے پاس اب کئی خبر ہے نہ جھوٹی۔ تو اسے اولاً تو قہقہے! تم راہِ خلافت اور کجروی سے لوٹ کر اسلام کی راہ اور کشادہ منزل کی طرف دوڑ کر پہنچو۔“

﴿غزالی البدائع﴾

ہشام بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنی دادیؓ سے کہتے حضرت ابو بکرؓ سے روایت کی کہ زید بن عمرو بن نفیل اور ورقہ بن نوفل دونوں بتایا کرتے تھے کہ اصحابِ قبل کی ہلاکت کے واقعہ کے بعد ہم دونوں نجاشی شاہِ حبشہ کے پاس پہنچے تو اس نے ہم سے کہا: ”اے قریشی بزرگوار مجھے بتاؤ کیا تم لوگوں میں کوئی ایسا بچہ پیدا ہوا ہے جس کے باپ کو خدا کے نام پر ذبح ہونا تھا پھر قرعہ کے بعد وہ بچ گئے اور ان کے عوض بہت سے اونٹ بطور دیت قربان کر دیئے گئے۔“

ہم نے جواب دیا: ہاں! ایسا ہی ہوا ہے۔ اس نے پوچھا: ”وہ بچہ کہاں ہیں؟“ ہم نے بتایا: ”انہوں نے نہری قبیلہ کی ایک شریفہ دادی آمنہ سے نکاح کیا اور پھر کچھ ہی دنوں بعد اپنی بیوی کو حاملہ چھوڑ کر فوت ہو گئے۔“ اس نے کہا: ”تمہیں معلوم ہے کہ اس عورت کے فرزند پیدا ہوا، یا نہیں؟“ ورقہ نے جواب دیا: ”اے بادشاہ! میں ایک شب کا واقعہ عرض کرتا ہوں کہ ہم اپنے مخصوص بت کے قریب ہی بیٹھے تھے کہ اس کے اندر سے بھی طور پر سنا گیا، وہ کہہ رہا تھا:

وَلَدَ النَّبِيُّ لَدُنِّي لَا مَلَكَ

وَنَائِي الضَّلَالِ وَادْبِرِ الْأَشْرَاقِ

اس کے بعد وہ بت سر کے بل کر بڑا بھر زید نے کہا: ”اے عزتِ مآب بادشاہ! اسی نوعیت کی ایک اطلاع میرے پاس بھی ہے۔ میں اس رات گھر سے نکل کر جبلِ ابوقیس پر آیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص آسمان سے اتار رہا ہے اس کے دو سبز بازو ہیں وہ ابوقیس پر اتار کر ٹھہرا۔ پھر اس نے مکہ کی سمت رخ کیا اور کہا:

”شیطان رسوا ہوا۔ بت پرستی کا اعلان ہو گیا اور الامین آج پیدا ہو گیا۔ پھر اس نے اپنے کپڑے کو پھیلا دیا جو اس کے ساتھ ہی تھا اور وہ اتر مشرق تا مغرب محیط ہو گیا اور پھر میں نے ایک ایسا تیز نور دیکھا کہ میں ڈرا گئیں یہ میری بصارت نہ سب کر لے میں نے جو کچھ مشاہدہ کیا میں اس سے خوف زدہ ہو گیا پھر وہ شخص اپنے بازو پھیلا کر اتر اور حات کعبہ پر اتر اور وہاں سے بھی روشنی اور نور پھیلا جس سے تنہا نہ کا وسیع علاقہ منور ہو گیا پھر اس نے کہا کہ ارضِ پاک ہو گیا اور اس سے تاریکی اور ظلمت دور ہو گئی اور کعبہ میں جس قدر بت تھے اس نے ان کی طرف اشارہ کر کے دیکھا وہ سب کے سب گر پڑے۔“

نجاشی نے کہا: تمہارا پہلا ہو جو کچھ مجھے اس رات پیش آیا۔ اب اس کو میں تم سے بیان کرتا ہوں۔ اس رات میں جس کا تم ذکر کر رہے تھے۔ میں محل کے ایک کمرے میں بیٹھا تھا کہ دفعتاً میرے سامنے زمین کی طرف سے ایک سرگردن کے مقام تک ابھر اور کہا: اصحابِ قبل پر ہلاکت نازل ہوئی۔ ان کو دیا بل نے ”بِحِجَابٍ مِنْ سِجِّيلٍ“ سے ہلاک کر دیا۔ اشرم جو محرم و سرکش تھا سر گیا اور وہ نبی امی جو حرمی اور کبی ہے

پیدا ہو گیا تو جس نے اس کی دعوت کو قبول کیا وہ نجات یافتہ ہوا اور جس کی نے انکار کیا وہ سراسر نقصان و زیاں میں ہے۔ اس کے بعد وہ غالب ہو گیا۔ پھر دوسرے دن کی صبح ہوئی اور میں نے بات کرنے کی کوشش کی مگر میں نے محسوس کیا کہ ”قوت مطلقہ“ منقود ہے۔ میں نے کھڑے ہونے کی کوشش کی مگر نہ ہو سکا۔ اس کے بعد میرے پاس گھروالے آئے۔ میں نے ان سے کہا: ”میں کے ہاشموں کو میرے پاس نہ آئے دو۔“ تو انہوں نے لوگوں کو آنے سے روکا۔ اس کے بعد میری قوت گویائی اور قوت رفتاری رات کو خود بحال ہو گئے۔

﴿خرابی الیہ انک﴾

نبی کریم ﷺ کی بعض جسمانی خصوصیات

آپ ناف بریدہ اور مختون شدہ پیدا ہوئے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے رب کا مجھ پر جو انعام و اکرام ہے، ان میں سے ایک یہ ہے کہ میں تختہ شدہ پیدا ہوا اور میرے ستر کو کسی نے نہ دیکھا۔
 ﴿اسی روایت کو ”اختارہ“ میں ضیاء الرحمن نے نقل کیا ہے اور صحیح کہا ہے۔﴾

﴿طبرانی، المعجم، ابن عساکر﴾
 یونس بن عطاء رحمۃ اللہ علیہ کو حکم ابن ابان رضی اللہ عنہ نے اور انہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اور انہیں بن عباس رضی اللہ عنہ نے خبر دی اور انہوں نے اپنے والد حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت عبدالمطلب جاتے تھے کہ حضور نبی کریم ﷺ مختون و سرور پیدا ہوئے اور اس حالت پر انہوں نے تعجب کیا اور فرمایا: یقیناً میرے اس غرقہ کی بڑی شان ہوگی۔

﴿اس روایت کو تہذیبی، ابونعیم اور ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہم نے بھی بیان کیا ہے۔﴾

﴿ابن سعد﴾

ناف بریدہ:

حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ناف بریدہ اور مختون شدہ پیدا ہوئے۔

﴿ابن سعد، ابن عساکر﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ولادت تختہ شدہ حالت میں ہوئی۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ناف بریدہ اور مختون شدہ پیدا ہوئے۔

﴿ابن عساکر﴾

مختون شدہ انبیاء کرام:

حضرت آدم علیہ السلام مختون شدہ پیدا ہوئے پھر ان کی اولاد میں سے بارہ انبیاء کرام مختون شدہ پیدا کیے گئے ان میں آخری نبی رسول اللہ ﷺ ہیں۔ وہ انبیاء کرام علیہم السلام جن کو یہ حالت مختون پیدا کیا گیا اور جن کی تعداد بارہ بتائی گئی ہے: مندرجہ ذیل ہیں:

حضرت شیثؑ، حضرت اورلئسؑ، حضرت نوحؑ، حضرت مامؑ، حضرت لوطؑ، حضرت یوسفؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت سلیمانؑ، حضرت شعیبؑ، حضرت ہودؑ اور حضرت صالحؑ۔ ان سب پر گزیدہ انبیاء پر سلام ہو۔

﴿ما کم المسد رک﴾

حضرت ابی بکرؓ سے روایت ہے کہ حضرت جبرئیلؑ نے نبی کریم ﷺ کی تختہ اسوقت کی جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے قلب اطہر کی تطہیر کی تھی۔

﴿لمبرانی، اربعہ، ابن مساکر﴾

نبی کریم ﷺ کا مہد میں چاند سے باتیں کرتے تھے:

حضرت عباس بن عبدالمطلبؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے تو آپ کی نبوت کی نشانوں نے آپ کے دین میں داخل ہونے کی دعوت دی تھی۔ میں نے دیکھا کہ آپ گہوارے میں چاند سے باتیں کرتے اور اپنی انگلی سے اس کی طرف اشارہ کرتے اور جس طرف اشارہ فرماتے چاند جھٹک جاتا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں چاند سے باتیں کرتا تھا اور چاند مجھ سے باتیں کرتا تھا اور وہ مجھے رونے سے بہلاتا تھا اور اس کے عرش الہی کے نیچے سجدہ کرتے وقت، میں اس کی تسبیح کرنے کی آواز کو سنا کرتا تھا۔

﴿تصحیح، صابونی الماتین، خطیب، ابن مساکر﴾

فائدہ:

نبی نے کہا ہے اس کی سند میں احمد بن ابراہیم جیلی ہے جو کہ منفرد ہے اور مجہول بھی ہے اور صابونی رحمہ اللہ نے کہا ہے یہ حدیث غریب الاسناد ہے اور متن معجزات میں حسن ہے۔

نبی کریم ﷺ کا مہد میں گفتگو کرتا:

واقعی سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اوائل عمر میں پیدا ہوتے ہی کلام فرمایا۔

﴿حافظ ابن حجر مریض بخاری﴾

نبی کریم ﷺ کے گہوارے کو فرشتے ہلاتے تھے اور سب سے پہلا کلام جو آپ نے کیا وہ یہ تھا:

”اللہ اکبر کبیراً والحمد للہ کبیراً“

﴿ابن سعید الخاضع﴾

زمانہ رضاعت کے معجزات

حضرت علیہ السلام کے گھر میں برکتیں:

عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب کی سند سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ طہر بنت حارث رسول اللہ ﷺ کی رضائی والدہ ہیں۔ انہوں نے مجھ سے بیان کیا۔ وہ کہتی ہیں کہ میں بنی سعد بن بکر کی عورتوں کے ساتھ مکہ مکرمہ آئی۔ ہم سب عورتیں خشک سالی میں شیر خورانی کیلئے بچوں کی جستہ کرنے لگیں۔ میں ایک گدھی پر آئی اور میرے ساتھ ایک بچہ اور ایک اونٹنی بھی تھی اور وہ ایک قطرہ دودھ نہ دیتی تھی اور ہم تمام رات اس بچہ سمیت سونہ سکتے تھے اور میری چھاتی میں اتنا دودھ نہ تھا جس سے بچہ شکم سیر ہو سکتا، نہ اونٹنی کے دودھ تھا کہ جس سے مدد لے سکتے، ہم مکہ پہنچ گئے اور مجھے یقین ہے کہ خواتین سعد یہ میں سے ہر ایک کو موقع دیا گیا کہ وہ محمد (ﷺ) کو دودھ پلائے، مگر جب اسے پتہ چلا کہ یہ بچہ یتیم ہے تو وہ دودھ پلانے سے انکار کر دیتی۔ حسن اتفاق سے میری ساتھی تمام عورتوں کو بچے مل گئے اور اب میرے لیے سوائے حضور نبی کریم ﷺ کے کوئی بچہ نہ تھا۔ میں نے اپنے شوہر سے کہا: ”میں اس بات کو ناپسند کرتی ہوں کہ تمام عورتیں دودھ پلائی کیلئے بچے لے کر لوٹیں اور میرے پاس کوئی بچہ ہی نہ ہو لہذا میں جاتی ہوں اور اس کو لیتی ہوں۔“

بہر حال میں گئی اور بلا تردد نبی کریم ﷺ کو لے کر اپنے پڑاؤ پر آ گئی۔ میری چھاتی میں جو کچھ بھی دودھ تھا میں نے بہر طور اپنا پستان حضور نبی کریم ﷺ کے منہ میں دیا اور آپ ﷺ سیر ہو گئے اور آپ ﷺ کے رضائی بھائی نے بھی بچا، وہ بھی سیر ہو گئے۔ میرے شوہر نے اونٹنی کا دودھ دیا اور ہم نے خوب سیر ہو کر بچا اور آرام سے رات بسر ہوئی پھر میرے شوہر نے کہا: ”حضور نبی کریم ﷺ کو سب سے پہلے دودھ پلانے والی غیر عورت ثویبہ ابولہب کی کنیز تھی جس شب حضور نبی کریم ﷺ تولد ہوئے تو ثویبہ نے ابولہب کو خوشخبری سنائی کہ تمہارے بھائی عبداللہ کے گھر فرزند پیدا ہوا ہے۔ ابولہب نے اس عژدہ پر اس کو آزاد کر دیا اور اس نے جا کر حضور نبی کریم ﷺ کو دودھ پلایا۔ شب دوشنبہ کو ابولہب پر حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت پر خوشی اور مسرت کے باعث عذاب کم ہو جاتا ہے ہر چند کہ وہ کافر تھا اور عذاب میں شدید جلا ہے لیکن چونکہ میلاد النبی پر خوش ہوا اور لوٹنے کو آزاد کر دیا اس لیے اس پر انعام ہوا۔“ اے علیہ السلام! میں محسوس کرتا ہوں کہ تم بڑے خوش نصیب اور برکت والے صاحبزادے کو حاصل کر لائی ہو۔ کیا تم نے اندازہ نہیں کیا؟“ پھر ہمارا چھوٹا سا قافلہ اپنے علاقہ بنو سعد کے قریب کی طرف واپس ہوا۔ راہ سفر میں میری گدھی تو اتنی تیز رفتار ہو گئی کہ اس نے قافلہ کی تمام سواروں کو پیچھے چھوڑ دیا جس پر ساتھی عورتوں نے کہا کیا یہ وہی گدھی ہے جس پر آتے میں تم پر سوار تھیں؟ میں نے کہا ہاں یہ وہی گدھی ہے۔

انہوں نے کہا اب تو اس گدہ کی بڑی شان ہے۔ اب ہم اپنے قبیلے اور علاقہ میں آگئے اور ہم اپنے اس علاقہ کو سارے علاقوں سے خشک اور تیز زردہ جانتے تھے مگر اب یہ حال تھا کہ ہماری بکریاں چرنے جاتیں اور شام کو شکم سیر اور دودھ سے لبریز آتیں، ہم ان سے دودھ اپنی ضرورت کے مطابق نکال لیتے اور دوسرے لوگوں کی بکریوں کا یہ حال کہ وہ دودھ سے قطعی طور پر خشک، باوجود یہ کہ دونوں کی چراگاہ ایک تھی۔ وہ اپنے چراگاہوں سے کہتے کہ جہاں عیسائی بکریاں چرتی ہیں، اس طرف کب نہیں چراتے؟

اس کے بعد وہ اپنی بکریوں کو میری بکریوں کے ساتھ ہی رکھتے مگر اس کے باوجود ان کی بکریاں بھوکا رہتیں اور دودھ نہ دیتیں۔ ہم اس خیرہ برکت کو محسوس کرتے اور اس کی وجہ بھی جانتے تھے۔ اسی طرح دو سال گزر گئے اور نبی کریم ﷺ کی فتنہ و فساد دوسرے بچوں کے مقابلے میں زیادہ رہتی اور دو سال کی عمر میں آپہ کھانے پینے والے لڑکے ہو گئے اور پھر ہم آپ کو آپ کی والدہ ماجدہ کے پاس لائے اور جو خیر و برکت ہم کو نبی کریم ﷺ کی وجہ سے میسر ہوئی تھی اس کے اٹھارہ دینان میں ہم نے لگن کیا۔

ایک روز آپ ﷺ کی والدہ سے ہم نے کہا: "اے بی بی! اجازت دو کہ ہم اپنے گواہ ساتھ لے جائیں کیونکہ ہمیں اندیشہ ہے کہ شہر مکہ کی دیوان پر اثر انداز نہ ہو جائے۔" ہمارا اصرار جاری رہا اور اس کا نتیجہ وہی ہوا جو ہمیں مطلوب تھا اور محترمہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ساتھ واپس لے جانے کی اجازت دے دی۔

شق صدر:

ہم نبی کریم ﷺ کو لے کر واپس آ گئے۔ دو یا تین ماہ گزرے ہوں گے۔ ایک روز ہمارے مکان کے چچے آپ ﷺ اور رضاعی بھائی بکریوں کے ساتھ تھے کہ وقت آپ ﷺ کا ساتھی برادر رضاعی دوڑتا بھاگتا اور بدحواسی کے عالم میں آیا۔ اس نے کہا:

"قریش بھائی کے پاس سفید کپڑے پہنے دو آدمی آئے اور انہوں نے لٹا کر ان کا سینہ چاک کر دیا۔" یہ سن کر میں اور حضور نبی کریم ﷺ کے رضاعی والد دوڑ کر پہنچے تو ہم نے نبی کریم ﷺ کو کھڑا ہوا پایا۔ آپ ﷺ کا رنگ فق تھا، آپ کے رضاعی والد نے نبی کریم ﷺ کو سینے سے لگایا اور دریافت کیا کہ اسے اپنے اتھارا کیا حال ہے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "میرے پاس سفید کپڑے پہنے دو آدمی آئے پھر انہوں نے مجھ کو لٹا کر سینہ چاک کیا اور اس میں سے کوئی چیز نکال کر پھینک دی اور پھر ویسا ہی کرو یا جیسا کہ پہلے تھا۔" ہم نبی کریم ﷺ کو گھر پر لے آئے۔

پھر ان کے رضاعی والد نے کہا: "اے علیہ! مجھے تو ذرا ہو گیا کہ محمد (ﷺ) کو کوئی مصیبت نہ پہنچ جائے لہذا میرے خیال میں انہیں ان کے گھر والوں کے پاس پہنچا دینا چاہیے۔" حضرت علیہ کہتی ہیں ہم آپ ﷺ کو مکہ میں آپ ﷺ کی والدہ کے پاس لے آئے۔ سیدہ آمنہ نے کہا تم انہیں کس وجہ سے لے آئیں؟ یاد جو یہ کہ تم ان کو اپنے پاس رکھنے کی بڑی مشاق تھیں؟

میں نے جواب دیا کہ ہمیں ان کے تلف ہو جانے اور کسی نئی بات کے رونما ہونے کا خوف ہے؟ انہوں نے پوچھا: ”کیا بات ہوئی؟ ٹھیک ٹھیک پوری بات بتاؤ؟“ ہم نے ساری صورت حال کہہ سائی۔ انہوں نے کہا: شاید تمہیں اندیشہ لاحق ہو کہ نبی اللہ (ﷺ) پر شیطان کا اثر ہوا ہے۔ واللہ! شیطان کا ہاتھ آپ تک نہیں پہنچ سکتا۔ میرا بیٹا بڑی شان والا ہے۔ وہ بات میں تمہیں بھی بتا دوں جس کی خبر مجھ کو دے دی تھی ہے؟ ہم نے کہا ضرور بیان کیجئے تب انہوں نے کہنا شروع کیا:

”میں اسی پچھلے معاملہ ہوئی تو دورانِ غسل کسی طرح کی گرانی اور بد مزگی محسوس نہ کی اور خواب میں دیکھا کہ میرے جسم سے نور برآمد ہوا ہے جس کی روشنی سے کھداتِ شام روشن ہو گئے اور آپ ﷺ کی پیدائش ایک نادرہ روزگار ہے اور عجیب شان سے ہوئی ہے۔ آپ ﷺ ہاتھوں پر ایک لگائے ہوئے آسمان کی طرف دیکھ رہے تھے۔“

﴿ابن اسحاق، ابن راہویہ، ابوداؤد، الطبرانی، ابوالقاسم، بیہقی، ابن عساکر﴾

رسول اللہ ﷺ کا سب سے پہلا کلام:

محمد بن زکریا غلابی رحمہ اللہ، یعقوب بن جعفر بن سلیمان رحمہ اللہ سے، انہوں نے حضرت علی بن عبداللہ بن عباس رحمہ اللہ سے انہوں نے اپنے والد اور انہوں نے ان کے دادا سے روایت کی کہ حضرت علیہ السلام بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے بولنا شروع کیا تو آپ ﷺ کا سب سے پہلا کلام:

”اللہ اکبر، اکبر، الخمد لله، اکبر، و سبحان الله، مکرر“

تھا اور جب چلنے پھرنے کی سر میں آئے تو باہر جاتے مگر بچوں کے ساتھ کھیلنے سے اجتناب فرماتے۔ ایک دن آپ ﷺ نے مجھ سے پوچھا:

”اے امی! کیا وجہ ہے کہ میں دن بھر بھائی کو موجود نہیں پاتا۔“ میں نے جواب دیا: ”جان من! وہ بکریاں چرانے اندھیرے سے جاتے ہیں اور رات کو واپس آتے ہیں۔“ آپ نے ارشاد فرمایا: ”مجھے ان کے ساتھ کیوں نہیں بھیجا کرتیں؟“ اس کے بعد آپ ﷺ بکریاں چرانے کیلئے جاتے گئے۔

ایک مرتبہ آوصاد بن غزرنے کے بعد میرا لڑکا ضمیر روتا بیٹا اور دوڑتا ہوا آیا۔ اس کی پیشانی سے پسینہ ٹپک رہا تھا۔ اس نے پکارا: ”اے ابو! اے امی! محمد (ﷺ) قریشی بھائی کے پاس جلد جاؤ۔ وہ مرجائیں گے۔“ ہم نے پوچھا محمد (ﷺ) کو کیا ہوا؟ تو اس نے بتایا کہ ہم کھڑے تھے کہ اچانک ایک شخص نظر آیا اس نے محمد (ﷺ) کو بکڑا اور پہاڑ پر لے گیا۔ میں دیکھ رہا تھا کہ اس نے پسینہ چاک کیا پھر آپ کو خبر دینے آگیا ہوں۔ اس کے بعد میں اس کے باپ دونوں دوڑے، ہم نے دیکھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہاڑ پر بیٹھے ہیں، نظر اوپر آسمان کی طرف ہے اور تیسرے فرما رہے ہیں۔ پھر میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر چمکی اور آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان پورے لیا اور کہا میری جان تم پر لدا ہو تمہیں کیا مصیبت پہنچی؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

اے امی! بالکل خیریت ہے پھر فرمایا: اس وقت ہم کھڑے تھے کہ تین اشخاص نمودار ہوئے ایک کے ہاتھ میں چاندی کا آفتاب، دوسرے کے ہاتھ میں سبز زمرہ کا طشت برف سے لبریز تھا۔ انہوں نے پکڑا اور اس پہاڑ کی بلندی پر لے آئے اور مجھے نرمی کے ساتھ میدانِ عالیاں دیا، پھر میرا سینہ ناف تک چیرا۔ میں ان کو دیکھتا رہا، مجھ کو کوئی گھبراہٹ ہوئی نہ درد و تکلیف، اس کے بعد انہوں نے اپنا ہاتھ میرے پیٹ میں داخل کیا اور آنتوں کو نکال کر برف سے انہیں غسل دیا۔ اس کے بعد جسم میں اپنے مقام پر رکھ دیا۔ دوسرا شخص میرے قریب آیا اور اپنا ہاتھ ڈال کر میرے دل کو نکالا۔ شق کیا اور اس کے اندر سے خون آلودہ گوشت کا سیاہ نقطہ نکال کر پسینک دیا اور کہا:

”اے حبیب! یہ آپ کے دل میں شیطان کا حصہ تھا۔“ پھر اسے اس چیز سے بھرا جو اس کے پاس تھی اور اس کی جگہ پر رکھ دیا اور نور کی انجستری سے اس پر مہر لگا دی۔ اس وقت بھی میں اس مہر کی ٹھنڈک اور طراوت اپنے جسم میں محسوس کرتا ہوں۔ اس کے بعد وہ تیسرا شخص جو کھڑا تھا اس نے کہا: ”اب تم ہٹ جاؤ، تم کو خدا نے جو حکم دیا تھا اسے تم نے پورا کر لیا۔“

اب وہ میرے قریب آیا اور اس نے اپنے ہاتھ کو میرے پیٹ کے جوڑے سے ناف تک پھیرا اور کہا: آپ کو آپ ﷺ کی امت کے دس آدمیوں کے ساتھ وزن کرو۔ تو انہوں نے مجھ کو وزن کیا اور ان دس پر وزنی رہا پھر کہا انہیں چھوڑ دو، اگر تم ان کو ساری امت کے ساتھ وزن کرو گے تو یقیناً حضور نبی کریم ﷺ سب سے بھاری رہیں گے۔

اس کے بعد انہوں نے مجھے نہایت نرمی کے ساتھ پکڑا کر اٹھایا اور وہ سب مجھ پر جھک پڑے اور میرے سر اور پیشانی کا بوسہ لیا اور کہا: ”اے اللہ کے حبیب ﷺ! آپ خوف نہ کریں، وگرنہ آپ کو ادراک ہوتا کہ اللہ تعالیٰ آپ پر کس درجہ مہربان ہے تو بے شک آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں۔“ انہوں نے مجھے اس چمک دینے والا چھوڑ دیا اور خود فضا میں اڑتے اور بلند ہوتے رہے حتیٰ کہ آسمان کی پہنائیوں میں مستور ہو گئے۔

حضرت علیہ السلام یہ فرماتی ہیں پھر آپ ﷺ کو افنا کر بتی سعد کی بہتی میں لے آئی۔ لوگوں نے مشورہ دیا کہ ان کو کاہن کے پاس لے جاؤ تاکہ وہ دیکھ بھال کر کے اس مرض کا علاج وغیرہ کرے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس خیال کے پیش نظر تم یہ مشورہ دے رہے ہو، وہ حالت اس میرے واقعہ میں نہیں ہے میں ہر لحاظ سے ٹھیک ہوں۔ کچھ دوسرے لوگوں نے کہا ان کو ضرور اذیت پہنچی ہے یا کسی جن کا اثر ہے۔

غرض کہ لوگوں کی رائے میرے کہنے پر غالب رہی اور میں محمد (ﷺ) کو کاہن کے پاس لے کر پہنچی اور اس سے سارا ماجرا بیان کیا۔ اس نے کہا: ”خاتون! آپ خاموش رہیں میں بچہ سے مننا چاہتا ہوں اس لیے کہ یہ اپنے معاملہ سے زیادہ واقف ہے۔“

اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے از اول تا آخر پوری بات بیان کیا جس کو سن کر کاہن اچھلا، کھڑا ہوا، اور بآواز بلند کہنے لگا:

”اے الی عرب!“ ”بنی مشرق قد اضرک“ تم اس بچہ کو قتل کرو اور اس کے ساتھ ہی مجھے

بھی قتل کر دو، کیونکہ اگر تم نے اس کو زندہ چھوڑا تو یہ تم لوگوں کے فہم و فراست کو رموا کر دے گا اور تمہارے ادیان کی تکفیر کرے گا اور تم کو ایسے خدا کی طرف بلائے گا جس کا تم نہیں جانتے اور ایسے دین کی دعوت دے گا جس کا تمہیں علم نہیں۔“

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب میں نے اس کی یہ باتیں سنی تو میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہاتھ کاہن کی گرفت سے چھڑا لیا اور کسی قدر زور الفاظ میں میں نے کاہن سے کہا: ”تو خاصہ پاگل ہے اگر میں جانتی کہ تو اس کی کو اس کرے گا تو میں ہرگز اپنے بچے کو حیرے پاس نہ لاتی، تو کسی اور کو اپنے قتل کیلئے بلا لے۔ میں ہرگز محمد ﷺ کو قتل نہ ہونے دوں گی۔“ پھر میں حضور نبی کریم ﷺ کو اپنے گھر پر لے آئی۔

اس کے بعد میں آپ ﷺ کو قبیلہ سعد کے گھروں میں لے جاتی اور آپ کے جسم سے مجھ کو مسک کی طرح خوشبو آتی اور روزانہ دو شخص گور سے رنگ کے آپ کے پاس آسمان سے اترتے اور آپ کے کپڑوں میں غائب ہو جاتے، ظاہر نہ ہو جاتے جب کچھ لوگ واقف ہوئے تو انہوں نے مشورہ دیا: ”اے بی بی حلیمہ! محمد ﷺ کو ان کے دادا کے پاس بچپنا دو اور تم اپنی امانت سے سبکدوش ہو جاؤ۔“ حضرت حلیمہ فرماتی ہیں: جب میں نے اس مشورہ پر عمل کرنے کا ارادہ کیا تو میں نے کسی مٹاوی کو پکارتے ہوئے سنا:

”اے سرزمین مکہ! آج تمہیں سبامک ہو، آج تم پر نور، دین، عزت، حرمت اور کمال بخشا جا رہا ہے، جو تمہیں حاصل تھا مگر اب دہائی حیثیت سے حاصل رہے گا۔ حضرت حلیمہ بیان کرتی ہیں میں نے یہ سارا ماجرا حضرت عبدالمطلب سے بیان کیا تو انہوں نے جواب دیا اے حلیمہ! بلاشبہ میرا یہ فرزند بڑی شان والا ہے اور میری آرزو ہے کہ میں اس کے اس زمانہ کو پاؤں جس میں اس کی شان و شوکت کا ظہور ہو۔“

﴿حقیقی ماہین عسا کر﴾

زہری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے دادا حضرت عبدالمطلب کی آغوش میں تھے تو نبی سعد کی ایک عورت نے آپ ﷺ کو دودھ پلایا اور وہ عورت حضور نبی کریم ﷺ کو ”موق عکاظ“ میں لے کر پہنچی۔ ایک کاہن کی نظر آپ ﷺ پر پڑ گئی، اس نے یہ غور دیکھا اور پھر بولا:

اے عکاظ والو! اس بچہ کو قتل کر دو، کیونکہ یہ ایک انقلاب کا بانی ہوگا۔ حلیمہ نے جب یہ سنا تو پھر قی کے ساتھ کاہن سے دور لے گئیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اس کے شر سے بچا لیا۔

حضور نبی کریم ﷺ حلیمہ کے ہاتھوں پلے بڑھتے رہے، حضرت حلیمہ کی لڑکی شیماء آپ کو کھلایا کرتی تھیں۔ ایک دن اس رضاعی بہن نے آکر کہا: ”اے اماں جان! میں نے دیکھا چند آدمی اترے اور انہوں نے قریشی بھائی کو پکڑا اور ہیٹ پھاڑ ڈالا۔“ حضرت حلیمہ شور و بکا کرتی ہوئی دوڑتی بھاگتی حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آئیں۔ آپ ﷺ بیٹھے تھے اور چہرہ کا رنگ فق تھا اور کوئی پاس نہ تھا۔ وہ اب نبی کریم ﷺ کو لے کر میدہ آمد کے پاس آئیں اور کہنے لگیں۔ آپ اپنے بچے کو اپنے پاس ہی رکھئے کیونکہ مجھ اس کے بارے میں اندیشہ معلوم ہوتا ہے۔“

سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نہیں، نہیں جس چیز سے تم اندیشہ کرتی ہو وہ میرے بچے پر نہیں ہے۔ ایام حمل میں بہ کثرت اچھی خوابیں میں دیکھتی رہی ہوں اور وہ اس شان سے پیدا ہوا کہ آپ اپنے ہاتھوں پر سہارا لیے اور نظریں آسمان پر منائے ہوئے تھا۔ پھر عبدالمطلب نے آپ ﷺ کو واپس لے لیا اور اس کے کچھ عرصہ بعد آپ کی والدہ محترمہ وفات پا گئیں اور آپ کیلئے صرف دادا کی آغوش تربیت باقی رہ گئی۔

نبی کریم ﷺ حضرت عبدالمطلب کی کفالت میں:

زمانہ خور و سالی میں آپ ﷺ آتے اور دادا جان کی مسند پر بیٹھ جاتے اور وہ آپ ﷺ کیلئے جگہ دے دیتے جب بڑے ہوئے تو خادم یا لونڈی جو دادا کے ساتھ ہوتی تو کہتی: رسول اللہ ﷺ دادا کی مسند سے ہٹ جائیے۔ حضرت عبدالمطلب اس کی یہ بات سن کر کہتے میرے بیٹے سے کچھ نہ کہو، کیونکہ اس کو کوئی خیر و بھلائی کا شعور ہے کچھ عرصہ بعد آپ ﷺ کے دادا کا بھی انتقال ہو گیا۔ حضرت ابو طالب نے آپ ﷺ کی کفالت اپنے ذمہ لے لی۔ رسول اللہ ﷺ کے جوانی کے زمانہ میں ابو طالب تجارت کیلئے شام کی طرف روانہ ہوئے تو آپ ﷺ کو بھی ساتھ لیا۔

اثنا عشر میں جب مقام حمار پر اترے تو ایک یہودی عالم نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھ کر ابو طالب سے پوچھا: ”کیا یہ تمہارا فرزند ہے؟“ انہوں نے جواب دیا: ”یہ میرے بھائی کا لڑکا ہے۔“ اس نے پوچھا: ”کیا آپ اس پر بہت مہربان ہیں؟“ ابو طالب نے جواب دیا: ”ہاں۔“ اس نے کہا: ”اگر تم اس کو شام لے گئے تو مجھے اندیشہ ہے کہ یہود اس کو قتل کر دیں گے کیونکہ وہ ان (علامات کے حامل شخص) کے دشمن ہیں۔“ اس کے بعد ابو طالب نبی کریم ﷺ کو لے کر مکہ واپس آ گئے۔

﴿تنبی﴾

بچپن کے حالات زیان نبوت سے:

حضرت شہاد بن اول سے روایت ہے کہ ہنوعامر کے ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا کہ آپ کے بارے میں حقیقت امر کیا ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری شان کی ابتداء یہ ہے کہ میں حضرت ابراہیم سے کی دعا اور اپنے بھائی حضرت یسٰیؑ کی بشارت اور اپنی والدہ کا اکلوتا فرزند ہوں۔ میری پیدائش کے سلسلے میں جب والدہ حاملہ ہوئیں تو طریقہ عام کے مطابق بوجہ عسوسی نہیں کیا، نہ اپنی سسلیوں سے اس کی شکایت کیا کرتی تھیں۔ پھر انہوں نے خواب میں دیکھا کہ وہ حمل ایک نور ہے۔ وہ بیان کرتیں کہ میں اپنی نگاہوں کو اس نور کے پیچھے دوڑاتی تھی مگر وہ نور میری نگاہ سے آگے بڑھتا رہا یہاں تک کہ مجھ پر زمین کے مشرق و مغرب روشن ہو گئے پھر انہوں نے مجھے تولد کیا اور میں نشو و نما پانے لگا جب میں کچھ بڑا ہوا تو مجھے قریب میں قریش کے جو بت تھے، برے معلوم ہونے لگے اور شعر کوئی سے مجھے نفرت ہو گئی۔ اس وقت میں بنی لیث بن بکر میں دودھ پیا کرتا تھا۔

اسی زمانے میں ایک دن میں اپنے گھر سے دور ہم عمر بچوں کے ساتھ صحرا میں تھا کہ یکایک تین اشخاص نمودار ہوئے ایک کے ہاتھ میں سونے کا طشت ہرقب سے بھرا ہوا تھا۔ انہوں نے میرے ساتھیوں

کے درمیان سے مجھے پکڑ لیا۔ پھر ان میں سے ایک شخص نے زری کے ساتھ مجھے زمین پر لٹا دیا۔ اس کے بعد دین کے جوڑ سے ناف تک چرا، میں اس ٹل کو دیکھ رہا تھا اور مجھے کوئی تکلیف نہ ہوئی۔ اس نے میرے پیٹ سے ہر شے کو باہر نکال کر برف کے پانی سے غسل دیا۔ اس نے جسمانی نظام کو حسب سابق درست کر دیا پھر دوسرے کھڑے ہوئے شخص نے اس سے کہا: اب تم ہٹ جاؤ پھر اب اس نے ہاتھ ڈال کر میرے دل کو نکالا۔ میں دیکھ رہا تھا کہ میں اس نے دل کو چیر کر سیاہ گوشت کے ٹکڑے کو نکال کر پھینک دیا۔

اس کے بعد اس نے دونوں طرف دیکھا جیسے وہ کسی شے کا حواسی ہو۔ دفعت میں نے اس کے ہاتھ میں الجھنچی دیکھی، بڑی چمکدار اور منور تھی، اس نے اس کے ذریعہ دل پر مہر کیا اور اسے نور سے بھر دیا پھر دل کو اس کے خاص مقام پر رکھ کر بڑی ہی چابکدستی سے ہٹا دیا۔

اس کے بعد تیسرا شخص آگے بڑھا اور اس نے اپنا ہاتھ سینے کے جوڑ سے ناف تک پھیرا تو شکاف بھر کر بے نشان ہو گیا۔ اس کے بعد میرا ہاتھ پکڑ کر بٹھا دیا گیا۔ پھر کہا آپ ﷺ کا وزن ان کی امت کے دس افراد سے کرو، چنانچہ کیا گیا اور میں دسوں پر بھاری رہا پھر کہا سو آدمیوں کے وزن کے ساتھ کرو، وزن کیا گیا اور میں پھر بھی بھاری رہا۔ اس کے بعد اس نے کہا چھوڑو اگر تم ساری امت کے ساتھ بھی وزن کرو گے جب بھی آپ ﷺ ہی بھاری رہیں گے پھر انہوں نے مجھ کو اپنے سینے سے لٹکایا اور میری آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور کہا یا حبیب اللہ ﷺ! آپ خوف نہ کریں اگر آپ ﷺ کو معلوم ہو جاتا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو یقیناً آپ ﷺ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں، پھر میں قبیلہ میں آیا اور ان کو خبر دی۔ قبیلہ کے کچھ لوگوں نے کہا اس بچہ کو یا تو اذیت پہنچی ہے یا جن کا اثر ہوا ہے لہذا ان کو کاہن کے پاس لے جاؤ تا کہ وہ عداوت کرے۔ میں نے کیا جس بات کا تم اندیشہ کر رہے ہو وہ نہیں ہے۔ میں سندرست ہوں اور میرا دل درست ہے۔ یہ سن کر میرے رضاعی باپ نے کہا: غور کرو یہ کس قدر صحیح بات کہہ رہا ہے اور میری خواہش ہے کہ بیٹے کو کوئی زحمت نہ پہنچے پھر قبیلے کے لوگ مجھے کاہن کے پاس لے گئے اور میرے ساتھ جو کچھ گزرا تھا اس کو بیان کیا۔

کاہن نے ان لوگوں سے کہا: ”میں اس بچے کو بیش آمدہ حالات اور قلبی ادراوت خواہ اس کی زبان سننا ضروری سمجھتا ہوں کیونکہ وہ اس کی آپ بیتی کیفیت ہے اور وہ دوسروں سے زیادہ بہتر طور پر جانتا ہے۔“ اس کے بعد میں نے سارا قصہ بیان کیا جب میں اپنی باتیں ختم کر چکا تو کاہن جست لگا کر کے میری طرف آیا اور اپنے سینے کی طرف مجھ کو کھینچا اور پھر یہ آواز بلند کہنے لگا:

”اے کروہ عرب! اے اولادِ محمد! اس بچہ کو ٹل کر دو۔ قسم ہے لات و عزلی کی، اگر تم نے

اس کو زندہ چھوڑ دیا اور تمہاری عمریں اس کے عہد تک رہیں تو یہ ضرور تمہارے دین و

مذہب کو بدل دے گا یہ تم کو اور تمہارے اسلاف کو بے وقوف بنائے گا اور ایک ایسا دین

لائے گا جو بالکل ہی منجانبہ غیر عربی طریقوں پر مشتمل ہوگا۔“

میری رضاعی ماں نے مجھے کاہن کی گرفت سے چھڑایا اور کہنے لگیں تو قاتر الحق معلوم ہوتا ہے۔

کاش میں تیرے پاس نہ آتی۔۔۔ مجھے واپس لے آئیں اور بھر مکہ میں مجھے والدہ کے پاس پہنچائیں۔
 ﴿ابوہنبلہ، ابو نعیم، ابی یوسف، ابی داؤد﴾

قائدہ:

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے سلسلے میں فرماتے ہیں کہ حضرت آمنہؓ نے کہا میں نے حمل کا بوجھ محسوس کیا حالانکہ دوسرے آثار میں اس کی ٹہنی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ استقراہ حمل کے ابتدائی دونوں میں کرائی اور بوجھ محسوس کیا اور استقراہ حمل یا بعد ایام میں خفت محسوس کی ہو اور یہ دونوں حالتیں عرف و عادت سے خارج ہیں۔

حضرت بریدہؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ بنی سعد میں شیر خوار کی کے زمانے میں تھے۔ حضرت آمنہؓ نے علیہ سے کہا: ”میرے بیٹے کا خیال اور نگہداشت کرنا اس لیے کہ میں نے دیکھا ہے کہ آپ ﷺ میرے بطن سے شہاب کے مانند برآمد ہوئے جس سے ساری فضا روشن ہو گئی۔ یہاں تک کہ میں نے شام کے محلات دیکھے۔“ مگر جس دن آپ ﷺ کا شق صدر کا معاملہ پیش آیا تو آپ کو علیہ کا بہن کے پاس لے گئیں اور لوگ کا بہن سے نبی کریم ﷺ کے بارے میں دریافت کرنے لگے تو اس نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا اور قیاس پکڑ کر کہنے لگا:

”اے لوگو! اسے قتل کر دو۔“ علیہ کہتی ہیں کہ میں جلدی سے گئی اور نبی کریم ﷺ کو ہاتھوں میں لے لیا اور ہمارے ساتھ جو لوگ گئے تھے وہ کا بہن سے جھگڑتے رہے اور نبی کریم ﷺ کو لے کر واپس آ گئے۔

﴿ابو نعیم﴾

یحییٰ بن یزید سعدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی سعد بن بکر کی دس عورتیں دودھ پلائی گئیں بچے لینے آئیں، تو سب عورتوں کو بچہ چل گئے صرف علیہ کو بچہ نہ ملا۔ ان کے پیش نظر اب صرف رسول اللہ ﷺ ہی تھے۔ وہ سوچتی تھیں اگر میں اس بچہ کو لے لوں تو وہ بے باپ کا ہے اور اس کی ماں بے چاری مجھ کو کیا ملے گی؟ علیہ کے شوہر نے کہا تم اسی بچہ کو لے لو، شاید اللہ تعالیٰ ہمیں اس میں برکت دے تو انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کو لے لیا اور اپنی چھاتی آپ کے منہ پر دی، جس سے آپ نے اور آپ کے رضائی بھائی نے بھی دودھ پیا، حالانکہ اس سے پہلے آپ ﷺ کے رضائی بھائی دودھ کی کمی کی وجہ سے سوتے تک نہ تھے۔

حضرت آمنہؓ نے کہا: ”اے علیہ! اس بچہ کے بارے میں اطمینان رکھ، یہ برکتیں اور سعادتیں ساتھ لانے والا ہوگا۔“ اور جو واقعات دیکھ چکی تھیں اور جو کچھ آپ ﷺ کی ولادت کے سلسلے میں کہا گیا تھا، ان کو بیان کیا اور یہ بھی بتایا کہ مجھ سے تین راتوں سے کہا جا رہا ہے کہ اپنے فرزند کو بنو سعد بن بکر کے ابو ذویب کی اولاد سے دودھ پلوانا۔ علیہ نے کہا:

”میرے مقل باپ کا نام ابو ذویب ہے۔“ بھر وہ گدھی پر اور ان کا شوہر اونٹنی پر سوار ہوا اور دونوں وادی سرور میں اپنے ہمراہیوں میں آئے۔ وہ لوگ تفریح میں مشغول تھے اور یہ دونوں پہنچ گئے۔ عورتوں

نے پوچھا: حلیمہ! کیا تجھ کو کوئی بچہ ملا ہے؟ انہوں نے کہا: میں نے ایسی خبر ویدکت والا بچہ لیا ہے جو فقید المثال ہے، ہم ابھی پڑاؤ ہی پر تھے کہ میں نے دیکھا کچھ عورتیں حسد کرنے لگی ہیں۔

﴿ابن سعد، ابویہ، ابن عساکر﴾

عبداللہ بن محمد سعدی رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ مجھ سے حلیمہ سعدیہ کے پڑوسی اور ساتھی چچا واپس آئے ہیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ وہ حلیمہ کی بکریوں کو اس طرح چرتے دیکھتے کہ وہ سر نہ اٹھاتیں اور ہماری بکریوں میں شامی رہا کرتیں اور شک و اب تک نہ پاتیں جس سے وہ پیٹ بھر لیں۔

عبداللہ بن محمد سعدیہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ حلیمہ کی رضاعت میں دو سال سے رہے پھر وہ بچہ چھوٹ گیا۔ اس وقت آپ ﷺ کی جماعت سے دو گنی عمر کا اندازہ ہوتا۔ اسی زمانے میں وہ آپ ﷺ کو والدہ کے پاس ملانے کیلئے مکہ لے گئیں۔

اشاء ربہ میں جب وادی صدر میں پہنچیں تو حبشہ کے کچھ لوگ مل گئے اور حلیمہ ان کے ہم سفر ہو گئیں۔ ان لوگوں نے غاص توجہ سے حضور نبی کریم ﷺ کو دیکھا۔ حالات پوچھے شافوں کے درمیان مہربوت اور آنکھوں میں سرخ زوروں کو دیکھ کر حلیمہ سے پوچھا کہ ان کی آنکھوں میں کچھ تکلیف ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ نہیں۔ ان کی آنکھوں میں یہ زورے اور یہ کیفیت قدرتی اور دائمی ہے۔ یہ جواب سن کر انہوں نے کہا یقیناً یہ بچہ نبی ہوگا پھر انہوں نے مکہ پہنچ کر آپ ﷺ کو والدہ سے ملایا اور پھر واپس لے آئیں۔

ایک دن ذی الحجہ کی طرف ان کا گزر ہوا وہاں ایک عراف تھا جس کے پاس لوگ بچوں کو دکھانے کیلئے لاتے تھے جب اس عراف نے آپ ﷺ کو جہان مبارک کی سرخی اور مہربوت کو دیکھا تو چیخ پڑا اور کہنے لگا: اے عرب کے لوگو! اس بچہ کو قتل کر دو یہ تمہارے دین والوں کو قتل کرے گا، تمہارے بچوں کو تو زدنے گا اور اس کے عقائد تم سب کو ماننے پڑیں گے۔ اس کی چیخ دیکھ کر حلیمہ فراموش آپ کو وہاں سے کہیں دور لے گئیں۔ ان حالات کے پیش نظر نبی کریم ﷺ کو کسی کے رو بہ دلانے سے پرہیز کرنے لگی تھیں۔

ایک مرتبہ ان کے قبیلہ میں اتفاقاً عراف آکر ٹھہرا۔ قبیلہ کے لوگ بچوں کو اس کے پاس لے گئے مگر حلیمہ نے حضور نبی کریم ﷺ کو لے جانے سے انکار کیا۔ ایک روز آپ ﷺ جمل سے باہر تھے کہ عراف کی نظر پڑ گئی۔ اس نے آپ ﷺ کو بلایا مگر آپ ﷺ نہ گئے اور ابوہریرہ کے پاس آ گئے۔ عراف نے دیکھتے اور ملنے کی خواہش کی مگر حلیمہ نے انکار کر دیا۔ عراف نے بتایا مجھ کو اس بچہ میں نبوت کی علامات نظر آرہی تھیں۔

﴿ابویہ﴾

حضرت زید بن اسلم سے روایت ہے کہ حضرت حلیمہ سعدیہ نے جب نبی کریم ﷺ کو رضاعت میں لے لیا تو نبی کریم ﷺ کی والدہ نے ان سے کہا: تمہیں معلوم ہے کہ تم نے کس قدر عالی شان بچہ کو لیا ہے؟ واللہ! جب یہ حمل میں آیا تو مجھ پر کوئی بھی کیفیت حمل کی طاری نہیں ہوئی۔ ایک روز کسی آنے والے نے بتایا تم جلد ہی ایک غریب پیدا کرو گی۔ وہ سید العالمین ہے۔ اس کا نام تم احمد رکھنا پھر

جب آپ ﷺ پیدا ہوئے تو آپ نے دونوں ہاتھوں پر نیک لگا کر آسمان کی طرف نگاہیں اٹھا دیں۔
اس کے بعد آپ ﷺ کو حلیمہ اپنے شوہر کی قیام گاہ پر لے کر آئیں، سارے حالات بیان کیے تو وہ خوش ہوئے پھر ہم اپنے علاقہ کی طرف لوٹنے کے خیال سے گدھوں اور اونٹوں کی طرف آئے تو ہماری اونٹنی میں دودھ وتر آیا تھا تو ہم اس سے صبح و شام دودھ لانا کرتے اور حضرت حلیمہ کا کہنا ہے کہ پہلے میرا بچہ دودھ کم ہونے کی وجہ سے رات میں مجھے سونے نہ دیتا مگر حضور نبی کریم ﷺ کے دودھ میں شریک ہونے کے بعد وہ اور نبی کریم ﷺ دونوں خوب شیر ہو جاتے۔ میرا خیال ہے کہ اگر ان دونوں کے علاوہ ایک تیسرا بچہ اور ہوتا تو وہ بھی میرے دودھ پر بل جاتا۔ نماز پڑھنے میں ایک عراف تھا۔ حلیمہ اس کے پاس گئیں، جب اس نے آپ ﷺ کو دیکھا تو بلند آواز سے کہنے لگا: ”اے عرب والو! اس بچہ کو قتل کر دو ورنہ یہ تمہارے تمام اہم عقیدہ لوگوں سے جہاد کرے گا، جن کو توڑے گا اور اس کی جماعت غالب ہو جائے گی۔“ اس کے بعد حلیمہ نہ گئیں اور حضور نبی کریم ﷺ کو لے کر چلی آئیں۔“

﴿ابن سعد حسن بن طرح کتاب اشعراء﴾

گستاخ یا گل ہو کر مر گیا

یہی بن عبد اللہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شیخ الہندی، بخاری و ترمذی اور ان کے بڑے بہت کے آگے فریاد کرتا اور کہتا تھا کہ یہ بچہ آسمان سے کسی بات کے نازل ہونے کا انتظار کر رہا ہے اور اس طرح وہ حضور نبی کریم ﷺ کی طرف سے لوگوں کو بدگمان کرتا اور آپ کے منہ پرانہ مستقبل سے ان کو ڈراتا تھا مگر کچھ زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ یہ شیخ الہندی و مافی تو ازین کھو بیٹھا، پاگل اور قہر اقل ہو کر بہ حالت مقرر مر گیا۔

﴿ابن سعد ابن طرح کتاب اشعراء﴾

اسحاق عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی والدہ نے جب آپ ﷺ کو حلیمہ سعدیہ کے سپرد فرمایا تو ان سے کہا میرے بچے کی حفاظت کرنا اور گزشتہ حالات یہ تفصیل تمام و کمال ان سے بیان کر دیتے تھے۔ حلیمہ سعدیہ بچے کو لے کر جب اپنے قبیلہ کی طرف واپس ہوئیں تو ان کا گزر یہود کی بستیوں کے قریب سے ہوا تو یہود یوں سے کہا: مجھے میرے اس نومولود بچے کے بارے میں بتاؤ اور حضرت آمنہ کی زبانی سنے ہوئے حالات اپنی ذات کی طرف منسوب کر کے بیان کر دیتے اور واقعات کو سننے کے بعد یہودی آپ ﷺ کو قتل کرنے کا منصوبہ تیار کرنا چاہتے تھے کہ ان کو کچھ خیال آیا اور انہوں نے سوال کیا تمہارے اس بچے کا باپ فوت ہو چکا ہے؟ حلیمہ نے کہا: ”نہیں! وہ ہے اس کا باپ اور میں اس کی ماں ہوں۔“ حلیمہ کا یہ جواب سن کر انہوں نے کہا: ”اگر یہ بچہ حیم ہوتا تو ہم اسے ضرور قتل کر دیتے۔“

﴿ابن سعد ابن طرح کتاب اشعراء﴾

ایر کا سایہ کرنا:

عطاء بن ابی رباح ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ حلیمہ نبی کریم ﷺ پر نظر رکھتی تھیں کہ کہیں فاصلہ پر نہ نکل جائیں۔

ایک مرتبہ وہ اتفاقاً غافل ہو گئیں اور نبی کریم ﷺ اپنی رضائی بہن شیماء کے ساتھ دو پہر کو چراگاہ چلے گئے حلیمہ سلاش میں نظر میں اور انہوں نے نبی کریم ﷺ کو رضائی بہن کے ساتھ موجود پایا۔ انہوں نے شیماء سے کہا: ان کو ایسی گرمی میں لے کر یہاں آگئی؟ شیماء نے جواب دیا: ”ای جان! بھائی کو گرمی نہیں لگتی۔ میں نے دیکھا ہے کہ ابر کا ایک ٹکڑا آپ ﷺ پر سایہ کیے رہتا ہے اور آپ ٹھہرتے ہیں تو وہ ابر بھی رک جاتا ہے اور جب آپ ﷺ چلنے لگتے ہیں تو وہ بھی آگے بڑھنے لگتا ہے، اسی کے سائے میں اس وقت بھی وہ یہاں تک آئے ہیں۔ حلیمہ نے کہا: ”اے نبی! کیا تو جگہ رہتی ہے؟ اس نے جواب دیا: ”ہاں میں جگہ رہتی ہوں۔“

﴿ابن سعد، ابوشیماء بن عمار، ابن عمر، ابن عمر، ابن عمر، ابن عمر، ابن عمر﴾
ترجمہ: رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ نبی ہوا زن کا وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ اس میں رسول اللہ ﷺ کے رضائی چچا ابو زیدان بھی تھے۔ انہوں نے عرض کیا: ”یا رسول اللہ ﷺ! میں نے آپ ﷺ کو دودھ پیتا بھی دیکھا ہے اور میں نے آپ ﷺ سے بہتر کسی دودھ پیتے بچہ کو نہیں دیکھا پھر میں نے آپ کو جوان دیکھا اور کسی جوان کو بھی میں نے آپ سے بہتر نہیں دیکھا۔ اس میں شبہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ میں تمام خوبیاں جمع کر دی ہیں۔ بے شک آپ ﷺ کا دنیا سے پردہ فرمانا بھی ایک بہتر فال ہی میں ہوگا۔“

﴿ابن سعد﴾

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کی پر کیف لوری

ابن طبرانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو عبد اللہ محمد بن یحییٰ ازودی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب میں دیکھا ہے کہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا جس شعر کو کنگا کر وہ رسول اللہ ﷺ کو بہلایا کرتی تھیں۔ وہ یہ ہے:

یا رب اذا اعطيتہ لابقہ واعلہ الی العلاء وارلہ

واذ حص الباطل العدی بحقہ

ترجمہ: ”اے پروردگار کائنات! جب تو نے مجھ کو (حضور نبی کریم ﷺ جیسا بچہ) عطا فرمایا ہے تو اس عطیہ کو وہام و بقاء بھی عطا فرما اور (آپ ﷺ کے درجات و مقامات اعلیٰ میں مزید) ترقی فرما کر بلند یوں کی انتہائی منزل پر فائز کر دے اور دشمنوں کے کید (سازش اور معاندانہ رویہ) کو آپ ﷺ کی سچائی، راست بازی اور حق کی تاثیر سے بے اثر، لایعنی اور باطل بنا دے۔“

﴿ازدی کتاب الترقی﴾

مہر نبوت کا ذکر

حضرت صاحب بن یزید ؒ سے روایت ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کی پشت کی طرف کھڑا ہوا تو میں نے آپ ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان چکور کے انڈے کی مانند مہر نبوت کو دیکھا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت جابر بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ میں تے نبی کریم ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان کبوتر کے انڈے کی مانند مہر نبوت کو دیکھا، اس کا رنگ آپ کے جسم اقدس کے مشابہ تھا۔

○ (ترمذی رحمہ اللہ نے اس روایت کو کبوتر کے انڈے "سرخ غدا" کے الفاظ سے بیان کیا ہے۔)

﴿مسلم، نسائی﴾

حضرت عبداللہ بن مرثد ؓ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت پر نظر ڈالی تو اسے بائیں شانے کی ہڈی کی چھٹی پر شبلی کے برابر بھری ہوئی مسوں کے مانند دیکھا۔"

﴿احمد، نسائی﴾

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں اپنے والد کے ساتھ نبی کریم کے پاس پہنچا تو میری نظر آپ کے دونوں شانوں کے درمیان ایک مہ نما چیز پر پڑی۔

(ابن سعد رحمہ اللہ کی روایت میں یہ ہے اور امام احمد رحمہ اللہ کی روایت میں کبوتر کے انڈے کی مانند آیا ہے۔)

﴿ابن سعد، نسائی﴾

حضرت ابوسعید ؓ سے روایت ہے کہ وہ مہر نبوت جو نبی کریم ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان تھی، وہ ایک اکبر اہوا گوشت تھا۔

○ (ترمذی رحمہ اللہ نے ان الفاظ میں روایت کی ہے کہ "نبی کریم ﷺ کی پشت مبارک پر گوشت کا ابھار

تھا۔" اور امام احمد رحمہ اللہ نے ان الفاظ سے روایت کی کہ "دونوں شانوں کے درمیان بلند گوشت تھا۔")

﴿بخاری، نسائی﴾

حضرت سلمان فارسی ؓ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو نبی کریم ﷺ نے اپنی چادر اٹھا دی اور فرمایا: "اسے دیکھ لو جس کی بابت تم سے کہا گیا ہے، تو میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان کبوتر کے انڈے کی مانند مہر نبوت ہے۔

﴿نسائی﴾

ہرقل کے قاصد تھوئی سے روایت ہے۔ اس نے کہا کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے تھوچ کے بھائی! جس بات کا تجھ سے حکم دیا گیا ہے تو اس کی بجا آوری کر، تو میں نبی کریم ﷺ کی پشت کی طرف آیا تو میں نے شانے کے غمزدہ پر بچھنے لگی ہوئی ہڈی کی مانند مہر نبوت کو دیکھا۔

شام کہتے ہیں راوی کا مطلب یہ ہے کہ جسم پر بند تنگھی کے استعمال سے ابھری ہوئی شکل بن جاتی ہے۔ اسی طرح مہر نبوت ابھری ہوئی تھی۔

﴿احمد ربیع﴾

حضرت علی ؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے نبی کریم ﷺ کے اوصاف کا ذکر فرماتے ہوئے کہا "آپ ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی۔

﴿ترمذی ربیع﴾

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مہر نبوت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شانے کے نچلے حصہ کے غصروف (غصروف گوشت کے اس حصہ کو کہتے ہیں جس کے نیچے پانی بڑی ہوتی ہے) میں سیب کی مانند تھی

﴿ترمذی﴾

علیہ بن الحر رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو زید سے روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے قریب آؤ اور پشت پر ہاتھ بھرو تو میں پاس آیا اور آپ کی پشت پر ہاتھ بھیرا اور انگلیوں کو مہر نبوت پر رکھ دیا تو لوگوں نے پوچھا: مہر نبوت کیسی تھی؟ تو انہوں نے بتایا کہ حضور نبی کریم ﷺ کے شانے کے پاس بہت سے پالوں کا کچھا تھا۔

﴿احمد ترمذی، حاکم، ابوداؤد، طبرانی﴾

حضرت سلمان فارسی ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے داہنے شانے کے غصروف کے پاس انڈے کے مانند مہر نبوت تھی اور اس کا رنگ وہی تھا جو سارے جسم کا رنگ تھا۔

﴿تہذیب﴾

حضرت جابر بن عبد اللہ ؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے اپنی سواری پر اپنے پیچھے بٹھالایا تو میں نے اپنے چہرے کو مہر نبوت پر رکھ دیا جس کی شکل جیسی خوشبو سے میں محفوظ ہوا۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت ابو زید بن الخطاب ؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی پشت مبارک پر مہر نبوت کو دیکھا جو پچھنے لگے ہوئے ابھرے گوشت کی طرح تھی اور ایک روایت میں ہے کہ گویا انسان نے اپنے ناخن سے اس پر مالش کی ہے گویا مہر لگائی ہے۔

﴿طبرانی، ابن عساکر﴾

حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی پشت مبارک پر بادام کے شکل مہر نبوت تھی اس کی سبب گوشت پر تحریر تھا:

"محمد رسول اللہ (ﷺ)"

﴿ابن عساکر، حاکم، ابن عساکر﴾

حضرت سلمان ؓ سے روایت ہے کہ آپ کے دونوں شانوں کے درمیان بیضہ کبوتر کے مانند ابھارتھا۔ بالقی سطر پر "اللہ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ" لکھا ہوا تھا اور اس کے ظاہر پر

لکھا تھا: "توجه حث ثبت فانك المتصور۔"

حضرت عباد بن عمرو سے روایت ہے کہ مہر نبوت یا میں شانے کے کنارے پر تھی گویا کسی گوشہ کا کارسوزا تھا اور نبی کریم ﷺ (پودہ حیا) مہر نبوت دکھانے کو پسند نہ فرماتے تھے۔

﴿طبرانی، المعجم السری﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سیاہ مسہ کی مانند مہر نبوت تھی جس میں نرمی کی جھلک تھی اور اس کے گرد کینے ہال تھے۔ جیسے کہ گھوڑے کی ایال۔

﴿ابن ابی شیبہ، التاریخ﴾

فائدہ:

معنف کتاب امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: علمائے کرام اس سلسلہ میں کہ مہر نبوت کی ہیئت و مقام وغیرہ میں راویوں کا اختلاف ہے۔ فرماتے ہیں کہ اس اختلاف کو نظر غائر اگر دیکھا جائے تو مابین اختلاف کوئی بنیادی فرق موجود نہیں ہے، مختلف راویوں میں صرف تشبیہات یا امثال کا فرق ہے۔

ایک راوی نے اس کو بیضہ ایک سے تشبیہ دی۔ ایک نے ایسے گوشت سے جس کو گودا گیا یا جھٹا گیا ہے سے مشابہہ بتایا۔ تیسرے راوی نے بیضہ کیوتر سے مشابہہ اس کو ظہر آیا۔ کسی نے سب سے تشبیہ دی اور کسی نے دل دار گوشت کے ابھار کو اس کا ہمشکل بتایا۔ بالوں کا اظہار بھی چونکہ ساتھ ساتھ مقصود تھا لہذا ہمیش کے کامر زانو سے تشبیہ دی گئی۔ باری ہر اختلافات روایات و تشبیہات انشائے کا مقصد صرف ایک ہے کہ لوگوں کے ذہن میں مہر نبوت کا تصور پیدا کر دیا جائے تاکہ لوگ تشبیہ سے اس کا اندازہ اور قیاس کر لیں اور اس کی ہیئت کے تصور سے محروم نہ رہیں۔

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ احادیث ثابتہ اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ مہر نبوت سرکارِ دو عالم ﷺ کے بائیں شانہ مبارک کے نیچے سرخ رنگ کی ایک اہری ہوئی چیز تھی جن راویوں نے اس کی ہیئت کا چھوٹا پن ظاہر کیا تو انہوں نے اسکو بیضہ کیوتر سے مشابہہ ہوتا بیان کیا اور جس راوی نے اس کی جسامت کی بزرگی بیان کی ہے تو اس کو تیشی کی جسامت کا سہارا لیا پڑا اور تیشی کو اس کا مہر بہتر قرار دیا۔

﴿امام قرطبی، المعجم﴾

سبکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ صحیح یہ ہے کہ مہر نبوت رسول اللہ ﷺ کے بائیں شانے کی نرم ہڈی کے پاس تھی کیونکہ آپ ﷺ دوسرے شیطان سے محفوظ تھے اور یہ جگہ شیطان کے داخل ہونے کی تھی۔

علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ مہر نبوت آپ کی پیدائش کے وقت موجود تھی یا بعد ولادت دیکھی گئی؟ قائلین نے دوسرے قول کے ساتھ تسک کیا۔ ان کا استدلال اس حدیث سے ہے جو رضاعت کے باب میں شداد بن اوس سے روایت ہے اور یہ بھی روایت میں آیا کہ مہر نبوت وفات کے وقت اٹھالی گئی جس کا ذکر بیان وفات میں ہم کریں گے۔

حضرت وہب بن منہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو اس شان کے ساتھ مبعوث

فرمایا کہ ان کے واسطے ہاتھ میں مہربوت ہوتی تھی۔ بجز ہمارے نبی کریم ﷺ کے کیونکہ آپ ﷺ کی مہربوت آپ ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان تھی۔
﴿جامع سند رک﴾

آنکھوں کے معجزات

❁ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

عَاذًا غِ الْبَصَرِ وَمَا طَفَى ۝ ﴿سورة النجم﴾

ترجمہ: "آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی۔"

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ تار کی میں اس طرح دیکھتے تھے جس طرح تمام لوگ روشنی اور نور میں دیکھتے ہیں۔

﴿ابن عساکر، بیہقی﴾

بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ اندھیری اور سیاہ رات میں اسی طرح دیکھتے جیسے روشنی میں دیکھا جاتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "کیا تمہارا خیال ہے کہ میں صرف سامنے ہی دیکھتا ہوں؟ خدا کی قسم! تمہارے رکوع اور سجدے مجھ سے مخفی نہیں ہیں، بیشک میں پشت سے بھی تم کو دیکھتا ہوں۔"

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اے لوگو! میں تمہارا امام ہوں۔ تم مجھ سے پہلے رکوع اور سجدوں میں سبقت نہ کرو، بلاشبہ میں آگے اور پیچھے دونوں طرف سے دیکھتا ہوں۔"

﴿مسلم﴾

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "بے شک میں اپنی پشت کی طرف سے ایسا ہی دیکھتا ہوں جیسا کہ سامنے سے دیکھتا ہوں۔"

﴿عبد الرزاق، جامع، بیہقی﴾

حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "میں اپنی پشت کی طرف سے بھی تم کو دیکھتا ہوں۔"

﴿ابو نعیم﴾

حضرت مجاہد سے آیت کریمہ "أَلَيْسَ بِرَأْسِكَ جَهَنَّمَ تَصْغُرُ لَكَ الْكِبَرُ" کی تفسیر میں بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ اپنے پیچھے کی عنفوں کو ایسے ہی دیکھتے جیسے اپنے سامنے کی طرف دیکھتے تھے۔

﴿ابن سعد، ابن ابی شیبہ، بیہقی﴾

فائدہ:

علمائے کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی یہ ہمہ جہتی بصارت و راسخ ایک حقیقی مشاہدہ کی صلاحیت تھی جو بطور معجزہ آپ کو ودیعت فرمادی گئی تھی۔ اہل سنت و جماعت کا اس پر اتفاق ہے کہ مشاہدہ کیلئے باعتبار روایت، مقابل ہونا ناگزیر اور لازمی نہیں ہے۔ اس نکتہ سے علمائے کرام نے اس پر بھی اتفاق کیا ہے کہ ”آخرت میں روایت الہی و قورع پذیر ہوگی اور روایت الہی محال و ناممکن نہیں ہے۔“ ایک قول یہ بھی ہے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ اپنی چشم پشت سے مشاہدہ کرتے تھے جو اہل جہاں کی نظروں سے پنہاں تھی۔ ایک دوسرا یہ قول یہ ہے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان دو آنکھیں سوئی کے ناکہ کے مانند تھیں اور ان کے ٹل دید میں کوئی کپڑا مانع تھا، نہ کوئی دوسری چیز۔

نبی کریم ﷺ کے دہن اور لعاب دہن کے معجزات

حضرت وائل بن حجر - سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ڈول میں پانی لایا گیا۔ آپ نے اس کا پانی پیا پھر کنویں میں گلی فرمادی جس کے بعد کنویں سے مٹک جیسی خوشبو آنے لگی۔
 ﴿احمد، ابن مساکر، بیہقی، ابونعیم﴾
 حضرت انس - سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کے گھر کے کنویں میں دہن مبارک کا لعاب ڈال دیا، جب سے دہنہ طیبہ میں اس کنویں سے زیادہ شیریں پانی کسی جگہ کا نہ تھا۔
 ﴿ابونعیم﴾
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یاندی رنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوم عاشورہ مکہ کے شیرخوار بچوں کو اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے شیرخوار بچوں کو بلایا اور ان کے دہنوں میں اپنا لعاب دہن ڈالا اور ان کی ماؤں سے فرمایا: رات تک انہیں دودھ تک نہ پلاتا، گویا ان کو رات تک دودھ کی ضرورت نہ ہوگی۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾
 حضرت عیسہ بن مسعود - سے روایت ہے کہ وہ خود اور ان کی بیہنیں نبی کریم ﷺ کے پاس بیعت کیلئے حاضر ہوئیں اور ہم پانچ بیہنیں تھیں، تو انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کو قدید (یعنی سکھایا ہوا گوشت) کھاتے پایا۔ آپ نے چبایا ہوا تھوڑا سا قدید مجھ کو عنایت فرمایا۔ ہم سب نے اس میں سے ہانٹ کر کھا لیا، مجھ میرے وہ سب بیہنیں اگرچہ وفات پا چکی ہیں کسی کے منہ میں کبھی بد بو نہ پائی گئی۔

﴿طبرانی﴾
 حضرت ابوہامہ - سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ایک بزرگ بان عورت نبی کریم ﷺ کے پاس آئی۔ حضور نبی کریم ﷺ اس وقت قدید تناول فرما رہے تھے۔ اس عورت نے کہا: کیا آپ عنایت

فرمائیں گے؟ نبی کریم ﷺ نے اپنے برتن میں سے لے کر اس کی طرف بڑھایا۔ عورت نے کہا: یہ مجھے نہ چاہیے بلکہ منہ کے اندر سے دیکھئے لہذا حضور نبی کریم ﷺ نے دیا۔ اس نے منہ میں رکھا اور نگل گئی۔ اس کے بعد کبھی ناشائستہ بات اس عورت کی زبان سے کہی نہ سنی۔

﴿طبرانی﴾

حضرت عمرو بن شبرہ رضی اللہ عنہ کی سند کے ساتھ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عامر بن کریمؓ اپنے پانچ سالہ بیٹے عہد اللہ کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے۔ نبی کریم ﷺ نے اس کے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈال دیا جس سے اس کی کرامت ان کو ملی کہ وہ جس پتھر پر ضرب لگاتے پانی نکل آتا۔

حضرت محمد بن ثابتؓ سے روایت ہے کہ ان کے والد نے جمیلہ بنت عبد اللہ بن ابی کو چھوڑ دیا تھا اور محمد بن ثابت ان کے محل میں تھے جب محمد کی ولادت ہوئی تو جمیلہ نے قسم کھائی کہ وہ بچہ کو دودھ نہ پلائے گی۔ نبی کریم ﷺ نے نومولود محمد کو منگ کر لعاب دہن اس کے منہ میں ڈال دیا اور روزانہ لانے کی ہدایت کی اور فرمایا اللہ اس کا رازق ہے۔

لہذا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ان کو دوسرے یا تیسرے دن لایا جاتا۔ اچانک عرب کی ایک خاتون ثابت بن قیس کو دریافت کرتی ہوئی آئی۔ میں نے اس سے مقصد دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ آج رات میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں ثابت کے بچے کو جس کا نام محمد ہے، دودھ پلا رہی ہوں۔ ثابت نے اسے بتایا کہ یہ میرا ہی نام ہے اور یہ میرا بچہ محمد ہے۔

﴿تبی﴾

حضرت ابو جعفرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس حضرت حسنؓ موجود تھے کہ انہیں عیاس لگی اور تشنگی بڑھتی ہی گئی، پانی اس وقت موجود نہ تھا۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے اپنی زبان مبارک ان کے منہ میں دے دی۔ انہوں نے اس کو چوسا حتیٰ کہ وہ سیراب ہو گئے اور تشنگی رفع ہو گئی۔

﴿ابن مساکر﴾

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ہمراہ جا رہے تھے کہ راستے کے ایک طرف سے حضرت حسن و حضرت حسینؓ کے رونے کی آواز سنی۔ وہ دونوں اپنی ماں کے ساتھ تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ تیز چل کر ان کے قریب پہنچے اور فرمایا یہ کیوں رورہے ہیں؟ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا یہاں سے ہیں پھر آپ نے پانی منگایا لیکن انہیں سے دستیاب نہیں ہوا۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے ایک بچہ کو مانگا تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بموجب ارشاد ایک بچے کو آپ کی گود میں دے دیا۔ آپ نے لے کر سینہ سے چٹایا مگر وہ براہر چیختے رہے اور خاموش نہ ہوئے۔

بعد ازاں آپ نے زبان مبارک ان کے منہ میں دے دی، وہ چومنے لگے اور قرار آ گیا۔ اس کے بعد دوسرے بچے قرار دوتے پہنچے کو نبی کریم ﷺ نے طلب فرمایا اور ان کے ساتھ وہی عمل کیا حتیٰ کہ دوسرا فرزند بھی خاموش ہو گیا۔

﴿طبرانی۔ ابن عساکر﴾

نبی کریم ﷺ کے دندان مبارک

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے سامنے کے دونوں دانت کشادہ تھے، دوران کلام ان کے درمیان سے نور نکلتا محسوس ہوتا تھا۔

﴿ابن مساکر﴾

حضرت ابی قریصہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے اور میری ماں اور خالہ نے نبی کریم ﷺ سے بیعت کی، جب ہم لوٹ رہے تھے تو میری ماں اور خالہ نے کہا: "اے بیٹے! ہم نے نبی کریم ﷺ سے بہتر کسی شخص کو نہ دیکھا، آپ حفاظت جسم، حفاظت لباس، شیریں گفتار ہیں، باتیں کرتے وقت دہن مبارک سے گویا نور نکلتا ہے۔"

﴿طبرانی﴾

نبی کریم ﷺ کا چہرہ انور

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے پاس حضرت جبریل آئے اور انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ ﷺ پر سلام بھیجتا ہے اور فرماتا ہے: اے میرے حبیب (ﷺ)! میں نے حضرت یوسف رضی اللہ عنہ کے حسن کو کمری کے نور کا لباس پہنایا۔ ﴿ابن مساکر روایت کرتے ہیں کہ یہ سند مجہول ہے اور یہ حدیث منکر ہے۔﴾

﴿ابن مساکر﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں بحری کے وقت سی ری تھی میرے ہاتھ سے سوئی گر گئی۔ بہت تلاش کی مگر نہ ملی۔ اسے میں نبی کریم ﷺ داخل ہوئے تو آپ کے چہرہ انور کی روشنی سے سوئی نظر آگئی پھر میں نے اس کا ذکر نبی کریم ﷺ سے کیا۔ آپ نے فرمایا: اے میرا اقسوس ہے، پھر فرمایا: اقسوس ہے۔ (تمن مرتبہ فرمایا) اس شخص پر جس نے نظر کو میرے چہرے کی طرف دیکھنے سے حرام کیا۔ ﴿ابن مساکر﴾

نبی کریم ﷺ کی بغل مبارک

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دعا کے وقت اس قدر ہاتھ اٹھائے دیکھا ہے کہ آپ کی بغل مبارک کی سفیدی نظر آگئی تھی۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب مجھ کو کرتے تو آپ کے بغل کی سفیدی نظر آ جاتی۔

﴿ابن مساکر﴾

رسول اللہ ﷺ کی خصوصیتوں میں سے ایک یہ ہے کہ آپ کے نقل کا رنگ جسم کے دوسرے رنگ سے مختلف نہ تھا حالانکہ تمام انسانوں کا مختلف ہوتا ہے۔

﴿طبرانی﴾

﴿قرطبی رحمہ اللہ﴾ نے بھی ایسا ہی بیان کیا ہے اور اتفاقاً احناف کے ساتھ کہ اس میں بال نہ تھے۔

نبی کریم ﷺ کی فصاحت و بلاغت کا ذکر:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ حضرت عمر بن خطاب ؓ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا وجہ ہے کہ آپ ﷺ ہم سے زیادہ فصیح ہیں۔ باوجود یہ کہ آپ ﷺ تمام اہل درمیان سے کہیں تشریف بھی نہیں لے گئے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حضرت اسماعیل علیہ السلام کی لغت پرانی ہو کر وہ جنوں سے ٹھوہر ہو چکی تھی، اس کو حضرت جبریل ؑ لائے اور مجھے یاد کرا گئے۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے بعض روایتوں میں منقول ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا۔ "یا رسول اللہ ﷺ! تا آخرت حدیث" اور اس حدیث کو علمائے حدیث نے مسند بریدہ رضی اللہ عنہ سے گروانا ہے۔

﴿ابو حمزہ، ابن سعد، ابوالقاسم، ابن مساکر﴾

محمد ابراہیم بھی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ سچا پے نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہم نے آپ سے زیادہ کسی کو فصیح نہ دیکھا، اس کا کیا سبب ہے؟ ارشاد فرمایا: میرے لیے کون سی چیز فصاحت سے مانع ہو سکتی ہے جبکہ صورتحال یہ ہے کہ قرآن حکیم میری زبان اور "عربی بھین" کے ساتھ مجھ پر نازل ہوا۔ ﴿شعب الایمان، ابن ابی الدنیا، کتاب السطر، ابن ابی ماتم، خطیب کتاب الخوام، ابن مساکر﴾

محمد بن عبد الرحمن زہری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا:

یا رسول اللہ ﷺ! "انہذا الک الرجل البؤس" حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "نعم اذا کان ملففجا" حضرت ابو بکر صدیق ؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اس شخص نے آپ سے کیا کہا؟ اور آپ نے کیا جواب دیا؟ ہم نہیں سمجھ سکے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس نے دریافت کیا: "ایمنا حل الرجل افلا" (ترجمہ: "شوہر اپنی ہوی کا کسی وقت قرض دار ہوتا ہے؟") تو میں نے جواب دیا: "نعم اذا کان ملففا" (ترجمہ: ہاں جب وہ غار دار ہو۔) (جس کی بنا پر ان کے حقوق ادا کرنے میں تاخیر کرے۔)

حضرت ابو بکر صدیق ؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں عرب کے اکثر علاقوں میں گیا ہوں اور بڑے بڑے عجمان فصاحت کے کلام سنے ہیں مگر کسی کا کلام بھی آپ ﷺ کی طرح فصیح میں نے نہیں سنا۔ اس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "میرے رب نے مجھے سکھایا اور بنو سعد بن مکر میں میری ابتدائی پرورش اور تربیت ہوئی۔"

﴿ابن مساکر﴾

حضرت ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں عربوں میں سب سے زیادہ فصیح ہوں۔ میں قریش کی ایک محترم شاخ میں پیدا ہوا اور پھر بنو سعد میں میری پرورش ہوئی، تو ظاہر ہے کہ میرے کلام میں سقم، ماسیانہ انداز اور نیکی کہاں سے راہ پائے گی۔

﴿طبرانی﴾

شرح صدر

ﷺ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿الَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ﴾ سورہ النجم

ترجمہ: ”کیا ہم نے آپ کا شرح صدر نہیں فرمایا؟“

ابراہیم بن طہمان رحمہ اللہ کی سند سے روایت ہے کہ میں نے حضرت سعد سے ارشاد باری تعالیٰ: ﴿الَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ﴾ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی۔ حضور ﷺ کے بطن کو آپ کے سینہ اقدس سے اسفل بطن تک چہر کر اس سے قلب اطہر کو نکالا گیا پھر اسے سونے کے طشت میں غسل دیا گیا اور اسے ایمان و حکمت سے بھر کر اس کی جگہ واپس رکھ دیا گیا۔

﴿بخاری﴾

حضرت انس سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک دن حضرت جبریل آئے اور آپ ﷺ بچوں کے ساتھ سیاحت فرما رہے تھے۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو پکڑ کر لٹا دیا، قلب کے پاس سے سینہ کو کھول کر دل نکالا اور پھر اس میں شگاف دیا اور ہما ہوا کچھ خون نکالا اور کہا یہ آپ میں شیطان کا حصہ تھا، پھر سونے کے طشت میں آب زمزم کے ساتھ اسے غسل دیا پھر اسے درست کر کے اس کے مقام پر رکھ دیا۔ آپ کے ساتھی بچے دوڑ کر آپ ﷺ کی واپس والدہ حضرت حلیمہ کے پاس آئے اور کہا: ”محمد ﷺ کو لٹل کر دیا گیا۔“ یہ سن کر وہ آئیں تو دیکھا کہ آپ ﷺ کا رنگ نفی تھا۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کے سینہ اقدس پر شگاف کی سلائی کا اثر دیکھا تھا۔ (احمد، دارمی اور حاکم نے روایت کی اور حاکم رحمہ اللہ نے اسے صحیح کہا۔)

﴿احمد، مسلم﴾

حضرت عقبہ بن سید سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں قبیلہ بنو سعد میں زیر پرورش تھا تو میں اپنے رضاعی بھائی کے ساتھ حج کا گاہ گیا، ہم کھانا لے کر نہیں گئے تھے چنانچہ میں نے بھائی سے کہا والدہ سے کھانا لے آؤ۔ وہ چلا گیا اور میں بکریوں کے پاس ٹھہرا رہا، کچھ دیر کے بعد میرے سامنے گدھ کی مانند دو سفید پرندے آئے۔

ایک نے دوسرے سے پوچھا: ”کیا یہ وہی ہے؟“ اس نے جواب دیا: ”ہاں۔“ اب وہ دونوں بہت ہی مزہ یک آگئے اور بھپٹ کر مجھے پکڑ لیا اور شانے کے بل مجھے لٹا دیا، میرا پیٹ چاک کیا، دل کو نکالا

اور اسے بھی چیز اور اس سے دوسرا گوشت کے ٹکڑے نکالے اور ایک نے دوسرے سے کہا برف کا پانی لاؤ۔ انہوں نے برف سے میرے پیٹ کو دھویا پھر ٹھنڈے پانی سے میرے دل کو غسل دیا، پھر سیکھنے میرے دل پر چھڑکا، پھر اسی کو سی دیا اور میری نبوت اس پر لگا دی، پھر مجھ کو امت کے ایک ہزار آدمیوں سے وزن کیا۔ میں نے دیکھا کہ وہ اونچے ہیں اور خیال ہوا ان میں سے کوئی مجھ پر نہ گر پڑے، گویا میں ان سب سے زیادہ وزن تھا، اس کے بعد دونوں نے کہا:

”اگر آپ ﷺ کا سامری امت کے ساتھ وزن کیا جائے تو یقیناً آپ ﷺ ان سب پر بھاری رہیں گے اور آپ کا ہی وزن زیادہ ہوگا۔“

اس کا ردائی کے بعد وہ دونوں چلے گئے اور مجھ کو ڈر اور خوف کی حالت میں چھوڑ گئے، میں اپنی رضائی ماں کے پاس پہنچا اور ان سے سارا ماجرا بیان کیا جس کو سن کر وہ پریشان ہو گئیں۔ انہوں نے دیکھا کہ میرے حالات عجیب و پہلو اختیار کر رہے ہیں۔ انہوں نے میرے لیے خدا سے پتا مانگی، اونٹ پر کباہہ رکھا، سوار ہوئیں، مجھے اپنی آغوش میں آگے بٹھایا اور ہم مکہ میں والدہ کے پاس پہنچ گئے۔ حضرت جلیلہ رضی اللہ عنہا نے کہا:

”میں آپ کی لمانت سے دست کش ہوتی ہوں۔“ اور تمام روواہ جو مجھ پر جتنی قسمیں، شائقی جس کو میری والدہ سن کر کچھ بھی متاثر نہ ہوئیں۔ انہوں نے فرمایا: ”بلاشبہ میں نے دیکھا ہے کہ مجھ سے فوراً برآمد ہوا جس سے شام کے مٹلات روشن ہو گئے۔“

﴿ابو نعیم، طبرانی، ابوداؤد﴾

حضرت معاذ بن معاذ بن ابی کعب سے روایت ہے کہ حضرت ابوہریرہ ؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! امور نبوت میں کیا بات سب سے پہلے آپ ﷺ کو پیش آئی؟ ارشاد فرمایا: میں دس برس کی عمر میں صحرائی طرف جا رہا تھا کہ یکا یک دو آدمیوں کو میں نے اپنے سر کے اوپر دیکھا، انہوں نے آپس میں پوچھا یہ وہی ہیں؟ دوسرے نے کہا: ہاں تو اس نے مجھ کو پکڑ لیا۔ اور آہستہ سے لٹا لیا پھر میرے لٹن کو چاک کیا، اس کو غسل دیا پھر میرے سینے کو کھولا مگر مجھے قطعاً درد یا تکلیف محسوس نہ ہوئی پھر میرے قلب کو شکاف دیا گیا اور کہا اس کے اندر سے حصہ و کیتہ کو نکال دو۔ تو دوسرے شخص نے اس میں سے ایک ٹکڑا نکال کر پیمتک دیا۔ آواز آئی! رافت و رحمت کو بھر دو تو انہوں نے چاندی کی مانند کوئی چیز داخل کی پھر ایک سفوف اس پر چھڑک دیا۔ اس کے بعد میرے انگوٹھے کو بچایا اور کہا جاؤ چنانچہ میں اس حال میں واپس ہوا کہ بچپن میں میرے دل کے اندر غایت درجہ رحمت اور بڑا ہوا جانے کے بعد بعد کمال رافت کے جذبات موجود تھے۔

﴿ابو نعیم نے اس مذکورہ بالا حدیث کے بارے میں کہا۔ حضرت معاذ ؓ اپنے آباء سے روایت کرتے ہیں اور نیز سن کے بیان میں منفرد ہیں۔ یعنی دس سال کی عمر صرف حضرت معاذ ؓ کی روایت میں ہے۔﴾

﴿نور الداعی، مسند، مسکن، ابن حبان، ابوداؤد، ابونعیم، ابن ماجہ، ابوالقاسم﴾

حضرت ابو ذرؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے بیان کیا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ! آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نبی ہیں؟ فرمایا: میں بطحائے مکہ میں تھا کہ دو آنے والے آئے اور ان میں ایک تو زمین پر اتر گیا اور دوسرا زمین و آسمان کے درمیان رہا۔ ایک نے دوسرے سے کہا: ان کو ایک شخص کے ساتھ وزن کیا کرو تو اس نے میرا وزن کیا اور میں ان پر بھی وزنی رہا پھر کہا ان کو سو آدمیوں کے ساتھ وزن کرو تو اس نے میرا وزن کیا اور میں ان پر بھی وزنی رہا پھر کہا ایک ہزار آدمیوں کے ساتھ وزن کرو تو اس نے وزن کیا اور میں ان پر بھی بھاری رہا اور جو لوگ میرے ساتھ تولے گئے تھے وہ ترازو کے پلڑے سے مجھ پر گرنے لگے پھر ایک نے دوسرے سے کہا: ان کا ملن چاک کرو، تو اس نے میرا ملن چاک کیا اور اس میں سے شیطان کے غسل کی چیز اور خون کا لوتھڑا نکال پھینکا، پھر کہا ان کے ملن کو اس طرح دھو، جیسے برتن کو دھوتے ہیں اور ان کے قلب کو اس طرح غسل دو جیسے چادر کو دھوتے ہیں پھر ایک نے دوسرے سے کہا ان کے ملن کو ہی دو، تو اس نے ہی دیا اور میرے دونوں شانوں کے درمیان مہر تہوت لگائی، جیسا کہ اس وقت موجود ہے اور دونوں چلے گئے اور گویا کہ میں مہر تہوت کو معائنہ کر رہا ہوں۔

﴿مسند دارمی، بزار، ابویہیم، ابن عساکر﴾

یونس بن مسیرہ صلیبیؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: فرشتہ سونے کا طشت میرے پاس لایا اور اس نے میرے ملن کو چاک کیا اور اس کو دھویا پھر سقوف چھڑک دیا اور کہا اب یہ دل مضبوط ہے اور جو چیز اس میں اترے گی اسے محفوظ رکھے گا۔ آپ ﷺ کی آنکھیں دیکھتی اور کان سنتے ہیں اور آپ محمد رسول اللہ صلیبیؓ اور الخاشع ہیں۔ آپ کا قلب سلیم ہے۔ آپ کی زبان صادق اور لیس مطمئن ہے۔ تخلیق معتمک ہے اور آپ بہت بخشش کرنے والے ہیں (ﷺ)۔

﴿ابویہیم﴾

ابن عثیم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس حضرت جبریلؑ آئے اور آپ کا ملن اقدس چاک کیا اور کہا یہ دل مضبوط ہے اس کا میں دوکان ہیں جو سنتے ہیں، دوا آنکھیں جو دیکھتی ہیں۔ محمد اللہ کے رسول صلیبیؓ، الخاشع ہیں۔ آپ کی تخلیق معتمک، آپ کی زبان صادق اور لیس مطمئن ہے۔ (ﷺ)

﴿مسند دارمی، ابن عساکر﴾

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں اپنے گھر پر تھا کہ فرشتہ آیا اور چاہا زمزم پر لا کر میرا شرح صدر کیا، پھر آپ زمزم سے غسل دیا پھر سونے کا طشت لائے جو ایمان و حکمت سے لبریز تھا پھر ان دونوں چیزوں کو میرے سینے میں داخل کیا۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں آپ شرح صدر کا اثر دکھایا کرتے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: پھر مجھے وہ فرشتہ آسمان و دنیا کی طرف لے گیا اور پھر معراج کی حدیث بیان فرمائی۔

﴿مسلم﴾

قائدہ:

امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ہو سکتا ہے کہ شرح صدر ایک سے زیادہ مرتبہ ہوا ہو۔ ایک حلیمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں شیر خواہی میں، دوسری مرتبہ بعثت کے وقت، تیسری مرتبہ شب معراج میں۔

امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ شرح صدر کا واقعہ بہ زمانہ شیر خواہی بہت ہی سندوں کے ساتھ بیان کیا جا چکا ہے اور بعثت و اسراء کی حدیثوں میں بھی آئے گا کہ ان حدیثوں کی جمع و تحقیق سے یہی مستنبط ہوتا ہے کہ متعدد بار واقع ہوا ہے یعنی تین مرتبہ ہوا ہے اور جن علماء کرام نے دو مرتبہ واقع ہونا بیان کیا ہے ان میں کبلی، ابن وحید اور ابن السیر و حمیم اللہ ہیں اور جنہوں نے تین مرتبہ واقع ہونے کی تصریح کی ہے، ان میں ابن حجر رحمہ اللہ ہیں اور انہوں نے اس کی توجیہ کے سلسلے میں لطیف معنی پیدا کیے ہیں۔ وہ یہ کہ تین کی تطہیر میں مبالغہ مقصود ہے جس طرح شریعت میں تین مرتبہ دھونا شروع ہے اور اسے تین تکلف اوقات کے ساتھ مختص کرنا اس وجہ سے ہے تاکہ عہد طفولیت میں نشوونما و ارتقاء کے دور میں دسواوی خناس سے محفوظ رکھا جائے اور بعثت کے وقت شرح صدر اس لیے تھا کہ وحی کا لینا، اس کا پھیلانا اور زندگی کیلئے رہنما بنانا رسول اللہ ﷺ کیلئے آسان ہو جائے اور اسراء کے وقت شرح صدر کا مقصد مناجات کیلئے مستعد کرنا ہے۔ علماء کرام کا اس میں اختلاف ہے کہ شرح صدر کی خصوصیت آپ کیلئے تھی یا یہ عمل کسی اور نے بھی کیلئے بھی ہوا ہے؟

ابن منیر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ "حضور نبی کریم ﷺ کیلئے شرح صدر ایک اثناء کی قبل سے ہے جس طرح سیدنا حضرت اسماعیل و نوح اللہ آرمائے گئے بلکہ نبی کریم ﷺ کا شق صدر بار بار ہونے اور اپنی حقیقی نوعیت سے آپ ﷺ پر عبادی ہونے نیز ماحول اور سن اور انہی نوواردوں کے ذریعہ اشتقاق ہونے کے اعتبار سے بہت ہی اہم ہو جاتا ہے۔

نبی کریم ﷺ جماعتی سے محفوظ تھے۔

یزید بن الہمام رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کو کبھی جماعتی نہیں آئی۔

﴿تاریخ بخاری، ابن ابی شیبہ، التلخیص، ابن سعد﴾

ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت مسلم بن عبد الملک بن مروان سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے کبھی جماعتی نہیں لی۔

سمعت مصطفیٰ ﷺ:

حضرت ابو ذر سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور میں وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے، تم آسمان کے چرچرانے کی آواز نہیں سنتے اور آسمان کا چرچرانا درست ہے کیونکہ اس میں چند انگلی بھی ایسی جگہ نہیں ہے، جہاں فرشتہ بیٹھائی رکھے عید نہ کر رہا ہو۔

﴿ترمذی، ابن ماجہ، ابی حنیم﴾

حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک روز صحابہ کرام کے درمیان تشریف فرما تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: تم سنتے ہو جس آواز کو میں سن رہا ہوں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہم تو کوئی آواز نہیں سن رہے ہیں۔ فرمایا: میں آسمان کے چرچانے کی آواز کو سن رہا ہوں اور چرچانے میں اس کو ملامت نہیں کیونکہ آسمان میں بالشت بھر جگہ ایسی نہیں جس پر فرشتے قیام و کثود نہ کر رہے ہوں۔

﴿ابو نعیم﴾

نبی کریم ﷺ کی آواز مبارک:

حضرت ہمام ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا تو آپ کے اس خطبہ کو تمام اجتماع کے آخر میں پس پردہ عورتوں نے سنا۔
 ﴿یعنی آپ ﷺ کی آواز مبارک اس دور وراز جگہ پر پہنچ گئی جہاں عورتیں بیٹھی تھیں۔﴾

﴿یعنی۔ ابو نعیم﴾

حضرت بریدہ ؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے نماز پڑھانے کے بعد رخ انور پھیر کر وعظ فرمایا تو اس وعظ کو بہت دور پس پردہ بیٹھی ہوئی عورتوں نے بھی سنا۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ دوپہر کے وقت ہمارے پاس تشریف لائے اور ایسی آواز سے ہمیں خطبہ دیا کہ پیچھے پردہ نشین عورتوں نے سنا۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جمعہ کے دن منبر پر تشریف لائے اور لوگوں سے فرمایا: بیٹھ جاؤ تو آپ کی آواز حضرت عبداللہ بن رواحہ ؓ نے سنی، ابھی وہ غنی غنم میں تھے تو وہ دین بیٹھ گئے۔

﴿یعنی۔ ابو نعیم﴾

حضرت عبدالرحمن بن سعاد بھی ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں منیٰ میں خطبہ دیا تو ہمارے کان کھل گئے۔

ایک روایت میں اسی طرح آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے کان کھول دیئے تو جو کچھ نبی کریم ﷺ فرماتے تھے ہم اپنے گمراہوں میں بلا شک و شبہ اسے سنتے تھے۔

﴿ابن سعد، ابو نعیم﴾

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم آدھی رات کو خانہ کعبہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرأت کی آواز کو سنا کرتے تھے اور ہم اپنے مکانوں میں خاصے قاصدے پر ہوتے تھے۔

﴿ابن ماجہ، بیہقی﴾

نبی کریم ﷺ کی عقل مبارک:

حضرت وہب بن منہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے اکثر کتابیں پڑھی ہیں۔ ان سب میں میں نے پایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام لوگوں یعنی کل مخلوق یعنی آدم کو رسول اللہ ﷺ کے مقابلے میں، ایک ذرہ حقیر کے برابر فہم و دانش عطا فرمائی ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ نبی کریم ﷺ عقل و حکمت میں سب سے زیادہ ہیں۔

﴿ابو نعیم علیہ الاولیاء ابن عساکر﴾

نبی کریم ﷺ کا پسینہ مبارک:

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے اور قیلول فرمایا: جب آپ کو پسینہ آیا تو میری والدہ ایک شیشی لائیں اور اس کو پونچھ کر جمع کرنے لگیں، اسی دوران آپ ﷺ کی آنکھ کھل گئی۔ آپ نے یہ چھا: اے ام سلیم! تم یہ کیا کر رہی ہو؟ انہوں نے عرض کیا: میں آپ ﷺ کے پسینہ کو جمع کر رہی ہوں تاکہ ہم خوشبو کے طور پر استعمال کریں، کیونکہ یہ سب خوشبوؤں میں سب سے زیادہ لطیف خوشبو ہے۔

﴿مسلم﴾

حضرت انس سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے ہاں جا کر قیلول فرمایا کرتے تھے۔ وہ حضور نبی کریم ﷺ کیلئے بستر بچھا دیتیں اور حضور نبی کریم ﷺ کو پسینہ بہت آتا، ام سلیم رضی اللہ عنہا اس کو جمع کر لیا کرتیں۔

ایک روز حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اے ام سلیم (رضی اللہ عنہا)! کیا کر رہی ہو؟ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں پسینہ کو خوشبو کیلئے جمع کر رہی ہوں۔

﴿مسلم﴾

حضرت محمد میرین سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ میرے ہاں چڑے کے بستر پر قیلول فرمایا کرتے تھے جب آپ ﷺ کو پسینہ آتا تو میں اس کو سک (چند خوشبوؤں کا مرکب) میں ملا لیتی تھی۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ میں چند مخصوص علامتیں تھیں جب کوئی راستہ حضور نبی کریم ﷺ سے فرماتے تھے تو وہ جسم اطہر کی خوشبو سے بہک جاتا اور لوگ جان لیتے کہ آپ اس راہ سے گزرے ہیں اور کسی ہتھیار یا درخت کے پاس سے گزرتے تو وہ بیدہ کرتے۔

﴿مسند وہبی، بیہقی، ابوالفہیم﴾

حضرت انس سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے سامنے آنے سے پہلے ہی خوشبو سے ہم آپ کو پہچان لیتے تھے۔

﴿ابن سعد، ابوالفہیم﴾

حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ حدیث کے راہ گیر راستوں کی خوشبو سے جان لیتے کہ رسول اللہ ﷺ ادھر سے گزر رہے ہیں۔

﴿ابو یوسف﴾

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کو رات کی تاریکی میں ہم ان کی خوشبو سے پہچان لیتے تھے۔

﴿مسند دارمی﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں سوت کات رہی تھی اور حضور نبی کریم ﷺ جوتہ کوئی رہے تھے۔ آپ کی پیشانی پر پیشہ آگیا، اس سے ایسا نور پیدا ہوا کہ میں حیران ہو گئی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے میرے بشرہ سے اندازہ کر کے حیرانی کی وجہ سے پوچھی تو میں نے پیشہ اور نور کی بحقیقت کا ذکر کرتے ہوئے کہا: ابو کبیر مذلی کا یہ شعر آپ ﷺ پر صادق آتا ہے۔

و مہوا من کل غیر حویضہ و فساد مر ضعة و داء مہل
واذا نظرت الی اسوۃ وجہہ بوقت ہررقی العارض المتہلل
ترجمہ: "وہ ہر بچے کو غرض اور دوا دھپانے والی کے قسا اور جلد ہلاک کرنے والے
مرض سے پاک ہے۔ اور جب تم اس کے چہرے کی شکلوں کو دیکھو گے تو وہ بول چکیں
گی جیسے برستے والے پاؤں کی بجلی چمکتی ہے۔"

پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے جوتہ دکھا کر کھڑے ہوئے اور میرے پاس آ کر میری دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور فرمایا: "اللہ تعالیٰ تمہارا ہمارا کمرے مجھے یاد نہیں کہ مجھے کبھی ایسی خوشی ہوئی ہو جیسی اس وقت ہوئی ہے۔"

﴿حضرت ابوبلی سارح بن محمد بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: مجھے معلوم نہیں کہ ابو عبیدہ ؓ نے حضرت اشام بن عروہ ؓ سے کوئی حدیث روایت کی ہو لیکن میں سمجھتا ہوں یہ حدیث حسن ہے کیونکہ حضرت محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو قبول کیا ہے۔﴾

﴿خلیب بغدادی، ابن عساکر، ابو نعیم، دیلمی، بخاری﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ حسین و خوب رو تھے۔ آپ ﷺ کے رنگ میں نورانی کیفیت تھی، اسی لیے صفت خواں ہمیشہ ماہ کامل سے آپ کے چہرے کو تشبیہ دیتے، آپ کے چہرے کا پسینہ موتی کے مانند اور خوشبو میں مثل مشک تھیں تھا۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں اپنی بیٹی کی شادی کر رہا ہوں، آپ اس میں میری مدد فرمائیں۔ آپ نے کہا اس وقت تو کچھ موجود نہیں ہے، لیکن تم کھٹے منہ کی شیشی اور درخت کی ٹہنی لاؤ، وہ دونوں چیزیں لایا۔ نبی کریم ﷺ نے دونوں کھانکوں سے پسینہ پونچھ کر شیشی کو بھر دیا۔ آپ نے فرمایا اپنی بیٹی کو دو اور کھوکھو یہ گھڑی

طیشی میں، ڈبو کر خوشبو لگائے چنانچہ لڑکی نے ایسا ہی کیا اور اس وجہ سے اس کے گھر کی شہرت "بیت المطہرین" (خوشبوؤں کا گھر) کے نام سے ہو گئی۔

﴿ابن ابی شیبہ، طریقہ ابن مسعود﴾

نبی کریم ﷺ کے ایک شخص سے روایت ہے کہ جب میں نے ماغر بن مالک کو سنا ہوتے دیکھا تو خوف کی بنا پر میں لرزے لگا، جب نبی کریم ﷺ کی نظر پڑی تو آپ نے مجھے چنا لینا اور آپ کے بغل کا پیسہ جو سٹک کی خوشبو کی مانند تھا مجھ پر بہنے لگا۔

﴿مسند دارمی﴾

حضرت محاذ بن جبل ؓ سے روایت ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ جا رہا تھا کہ آپ نے فرمایا: میرے قریب آؤ، تو میں قریب ہو گیا اور ایسی تیز مہک اور لطیف خوشبو آپ کے جسم سے خارج ہو رہی تھی کہ سٹک و مہر کی خوشبو بھی ایسی نہ ہوتی۔

﴿بخاری﴾

قد زیناے رسول ﷺ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نہ طویل القامت تھے نہ پست قد، لیکن جب لوگوں کے ہمراہ ہوتے تو آپ ﷺ کا قد ان سب پر طویل اور اونچا معلوم ہوتا، اکثر آپ کے دونوں جانب طویل القامت اشخاص ہوتے مگر باریں ہمراہ آپ ﷺ ان سے اونچے نظر آتے۔ مذکورہ بالا حدیث کو ابن مسیح رحمہ اللہ نے "الخصائص" میں اس قدر اضافہ کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کا شانہ مبارک مجلس میں تمام بیٹھنے والوں سے اونچا نظر آتا۔

﴿ابن ابی شیبہ، تاریخ دمشق، ابن مسعود﴾

نبی کریم ﷺ کے جسم اطہر کا سایہ نہ تھا:

حضرت ذکوان ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کا سایہ دھوپ میں بننا تھا نہ شعاعِ ماہ میں۔ ابن مسیح رحمہ اللہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی خصوصیات کے بیان میں کہا کہ آپ کا سایہ دھوپ اور چاندنی دونوں میں اس وجہ سے نہ ہوتا کہ آپ ﷺ سر تا پا نور تھے۔ بعض علماء کرام نے کہا اس کی مثال یہ حدیث شریف ہے جس میں نبی کریم ﷺ کی اس دعا کا ذکر ہے: "وَاَجْعَلْنِي نُورًا" (ترجمہ: اے رب! مجھ کو سرائیا نور بنا دے۔)

نبی کریم ﷺ کے جسم اطہر پر مکھی نہیں بیٹھی تھی:

نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے جسم اقدس پر مکھی نہ بیٹھی تھی۔ ﴿کتاب الفہام، غزالی، المولد﴾ حضرت ابن مسیح رحمہ اللہ نے اسے ان لفظوں سے بیان کیا کہ حضور نبی کریم ﷺ کے کپڑوں پر بھی

کسی نہ ٹھنکتی تھی اور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں اتنا زیادہ کیا کہ جوں آپ ﷺ کو نہ کاٹی تھی۔ (یعنی کپڑوں میں جوں نہ پڑتی تھی۔)

﴿ابن ماجہ الخصائص﴾

نبی کریم ﷺ کے موئے مبارک:

عبد الحمید بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جنگ یرموک کے موقع پر ٹوپی اڑھے ہوئے تھے۔ (اتفاق ہے وہ کہیں گر گئیں۔) آپ نے اسے تلاش کر کے حاصل کیا اور فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے عمرہ کر کے حلق کیا تو لوگوں نے بالوں کے حاصل کرتے میں جلدی کی اور میں ان کے حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ ان بالوں کو میں نے اس ٹوپی میں محفوظ کر لیا تھا اور تمام جہادوں میں اس ٹوپی کو استعمال کیا حتیٰ کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے ہر حالت اور ہر موقع پر فتح و نصرت عطا فرمائی۔

﴿سعید بن منصور فی السنن، ابویعلیٰ، حاکم، بیہقی، ابویحیٰ﴾

نبی کریم ﷺ کا خون اطہر:

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ مجھے لگوار ہے تھے، جب فارغ ہوئے تو فرمایا: اے عبداللہ! اس خون کو لے جاؤ اور کسی ایسے مقام پر رکھ دو کہ کوئی نہ دیکھے۔ میں خون کو لے گئے اور پی لیا۔ واپس آیا تو آپ نے دریافت کیا: عبداللہ! خون کا کیا کیا؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں نے اسی پوشیدہ جگہ رکھا ہے کہ وہ ہمیشہ لوگوں سے مخفی رہے گا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جواب دیا: میرا خیال ہے تم نے اسے پی لیا ہے۔ میں نے عرض کیا: ہاں۔ ارشاد فرمایا: تم سے لوگوں کیلئے افسوس ہے اور لوگوں سے تمہارے لیے افسوس ہے۔ (صحابہ گرام کا خیال تھا کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی طاقت و قوت کا سبب یہی خون رسول اللہ ﷺ ہے۔)

﴿بزار، ابویعلیٰ، طبرانی، حاکم، بیہقی﴾

نبی کریم ﷺ کے قدم مبارک:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ زمین پر پورا قدم رکھ کر چلتے اور آپ ﷺ کا نقش قدم باقی تمام نہ رہتا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کا نقش قدم باقی تمام نہ رہتا کیونکہ آپ ﷺ پورا قدم رکھ کر چلتے۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت جابر بن عمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے قدم مبارک کی انگشت کو چمک (چھوٹی انگلی) دوسری انگلیوں سے بلند تھی۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قریش ایک کاہن کے پاس گئے اور اس سے کہا: ہمیں بتاؤ کہ ہمارے اندر کون شخص صاحب نبوت ہو سکتا ہے؟ اس نے جواب دیا: زمین کو اپنی چادر سے صاف اور بے نشان کر کے اس پر چلو میں نقش قدم کو دیکھ کر بتا دوں گا تو انہوں نے زمین کو صاف کیا پھر اس پر چلے تو کاہن نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نشان قدم کو دیکھ کر کہا یہ شخص نبوت کا زیادہ مستحق ہے۔ اس کے بعد وہ انتقاد کرتے رہے چنانچہ تقریباً بیس سال بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان نبوت فرمایا۔

﴿ابن سعد﴾

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفتار کا اعجاز:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور میں ایک جنازے کے ساتھ جا رہے تھے جب میں قدم بڑھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حسب معمول مجھ سے سبقت لے جاتے، میرے برابر جو شخص چل رہا تھا میں نے اس سے کہا: یا شہید نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کے نیچے زمین لٹکتی جاتی ہے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت یزید بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب چلتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفتار تیز ہوتی حتیٰ کہ آپ کے پیچھے لوگ دوڑنے پر مجبور ہو جاتے۔

﴿ابن سعد﴾

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب اور سونے کی کیفیت:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ وتر پڑھنے سے پہلے بخواب ہو جاتے ہیں۔ جواب دیا: اے عائشہ! میری آنکھیں بند ہوتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری آنکھ سوتی اور میرا دل جاگتا رہتا ہے۔

﴿ابن قیم﴾

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم نے فرمایا: انبیاء کرام علیہم السلام کی آنکھیں سوتی ہیں اور ان کا دل جاگتا رہتا ہے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت عطاء بن یشیع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر وہ انبیاء کی آنکھیں سوتی ہیں اور ہمارے دل بیدار رہتے ہیں۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری آنکھ سوتی تھی اور میرا دل نہیں سوتا۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت جابر عبد اللہ ؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی چشم مبارک سویا کرتی اور دل بیدار رہا کرتا تھا۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ ایک دن حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں یہودیوں کی ایک جماعت آئی تو اس نے فرمایا: میں تمہیں اس رب کی قسم دیتا ہوں جس نے حضرت موسیٰ پر توریت نازل فرمائی، کیا تم شناخت کرتے ہو، یہ نبی ہیں ان کی آنکھیں سوتی ہیں اور دل بیدار رہتا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ”نہ خدا! درست ہے۔“ فرمایا: اے خدا تو شاہد رہتا۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت انس ؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی چشم ہائے مبارک سوتی تھیں اور آپ کا لکب اطہر جاگتا تھا۔

﴿حاکم﴾

نبی کریم ﷺ کی قوت مبارک:

حضرت قتادہ ؓ، حضرت انس ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ دن اور رات کی ایک ساعت میں تمام اوزواج مطہرات پر دورہ کر لیتے تھے اور ان کی تعداد گیارہ تھی۔

حضرت قتادہ ؓ کہتے ہیں میں نے حضرت انس ؓ سے پوچھا: کیا آپ میں اتنی طاقت تھی؟ انہوں نے جواب دیا: ہم آپ میں کہا کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ کو میں مردوں کی طاقت دی گئی تھی۔

﴿بخاری﴾

حضور نبی کریم ﷺ کی لونڈی سلی سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ ایک شب میں نوازواج پر دورہ فرمایا کرتے تھے۔

﴿ابن سعد﴾

عبید اللہ بن موسیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت اسامہ بن زید ؓ سے انہوں نے حضرت مغوان بن سلیم ؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حضرت جبرئیل ؑ میرے پاس ایک ہاڈی لائے، میں نے اس میں سے کھایا تو مجھ کو چالیس مردوں کے برابر قوت مجامعت مل گئی۔ (اس روایت کو غیر صحیح کہا گیا ہے۔)

﴿ابن سعد﴾

ابن عدی رضی اللہ عنہ نے یہ روایت حضرت سلام بن سلیمان لہل ؓ سے روایت کی۔ انہوں نے حضرت ضحاک ؓ سے انہوں نے حضرت ابن عباس ؓ سے سرفوعا روایت کی لیکن سند مرسل ہونے کے باوجود بہتر ہے اور یہ سند کمزور ہے۔

موسیٰ بن محمد رضی اللہ عنہ نے اپنے والد کے ذریعہ بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مجھ میں عام لوگوں سے طاقت مجامعت کم تھی پھر اللہ تعالیٰ نے (بذریعہ فرشتہ) ایک ہاڈی کے گوشت کے ذریعہ وہ قوت عطا فرمادی کہ جب میں ارادہ کرتا ہوں تو اس قوت کو محسوس کرتا ہوں۔

﴿ابن سعد والقدی﴾

ابن سعد رحمہ اللہ نے کہا: ہمیں واقدی رحمہ اللہ نے خبر دی اور انہوں نے ایک سلسلہ روایت کے ناموں کے بعد اسی (مذکورہ بالا) حدیث کی مانند روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس ہانڈی لائی گئی، میں نے اس میں سے کھایا یہاں تک کہ میں سیر ہو گیا اور جب سے کھایا ہے جس گھڑی چاہتا ہوں ازواج کے پاس جاتا ہوں۔

﴿ ابن سعد ﴾

حضرت مجاہد اور حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو چالیس مردوں کے برابر طاقت مجامعت دی گئی تھی۔

﴿ ابن سعد ﴾

حارث بن ابی امامہ رحمہ اللہ حضرت مجاہد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو کچھ اوپر چالیس جنت کے مردوں کے مساوی قوت دی گئی اور حضرت حارث سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ذریعہ روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ گرفت اور نکاح میں چالیس مردوں کی طاقت مجھے دی گئی ہے۔ حضرت انس سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”مجھے پہلے لوگوں پر چار باتوں میں نصیحت دی گئی۔ داؤد مطلق، شجاعت، کثرتِ جماع اور دشمن پر قابو پانا۔“

﴿ طبرانی، اسامی، مجمع، ابن عساکر ﴾

نبی کریم ﷺ احکام سے محفوظ تھے:

عکرمہ رحمہ اللہ یہ سند مجاہد حضرت ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو کبھی احکام نہیں ہوا چونکہ احکام شیطان کے دوسے سے ہوتا ہے۔

﴿ طبرانی، معجم، ابن عساکر ﴾

نبی کریم ﷺ کے بول و براز کا بیان:

حسین بن علوان رحمہ اللہ اشام رحمہ اللہ اور حضرت عمرو بن العاص سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب بیت الخلاء تشریف لے جاتے تو اس کے فوراً ہی بعد میں وہاں جاتیں تو بجز پاکیزہ خوشبو کے کچھ بھی نہ پاتی۔ میں نے اس کا ذکر نبی کریم ﷺ سے کیا تو آپ نے فرمایا: ”تم واقف نہیں ہو، ہمارے اجسام کی نشوونما ہفتی ارواح پر ہوتی ہے اور جو چیز ہمارے جسموں سے خارج ہوتی ہے اسے زمین نکل لیتی ہے۔“

﴿ بیہقی نے کہا یہ حدیث ابن علوان رحمہ اللہ کی موضوعات میں سے ہے۔ ﴾

﴿ بیہقی ﴾

قائد:

مصنف کتاب حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ کہتے ہیں: امام بیہقی رحمہ اللہ کا خیال درست نہیں کیونکہ یہ حدیث ایک اور سند سے بھی روایت ہے۔ جو اسامی، عقبہ، محمد، ام سعد رحمہم اللہ چار سلسلہ

روایت کے ذریعہ بیان ہوئی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی ﷺ! آپ رفع حاجت کیلئے تو جاتے ہیں مگر میں بول و براز کا اثر نہیں دیکھتی؟ ارشاد فرمایا: ”تم کو کیا خبر کہ انبیاء علیہم السلام کا اخراج زمین نکل لیتی ہے، اس کے نظر آنے کا سوال ہی نہیں۔“

✽ (اس حدیث کو اسی سند کے ساتھ ابو نعیم رحمہ اللہ نے بھی روایت کیا ہے۔)

ابو نعیم رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث کی ایک تیسری سند اور بھی ہے جو محمد، علی، زکریا، شہاب، عبد الکریم اور ابو عبد اللہ رحمہم اللہ اور (بائمی عائشہ رضی اللہ عنہا) کے لیے سات واسطوں سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تک پہنچتی ہے۔ متن اس حدیث کا بھی وہی ہے۔

اسی متن سے ملتی جلتی روایت وہ ہے۔ جس کو حاکم رحمہ اللہ نے اپنی ”مستدرک“ میں بیان کیا ہے اور یہ چوتھی سند ہے جو قتادہ، محمد، موسیٰ، ایرایم، المنہال رحمہم اللہ اور (بائمی عائشہ رضی اللہ عنہا) کے لیے رضی اللہ عنہا چھ واسطوں سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تک پہنچتی ہے۔ اس کا متن بھی الفاظ کے معمولی فرق کے ساتھ وہی ہے۔ یعنی ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم تھنائے حاجت کیلئے داخل ہوئے، اس کے بعد میں گئی تو میں نے وہاں کچھ نہ دیکھا البتہ منک کی خوشبو پائی۔ اس پر میں نے عرض کیا: یا نبی اللہ ﷺ! میں نے تو بیت الخلاء میں کچھ نہ دیکھا؟ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”ہمارے یعنی گروہ انبیاء علیہم السلام کے بارے میں زمین کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اسے چھپالے۔“

اس حدیث کی پانچویں سند اور ہے وہ یہ ہے کہ دارقطنی رحمہ اللہ نے ”الاقراد“ میں کہا کہ ہم سے حضرت محمد بن سلیمان باہلی نے، ان سے حضرت محمد بن حسان اموی رحمہ اللہ نے، ان سے حضرت عبدہ بن سلیمان رحمہ اللہ نے، ان سے حضرت ہشام بن عروہ رحمہ اللہ نے، ان سے ان کے والد نے، ان سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں نے آپ ﷺ کو بیت الخلاء جاتے دیکھا پھر آپ کے بعد میں گئی تو میں نے خارج ہونے والی چیز کا کوئی نشان تک نہ دیکھا؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ (رضی اللہ عنہا)! تم نہیں جانتیں۔ اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم دیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام سے جو فضلہ خارج ہو، وہ اسے کھا جائے۔ سند کے اعتبار سے یہ حدیث اعلیٰ ہے۔

ابن وجیہ رحمہ اللہ نے انھیں اس سند کو لانے کے بعد فرمایا: یہ سند ثابت ہے۔ محمد بن حسان بغدادی رحمہ اللہ اور صالح بن فضال رحمہ اللہ ہیں اور عبدہ بن علی شافعی (بخاری و مسلم) کے راویوں میں سے ہیں۔

✽ اس حدیث کی چھٹی سند مرسل بھی ہے۔ وہ یہ کہ حکم ترمذی رحمہ اللہ نے عبد الرحمن بن قیس زعفرانی رحمہ اللہ کی سند کے ساتھ عبد الملک بن عبد اللہ بن ولید رحمہ اللہ سے، انہوں نے حضرت ذکوان رحمہ اللہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کا سایہ آفتاب میں دیکھا جاتا نہ چاند کی روشنی میں اور تھنائے حاجت کا نشان بھی نہ ہوتا تھا۔

﴿ اس حدیث کے ساتویں سند بھی ہے جو جنات کے وفد کے ہاں میں آئے گی۔ ﴾

نبی کریم ﷺ کے بول سے شفاء اسراض:

حسن بن سفیان رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات میں گھر کے ایک گوشے میں رکھے ہوئے پیالے کی جانب گئے اور اس میں بول فرمایا: پھر رات میں مجھے پیاس لگی، میں اٹھی اور پیالے میں جو کچھ تھا، پی لیا۔ صبح کو اتفاقاً رات کی بات کا میں نے ذکر کیا، جس پر آپ ﷺ نے تبسم فرمایا اور فرمایا: آج سے تمہارے ہیٹ میں کوئی بھی بیماری یا شکایت نہ ہوگی۔

﴿ابو یعلیٰ، حاکم، دارقطنی، ابویہ﴾

عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ نبی کریم ﷺ لکڑی کے پیالے میں پیشاب کرتے تھے پھر اسے چار پائی کے نیچے رکھ دیا جاتا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور دیکھا کہ پیالے میں کچھ نہیں ہے، تو آپ نے برکت نامی عورت سے فرمایا: (یہ عورت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی خادمہ تھی اور اس کو وہ اپنے ساتھ حبشہ سے لائی تھی)۔ پیالہ کے اندر کا پیشاب کیا ہوا؟ اس نے بتایا میں نے پی لیا۔

آپ نے فرمایا: تم ہمیشہ کیلئے مستند ہو گئیں، اے ام یوسف! (اس خادمہ کی کنیت تھی)۔ تو وہ کبھی بیمار نہ ہوئیں، صرف مرض الموت ان کو لاحق ہوا۔ ابن وحید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا یہ واقعہ ام ایمن رضی اللہ عنہا کے علاوہ ہے۔

حسن مصطفیٰ ﷺ

حضرت برادر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ حسین و خوب رو اور خلوق میں سب سے احسن اور مہمانہ قد تھے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت برادر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ان سے کسی نے دریافت کیا: نبی کریم ﷺ کا چہرہ انور شمشیر کی مانند تھا؟ حضرت برادر رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا: نہیں، بلکہ قمر کی مانند تھا۔

﴿بخاری﴾

حضرت جابر بن سمرہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ ان سے کسی نے پوچھا: کیا نبی کریم ﷺ کا چہرہ انور طویل تھا؟ کہا نہیں، بلکہ چاند سورج کی مانند مستدیر تھا۔

﴿مسلم﴾

حضرت جابر بن سمرہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو چاندنی راتوں میں دیکھا ہے۔ آپ ﷺ سرخ لباس میں تھے تو کبھی میں آپ کو دیکھتا اور کبھی چاند کو تو بلاشبہ آپ میری آنکھوں کو

چاند سے زیادہ حسین معلوم ہوئے۔

﴿سند داری، بیہقی﴾

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ جب خوش ہوتے تو چہرہ انور چمک اٹھتا گویا کہ وہ چاند کا ٹکڑا ہے اور ہم اس بات کو آپ کی شانمانی کی علامت سمجھتے۔

﴿بخاری﴾

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ آپ نے فرمایا: نبی کریم ﷺ کا چہرہ چاند کی مانند ہوا۔ (یعنی گول) تھا۔

﴿ابو نعیم﴾

ابو اسحاق رقیعی نے ایک امدانی عورت رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔ اس نے کہا میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ حج کیا ہے۔ میں نے اس سے پوچھا: آپ ﷺ کی مشابہت کیسی تھی؟ اس نے جواب دیا: جو صبحیں رات کے چاند کے مانند، میں نے کسی کو آپ کی مانند پہلے دیکھا نہ بعد میں۔

﴿بیہقی﴾

ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ برو کریم رسول اللہ ﷺ کے اوصاف بیان فرمائیے۔ انہوں نے کہا اگر تم نبی کریم ﷺ کو دیکھتے تو کہتے کہ سورج نے طلوع کیا ہے۔

﴿سند داری، بیہقی، طبرانی، ابو نعیم﴾

حضرت ابو الطفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ ان سے کسی نے پوچھا: ہمیں نبی کریم ﷺ کے بارے میں کچھ بتائیے۔ انہوں نے کہا آپ ﷺ سفید اور طبع چہرے والے تھے۔

﴿مسلم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: نبی کریم ﷺ لوگوں میں میانہ قد تھے، کھلتا ہوا رنگ، سیاہ نہ سفید، موئے مبارک گھنے تھے نہ چھدرے، لٹکے ہوئے تھے نہ گھونگر یا لے بلکے ایسے تھے جیسے گنگھی کر کے بنائے گئے ہوں۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ایسے سبج تھے کہ اس میں سرخی کی جھلک تھی۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے زیادہ خوبصورت کسی کو نہ دیکھا۔ محسوس ہوتا تھا کہ آپ ﷺ کے چہرہ انور میں آفتاب رہ رہا ہے اور میں نے رفتار میں کسی کو حضور نبی کریم ﷺ سے زیادہ تیز نہ دیکھا گویا کہ زمین آپ ﷺ کیلئے پیشیوں۔ ہم آپ کے ساتھ چلنے کے دوران کوشش کرتے اور آپ ﷺ کی عام رفتار پر پروائی کے ساتھ ہوتی۔

﴿ابن سعد، ترمذی، بیہقی﴾

حضرت ثناءؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ ہر نبی کو حسن خلق، حسن صورت اور حسن آواز کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی کریم ﷺ کو مبعوث فرمایا تو آپ ﷺ کو بھی حسن اخلاق، جمال صورت اور دل پذیر آواز سے نوازا۔

﴿ابن سعد انہما مساکر﴾

حضرت علی المرتضیٰؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کبھی کسی نبی کو مبعوث نہ فرمایا مگر یہ کہ وہ خوب رو، صاحب حسب و نسب اور خوش آواز ہوتا اور بلاشبہ تمہارے نبی ﷺ کو وجہہ نجیب و شریف اور دل نشین آواز والے تھے اور یہ تمام خوبیاں آپ میں بدرجہ کمال موجود تھیں۔

﴿ابن مساکر﴾

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: میں نے نبی کریم ﷺ سے زیادہ بہادر، سچی اور خوبصورت نہیں دیکھا۔

﴿سند داری﴾

حضرت جابر بن سمرہؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی کریم ﷺ کا دہن کشادہ، چشمان مبارک میں سرخی کی جھلک اور پیروں کی دونوں اڑیوں پر گوشت اور بھری ہوئی تھیں۔

﴿مسلم﴾

حضرت علی کریم اللہ وجہہ المکرم سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: نبی کریم ﷺ کی چشم ہائے مبارک بڑی بڑی تھیں۔ جن میں سرخی کی جھلک تھی اور آپ کی مڑگاں (پلکیں) دروازہ تھیں۔

﴿بخاری﴾

حلیہ مصطفیٰ ﷺ:

حضرت علیؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: نبی کریم ﷺ میانہ قد تھے، سر کے بال نہ گھٹکریا لے نہ لٹکے ہوئے، چہرے کا گوشت نرم اور لٹکا ہوا نہ تھا اور چہرے میں گولائی تھی۔ رنگ کھرا ہوا، کشادہ پیشانی، مڑگاں سیاہ وراق، جسم و اندام کی ہڈیاں چوڑی پر گوشت و مٹانے چوڑے، جسم پر بال نہ تھے البتہ سینہ تا ناف ایک بالوں کی لکیر تھی، دونوں ہتھیلیاں اور قدم قوی مضبوط تھے، انگلیاں قریب تھیں، پورا قدم رکھ کر قوت کے ساتھ چلنے کو یا فرائز سے نشیب میں آرہے ہیں، التفات بے دلی سے نہ ہوتا اور یہ دونوں کے درمیان سہمہ نبوت تھی۔

﴿ترمذی، بخاری﴾

بخاری و ترمذی نے ایک اور سند کے ساتھ انہی سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا: نبی کریم ﷺ کی پیشانی مبارک چوڑی اور پلکیں لمبی تھیں۔ (طیالسی اور ترمذی رحمہم اللہ نے اسے روایت کر کے صحیح کہا ہے۔)

﴿بخاری﴾

حضرت علیؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: نبی کریم ﷺ طویل القامت تھے، تہ پستہ قد، آپ کا سر مبارک بڑا اور ریش مبارک بھی بڑی تھی، ہاتھ اور پاؤں کی انگلیاں قریب اور جوڑ مضبوط تھے

اور ہڈیوں کے سرے یعنی ٹھٹھے، کہنی اور موٹے سے چوڑھے اور مضبوط تھے۔

﴿احمد، بیہقی﴾

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کفائیاں چوڑی اور دونوں شانوں کے درمیان فاصلہ تھا اور آپ کی مڑگاں دراز تھیں۔ آپ ﷺ بازاروں میں شور مچانے والے نقش گو اور نقوبات کہنے والے نہ تھے۔ کسی کے رو برو ہوتے یا پشت پھیرتے دونوں صورتوں میں پوری طرح عمل فرماتے تھے۔

﴿طحاوی، احمد، بیہقی﴾

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی داڑھی مبارک سیاہ تھی اور داندان مبارک حسین تھے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ ان سے کسی نے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ پر بڑھا پایا آیا تھا؟ انہوں نے جواب دیا: "اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ پر بڑھا پے کا عیب نہ لگایا۔ آپ ﷺ کی ریش مبارک میں پس سترہ یا اٹھارہ بال سفید تھے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ہریرہ ؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کا قد میانہ اور دونوں شانوں کے درمیان فاصلہ تھا اور سر کے بال کانوں کی لوتک پہنچتے تھے۔ ہر حال آپ ﷺ سے زیادہ حسین میں نے کسی کو نہ دیکھا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

محدث کمفی رحمہ اللہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: حضور نبی کریم ﷺ نے مقام ہرانہ سے رات کے وقت عمرہ کی نیت کی، اتفاقاً میری نظر آپ ﷺ کی پشت مبارک پر پڑی تو وہ گویا ایک سیم پارہ تھا۔ (یعنی چاندی کی ڈلی کی طرح روشن)

﴿احمد، بیہقی﴾

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے حکم مبارک کو (یہ غور) نہیں دیکھا مگر مجھے یاد ہے کہ وہ کاغذ کی تہوں کی مانند تھا۔ (یعنی بہت زیادہ شکنیں پڑی ہوئی تھیں۔)

﴿طحاوی، ابن سعد، طبرانی، ابن صبا، کرم﴾

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایسے صبح تھے گویا چاندی سے بنائے گئے تھے اور آپ کے بال گھونگر والے تھے نہ لٹکے ہوئے، حکم ہموار، شانوں کی ہڈیاں چوڑی اور چلنے کے دوران قدم رکھ کر چلنے، مخاطب کے سلسلے میں پورے طور پر رو برو ہوتے اور جب رخ تبدیل فرماتے تھے تو پورے طور پر فرماتے تھے۔

﴿ترمذی، بیہقی﴾

حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کا سر مبارک اور پائے مبارک بزرگ

(بڑے) دور کھدائے دست (ہتھیلیاں) کشادہ تھے۔

﴿بخاری﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم بڑے اور چہرہ زیبا ایسا تھا کہ میں نے کسی دوسرے کا نہ دیکھا۔

﴿بخاری﴾

حضرت یحییٰ بن کزوم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے اور میں ہجر کے انگوٹھے سے متصل انگلی کی درازی کو نہیں بھولی ہوں۔

﴿طبرانی، معجم﴾

بلند وید کے ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خواصورت مناسب جسم، چوڑی پیشانی، کھڑی بلند ناک اور لمبی ہونٹیں عمدہ ابرو والے شخص تھے اور میں نے دیکھا تھا کہ آپ کی گردن کے پاس سے ناف تک بالوں کی لکیر تھی۔

﴿بخاری﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہ طویل القامت تھے نہ پست قد بلکہ قدرے درازی مائل جسم تھا اور ہاتھوں اور پیروں کی انگلیاں بھری ہوئی، سینہ سے ناف تک بالوں کی لکیر تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیزہ موتی کے مانند ہوتا اور جب چلتے تو جھکے ہوئے معلوم ہوتے گویا چڑھائی سے اتر رہے ہیں۔

﴿بخاری﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والہ وسلم طویل قامت نہ تھے اور نہ درمیانہ قد سے نیچے نہ تھے مگر لوگوں کے ساتھ ہوتے تو دراز قد نظر آتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گورا رنگ اور سر مبارک بڑا تھا، رنگ دروپ روشن و چمکدار تھا، بالیں باریک اور ابرو کشادہ، ہاتھ، پیروں کی انگلیاں بھری ہوئیں اور دراز تھیں۔ ہوا کی کے دوران قوت سے قدم بڑھاتے جیسے شیب میں اتر رہے ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی پر پیزہ موتیوں کی مانند ہوتا اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے سے پہلے یا بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہسر نہ دیکھا۔

﴿امرو، بخاری﴾

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم علیہ والہ وسلم کا رنگ شفاف اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیزہ موتی کی مانند تھا، آپ جس وقت چلتے تو اس طرح چلتے کہ جھکے ہوئے معلوم ہوتے تھے۔

﴿مسلم﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میانہ قد کے لوگوں میں حسین ترین تھے، قد مائل بہ طویل تھا، دونوں شانوں کے درمیان قاصد تھا، رخسار مبارک نرم و دراز، بال خوب سیاہ، آنکھیں سرخیں، بالیں دراز تھیں، قدم ہموار رکھے، پیروں کے ٹکڑوں میں گڑھا نہ تھا، جب

شانوں پر چادر ڈال لیتے تو پھر آپ ﷺ کا سراپا جسم عیس (یعنی چاندی کی مثل) معلوم ہوتا۔ عیس سے دیواریں روشن ہو جاتیں اور میں نے آپ ﷺ کو دیکھنے سے قبل یا بعد کسی کو حضور کا ہمسرہ پایا۔

﴿یزید بن ابی﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی ہتھیلیوں سے زیادہ نرم ملائم ریشم دو یا کو بھی نہ پایا اور رسول اللہ ﷺ کی پاکیزہ خوشبو سے زیادہ مشک و عنبر کی خوشبو کو بھی نہ سونگھا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت جابر بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے میرے رخساروں پر دست مبارک پھیرا تو میں نے آپ کے ہاتھ کی لطیف خشکی اور خوشبو کو محسوس کیا جیسے کہ آپ نے خوشبودان سے اپنا دست مبارک نکالا ہو۔

﴿مسلم﴾

حضرت یزید بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنا دست مبارک مجھے دیا تو میں نے آپ کے ہاتھ میں برف سے زیادہ خشک اور مشک سے زیادہ خوشبو محسوس کی۔

﴿بخاری﴾

مسعود بن شداد رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے روایت کی ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا اور میں نے آپ ﷺ کا دست مبارک اپنے ہاتھ میں لے لیا تو وہ برف سے زیادہ سرد اور حریر (ریشم) سے زیادہ نرم تھا۔

﴿طبرانی﴾

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں مکہ میں بیمار ہوا اور نبی کریم ﷺ عیادت کیلئے تشریف لائے، اپنا دست مبارک میری پیشانی پر رکھا اور میرے چہرے، سینے اور پیٹ پر پھیرا تو میں آج تک سرور کائنات ﷺ کے دست مبارک کی اس خشکی کو محسوس کرتا ہوں جو اس وقت میں نے محسوس کی تھی۔

﴿احمد﴾

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ سرفی مائل گھرے تھے۔ اہلیوں کے پورے بھرے ہوئے، طویل القامت تھے، نہ پست قد، پال ٹھکر پالے نہ لٹکے ہوئے جب آپ ﷺ چلتے تو لوگ ہر اسی قائم رکھنے کیلئے دوڑتے اور میں نے آپ کے مانند کسی کو نہ دیکھا۔

﴿ابن سعد، ابن عساکر﴾

حضرت احمد بن عبد حنری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا اور آپ کے بعد میں نے کسی کو آپ ﷺ کی مانند نہ دیکھا۔

﴿ابن عساکر، کتاب الصحابہ﴾

حضرت عبد اللہ بن مریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ قدم مبارک میں احسن البشر تھے۔

﴿ابن سعد﴾

(یعنی آپ کے قدم مبارک سب سے خوبصورت تھے۔)

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ آپ نے بیان کیا نبی کریم ﷺ کا رنگ سرخ سفید، پتلیاں سیاہ، سینہ سے ناف تک بالوں کا خط، ناک بلند، رخسار دراز و بلند، اڑھی گھٹی اور بالی کان کی ٹونگ تھے۔ گردن مبارک گویا پاندی کی صراحی تھی۔ پیشانی پر پسینہ موتیوں کی مانند چمکتا تھا اور پسینہ کی خوشبو منک سے زیادہ پاکیزہ اور لطیف تھی۔

﴿ابن سعد، تہذیب الکمال﴾

حضرت علیؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: نبی کریم ﷺ نے مجھے یمن کی طرف بھیجا تو اس ایک دن لوگوں کو خطاب کر رہا تھا اور احبار یہودی ہاتھ میں کتاب لیے کھڑے تھے اور اس کی مہارت کسی مقام سے دیکھ رہے تھے پھر انہوں نے میری طرف دیکھ کر کہا: "ایہذا القاسم ﷺ کا وصف بیان کیجئے۔"

میں نے کہا آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم طویل القامت ہیں نہ پست قد، بال نہ کٹکریالے ہیں نہ لمبے ہوئے، سیاہ رنگ کے ہیں، سر مبارک بڑا، آپ کا رنگ مائل بہ سرخی ہے، مضبوط اندام، انگلیاں ری ہوئیں، منق سے ناف تک بالوں کی سیدھی لکیر ہے، ٹکٹیں دراز دونوں ابرویں ہوئیں، پیشانی بڑی اور دونوں شانوں کے درمیان فاصلہ ہے۔ "ان کی رفتار کے دوران جسم میں جھکاؤ سا معلوم ہوتا، جیسے بلندی سے اتر رہے ہوں۔"

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ جب میں نے نبی کریم ﷺ کے یہ اوصاف بیان کیے تو ایک دی نے کہا کہ ہماری کتاب میں بھی ایسی اوصاف موجود ہیں پھر یہودی عالم نے کہنا شروع کیا کہ حضور نبی کریم ﷺ جب آنکھ کھولتے ہیں تو اس میں سرخ زورے نظر آتے ہیں، ریش مبارک اور دھنوں خوبصورت اور دونوں کان مکمل ہیں اور جب مخاطب فرماتے تو پوری ٹوڑی ٹوڑی ہو جاتی اور جب اطمینان ہو جاتا ہے یعنی رابطہ اور میل کے بعد تو پھر (سن گن لینے کی خاطر) توجہ اور نظر نہیں رکھتے۔"

حضرت علی المرتضیٰؓ نے فرمایا: ہاں! یقیناً حضور نبی کریم ﷺ کی یہی شان ہے۔ یہودی عالم کہا: ایک بات اور ہے۔ میں نے کہا وہ کونسی؟ اس نے کہا آپ ﷺ میں خیمہ کی ہے۔ میں نے کہا یہ وہ ہے جو میں نے تم سے بیان کر دی ہے کہ آپ ﷺ چلتے وقت جھکے معلوم ہوتے ہیں کہ جیسے تشیب تر رہے ہیں۔ یہودی عالم نے کہا میں نے نبی کریم ﷺ کے یہ اوصاف اپنے اسلاف کی کتابوں میں پڑھے ہیں اور انہوں نے پڑھا ہے کہ آپ خدا کے گھر میں اس کے حرم، مقام امن سے مجھوت ہو کر آپ اس حرم کی طرف ہجرت کریں گے جس کو آپ نے حرم قرار دیا ہوگا۔ اس کی حرمت ایسی ہی ہے اللہ تعالیٰ کے حرم کی۔ اس نئے حرم کے لوگ جہاں آپ ہجرت کر گئے پچھیں گے آپ کے انصار گئے اور وہ لوگ عمرو بن عامر کی نسل سے ہوں گے جو باغات اور زمینوں کے مالک ہوں گے اور ان پہلے یہودان چیزوں کے مالک ہوں گے۔

حضرت علی المرتضیٰ نے کہا یہی صورت واقع ہے۔ یہودی عالم نے کہا میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ نبی حق ﷺ ہیں اور پوری نور انسانی کی طرف ان کی ہدایت کیلئے آئے ہیں۔

﴿ابن سعد ابن مساکر﴾

حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ چند یہودی آئے حضرت علی المرتضیٰ ؓ کو بلایا اور ان سے کہا: "ہمیں اپنے بچپا کے بیٹے کے اوصاف بتائیے۔" حضرت علی المرتضیٰ ؓ نے بیان کیا:

محمّد ﷺ نہ طویل القامت تھے نہ پست قد آپ کا رنگ دروپ سرخی مائل گورا تھا۔ آپ کے بال ہلکے یا لے تھے مگر بالکل پیچیدہ نہ تھے۔ سر کے ابرو لمبے ہوئے، مڑ گان دراز اور بینی شریف باریک اور درمیان میں انھی ہوئیں۔ حلقوم سے ناف تک بالوں کی سیدھی لکیر تھی، سامنے کے دانت چمکدار اور ریش مبارک گھنی تھی۔ گردن گویا چاندی کی صراحی تھی اور آپ کی ہنسیوں میں گویا سوناراواں تھا۔ مذکورہ جگہوں کے علاوہ باقی جسم پر کہیں بال نہ تھے اور دونوں شانوں کے درمیان باوکال کی مانند ایک دائرہ تھا جس میں نورانی حروف میں دو سطریں تحریر تھیں۔

اوپر کی سطر میں "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" اور نیچے کی سطر میں "مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ" (ﷺ)

﴿ابن مساکر﴾

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد بیت المقدس کے علماء یہود میں سے کوئی ایک عالم حضرت علی ؓ کے پاس آیا اور ان سے کہا نبی کریم ﷺ کے ذاتی اوصاف مجھ سے بیان فرمائیے۔ حضرت علی المرتضیٰ ؓ نے جواب میں فرمایا:

"مقبول! حضور نبی کریم ﷺ طویل القامت تھے نہ پست قد، رنگ سرخی مائل گورا، بال قدرے دار کانوں کی لونگ، پیشانی کشادہ، رخسار واضح، ابرو لمبے ہوئے، پتیلیاں سیاہ، پلکیں دراز، ناک باریک و درمیان سے قدرے انھی ہوئی، سینہ سے ناف تک بالوں کی لکیر تھی، سامنے کے دانت چمکدار اور ریش مبارک گھنی تھی، گردن شریف گویا چاندی کی صراحی اور حلقوم میں سونا بہتا معلوم ہوتا تھا۔ پیشانی پر پہ موتیوں کی مانند معلوم ہوتا تھا، ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیاں غریبہ تھیں، حلقوم سے ناف تک بالوں کی لکیر۔ سواجوشاخ کی مانند تھی آپ کے جسم پر اور کہیں بال نہ تھے۔ آپ کے جسم سے مشک سے زیادہ خوشبو نکلتی تھی، کھڑے ہوتے تو دوسرے لوگوں سے اونچے نظر آتے اور جب چلتے تو گویا پتھر سے بہرا گھاڑ رہے ہیں، جب کسی کی جانب رخ انور پھیرتے تو پورے محوم جاتے اور جب چلتے تو پوری طرح پلٹتے تھے۔" یہودی نے کہا: "آپ نے تمام اوصاف صحیح بیان کیے اور میں تو ریت میں آپ ﷺ کے اوصاف پاتا ہوں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کا دین سچا اور آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔"

﴿ابن مساکر﴾

مقاتل بن حیان رحمہ اللہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ ؑ کو بھیجی کہ تم میرے واسطے (احکام) کے اجراء میں پوری جدوجہد کرو اور مذاق کرنے والوں کو برداشت نہ کرو۔

اے کنواری پاک۔ بتول کے فرزند امیر اعظم سنو اور اس کے مطابق عمل کرو۔ میں نے تم کو بغیر مرد کے پیدا کیا اور سارے جہان کیلئے اپنی قدرت کا تم کو نشان بنایا۔ پس میرا ہی حکم مانو اور مجھ ہی پر بھروسہ رکھو اور اہل سوران کی طرف جا کر ان کو میرے احکام پہنچا دو کہ میں وہ خدا ہے جسے القیوم ہوں جسے کبھی زوال نہیں اور اس غمی امی کی تصدیق کرو جو عربی شتر بان (اونٹ) اور تمام والا ہے، وہ غمی موصوف لعلین پہنے گا اور ہاتھ میں عصا رکھے گا۔ اس کا سر بڑا ہوگا، پیشانی چوڑی، بھٹوس لی ہوئی، پتیلیاں سیاہ، آنکھیں سو حسین و کشادہ، مژدگیاں وراز، ناک باریک اور درمیان سے اٹھی ہوئی، رخسار واضح طور، ریش مبارک گھنی، پیشانی پر سینہ سوتیلوں کی مانند ہوگا جس سے خوشبو مہک جائے گی۔ اس کی گردن گویا صراحتی سیکی اور حلقوم میں سونا بہتا معلوم ہوگا اور ازبید تاناف بالوں کی لکیر ہوگی مگر اس کے کہیں بال نہ ہوں گے، ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیاں فرجہ ہوں گی، وہ لوگوں کے درمیان سب سے بلند نظر آئے گا، چلنے کے دوران قدموں کی نشست و برخاست کچھ اس انداز پر ہوگی جیسے وہ قدموں سے پتھروں کی تاجھواری کو مسلما چل رہا ہے اور ایک صاحب قوت نشیب کی طرف بٹختی رہا ہے، اس محترم و محسن عالم کی رفتار کڑی کمان کے تیر کی طرح تیز ہوگی۔

﴿تنبیہ: ابن مساکر﴾

حضرت حسن بن علی سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے اپنے ماسوں ہند بن ابی ہالہ سے رحمۃ اللہ علیہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں جو چھا اور وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف بیان کرنے میں مشہور تھے۔ انہوں نے اس طرح حالات بیان کیے:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صاحب عظمت لوگوں میں برگزیدہ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی ماہ تمام کی مانند چمکتی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قد زیادہ میانہ قاستی سے کسی قدر متجاوز مگر طویل قاستی سے کم تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر بڑا اور بال قدرے خفیدہ تھے جو اکثر کانوں کی لو سے متجاوز ہوتے، رنگ نکھرا ہوا چمکدار، پیشانی کشادہ، ابرو باریک اور بڑی جن میں بالوں کی کثرت تھی اور دونوں ابرو کے درمیان رگ تھی جو غصہ کے وقت ابھر آتی، ناک باریک درمیان سے اٹھی ہوئی اور نورانی تھی۔ ریش مبارک گھنی، آنکھوں کی پتیلیاں سیاہ، رخسار وراز، دھن مبارک فراخ، دانت آبدار اور سامنے کے کشادہ تھے۔ سینہ پر بالوں کی لکیر تھی، گردن ہاتھی دانت یا چاندی کی طرح صاف تھی، تمام اعضاء میں تناسب اور حسن تھا، فرجہ اور قوی تھے، ہیٹ اور سینہ ہموار تھا، سینہ چوڑا ابھرا ہوا تھا۔ اندام قوی تھے کل جسم پر نور تھا، سینہ پر بالوں کے علاوہ کہیں بال نہ تھے، کلاہیاں لمبی اور پتیلیاں چوڑی، تمام انگلیاں فرجہ تھیں۔ ٹکڑوں میں کڑھانہ تھا، دونوں ٹکڑے صاف رجبے پہنے نہ ہوتے پانی پڑنے پر فوراً بہہ جاتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قدرے جھک کر محانت اور وقار کے ساتھ چلتے، رفتار میں تیزی اور سرعت تھی، ایسا محسوس ہوتا کہ ایک صاحب قوت شخص اپنے جوتوں سے پتھروں کی تاجھواری کو مسلما ہوا نشیب کی طرف اتر رہا ہے جب انکشاف فرماتے تو پوری توجہ کے ساتھ لگا ہیں نیچی سوئے زمین رتیں دو کھیسے کا انداز گوشہ چشم سے تھا، اپنے اصحاب کے پیچھے چلتے اور بیش لوگوں سے

السلام علیکم کہنے میں سبقت فرمایا کرتے۔

اس کے بعد میں نے حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: براہ کرام! آپ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی گفتار کے بارے میں کچھ بیان کیجئے تو انہوں نے کہا: ”حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حزن و ملال کی کیفیت دائمی تھی، ہمیشہ فکر مند رہتے، کسی لمحہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ہمین و انبساط نہ تھا بغیر ضرورت کلام نہ فرماتے، خاموشی طاری رہتی۔ خوش کلائی سے کلام کی ابتداء کرتے اور خوش کلائی ہی پر اتمام فرماتے، گفتگو ٹھوس، با مقصد، چالاک انداز، سوچنی کبھی راتے، جامعیت اور اختصار کے ساتھ ہوتی نہ اس میں تسلی رہتی اور نہ غیر ضروری الفاظ ہوتے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم لغت کی قدر اور شکر کرتے اگرچہ وہ قلیل ہو، کھانے کی اشیاء کی نہ برائی کرتے نہ تعریف میں مبالغہ کرتے۔ حق کی مدافعت کیلئے غضبناک ہوتے تو باطل پرست، تاب برداشت نہ رکھتا، اپنی ذات کیلئے کبھی ترش رو اور فحاش نہ ہوتے نہ اپنے کام ناموں پر داد و تحسین کو پسند کرتے نہ مگوارا فرماتے جب اشارہ فرماتے تو پورے ہاتھ سے مکمل طور پر اشارہ کرتے، اٹکھار حیرت کیلئے ہاتھ کو پلٹ کر اشارہ فرماتے۔ کبھی دوران گفتگو میں ہاتھ کو مٹا لیتے اور میدانے کے انگوٹھے کو بائیں ہاتھ کی پٹیلی پر مارتے۔ بری اور نازیبا بات کو دیکھ کر یا سن کر اعتراض فرماتے جس سے لوگوں کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ناپسندیدگی اور ناراضگی کا فوراً انداز ہو جاتا۔ مسرت و انبساط کے وقت نکات ہیں، ہنکا لیتے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی فہمی تبسم سے زیادہ نہ ہوتی۔ تبسم کے دوران دندان مبارک اولوں کی مانند صاف اور چمکدار نظر آ جاتے۔

(ابن سعد، ترمذی، بیہقی، طبرانی، ابویوسف، ابن السکین، المعرفۃ ابن مساکر)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صفاتی نام

بعض علماء کا قول ہے کہ نبی کریم کے ایک ہزار نام ہیں۔ کچھ قرآن کریم میں مذکور ہیں اور کچھ احادیث اور کتب سابقہ میں ہیں۔

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ ہے۔ آپ نے فرمایا میرے بہ کثرت نام ہیں۔ میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ناجی ہوں کہ میرے ذریعہ اللہ تعالیٰ کفر کو نابود کرے گا۔ میں وہ حاضر ہوں کہ میرے قدموں پر لوگ قبروں سے اٹھیں گے اور میں عاقب ہوں اس وجہ سے کہ میں سب سے پیچھے آیا ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہ آئے گا۔

(بخاری، مسلم)

حضرت جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے فرمایا: میں محمد، میں احمد، میں حاضر، میں ناجی اور خاتم و عاقب ہوں۔ (بخاری)

(مسند احمد، مسند طحاوی، ابن سعد، حاکم، بیہقی)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں محمد میں احمد، میں عاشر اور ماحی ہوں۔ (بخاری)

﴿ابو نعیم﴾

حضرت ابو نعیم اشعری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ہمیں نبی کریم ﷺ نے اپنے بہت سے نام بتائے۔ ان میں سے کچھ تو ہمیں یاد ہیں اور کچھ یاد نہیں رہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں محمد، میں احمد، میں عاشر، میں ماحی، میں التوب، الملہ اور نبی الرحمہ ہوں۔ (بخاری)

﴿احمد مسلم﴾

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے مدینہ کے ایک کوچہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کی، آپ نے فرمایا: میں محمد، احمد، میں نبی الرحمہ، میں نبی التوب، میں المنقسی، میں العاشر اور نبی السلام ہوں۔ (بخاری)

﴿احمد ابن ابی شیبہ زہبی﴾

حضرت ابو الطفیل رضی اللہ عنہ سے ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے رب کے نزدیک میرے دس نام ہیں: میں محمد، میں احمد، قاتح، خاتم، ابو القاسم، عاشر، عاقب، ماحی، یسین اور طہ ہوں۔ (بخاری)

﴿ابو نعیم ابن مردودہ فی التفسیر، حسنہ الخردوس﴾

حضرت یحیٰ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں محمد، احمد، رسول الرحمہ، رسول الملہ، المنقسی اور العاشر ہوں۔ مجھے جہاد کے ساتھ مجتہد کیا گیا ہے۔ (بخاری)

﴿ابن سعد﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قرآن پاک میں میرا نام محمد، نجیل، میں احمد، قوریت میں احید ہے۔ میرا نام احید اس لیے رکھا گیا کہ میں اپنی امت کو جہنم کی آگ سے دور کرتا ہوں۔ (بخاری)

﴿ابن سعد ابن مساکر﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کو کتب سابقہ میں احمد، محمد، ماحی، المنقسی، نبی السلام، حطایا، قارقلیظا اور مازناؤ کے ناموں سے مخاطب کیا جاتا تھا۔ (بخاری)

﴿ابو نعیم﴾

ابن قادیان رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قوریت میں میرا نام "احمد الضحوک القتال" ہے جو اونٹ پر سواری کرے گا، علامہ پاندے سے گا اور کاندھے پر گوار لٹکائے گا۔ (بخاری)

مصنف کتاب۔ حضرت علامہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے اسمائے شریفہ کی شرح میں ایک کتاب مرتب کی ہے جس میں تین سو چالیس ناموں کو قرآن کریم، احادیث نبوی اور کتب سابقہ سے اخذ کر کے بیان کیا ہے۔

نبی کریم ﷺ کے ناموں کا اسمائے الہی سے انتساب

قاضی عیاض رحمہ اللہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو تقریباً اپنے تئیں ناموں سے مخصوص فرمایا

وہ اسماء حسب ذیل ہیں

- ۱) الاکرام، ۲) الامین، ۳) الاول، ۴) الآخر، ۵) البشیر، ۶) الجبار، ۷) الحق، ۸) الخیر، ۹) ذو القوۃ، ۱۰) الرؤف، ۱۱) الرحیم، ۱۲) الشہید، ۱۳) الشکور، ۱۴) الصادق، ۱۵) العظیم، ۱۶) العفو، ۱۷) العالم، ۱۸) العزیز، ۱۹) الفاتح، ۲۰) الکریم، ۲۱) المبین، ۲۲) المہیمن، ۲۳) المؤمن، ۲۴) المقدس، ۲۵) المولیٰ، ۲۶) الولی، ۲۷) النور، ۲۸) الہادی، ۲۹) طہ اور ۳۰) یسین۔

علامہ امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہمیں ان تئیں ناموں کے سوا اور بھی بہت سے

اسماء قرآن کریم میں ملتے ہیں۔ جو یہ ہیں۔

- ۱) الاحد، ۲) الاصلدق، ۳) الاحسن، ۴) الاجود، ۵) الاعلیٰ، ۶) الامر، ۷) النامی، ۸) الباطن، ۹) البر، ۱۰) البرہان، ۱۱) الحاشر، ۱۲) الحافظ، ۱۳) الحفیظ، ۱۴) الحسیب، ۱۵) الحکیم، ۱۶) الحلیم، ۱۷) الحی، ۱۸) الخلیفہ، ۱۹) الدعی، ۲۰) الرافع، ۲۱) الواضح، ۲۲) رفیع، ۲۳) الدرجات، ۲۴) السلام، ۲۵) السید، ۲۶) الشاکر، ۲۷) الصابر، ۲۸) الصاحب، ۲۹) الطیب، ۳۰) الطاهر، ۳۱) العدل، ۳۲) العلّی، ۳۳) الغالب، ۳۴) العزیز، ۳۵) الغنی، ۳۶) القائم، ۳۷) القریب، ۳۸) الماجد، ۳۹) المعطی، ۴۰) الناسخ، ۴۱) الناصر، ۴۲) الرافی، ۴۳) حم، ۴۴) اور نون۔

نبی کریم ﷺ کے ناموں کا اسمائے الہی سے اشتقاق

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی مدح میں حسب ذیل اشعار پڑھے:

اغر علیہ للنبوۃ خاتم من اللہ من نور بلوح و بشہد
و ضم الالہ اسم النبی الی اسمہ اذا قال فی الخمس المومن اشہد
و شق لہ من اسمہ لیجملہ فلہ العرش محمود و ہذا محمد

ترجمہ: آپ حسین ہیں، آپ پر مہر نبوت ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے وہ میرا نور ہے،

پہنکار ہے اور گواہی دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا نام اپنے نام کے ساتھ ملایا۔ جب مؤمن

پانچوں وقت ”اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ“ کہتا ہے تو اس کے ساتھ ہی ”اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ“ کا بھی اظہار و اعلان کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نام سے محمد ﷺ کا نام نکالا تاکہ آپ کی عزت و عظمت کا اظہار ہو تو مالک عرش کا نام محمود ہے اور آپ کا نام محمد (ﷺ)۔

حضرت علی بن زید بن جدعان ؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: لوگوں نے ایک اجتماع میں مذاکرہ کیا کہ عرب میں کون سا شاعر بہتر ہے اور اس کے کلام میں وہ کون سا بہترین شعر ہے جو اس نے حضور نبی کریم ﷺ کی منقبت میں کہا ہے؟ چنانچہ متفقہ طور پر کہا گیا کہ ”وَفَقِي لَهٗ مِنْ اَسْبَہِ“ اے سب سے بہتر ہے۔

﴿ابن مساکر﴾

حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب پیدا ہوئے تو حضرت عبدالمطلب نے ایک دنیوی حقیقہ کیا اور نبی کریم ﷺ کا نام محمد رکھا۔ اس موقع پر کسی نے ان سے کہا: ”اے ابوالمکارث! کیا وجہ ہے کہ آپ نے بچے کا نام محمد (ﷺ) رکھا اور اپنے آباؤ اجداد کے ناموں پر نام نہ رکھا؟“ حضرت عبدالمطلب نے جواب دیا: ”میں نے سچا کہ آسمانوں میں اللہ تعالیٰ میرے پوتے کی مدح فرمائے اور زمین پر ساکھان خاک آپ کی تعریفیں کریں اور اللہ تعالیٰ نے حضرت عبدالمطلب کی اس آرزو کو اس طرح پورا کر دیا کہ آج آفاق اس نام نامی سے گونج رہا ہے۔“

﴿ابن مساکر﴾

بچپن میں مدینہ منورہ میں قیام

زہری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عاصم بن عمرو بن قنَادہ ؓ، حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کرتے ہیں۔ اس روایت میں مختلف احادیث کے الفاظ خط و سط ہو گئے ہیں۔ انہوں نے بیان کیا جب نبی کریم ﷺ چھ سال کے ہوئے تو آپ کی والدہ ماجدہ اپنی بہنوں سے ملنے کیلئے مدینہ منورہ میں نئی عدی اور نئی تجارت آئیں۔ پہلے نابغہ کے گھرانے اور ان کے یہاں ایک ماہ تک قیام کیا، ان کے ہمراہ آپ اور ام ایمن رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔ نبی کریم ﷺ کو جب بھی اس مکان کو دیکھنے کا اتفاق ہوتا تو آپ کو اپنے زمانہ قیام کی یاد تازہ ہو جاتی۔ آپ ﷺ فرماتے: میں اپنی والدہ کے ہمراہ یہاں ٹھہرا تھا اور میں نے نبی عدی کے حوض میں تیرنا شروع کیا تھا۔ یہودی لٹا ہیں جب آپ ﷺ پر چڑتیں تو وہ بغور آپ ﷺ کو دیکھتے۔

ام ایمن کا کہنا ہے میں نے سنا ایک شخص کہہ رہا تھا: ”یہ بچہ اس امت کا نبی ہے اور یہ مقام اس کی ہجرت گاہ ہے۔“ میں نے ان باتوں کو یاد رکھا، کچھ عرصہ کے بعد آپ ﷺ والدہ کے ساتھ مکہ واپس آ رہے تھے کہ آپ ﷺ کی والدہ کا مقام ابواء پہنچنے پر انتقال ہو گیا۔

﴿ابن سعد﴾

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے واقدی رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے ان کے مشائخ اور راویوں سے مذکورہ حدیث کی مانند روایت کی اور یہ مزید کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اس زمانے میں اس یہودی کو میں نے نظر بھر کر دیکھا جو بار بار میری طرف دیکھ رہا تھا۔ اس نے مجھ سے کہا: ”اے بچے! تمہارا نام احمد ہے؟“ میں نے جواب دیا: ”میرا نام احمد ہے۔“ پھر اس نے میری پشت کی طرف دیکھا تو میں نے سنا وہ یہودی کہہ رہا تھا: ”یہ اس امت کا نبی ہے۔“ پھر میں اپنی والدہ کی بہنوں کے پاس آیا اور ان سے اس واقعہ کا ذکر کیا۔ انہوں نے والدہ کو بتایا کہ تو وہ میرے بارے میں اندیشہ کرنے لگیں اور پھر مجھ کو ساتھ لے کر مکہ روانہ ہو گئیں۔

ام ایمن رضی اللہ عنہا ہمیں بتایا کرتی تھیں کہ دو پہر کے وقت میرے پاس مدینہ کے قیام کے دوران دو یہودی آئے اور انہوں نے کہا: ”ہم احمد (ﷺ) کو دیکھیں گے۔“ میں نے دکھا دیا پھر اونہما کر کے پیچھے دیکھی پھر انہوں نے آپس میں کہا: ”یہ اس امت کا نبی ہے اور یہ شہر اس کی ہجرت کا مقام ہے۔“ عتقریب اس شہر میں قتل و غارت، قید و بند اور دوسرے اہم امور ظہور میں آنے والے ہیں۔“ ام ایمن رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے ان کے یہ الفاظ یاد رکھے۔

ﷺ ابو نعیم

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کا وصال

زہری رحمۃ اللہ علیہ ام ساعد بنت ابی رہم سے اور انہوں نے اپنی امہات (ماؤں) سے روایت کی کہ میں نبی کریم ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے پاس اس مرض کے زمانے میں جس میں ان کی وفات ہوئی، موجود تھی اور نبی کریم ﷺ جن کی عمر صرف پانچ سال تھی، بالیں پر بیٹھے تھے اور مریضہ ماں اپنے صاحبزادے کو دیکھ رہی تھیں، پھر حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے یہ اشعار پڑھے:

بارک اللہ لیک من غلام	یا ابن الدی من حومة الحمام
لجاءون الملك المنعم	لودی غداة الضرب بالنسہام
بما نة من اہل سود	ان صح ما ابصرت فی المنام
فانت معوث الی الاتام	من غندی ذی الجلال والاكرام
تعت فی الحل و فی الحرام	تعت بالتحقیق والسلام
دین ابیک الیرابرا امام	طائف الہیاک عن الاصنام

ان لا تو الیہامع الاقوام

ترجمہ: ”اے میرے بیٹے! اللہ تعالیٰ تمہاری عمر میں برکت دے، اے اس شخص کے فرزند جو (میرا شوہر ہے اور وہ) وفات پا چکا ہے۔ جس نے انعام و اکرام کرنے والے خدا کی مدد سے اس وقت نبیات

پائی تھی، جب قمر خاندان میں ان کا نام نکلا۔ پھر ان کی وصیت میں چھوڑے ہوئے سواونٹ وزن کیے گئے اور جو خواب میں۔ میں نے دیکھا ہے اگر وہ صحیح ہے تو۔ یقیناً آپ لوگوں کی طرف عظمت و جلالت والے خدا کی جانب سے مبعوث ہوں گے۔ آپ حل و حرم میں مبعوث ہوں گے، بلاشبہ اسلام کے ساتھ آپ ﷺ کی بشت ہوگی۔ اسلام، بلاشبہ تمہارے نیکو کار والدہ حضرت ابراہیمؑ کا دین ہے۔ اب اللہ تعالیٰ آپ کو بتوں سے محفوظ رکھے کہ آپ لوگوں کے ساتھ ان کی بیرونی نہ کریں۔

ان اشعار کے بعد حضرت احمد رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ”ہر بیٹے والے کو مرنا ہے، ہر جدید کو قدیم اور ہر بڑے صاحب کیلئے موت ہے۔ اب میں مرتے والی ہوں مگر میری یاد باقی رہنے والی ہے۔ بے شک میں نے آپ کو خیر کے ساتھ چھوڑا اور عظمت و طہارت کے ساتھ تولید کیا پھر وہ وفات پائیں اور ہم نے جنات کو ان پر روتے سنا اور ہم نے ان کے لوح کے چند اشعار یاد رکھے، جو یہ ہیں:

نبکی الفتاة البرة الامينة ذات الجمال العظيمة الرزينة
زوجة عبد الله و الضريرة ام نبي الله ذي السكينة
و صاحب المنبر بالمدينة صارت لدى حفرتها رهينة
ترجمہ: ”اُم اس جوان محترمہ عورت کی موت پر روتے ہیں، جو نیکو کارہ امانت دار،
صاحب جمال، یقینہ اور وقار والی ہے۔ وہ حضرت عبداللہ کی بیوی محترمہ اور ان کی رفیقہ
حیات اور صاحب نیکینہ اللہ کے نبی کی اولاد ماہدہ ہیں۔ وہ نبی ﷺ مدینہ طیبہ میں
صاحب منبر ہوگا، ان کی والدہ اپنی قبر میں دفن ہوئیں۔“

﴿الوصف﴾

حضرت عبدالمطلب کے وسیلہ سے اہل مکہ کی طلب بارش کیلئے دعا:

محترمہ بن نوفل نے اپنی والدہ رقیقہ سے جو کہ عبدالمطلب کی ہم عمر تھیں، روایت کی کہ قریش کو مسلسل خشک سالی کا سامنا کرنا پڑا جس کی بنا پر بے چاروں کی ہڈیاں تک چٹ گئیں، چنانچہ میں ایک روز سورہ قحط یا عنود کی کی عدالت تھی کہ دفعہ ایک نہیں آوازیں گے:

”اے گروہ قریش! وہ نبی جو تمہارے درمیان مبعوث ہونے والا ہے، اس کے ظہور کا زمانہ قریب آگیا ہے، تم لوگ بارش اور خوش حالی کیلئے دعا کیوں نہیں مانتے لہذا تم ایسے شخص کو مخصوص کرو جو حسب و نسب میں بہتر اور جسامت میں عظیم، رنگ میں صاف و سفید اور بیلہ میں نازک و لطیف ہو، اس کی چمکیں دروازہ کثیر اور رخسار شاداب و حسین ہوں اور اس کی ناک سونپی ہوئی درمیان سے مرتفع ہو، اسے وہ قطر حاصل ہے کہ اس پر لوگوں کی حاجتیں متوقف ہیں۔ اس قطر اور خشک سالی سے نجات کا یہ طریقہ ہے کہ مذکورہ علامات کا حامل شخص اس کے بیٹے، چوتے دعاؤں کیلئے مخصوص ہو جائیں اور تمام قبائل عرب سے ایک ایک فرد ان کے ساتھ آکر شریک ہو اور تمام افراد پانی سے غسل کریں، خوشبو لیں، رکن کعبہ کو بوسہ دیں، سات مرتبہ طواف کعبہ کریں پھر سب لوگ جبل ابوقیس پر چڑھیں۔ بعد ازاں وہ مذکورہ علامات کا

حاصل فیض اللہ تعالیٰ سے بارش کیلئے التجاء و دعا کرے، باقی تمام لوگ آمین کہیں، اس کے بعد تم لوگوں کو حسب ضرورت سیراب کیا جائے گا۔“

میں بیدار ہوئی تو صبح تھی اور میرا دل خوف زدہ اور اندام لرزاں، دماغ چکرارہا تھا، میں نے اپنے خواب کا ذکر کیا اور کئی خاتواؤں میں آئی، ہر شخص نے یہی کہا کہ جو علامات تم بیان کر رہی ہو وہ سردار عبدالعظیم کے سوا کسی میں نہیں، تو اہل قریش اور دیگر قبیلوں میں سے ایک ایک فرد بہ طور نمائندہ مجتمع ہو کر حضرت عبدالعظیم کی خدمت میں آئے، غسل کیے خوشبو لگائیں، استلام کے بعد طواف کیا پھر جبل ابوالقیس پر آئے، حضرت عبدالعظیم پہاڑ کی چوٹی پر پہلو میں کھن پڑتے یعنی رسول اللہ ﷺ کو لے کر کھڑے ہوئے۔ پھر حضرت عبدالعظیم نے ان الفاظ میں دعا کیلئے لب کشائی کی:

اللهم ساد الخلة و كاشف الكربه انت عالم غيب معلم و مسئول غيب

مبخل و هذه عبد اوك و اماوك بعدرات حرمك بشكون اليك

ستهم اذعبت الخف و الظلف اللهم فامطرن غيثا معذلا و مربعا

ترجمہ: ”اے ہمارے خدا! ہماری حاجت کو پورا فرمانے والے اور ہمیں غموں سے نجات دینے والے! تجھے بلا تائے سب خبر ہے اور سب تجھ سے سوالی ہیں، عطا نہ فرمانا تیری عادت نہیں ہے تیرے قلم میں تیرے بندے حاضر ہیں، خشک سالی کی وجہ سے ہمارے مویشی اور زمین تباہ حال ہے، اے معبود برحق! ہم پر اپنی بارش فرما جو ہر طرف سرسبزہ کر دے۔“

دعا کے بعد وہ ابھی لوٹے بھی نہیں تھے کہ آسمان ابر آلود ہوا، بارش ہونے لگی اور پوری وادی اور نالے بھر گئے۔ میں نے دو بوڑھے قریشیوں کو کہتے سنا: ”اے عبدالعظیم! اے ابوالطحا! یہ استجاب مبارک ہو کیونکہ اس کے سبب اہل یثرب میں زندگی کی لہر دوڑ گئی۔“ اس موقع پر رقیقہ نے حسب ذیل اشعار کہے:

بشيبة الحمد اسقى الله بلدنا لما فقدنا الحياء و اجلو ذالمطر

لجاء بالماء جولى له سبل سحا لعاشت به الاتعام والشجر

سنا من الله بالميمون طافره و خير من بشرت يوما به مضو

مبارك الامر يستقى الغمام به ما لى الا نام له عدل ولا حظو

ترجمہ: ”یعنی شیبہ الحمد عبدالعظیم کے وسیلے سے اللہ نے ہمارے شہروں کو پانی بخشا جبکہ

ہماری زندگیوں خشک سالی کے صوبہ تنگی میں تھیں۔ تو موسلا دھار بارش ہوئی جس سے وریا

اور نالے بھر گئے، چوپائے اور درخت زندہ ہو گئے۔ ہم سب کی سیرابی اللہ تعالیٰ کا احسان

ہے یہ اس کے وسیلے سے ہے جس کا نصیب برکت والا ہے اور وہ اس سے بہتر ہے جس کی

بشارت ایک دن معتر نے دی تھی۔ پابریکت ہے وہ نام جس کے وسیلے سے بادل کے ذریعہ

پانی مانگا گیا وہ ایسی ذات ہے جس کی ہمسر اور تمام مرتبہ ذات لوگوں میں کوئی نہیں۔“

﴿اللهم ساد الخلة و كاشف الكربه انت عالم غيب معلم و مسئول غيب مبخل و هذه عبد اوك و اماوك بعدرات حرمك بشكون اليك﴾

نبی کریم ﷺ اپنے دارا کی مدد کرتے تھے:

ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت کنذیر بن سعید رضی اللہ عنہ کی سند سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ زمانہ جاہلیت میں زیارت بیت اللہ کو سیراجانا ہوا میں نے خاتہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے ایک شخص کو دیکھا جو یہ پڑھ رہا تھا:

وَدَّ اِلٰی رَاكِبِي مُحَمَّدًا

يَا رَبِّ رَدِّهِ وَاصْطَلِعْ عِنْدِي يَدًا

ترجمہ: "اے میرے رب! مجھ پر سوار کرنے والے محمد کو مجھے لوٹا دے، اے میرے رب! اسے پلٹا دے اور میرے ہاتھ مضبوط کر دے۔"

میں نے دریافت کیا یہ کون شخص ہے جو مناجات کر رہا ہے؟ لوگوں نے بتایا یہ حضرت عبدالمطلب ہیں۔ انہوں نے اپنے فرزند (محمد ﷺ) کو تلاش شتر کیلئے بھیجا ہے اور وہ عبدالمطلب کے جس کام کی انجام دہی کیلئے جاتے ہیں اس کو پایہ تکمیل تک پہنچا دیتے ہیں۔ اس وقت ان کو دایہ میں کچھ دیر ہو گئی ہے جس کی وجہ سے وہ عا کر رہے ہیں۔ اس بات کو زیادہ دیر نہ ہوئی تھی کہ نبی کریم ﷺ اونٹ لے کر آ گئے۔

﴿تاریخ بخاری۔ ابن سعد۔ ابوالعلیٰ۔ طبرانی۔ ابن عساکر۔ حاکم۔ بیہقی۔ ابوالہیثم﴾

حضرت بنہر بن حکیم ؓ سے روایت ہے کہ (میرے جد امجد) حیدہ نے عہد جاہلیت میں عمرہ کیا۔ انہوں نے ایک بوڑھے شخص کو طواف کے دوران یہ دعا کرتے سنا:

وَدَّ اِلٰی رَاكِبِي مُحَمَّدًا

يَا رَبِّ رَدِّهِ وَاصْطَلِعْ عِنْدِي يَدًا

میں نے دریافت کیا یہ کون شخص ہے؟ لوگوں نے بتایا یہ مردار قریش حضرت عبدالمطلب ہیں۔ ان کے بہت سے اونٹ ہیں جب ان میں سے کوئی گم ہو جاتا ہے تو اپنے بیٹے کو بازیلی کیلئے بھیجتے ہیں اور جب بیٹے تلاش میں ناکام ہو جاتے ہیں تو پھر اپنے پوتے کو روانہ کرتے ہیں۔ اس وقت انہوں نے اپنے پوتے کو روانہ کیا ہوا ہے کیونکہ ان کے بیٹے اونٹ کی تلاش میں ناکام ہو چکے تھے۔ اس گنگلو کو کچھ زیادہ وقت نہ گزرا تھا کہ نبی کریم ﷺ اونٹ کو لے کر آ گئے۔

﴿عاقلی، ابن عساکر﴾

حضرت عبدالمطلب مقام نبی ﷺ سے واقف تھے:

عبداللہ بن عباس بن معبد ؓ نے اور ابن سے ان کے بعض مگر والوں نے حدیث بیان کی کہ حضرت عبدالمطلب کیلئے سایہ خانہ کعبہ میں مست لگائی جاتی اور مست پر کوئی بھی ان کی اولاد میں سے نہ بیٹھتا مگر جب نبی کریم ﷺ تشریف لاتے تو آپ اسی مست پر بیٹھ پاتے، کوئی بچا جب یہ دیکھ لیتا اور نبی کریم ﷺ سے مست بننے کیلئے کہتا تو پھر حضرت عبدالمطلب فرماتے: "میرے بیٹے سے کچھ نہ کہو۔" پھر آپ ﷺ کی پشت پر شفقت اور پیار سے ہاتھ بکھرتے ہوئے فرماتے: "بلا شک میرے اس بیٹے کی بڑی شان ہے۔"

جب حضرت عبدالطلب کی وفات ہوئی تو نبی کریم ﷺ آٹھ سال کے تھے۔ حضرت عبدالطلب نے وفات سے پہلے نبی کریم ﷺ کیلئے ابو طالب کو وصیت کر دی تھی۔

﴿ابن اسحاق، ہستی، ابوالخیر﴾

حضرت عطاء اللہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس سے اسی کے ماثور روایت کی۔ البتہ اس میں اس قدر زیادہ ہے کہ ”میرے بیٹے کو چھوڑ دو کہ وہ مسند پر بیٹھا رہ، وہ اپنی ذات کے بارے میں شعور اور معرفت رکھتا ہے اور مجھے امید ہے کہ وہ ایسے مرتبہ الٰہی پر پہنچے گا کہ نہ اس سے پہلے کوئی پہنچا نہ بعد میں پہنچ سکے گا۔“

﴿ابوالخیر﴾

زہری رحمۃ اللہ علیہ حضرت مجاہد سے اور حضرت ثابٹ بن جابر سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ منہ حضرت عبدالطلب پر بیٹہ جایا کرتے، کوئی چپا آتا اور آپ ﷺ سے ہٹ جائے کو کہتا۔ تو حضرت عبدالطلب فرماتے: ”میرے بیٹے کو کچھ نہ کہو کیونکہ اس میں شہادہ حققات ہیں۔“

﴿ابن سعد، ابن عساکر﴾

نبی مدنی نے حضرت عبدالطلب سے کہا: ”آپ محمد (ﷺ) کی حفاظت کیجئے کیونکہ ہم نے حضرت ابراہیم کے نشان قدم کے مشابہ (جو مقام ابراہیم میں ہے) کسی کا قدم نہیں دیکھا مگر حضرت محمد (ﷺ) کا نشان قدم اس سے بہت مشابہ ہے۔“ حضرت عبدالطلب نے حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ”اے کنیز! اس فرزند سے بے پروا نہ ہونا، اس لیے اہل کتاب میرے اس بیٹے کو ٹہکتے ہیں۔“

مشائخ و اقدی سے روایت ہے کہ ہم ایک روز حجر اسود کے قریب حضرت عبدالطلب کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور خیران کا پادری جو ان کا دوست تھا، ان سے باتیں کر رہا تھا کہ ہم ایک نبی کی خبر پاتے ہیں، جو نبی اسماعیل سے ہوگا یہ شہر کہ اس کی ولادت گاہ ہے اور اس کی یہ علامات ہیں۔ اتفاقاً اسی وقت نبی کریم ﷺ تشریف لے آئے۔ پادری نے آنکھوں، پشت اقدس اور قدم شریف کو بغور دیکھا اور کہنے لگا وہ نبی مکی ہیں۔ اس نے پوچھا: آپ کا ان سے کیا رشتہ ہے؟ انہوں نے جواب دیا:

”یہ میرا فرزند ہے۔“ پادری نے کہا: ”نہیں! ان کے بارے میں ایک علامت یہ بھی ہے کہ اس نبی کے والد حیات نہ رہیں گے۔“ حضرت عبدالطلب نے کہا:

”در اصل یہ میرا پوتا ہے اور اس کے باپ نے اس وقت وفات پائی جبکہ یہ حمل میں تھے۔“ پادری نے کہا آپ نے سچ فرمایا۔ اس کے بعد حضرت عبدالطلب نے اپنے بیٹوں کو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی حفاظت کیلئے ہدایت فرمائی۔

﴿ابوالخیر﴾

سیف بن قوی یزن کا اوصاف نبی بتاتا:

علیہ بن قریب رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے روایت ہے کہ جب سیف بن قوی یزن کا تسلط حبشہ پر ہوا۔ (یہ)

واقعہ نبی کریم ﷺ کی ولادت کے دو سال بعد ہوا تھا۔ تو عرب کے دودا سے مبارکباد دینے آئے جن میں قریش کے وفد کے سربراہ حضرت عید المطلب بھی تھے، ان سے سیف نے کہا:

”اے عید المطلب! میں اسرارِ علمی کی ایک بات تم سے بیان کرتا ہوں اس کا ایک تعلق تم سے بھی ہے جو اس کے وجود کا تعلق ہے مگر میرا بیان اس شرط پر ہوگا کہ آپ اسے بدون حکم خداوندی کسی پر ہرگز ظاہر نہ کریں گے۔ اس میں کچھ لوگوں کیلئے خیر اور کچھ کیلئے خطرہ ہے۔ اس میں دنیا کی فلاح اور آخرت کی نجات ہے اور جس کے اثرات کا دائرہ وسیع ہے۔“

حضرت عید المطلب نے پوچھا: ”ایسی کون سی بات ہے؟“ سیف نے کہا: ”اس زمانہ میں تمہارے سر زمین پر ایک بچہ پیدا ہوا ہے جس کے دونوں شانوں کے درمیان ایک دائرہ ہے، اس فرزندِ جلیل کو شرفِ امانت و ہدایت حاصل ہے اور تم سب اور ساری نسلِ انسانی کیلئے اس کی پیشوائی اور ہدایات قیامت تک کیلئے مخصوص ہے۔ اس نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا میں وہ زمانہ ہے جس میں اس کو پیدا کو ہونا ہے یا وہ پیدا ہو چکا ہے، نام اس کا محمد ﷺ ہے۔“

اس کے والدین قوت ہو جائیں گے اور اس کے دادا اور اس کے چچا کفالت کریں گے، اس کا حکم غالب ہو کر رہے گا اور ہم میں سے اس کیلئے مددگار پیدا ہوں گے۔ اس کے ذریعہ دشمن دوست بنیں گے اور سچائی کے مخالفوں کو ذلیل و خوار کریں گے، طاقت کے گہرے غاروں سے لوٹ کر لوگ سلامتی کی راہ پر گامزن ہوں گے، ان کیلئے مادی وسائل فراہم کرنا آسان ہوگا، وہ زمین کے خزانوں سے اپنے ارادہ کی قوت باہر نکالیں گے۔ وہ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں گے اور طاغوت کی قوت اور سرکشی کو توڑ دیں گے۔

آتشِ کدے سرد اور بجھکے تباہ ہوں گے، اس کے عدل و انصاف گسٹری کا انعام خویش دیکھنا۔ سب کو پانی، ہوا اور سورج کی شعاع کی طرح یکساں ملے گا۔ اے عید المطلب! تم اس کے دادا ہو، یہ بات جموٹ نہیں ہے، تو اے خوش قسمت یوزھے سردار! اور پاسانِ حرم! تو کیا تم نے سمجھ لیا جو میں کہہ رہا تھا۔“ انہوں نے کہا: ”ہاں اے واقعہ حال بادشاہ! میں نے اپنے محبوب ترین فرزند کا نکاح ایک شریف خاندان، شریف خصلت زہری خاتون سے کیا ہے جس کے بطن سے لڑکا پیدا ہوا جس کا نام محمد ﷺ رکھا گیا۔ بچے کے والدین وفات پا گئے، لہذا میں اور اس کا چچا اب اس کے کفیل ہیں۔“ سیف نے کہا: ”میری باتوں کو یاد رکھنا، بچے کو یہودیوں سے محفوظ رکھنا کیونکہ وہ اس کے دشمن ہیں، اگرچہ ان کی رسائی بچے تک نہیں ہوگی۔ بیشک میرے زمانہ اقتدار میں وہ جموٹ ہو جائے ہیں تو میں سوار اور پیادوں سے ان کی مدد کرتا۔“

﴿ابو نعیم، ابن ابی عمیر، ابن عساکر﴾

ابوصالح، الترمذی نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے جو تہجد یا الاحد عشری کے مطابق ہے۔

﴿ابو نعیم، خزاعی، ابن عساکر﴾

حضرت عبداللہ بن کعب سے روایت ہے کہ مجھ سے میری قوم کے بزرگوں نے ذکر کیا کہ

ایک مرتبہ حضرت عید المطلب کی حیات میں ہم اپنے علاقہ سے عمرہ کیلئے روانہ ہوئے۔ تمام کا ایک یہودی

بغرض کاروبار تجارت ہمارے ساتھ ہو گیا۔ کہ پہنچ کر اس نے حضرت عبدالملک کو دیکھا تو اس نے کہا کتب سادی میں ہے کہ اس شخص سے ایک نیا پیدا ہوگا جو ہماری قوم کو عادی طرح قتل کرے گا۔

﴿واللہی، ابو نعیم﴾

حضرت ابو حازم سے روایت ہے کہ ایک کاہن مکہ آیا۔ اس نے نبی کریم ﷺ کو حضرت عبدالملک کے ہمراہ دیکھ کر کہا: ”اے قریش! اس بچہ کو مار ڈالو، یہ تمہارے طریقوں کو ختم کرے گا اور تمہاری عزت بے سود اور بے نتیجہ رہے گی۔“

﴿ابن سعد﴾

نبی کریم ﷺ ابوطالب کی کفالت میں:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوطالب کے بچے عام بچوں کی طرح گندے منہ اور آنکھوں کے ساتھ سوکرائتے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صاف اور سحرے، ابوطالب ص ب کے سامنے کھانا لاتے تو وہ بے میری اور حرم اور طلب زیادتی کا سٹکارہ جیسے بچوں کی عادت ہوتی ہے کرنے لگتے مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر وقار طریقہ پر خاموش بیٹھ رہتے۔ ابوطالب نے یہ صورتحال دیکھ کر ان سے طلحہ آپ (ﷺ) کا انتہام کر دیا۔

﴿ابن سعد، ابو نعیم، ابن عباس﴾

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ ابوطالب اور ان کے دوسرے اہل خانہ جب نبی کریم ﷺ کے ساتھ دسترخوان پر کھانا تناول فرماتے تو شکم سیری اور لطف محسوس کرتے۔ اتفاقاً کھانے کے وقت نبی کریم ﷺ موجود نہ ہوتے تو ابوطالب گھر والوں سے کہتے: ”ظہر یاد! محمد (ﷺ) کے آجانے کے بعد شروع کریں گے۔ اگر نقد میں دودھ ہوتا تو پھر ابوطالب شیر نوشی کی ترغیب اس طرح رکھتے کہ پہلے نبی کریم ﷺ کو پلاتے پھر دوسرے گھر والوں کو اور بعد میں خود لیتے۔“ اکثر کہا کرتے میرا یہ بیٹا بڑی برکت والا ہے۔“

﴿ابن سعد، ابو نعیم، ابن عباس﴾

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ نے کبھی بھوک یا پیاس کی شکایت کی ہو، صبح کو اٹھ کر تمہارا آب زمزم پی لیتے اور صبح کو ناشتے میں کچھ نہ لیتے۔

﴿ابو نعیم، اللہی﴾

﴿ابن سعد، ابن عباس﴾ نے حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کی اس حدیث کو دوسری سند سے ”طبقات“ میں لکھا ہے کہ آپ ﷺ نے بچپن اور بڑھاپے میں کبھی بھوک اور پیاس کی شکایت نہ کی۔

ابن قطیبہ سے روایت ہے کہ ابوطالب کیلئے بڑا انگلیہ بتایا جاتا تھا اور وہ حسب عادت اس پر نیک لگاتے تھے۔ ایک دن نبی کریم ﷺ تشریف لے آئے اور نیک کو کھول کر بچھا دیا اور اس پر دراز ہو گئے۔ کچھ دیر بعد ابوطالب آئے اور دیکھ کر کہنے لگے: ”سل جاک قسم! میرا یہ بیٹا ذوق نعمت رکھتا ہے۔“

○ (ابن سعد رحمہ اللہ نے ایسا ہی ایک اثر عمرو بن سعید رحمہ اللہ سے بھی روایت کیا ہے۔)

﴿ابن سعد﴾

حضرت ثمارؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ابوطالبؓ اہل مکہ کیلئے کھانا تیار کر رہے تھے اور ضروری سامان کے پاس بیٹھے تھے، جب انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کو آتے دیکھا تو کچھ چیز پہلو کے نیچے کر لی، مگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بچا کے اس افتاء کو سمجھ لیا۔ ابوطالب نے کہا میرا یہ بھتیجا بڑے رعبہ کرامت معلوم کر لیتا ہے۔

﴿طبرانی﴾

نبی کریم ﷺ کا سفر شام اور بحیرہ راہب کی پیشین گوئی اور بچپا کو مشورہ:

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ جناب ابوطالبؓ نبی کریم ﷺ اور قریش کے چند دوسرے بوڑھے افراد کے ساتھ شام کے سفر پر روانہ ہوئے۔ اور ایک مقام پر پڑاؤ کیا، اس پڑاؤ پر ایک راہب آیا حالانکہ اس سے قبل ان کے پاس کبھی کوئی راہب ملے نہیں آیا تھا۔ یہاں پہنچ کر راہب کی نظریں کسی کو تلاش کرنے لگیں، پھر یکبارگی اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دست مبارک اپنے ہاتھ میں لے لیا اور کہنے لگا کہ یہ فرزند! مارے جہانوں کا سردار ہے۔ یہ رب العالمین کا رسول ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ رحمت اللعالمین بنا کر مبعوث فرمائے گا۔ یہ سن کر قریش کے بوڑھے بوڑھوں نے کہا کہ تم کو یہ سب کس طرح معلوم ہوا؟ راہب نے کہا کہ تمہاری جماعت جب گھاٹی سے نمودار ہوئی تو میں نے دیکھا کہ اس فرقہ کے سامنے ہر پتھر اور ہر درخت سجدے میں گر جاتا تھا اور یہ نبی کے سوا کسی غیر نبی کو سجدہ نہیں کرتے، میں نے ان کو شناخت اس طرح کیا کہ ان کے شانوں کے نیچے حھہ میں سیب کی طرح مہر نبوت ہے۔ راہب نے اس جماعت کیلئے کھانے کا بندوبست کیا اور نبی کریم ﷺ پر بادلوں کا سایہ کرنا خود اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا۔ قریش کے قیام کے دوران بحیرہ الا یارنا کید کرتا رہا کہ اس بچے کو روم لے جاؤ کیونکہ ان مخصوص علامات کو دیکھ کر وہاں کے لوگ پہچان لیں گے اور اندیشہ ہے کہ قتل نہ کر دیں۔ حسن اتفاق سے نور دہی اشخاص نمودار ہوئے۔ بحیرہ اکران سے ملا اور مقصد سفر دریافت کیا۔ انہوں نے جواب دیا:

”ہم اس نبی کی تلاش میں آئے ہیں جو منقرّب مبعوث ہوا چاہتا ہے، ہم چاہتے ہیں کہ

اس کے ظہور سے پہلے قتل کر دیا جائے۔“

بحیرانے ان سے کہا: ”تم نے کبھی سنایا دیکھا ہے کہ حکم خداوندی اور ارادۂ باری کو نالے اور روکنے کی کوشش کسی نے کی ہو اور وہ کامیاب ہوا ہو؟“ انہوں نے جواب دیا: ”سنائے دیکھا۔“

راہب نے مشورہ دیا: ”تم کو چاہیے کہ اس نبی کی اطاعت کرو اور اس کے کاموں میں شریک بن جاؤ۔“ بحیرہ راہب اس کے بعد قریشیوں کے پاس آیا اور کہا کہ آپ لوگوں میں ان (محمد ﷺ) کا اصل والی کون ہے؟ لوگوں نے ابوطالب کی طرف اشارہ کیا کہ یہ ہیں ان کے والی! بحیرہ نے حضرت ابوطالب

گو نواکت حال سے آگاہ کیا اور ان نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حضور کے ہمراہ جانے پر آمادہ کر لیا۔
رواگی کے وقت زوجین کے کاک بطور توشہ ساتھ کر دیے۔

○ (نسبکی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ واقعہ اہل مغازی کے نزدیک بہت مشہور ہے۔)

﴿نسبکی، ابوالعزم، خزانہ، البیہدائف﴾

فائدہ:

مصنف کتاب، علامہ امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے کہا کہ اس واقعہ کے متعدد شواہد ہیں۔ جن کو آگے بیان کروں گا اور جو اس کی صحت پر دلالت کرتے ہیں۔ ذہبی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو اس قول کی بنا پر ضعیف کہا کہ ”حضرت ابو بکرؓ نے بلالؓ کو حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ بھیج دیا۔“ وجہ یہ ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ اس وقت تک نہ تو متاہل تھے اور نہ ہی حضرت بلالؓ کو خریدنا تھا اور ابن حجر رحمہ اللہ نے ”المصابہ“ میں فرمایا: اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں اور اس میں کوئی منکر بھی نہیں ہے۔ بجز اس فقرے کے، تو اس فقرے کو اس بات پر محمول کیا جائے گا کہ یہ غلط الفاظ کا نتیجہ ہے۔ گویا ہم سند دوسری حدیث کے الفاظ اس حدیث سے قلمباز ہو گئے ہیں۔

ابن اسحاق رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کے چچا ابو طالب قافلہ کے ہمراہ نبی کریم ﷺ کو ساتھ لے کر شام کی طرف روانہ ہوئے۔ دوران سفر بصری پر پڑاؤ کیا وہاں بھیرا راہب اپنی خانقاہ میں مقیم تھا۔ اس کی علاقے نصاریٰ میں بڑی قدر تھی۔ اس خانقاہ کی موروثی الہامی کتاب راہبوں کے مراد کے پاس منہجی اعتبار سے پشت سے چلی آ رہی تھی۔

بھیرا بھی اس کا عالم تھا۔ عرب اور قریشی قافلے اسی منزل پر ٹھہرتے اور گزرتے رہتے مگر راہب قسطنطین پر التفات نہ کرتا۔ اس مرتبہ قافلے کے ٹھہراؤ کے بعد اس نے مہمانی کیلئے کھانے تیار کرائے۔ اس نے اپنے صومعہ سے دیکھا کہ قافلہ پر سفید ابرسا یہ لگن ہے۔

پھر یہ قافلہ اور نزدیک پہنچ کر ایک درخت کے سایہ میں فروکش ہوا تو دیکھا کہ وہ سفید ابرورخت کے اوپر سایہ گرہا ہے اور درخت کی شاخیں نبی کریم ﷺ پر چلی ہوئی ہیں جب بھیرا نے یہ منظر دیکھا تو وہ خانقاہ کی چھت سے اترا اور کھانا تیار کرنے کا حکم دیا اور کہلوا لیا:

”اے گروہ شعب قریش! میری خواہش ہے کہ آپ تمام حضرات میری مہمانی میں کھانا کھائیں۔“ قرشیوں میں سے کسی ایک نے کہا: ”بھیرا سے کہو آپ نے آج خلاق عادت نوازش فرمائی اور پورے قافلہ کو دعوت طعام نہ دی ہے۔ بھیرا نے جواب میں دوبارہ کہلا لیا، آپ لوگوں نے صحیح کہا، مگر یہ بیشکس پر خلوص ہے اور آپ کے احترام میں ہے۔“ چنانچہ معزز بھیرا جو کہ علم و فضل و عبادت و زہد اور بصری کے مشہور خانقاہ کا متولی ہونے کی وجہ سے احترام رکھتا تھا قرشی مسافروں کی دعوت کیسے مسترد کر سکتے تھے۔ وہ سب خانقاہ جانے لگے اور محمد ﷺ کو قیام گاہ پر حفاظت سامان کے خیال سے چھوڑ گئے۔

بھیرا نے سب مہمانوں پر نظر ڈالی مگر وہ علامات نہ دیکھیں، تب اس نے کہا: ”اے محترم قریشی

مہمانوں میں سمجھ رہا ہوں کہ آپ سب لوگ تشریف لائے ہوں گے اور مجھے سب کی مہمانی کا شرف مل رہا ہے؟“ مہمانوں میں سے ایک نے کہا: ”ہم اپنی عزت افزائی کیلئے شکر گزار ہیں، ہم سب حاضر ہیں۔ بجز ایک لڑکے کے اور اس کو مستقر پر سامان کے پاس چھوڑ دیا ہے۔“

بھیرا نے کہا یہ تو میری خواہش کے خلاف ہے۔ بھیرا کے اس پر خلوص التفات کو دیکھ کر کہ ایک شخص نے کہا: ”قسم لات و عزتی کی! ہمارے لیے غیرت و شرم کی بات ہے کہ ہم سے محترم میر بان کو بار بار کہنے کی ضرورت پڑے۔“ اب ہم میں سے کسی کو مستقر پر جا کر محمد ﷺ کو اس دعوت میں لے آنا چاہیے۔

راوی کا بیان ہے وہ شخص انما اور جا کر نبی کریم ﷺ کو لے آیا۔ بھیرا حضور نبی کریم ﷺ کو بغور دیکھتا رہا۔ حتیٰ کہ لوگ کھانے سے فارغ ہوئے۔ بھیرا نے حکمت عمل سے نبی کریم ﷺ کو ساتھیوں سے تھوڑا الگ لے جا کر عرض کیا: ”اے فرزند ابرہہ! میں آپ ﷺ کو لات و عزتی کی قسم دے کر چند باتیں پوچھتا ہوں، آپ مجھے ان کا جواب دیں۔“

بھیرا نے بتوں کا نام لے لیا تھا کہ قریش ان کی پرستش کرتے تھے مگر بتوں کا نام نبی کریم ﷺ کو بہت ہی ناگوار گزرا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھ سے گفتگو میں بتوں کا نام نہ لیجئے، میں ان سے نفرت کرتا ہوں اور میں بت پرستی سے بیزار ہوں۔ بھیرا نے کہا:

”میں خدا کو درمیان میں لا کر کہتا ہوں کہ آپ میرے سوالات کا جواب دیں۔“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں! آپ کی امید پوری ہوگی۔“ چنانچہ خانقاہ بصری کا یہ عابد و عالم آپ کی عام حالت، بیداری اور خواب، آپ کے خیالات اور وجدانیاں کے بارے میں پوچھتا اور جواب پاتا رہا مگر اس نے پشت پر مہر نبوت کو دیکھا اور ملاقات کا یہ سلسلہ ختم ہو گیا۔

راوی ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ اس کے بعد بھیرا راہب ابو طالب کے پاس آیا اور پوچھا کہ: ”کیا یہ تمہارا لڑکا ہے؟“ ابو طالب نے جواب دیا: ”جی ہاں۔“ بھیرا نے کہا: ”میرا خیال تو یہ ہے کہ ان کے والد فوت ہو چکے ہیں۔“ ابو طالب نے کہا: ”یہ میرے بھائی کا بیٹا ہے۔“

بھیرا نے پوچھا کہ ”وہ کہاں ہیں؟“ ابو طالب نے جواب دیا: ”وہ لڑکے کی ولادت سے کچھ پہلے ہی فوت ہو چکے۔“ اب بھیرا نے کہا: ہاں! یہ درست ہے مگر اس نے ابو طالب سے کہا تم اپنے اس بچے کو وطن واپس لے جاؤ اور یہودیوں کے شر سے بچاؤ، وہ اس کو مخصوص علامات سے شناخت کر سکتے ہیں اور یہ بات خطرے کی وجہ بن سکتی ہے۔ اسکے بعد ابو طالب نے جلد جلد معاملات اور ضروریات سفر کو نشتایا اور مکہ لوٹ آئے۔ واپس آ کر تمام واقعات سفر، بھیرا کے مشورے اور یہود کے تحس و تلاش وغیرہ کے تمام جتنے حالات پر غور کیا، ایک ایک کر کے تمام باتیں آپ کو یاد آئیں اور اس تاثیر کے تحت ابو طالب نے یہ چند محبت بھرے اشعار نعت میں کہے:

لما راجعرا حتی راورا من محمد احادیث لجلو غم کل لواء
حتی راورا اجبار کل مدینة سجودا له من عصبه و لواء

زیرا و نیلما و قد کان شامدا دریا و هموا کلہم بفساد
 فقال لہم قولوا بحیرا و ابقنوا لہ بعد نکلیب و طول بعد
 کما قال للرهط الذین تہو دوا و جاهدہم فی اللہ کل جہاد
 فقال و لہم یتروک لہ النصیح و دہ فان لہ ارضاد کل مصاد
 فاننی اخاف الحاسدین و انہ لفی الکتاب مکتوب بکل مداد
 ترجمہ: ”و یہود اس وقت تک نہ لوئے جب تک کہ انہوں نے محمد ﷺ میں وہ
 باتیں نہ دیکھ لیں جن سے دلوں کا غم غلط ہوتا ہے۔ انہوں نے یہاں تک دیکھا کہ ہر
 شہر کے اہل علم جمع ہو کر اور فردا فردا ان کو سجدہ کرتے ہیں۔ زہیر اور تمام لوگ جو ان
 کے ساتھ تھے دریں وغیرہ ان سب نے برائی کا قصد کیا۔ پھر انے ان سے ایک
 بات کہی جس کی تکذیب اور طویل بحث کے بعد انہوں نے ان کو تسلیم کر لیا۔ جس
 طرح پھر انے یہودیوں سے پرزور گفتگو کی اور پھر انے اللہ تعالیٰ کیلئے ان کے
 ساتھ جدوجہد کی کہ اس کا حق ادا کر دیا۔ تو پھر انے آپ کی خبر خواہی میں سب ہی
 کچھ کہا اور کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہ کیا کیونکہ ہر کھات میں ان کیلئے خطرہ ہی خطرہ
 تھا۔ پھر انے کہا میں حاسدوں سے ڈرتا ہوں، کیونکہ آپ کی (علامات اور) رفعت
 شان کتب آسمانی میں درج ہے۔“

﴿تیسری﴾

واقعی رہنمائی سے روایت ہے کہ پھر مراتب نبی کریم ﷺ کی سرخی چشم کے باعث بار بار
 چہرہ مبارک کی طرف دیکھا ہوا پھر اس نے قریش سے پوچھا آپ کی آنکھیں ہمیشہ سرخ رہتی ہیں یا
 کبھی ٹھیک ہو جاتی ہیں؟ ابوطالب نے جواب دیا: یہ پیدائشی حالت ہے کوئی آشوب یا مرض کی
 علامت نہیں ہے۔ پھر اراہب نے نیند کے بارے میں حضور نبی کریم ﷺ سے پوچھا تو فرمایا: میری
 آنکھیں سوتی ہیں، مگر دل بیدار رہتا ہے۔

﴿چوتھی﴾

حضرت علی المرتضیٰ ۱ سے روایت ہے کہ ابوطالب چند قریشیوں کے ساتھ شام کے سفر پر
 روانہ ہوئے نبی کریم ﷺ بچے تھے اور آپ ﷺ کو بھی ساتھ لے لیا، گرمیوں کی تپتی دہر میں بھرنی کے
 مقام پر پہنچے ہی والے تھے کہ خانقاہ کی چھت پر سے بھرا کی نظروں نے بہ عجوبہ دیکھا کہ ایک چھوٹا سا قافلہ
 آگے بڑھ رہا ہے اور ان میں سے ایک فرد پر بادل سایہ کیے ہوئے ہے۔ تو پھر ان نے کھانا بخولایا اور
 مسافرانِ قوار کو خانقاہ کے دسترخوان پر بلایا جب نبی کریم ﷺ صومعہ میں داخل ہوئے تو وہ متور ہو گیا۔
 پھر انے کہا یہی وہ نبی مذکور ہیں جن کی تمام دنیا کیلئے عرب سے عنقریب بعثت ہوگی۔

﴿پانچویں﴾

عبداللہ بن محمد بن عقیل سے روایت ہے کہ ابوطالب شام کی طرف روانہ ہوئے۔ نبی کریم ﷺ ان کے ہمراہ تھے۔

پھر وہ ایک دیہ کے قریب اترے، دیہ کے راہب نے پوچھا: "اے انجیلی عرب مسافر! یہ بچہ تمہارا ہے؟" ابوطالب نے جواب دیا: "اے راہب! عظیم! یہ میرا بیٹا ہے۔" راہب نے کہا: "اے عرب مسافر! یہ تمہارا بیٹا نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ بات انہونی اور بعید از قیاس ہے کہ اس کا باپ ہنوز زندہ ہو۔" پھر راہب واقف اسرار تھا، کہنے لگا: "یہ چہرہ ایک نبی کا چہرہ اور یہ آنکھ ایک نبی کی آنکھ ہے۔" ابوطالب نے پھر سوال کیا: "نبی کون ہوتا ہے؟" راہب نے جواب دیا: "نبی وہ ہوتا ہے جس کی آسمان سے روئے ہوئی ہوتی ہے، فرشتہ روایت لے کر پہنچتا ہے اور وہ اس روایت کو انسانوں تک پہنچاتا ہے۔" ابوطالب نے کہا: "خدا ہی برتر ہے، تم کیسی باتیں کرتے ہو؟" آخر میں راہب نے متنبہ کیا کہ لڑکے کو یہودیوں کے شر سے بچانا۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت نے بیان کیا۔ اس کے بعد وہ ایک اور راہب کی خانقاہ پر اترے اس کا پہلا سوال یہی تھا: "یہ بچہ کس کا ہے؟" انہوں نے کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے۔ راہب نے کہا: "تمہیں! یہ تمہارا بیٹا نہیں ہو سکتا، یہ کس طرح ممکن ہے کہ اس کا باپ زندہ ہو؟"

ابوطالب نے پوچھا: یہ کس لیے ہے؟ راہب نے جواب دیا اس لیے کہ اس کا چہرہ نبی کا چہرہ اور اس کی آنکھ نبی کی آنکھ ہے۔ انہوں نے کہا: سبحان اللہ! اللہ ہی برتر ہے جو تم بیان کرتے ہو۔ پھر ابوطالب نے حضور نبی کریم ﷺ کو مخاطب کر کے کہا: "اے میرے بھتیجے! تم من رہے ہو؟ یہ کیا کہہ رہے ہیں؟" نبی کریم ﷺ نے جواب دیا: "اے بچا! انکار نہ کیجئے اللہ کی بڑی قدرت ہے۔"

﴿ابن سعد، ابن عساکر﴾

سید بن عبدالرحمن سے روایت ہے کہ ایک راہب نے ابوطالب سے کہا: اپنے بھتیجے کو آگے نہ لے جائیے کیونکہ یہودی جس امت سے دشمنی رکھتے ہیں، یہ اسی امت کا نبی ہے اور چونکہ یہ نبی اسرائیل سے نہیں ہے، اس لیے یہود اس کے ساتھ شدید تعصب سے پیش آئیں گے۔

﴿ابن سعد﴾

الابی مجاز رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ابوطالب نے شام کا سفر کیا اور نبی کریم ﷺ کو ہمراہ لے لیا تو وہ ایک منزل پر قیام کیلئے اترے، وہاں ایک راہب ان کے پاس آیا اور کہا تمہارے امداد کوئی برگزیدہ ہستی ہے۔ پھر کہا اس بچے کا ولی کون ہے؟ ابوطالب نے کہا: میں، موجود ہوں۔ اس نے کہا اس بچے کی حفاظت کیجئے اور اسے شام نہ لے جائیے چونکہ یہود حسد کرتے ہیں اور میں ان سے خوف زدہ ہوں تو انہوں نے نبی کریم ﷺ کو واپس بھیج دیا۔

﴿ابن عساکر، ابن سعد﴾

ابن مندہ رحمہ اللہ یہ سند ضعیف حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ اٹھارہ سال کی عمر سے رہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی عمر تیس سال تھی۔

دونوں حضرات یہ فرض تجارت شام کیلئے سفر پر روانہ ہوئے، سفر کے دوران ایک منزل پر پہری کے درخت کے سائے میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم بیٹھ گئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھیرا راہب کے پاس چلے گئے۔ بھیرا نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ”درخت کے سایہ میں کون شخص بیٹھا ہے؟“ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ”وہ حضرت محمد ابن عبد اللہ بن عبد المطلب (ﷺ) ہیں۔“

اس نے کہا: ”یقیناً وہ نبی ہوں گے اور اس درخت کے سائے میں حضرت عیسیٰ مسیح کے بعد بجز اس حضرت محمد (ﷺ) کے کوئی نہ بیٹھا۔“

ابن حجر رحمہ اللہ نے ”الاصابہ“ میں فرمایا اگر یہ تاریخ صحیح ہے تو پھر یہ دوسرا سفر ہوا ابو طالب کے سفر شام کے بعد۔ نبی کریم (ﷺ) کے وسیلہ سے ابو طالب کا بارش کی دعا مانگنا:

جلبر بن عرقط سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں مکہ مکرمہ آیا تو اہل مکہ شہید قحط میں مبتلا تھے۔ ایک روز قریش نے محاور حرم ابو طالب سے کہا: ”واجباں شک ہو گئیں اور لوگ بھوک سے مر رہے ہیں، آؤ چلو بارش کیلئے دعا کریں۔“ چنانچہ ابو طالب نے اپنے ساتھ ایک بچے کو لے کر روانہ ہوئے۔ مطلع صاف اور آفتاب روشن تھا۔ ابو طالب نے بچے کا ہاتھ تھاما اور اس کی پشت خانہ کعبہ سے ملا دی اور اپنی انگلیوں سے بچے کو تھام لیا۔ دعتہ افق سے بادل اٹھے اور برسنے لگے، اتنی موسلا دھار بارش ہوئی کہ وادی اور تالے بھر گئے۔ اس موقع پر ابو طالب نے آپ کی ثناء میں حسب ذیل اشعار کہے۔

وابيض يستقي القمام بوجهه
لحال التامى عصمة للا واصل
يلو ذبه الهلاك من ال هاشم
فهم عنده فى نعمة و فواضل

ترجمہ: ”آپ (ﷺ) ایسے حسین و جمیل ہیں کہ بادل آپ کے چہرہ انور سے پانی مانگتا ہے اور آپ تمیموں اور بھاؤں کے پناہ گاہ ہیں۔ ہلاک ہونے والے ہاشموں کی اولاد آپ کے دامن میں پناہ کی تلاش کرتی ہے تو وہ لوگ آپ (ﷺ) کے دامن میں نعمتوں اور برکتوں سے مستفید ہیں۔“

﴿تاریخ ابن عساکر﴾

نبی کریم (ﷺ) کو دیکھ کر ابو طالب کے پاس سے یہودی فرار:

ابن عمن عمرو بن سعید سے روایت ہے کہ کچھ یہودی ابو طالب کے پاس سامان خرید

آئے تھے کہ اسے میں رسول اللہ ﷺ کم سنی میں اپنے بچا کے پاس آگئے جب یہودی نظر آپ ﷺ پر پڑی تو وہ خریداری چھوڑ کر فرار ہو گئے۔

ابوطالب نے تعاقب میں ایک شخص کو روانہ کیا اور کہا جب ان تک پہنچ جاؤ تو تالی بجا کر کہنا۔ ہم نے تمہارے طرز عمل میں عجیب بات دیکھی، پھر سننا کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں۔ وہ شخص گیا اور ایسا ہی کیا۔

یہود نے جواب دیا: ہم نے جو کچھ دیکھا وہ اس سے کہیں زیادہ عجیب ہے۔ اس نے پوچھا تم نے کیا دیکھا؟ یہود نے کہا ہم نے محمد ﷺ کو چلتے پھرتے دیکھ لیا۔

﴿ابو نعیم﴾

ابولہب کے دل میں نبی کریم ﷺ کی طرف سے کینہ پیدا ہونے کی ابتداء:

ابو الخثرناؤ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوطالب اور ابولہب کے درمیان کشتی ہوئی تو ابولہب نے ابوطالب کو پتھراؤ دیا اور ان کے سینے پر چڑھ کر بیٹھ گیا۔

یہ دیکھ کر نبی کریم ﷺ نے ابولہب کی ذاتوں کو پکڑ کر کھینچا۔ ابولہب نے کہا: اے لڑکے! ہم دونوں تمہارے چچا ہیں پھر تم نے میرے ساتھ ایسا کیوں کیا؟ آپ نے جواب دیا: اس لیے کہ میں ان سے زیادہ محبت کرتا ہوں۔

﴿ابن مساکر﴾

حضرت ابوطالب کی وفات:

عبداللہ بن ثعلبہ بن مسعر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب ابوطالب کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے عبدالطلب کے بیٹوں کو بلایا اور کہا: تم لوگ ہمیشہ خیر و برکت میں رہو گے جب تک حضرت محمد ﷺ کی بات سنو گے اور ان کے حکم کی پیروی کرو گے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت ابوطالب کے بارے میں اقوال:

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ نے ابوطالب کو کچھ نفع پہنچایا ہے؟ کیونکہ انہوں نے ہمیشہ آپ کی ممانعت کی اور آپ کو ان کی حمایت اور تعاون حاصل رہا؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں اپنے رب سے بہتر اور کرم کی امید رکھتا ہوں۔

﴿اسلم﴾

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ بے شک میرے دل میں ابوطالب کیلئے خیر خواہی ہے اور جب تک

مجھے روکا نہ گیا، میں ان کے لیے استغفار کروں گا۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں قیامت کے دن اپنے ماں باپ، چچا ابوطالب اور اپنے بھائی جو زمانہ جاہلیت میں فوت ہوئے شفاعت کروں گا۔
 ﴿تمام کی اس روایت کی سند میں ولید بن سلمہ ہے جو منکر الحدیث ہے۔﴾

﴿ابن عساکر﴾

حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے ان لوگوں کیلئے استغفار کی ہے یعنی اپنے والدین، ابوطالب اور رقیائی بھائی۔ امید ہے یہ لوگ پریشان حال نہ ہوں گے۔
 ﴿خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو سند ضعیف اور باقوتایا ہے۔﴾

﴿خطیب، ابن عساکر﴾

نبی کریم ﷺ کو ابوطالب کیلئے استغفار کی ممانعت:

حسن بن عمارہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اور حضرت علی المرتضیٰ ؓ قبر ابوطالب پر گئے تاکہ ان کیلئے استغفار کریں۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:
 مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْعَشْرِكِينَ

﴿سورہ النور﴾

ترجمہ: ”نبی (ﷺ) اور ایمان والوں کو یہ لائق نہیں کہ وہ مشرکوں کی بخشش چاہیں۔“
 ابوطالب کا کفر کی حالت میں سر تابی کریم ﷺ پر بہت شاق گزرا، تو اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ

﴿سورہ القصص﴾

ترجمہ: ”آپ ﷺ جس کو چاہیں (یعنی ابوطالب وغیرہ کو) اسے راہ ہدایت پر نہیں لا سکتے، لیکن اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے، راہ ہدایت پر لے آتا ہے۔“

﴿ابن عساکر﴾

حضرت عبداللہ بن جعفر ؓ سے روایت ہے کہ جب ابوطالب فوت ہو گئے تو ایک بد بخت قریشی نبی کریم ﷺ کے سامنے آیا اور آپ ﷺ پر مٹی اچھالی۔ آپ ﷺ کی صاحبزادی آئیں، وہ مٹی صاف کر لیں اور روتی جائیں۔

آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: اے بیٹا! نہ رو کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہارے باپ کا واقعت کرتے والا اور حافظ ہے۔

﴿ابن عساکر﴾

نبی کریم ﷺ قبل بعثت تمام جاہلانہ رسوم سے محفوظ رہے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ تعمیر خانہ کعبہ کیلئے پتھر اٹھا اٹھا کر لے رہے تھے اور تہبند باندھے ہوئے تھے۔ اس وقت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ اپنے تہبند (ازار) کو کھول کر کندھے پر رکھ لو تاکہ کندھا چھلنے سے محفوظ رہے چنانچہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے جیسے ہی عمل کیا حضور نبی کریم ﷺ زمین پر آ رہے اور آپ کی نگاہیں آسمان کی طرف اٹھ گئیں اور آپ ﷺ نے اسی حالت میں فرمایا: ”میرا تہبند کہاں ہے؟“ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے تہبند جب آپ کو دیا اور آپ نے اسکو باندھ لیا تب آپ زمین سے اٹھے۔ اس موقع کے علاوہ آپ کبھی بھی عریاں نہ ہوئے۔ ﴿بخاری، مسلم﴾

تعمیر کعبہ میں معاونت:

حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں اور میرا بھتیجا کندھوں پر رکھ کر پتھر لارہے تھے اور ہم نے تہبند پتھر اور کاغذ کے درمیان رکھ لیا۔ حضرت محمد ﷺ آگے اور میں پیچھے تھا۔ جوں ہی آپ نے تہبند کا کندھے پر رکھا کہ زمین پر گر پڑے۔ میں اٹھانے دوڑا تو آپ ﷺ کی آنکھیں آسمان پر جی تھیں، میں نے پوچھا آپ کا کیا حال ہے؟ آپ ﷺ نے اٹھ کر تہبند باندھا اور پھر فرمایا مجھے عریاں ہو کر چلنے سے ممانعت فرمائی گئی ہے مگر میں نے اس بات کو اس خوف سے پوشیدہ ہی رکھا کہ لوگ آپ ﷺ کو مجنون نہ کہیں۔

﴿بخاری، ابوداؤد﴾

روایت ہے کہ جب قریش نے خایہ کعبہ کی تعمیر کی تو وہ نوائی پہاڑوں سے پتھر لاتے تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی سنگ برداری میں مصروف تھے۔ آپ کا ستر کھل گیا تو آپ کو غیب سے ندا آئی: اے محمد ﷺ! ستر پوشی کیجئے۔ یہ ندا نے اولین تھی جو آپ ﷺ کو کی گئی اور اس سے پہلے یا بعد میں آپ کا ستر نہیں دیکھا گیا۔ (مسند صحیح)

﴿حاکم، نسائی، ابوداؤد﴾

حضرت مکرّمہ رضی اللہ عنہا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ابوطالب چاہہ زحرم کی مرمت کر رہے تھے اور رسول اللہ ﷺ پتھر اٹھا کر لارہے تھے۔ آپ ﷺ اس وقت کم سن تھے تو انہوں نے تہبند اتار کر پتھر کے نیچے شانے پر جسم کو گداز سے محفوظ کرتے کیلئے رکھ دیا تو نبی کریم ﷺ بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑے۔ ہوش آنے پر ابوطالب نے پوچھا تو فرمایا: سفید لباس میں ایک فرشتہ نمودار ہوا، اس نے مجھ سے کہا ستر ڈھکنے۔

﴿ابن سعد، ابن عدی، حاکم، ابوداؤد﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ستر کبھی نہیں دیکھا۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں جاہلیت کی رسوم بد اور لہو و لعب کی طرف کبھی بھی متوجہ نہیں ہوا۔ بجز دو راتوں کے اور ان دو راتوں میں اللہ تعالیٰ نے مجھے خطا اور معصوم رکھا۔

ایک رات کا واقعہ تو یہ ہے کہ مکہ مکرمہ کے چند نوجوان اور میں اپنے گھر کی بکریوں کے ریوڑ میں تھے۔ میں نے اپنے ساتھی سے کہا: ”ذرا میری بکریوں کی نگرانی کرنا تاکہ میں مکہ جا کر نوجوانوں کا قتل دیکھوں۔ اس نے کہا اچھا، پھر میں آبادی کی طرف آیا اور پہلے ہی گھر میں موسیقی کی آواز میں سے سنی۔ پوچھا یہ کیسی آواز ہے؟ کسی نے بتایا کہ شادی کا سلسلہ ہے۔ میں موسیقی سننے کیلئے بیٹھ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے میرے کانوں کو تھپتھپایا اور میں سو گیا حتیٰ کہ دوسرے روز سورج کی آمد پر اس کی شعاعوں نے مجھے بیدار کیا۔ میں اٹھ کر ساتھی کے پاس گیا۔ اس نے پوچھا تھے لمبے وقت تک کیا کرتے رہے؟ میں نے اس کو پوری آپ بتائی۔“

دوسری رات پھر میں نے ساتھی سے کہا کہ میری بکریوں کا خیال رکھنا کہ میں جا کر کچھ قتل کروں، اس نے اقرار کر لیا اور میں مکہ شہر کی طرف روانہ ہو گیا، یہاں آکر میں نے موسیقی کی ویسی آواز سنی جیسی کہ میں نے گزشتہ رات سنی تھی۔ میں دیکھنے کیلئے بیٹھ گیا، پھر قدرت نے میرے کانوں کو تھپتھپایا اور میں سو گیا یہاں تک کہ دوسرے دن صبح نے مجھے جگایا، پھر میں لوٹ کر اپنے ساتھی کے پاس آیا۔ اس نے پوچھا: کیا کیا؟ میں نے کہا کچھ بھی نہیں اور اسے ساری صورت حال بتائی۔

اس کے بعد میں نے نہ کبھی ایسا ارادہ کیا اور نہ ہی مجھے رغبت ہوئی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے نبوت سے سربلند و سرفراز فرمایا۔

❁ (ابن حجر رشید نے کہا ہے کہ اس حدیث کی سند متصل اور اس کے تمام راوی، عدالت و صداقت اور حفاظت میں مستحکم ہیں۔)

﴿مند ابن راہویہ، ابن اسحاق، یزید بن عیینہ، ابو نعیم، ابن ہشام﴾
حضرت قتادہ بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ نے الام جاہلیت میں عورتوں کے کیل تماشے میں حصہ لیا تھا؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: نہیں۔ البتہ میں نے دو مرتبہ اس کا ارادہ کیا تھا جس میں ایک مرتبہ تو نیند مجھ پر غالب آگئی اور دوسری مرتبہ میرے اور ان کے درمیان قوی واقعات کی کہانی مائل ہوگئی۔

﴿طبرانی، ابو نعیم، ابن ہشام﴾
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیہ کریمہ: ”وَأَنْبِئُوا عَشِيرَتَكِ الْاَقْرَبِينَ“ ﴿سورۃ الشعراء﴾ نازل ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے قریش کے ایک ایک خاندان کو بلایا اور پھر ان کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

”اے مرداران قریش! اگر میں آپ لوگوں سے کہوں کہ اس پہاڑ کے عقب سے سواروں

کی ایک جماعت تم پر حملہ کرنے والی ہے، تو کیا تم میری اطلاع پر یقین کرو گے؟“
سب نے کہا: ہاں! کیونکہ ہم نے آپ سے کبھی جھوٹی بات نہیں سنی۔

پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”تو میں تمہیں پیش آنے والے عذاب شدید سے ڈراتا ہوں۔“
ابولہب نے کہا: ”تبا لک“ کیا اسی لیے آپ ﷺ نے ہمیں منع کیا ہے؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے سورہ
”ثیث یذا ابی لہب ونب“ ﴿سورہ ثبت ی﴾ نازل فرمائی۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے زید بن
عمر و بن نفیل (موصد) سے جب سے سنا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کے نام پر ذبح کیے جانے
والے جانور کو نادرست کہتے ہیں تو میں نے کسی استخوان پر ذبح کیے ہوئے جانور کا گوشت کبھی نہ چکھا یہاں
تک کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے رسالت سے سرفراز فرمایا۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت علی کریم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سے کسی نے دریافت کیا: ”کیا
آپ نے کبھی بت کی پرستش کی ہے؟“ آپ ﷺ نے فرمایا: کبھی نہیں۔ پوچھا: ”کبھی شراب پی ہے؟“
ارشاد فرمایا: ”کبھی نہیں۔“ اور فرمایا میں جانتا تھا کہ جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ کافر ہیں، حالانکہ مجھے معلوم
نہ تھا کہ کتاب کیا ہے اور ایمان کیا ہے؟

﴿ابو نعیم، ابن مساکر﴾

میلہ میں شرکت سے انکار:

حضرت مکرمہ رحمہ اللہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ مجھ سے
ام ایمن رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یوانہ میں ایک بت کدہ تھا جہاں قریش سال کے سال جایا کرتے تھے۔
ابوطالب بھی اپنے خاندان اور قوم کے ساتھ جایا کرتے تھے چنانچہ ایک بار ابوطالب نے نبی کریم ﷺ سے
یوانہ کی میدان میں شرکت کیلئے کہا مگر نبی کریم ﷺ نے صاف انکار کر دیا حتیٰ کہ ابوطالب ناراض بھی ہوئے۔
حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اس روز آپ کی تمام پھومھیاں بھی بیوت شدت
سے آپ پر ناراض ہوئیں اور شدید فحش کا اظہار کیا اور کہا کہ اے برادر زادے! ہمیں ڈر ہے کہ
ہمارے معبودوں کی بیزاری سے تم پر کوئی آفت نہ آئے، تم آخر کوئی وجہ بناؤ کہ تم ہمارے قومی تہوار
میں شرکت کیوں نہیں کرتے؟ ان کے اس اصرار پر نبی کریم ﷺ بت کدہ کی طرف روانہ ہوئے لیکن
اللہ تعالیٰ نے آپ کو راستہ ہی سے جب تک چاہا غائب رکھا اور آپ گھر پر کسی کو نظر نہیں آئے، جب
چند روز کے بعد آپ واپس ہوئے تو آپ ﷺ کے سارے جسم پر لرزہ طاری تھا پھومھیں نے
پوچھا: اے برادر زادے! تم کو یہ کیا ہو گیا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں ڈر رہا ہوں کہ مجھے کوئی حد نہ پہنچ جائے۔ انہوں نے کہا کہ تم

ایسے نہیں کہ اللہ تعالیٰ شیطان کے ذریعہ تم کو آزمائش میں ڈالے تمہارے گرد و کار کی تادیر و مخصوص خوبیاں ہیں۔ آخر یہ بتاؤ کہ صدمہ پہنچنے کا احساس تم کو کیوں ہے؟ آپ نے فرمایا کہ جب میں صنم کدہ میں ایک بت کے قریب گیا تو ایک گوری شکل کے طویل القامت شخص نے زور سے مجھ سے کہا کہ اے محمد ﷺ! اس کو نہ چھوؤ۔ حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ہند کرہ پالا واقعہ کے بعد نبی کریم ﷺ روانہ کے تہوار پر بھی نہ گئے، یہاں تک آپ ﷺ نے اعلان نبوت فرمایا۔

﴿ابن سعد، ابویوسف، ابن عساکر﴾

عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اپنے چچا زاد بھائیوں کے ساتھ اساف کے قریب گھڑے ہوئے اور ایک ساعت خانہ کعبہ کی دیوار پر نظر ڈال کر لوٹ آئے۔ بھائیوں نے پوچھا: اے محمد ﷺ! کیا بات ہوئی کہ آپ لوٹ آئے؟ فرمایا: مجھے اس بت کے پاس گھڑے ہونے سے منع کیا گیا ہے۔

﴿ابویوسف، ابن عساکر﴾

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تانچے کا ایک بت تھا جس کا نام اساف یا تاملہ تھا اور جس کو مشرکین طواف کے وقت چھوا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے طواف کیا اور میں بھی آپ کے ساتھ تھا جب میں اساف کے سامنے سے گزرا تو اسے چھوا۔ یہ دیکھ کر حضور نبی کریم ﷺ نے چھونے سے منع فرمایا۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آپ کے ساتھ طواف جاری رکھا اور سوچا میں ضرور ہاتھ لگاؤں گا تا کہ دیکھوں کیا ہوتا ہے، لہذا میں نے اسے چھوا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا میں نے اس کو چھونے سے تمہیں منع نہیں کیا؟ حضرت زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ قسم ہے اس ذات کی! جس نے حضور نبی کریم ﷺ کو منصب نبوت پر سرفراز کیا اور آپ ﷺ پر کتاب نازل فرمائی۔ میں نے اسے نہ چھوا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کو اس سے مکرم بنایا جس سے آپ مکرم ہوئے اور آپ ﷺ پر کتاب نازل فرمائی۔

﴿ابویوسف، بیہقی﴾

حضرت عروہ بن زہیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مسائے نے حدیث بیان کی کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا:

”اے خدیجہ (رضی اللہ عنہا)! خدا کی قسم! میں لات کو بھی نہ پوجوں گا اور عزنی کی بھی پرستش نہ کروں گا۔“ (مسند احمد)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ مشرکین کے کسی اجتماع میں تشریف لے گئے تھے، وہاں آپ نے دو فرشتوں کو کہتے سنا: ”ہلو نبی کریم ﷺ کے پیچھے گھڑے ہوں۔“ دوسرے نے جواب دیا: یہ کیسے ممکن ہے جبکہ ان کی نیت اسلام استلام کے قریب ہے۔ اس کے بعد نبی

کریم ﷺ مشرکوں کے کسی مذہبی اجتماع میں نہیں گئے۔

﴿ابو یعلیٰ، ابن عدی، بیہقی، ابن مساکر﴾

حضرت جبر بن مطعم ﷺ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو زمانہ جاہلیت میں دیکھا۔ اپنی قوم کے آگے اونٹ پر سوار تھے، عرفات میں توقف فرمایا اور میں ان کے ساتھ لوٹ آئے یہ توفیق الہی تھی جس کے باعث نبی کریم ﷺ نے یہ عمل فرمایا۔

﴿ابن اسحاق، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ قریش اور چند ان کے ہم مذہب دوسرے لوگ اور دوسرے قبیلوں کے افراد مدینہ میں ٹھہرے وہ کہتے تھے کہ ہم اہل حرم ہیں۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ربیعہ بن جوشی ﷺ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو بھٹ سے قبل عرفات میں کھڑا دیکھا ہے۔ یہ دیکھ کر میں نے جان لیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس امر کی توفیق اور ہدایت اپنے فضل و کرم سے آپ ﷺ کو دی ہے۔

﴿مسند حسن بن سفيان، معجم ابوی، دار روی الصحاح﴾

بھٹ اور اعلان نبوت سے قبل اہل مکہ آپ ﷺ کی تعظیم کرتے تھے:

یعقوب بن سفيان، ابن شہاب، و التلمیذ سے روایت کرتے ہیں کہ قریش نے جب خاند کعبہ کی تعمیر کی اور حجر اسود کو اپنی جگہ نصب کرنے کا وقت آیا تو لوگوں میں نزاع شروع ہو گیا۔ ہر قبیلہ کا سردار یہی چاہتا کہ میں نصب کروں۔ چنانچہ انہوں نے اس پر اتفاق کیا کہ جو شخص اب ہمیں سب سے پہلے نظر آئے وہ اس معاملہ میں ہمارا حکم ہوگا۔

ہیں نبی کریم ﷺ نظر پڑے حالانکہ آپ صغیر اسن تھے تو ان سب نے آپ ﷺ کو حکم مان لیا۔ نبی کریم ﷺ نے حجر اسود کو چادر میں رکھا اور چاروں کوٹے مختلف چادر داروں سے پکڑوا کر اس کی جگہ پر لائے پھر آپ ﷺ نے خود اٹھا کر اس کو نصب فرمادیا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور محمد بن جبر ﷺ سے روایت ہے کہ جب حضور نبی کریم ﷺ نے رکن کو نصب فرمادیا تو ایک نجدی شخص آگے بڑھا اور چاہا کہ آپ ﷺ کو پتھر دے تاکہ حجر اسود کو مستحکم کر لیں مگر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے منع کر دیا اور خود قریب چا کر پتھر دے دیا۔ پھر آپ ﷺ نے مستحکم کر کے اس کو بنادیا۔ اس پر نجدی نے اعتراض کیا کہ تجربہ کار بوڑھے اور قبائل کے دانشور سردار ہوتے ہوئے ایک کم حیثیت نو عمر لڑکے کو اس قدر آگے بڑھا دیا گیا ہے۔ متنبہ ہو جاؤ، یہ تم پر سبقت کر کے تمہارے اتحاد کو ختم کر دے گا۔

﴿کہا جاتا ہے یہ نجدی شخص کے روپ میں ابلیس ملعون تھا۔﴾

﴿ابونعیم، ابن سعد﴾

حضرت داؤد بن حسین رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ متفقہ طور پر ہر ایک کو اعتراف تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قوم میں اس طرح جو ان ہوئے کہ مروت میں ان سے افضل، اخلاق میں ان سے احسن، میل جول میں ان سے اکرم، رفاقت میں ان سے اچھے، علم میں ان سے اعظم، امانت و دیانت میں ان سے اصدق اور خوش اور ہر بات کہنے سے بالکل پاک تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی حالت میں کبھی نہ دیکھا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کے ساتھ جنگ و جدال، خصومت اور دشنام طرازی کی ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ساری قوم "امین" کہتی تھی۔

طہ ابن سعد بن مسعود

حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ مجھ سے میرے مولیٰ عبداللہ بن مرثد رحمہ اللہ نے حدیث بیان کی کہ میں زمانہ جاہلیت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا (کار و بار میں) شریک تھا، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لے آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم نے مجھے پہچانا؟" میں نے عرض کیا: "ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے شریک تجارت تھے اور آپ کی شراکت بہت ہی مفید اور معتبر تھی۔"

طہ ابن مسعود

عین و نظر میں کھڑے رہے:

حضرت عبداللہ بن ابی النعمان رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم والہ وسلم سے قبل بیعت خریہ و فروخت کا ایک معاملہ کیا اور میرے ذمہ کچھ باقی رہ گیا تو میں نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم راہبیں گھر میں ابھی لا کر دیتا ہوں لہذا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دہیں چھوڑ کر چلا گیا اور بالکل بھول گیا، تیسرے دن مجھے یاد آیا تو میں پہنچا، آپ اسی مقام پر میرا انتظار فرما رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس اتنا فرمایا کہ "تمہارے سبب مجھے بہت تکلیف پہنچی۔"

طہ ابن مسعود

حضرت ربیع بن عقیل رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ قبل اسلام، جاہلیت میں لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مقدمات کا فیصلہ کراتے آتے تھے۔

طہ ابن سعد

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا میسرہ کے ہمراہ سفر شام:

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے سرمایے سے تجارت کی پیشکش کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول کر لی اور ان کے غلام میسرہ کو ہمراہ لے کر شام پہنچے، درخت کے سایہ میں آرام فرمایا، وہیں ایک صومد تھا جس کا راہب میسرہ کے پاس آیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تعارف کرانے کی درخواست کی۔

میسرہ نے کہا: "اہل حرم اور قریش ہیں۔" اس کے بعد راہب نے کہا: "اس درخت کے سائے میں کبھی غیر نبی نے قیام نہیں کیا۔" جب دوپہر ہوئی، سورج سر پر آیا اور دھوپ کی تمازت بڑھ گئی تو دو فرشتوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سایہ کیے ہوئے دیکھا۔

جب تجارتی کاروبار سے فارغ ہو کر مکہ آئے اور اسہاب تجارت کی فروخت کے بعد منافع کا

حساب کیا گیا تو وہ غیر معمولی تھا۔ پھر میسرہ نے راہب کی باتیں اور فرشتوں کی سایہ افلی کا تمام ماجرا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو بتایا۔ یہ تمام باتیں سن کر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بہت متاثر ہوئیں اور ان کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ وہ آپ ﷺ کی رفیقہ حیات بن جائیں۔

﴿بیہقی رحمہ اللہ﴾ نے اس حدیث کو ابن اسحاق رحمہ اللہ ہی سے روایت کیا ہے۔

﴿بیہقی﴾
 یحییٰ بن علی رحمہ اللہ کی مشیرہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی عمر شریف پچیس سال ہوئی تھی۔ اس زمانہ میں بھی اہل مکہ عموماً آپ ﷺ کو "الامین" ہی کہتے۔ اسی دوران آپ ﷺ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مال تجارت لے کر شام روانہ ہوئے، ساتھ میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا غلام میسرہ بھی تھا۔ دوران سفر بصری میں ایک درخت کے زیر سایہ پڑاؤ کیا۔ نسطور راہب نے میسرہ سے ملاقات کی اور کہا کہ اس درخت کے نیچے نبی کے سوا کوئی اور شخص نہیں بیٹھتا۔

پھر میسرہ غلام سے راہب نے پوچھا: "کیا ان کی چشم مبارک میں سرخی ہے؟" میسرہ نے جواب دیا: "ہاں ان کی چشم مبارک میں سرخی ہے؟" راہب نے اس علامت کو پار کر کہا: "وہ نبی ہیں۔" اور آخر الانبیاء ہیں۔

شام میں پہنچ کر حضور نبی کریم ﷺ نے مال فروخت کیا۔ اسی دوران ایک شخص الجھ پڑا اور نبی کریم ﷺ سے کہا: آپ لات وعزنی کی قسم کھائیے۔ فرمایا: میں نے کبھی لات وعزنی کی قسم نہیں کھائی ہے اور میں تجھے بھی مشورہ دیتا ہوں کہ ان کی قسموں سے پرہیز کر۔

اس شخص نے کہا: آپ کا مشورہ دست ہے۔ پھر اس نے میسرہ سے کہا کہ یقیناً یہ نبی آخر الزماں ہیں، ہمارے غلام نے آسمانی کتابوں میں آپ کے یہ اوصاف پڑھے ہیں اور ہم کو یہ اوصاف بتائے ہیں۔ جب دوپہر کا وقت ہوا اور سورج کی تہاڑت میں اضافہ ہوا تو میسرہ نے مشاہدہ کیا کہ وہ فرشتے اپنے پروں سے آپ ﷺ پر سایہ کیے ہوئے ہیں، اسی طرح جب آپ ﷺ تجارت سے فارغ ہو کر مکہ والہیں تشریف لائے تو اتفاق سے دوپہر کا وقت تھا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اپنے مکان کے بالائی حصے پر تھیں، انہوں نے دیکھا کہ محمد (ﷺ) اونٹ پر تشریف لارہے ہیں اور ان کو تہاڑت آفتاب سے محفوظ رکھنے کیلئے دو فرشتے اپنے پروں سے آپ پر سایہ لگائے ہیں۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے دوسری عورتوں کو بھی اس حال کا مشاہدہ کرایا، وہ عورتیں بھی حیران رہ گئیں، پھر میسرہ نے اپنے تمام مشاہدات اور روداد سفر اور تفصیل کے ساتھ سارے حالات اپنی معزز مالکہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو بتائے۔

﴿ابن سعد، ابن عساکر﴾

نبی کریم ﷺ کو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کا غیبی حکم:

حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ حضرت ابن عباس رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ مکہ کی عورتوں کے درمیان

عید میں اختلاف ہو گیا۔ رجب میں ان کی عید ہوتی تھی۔ وہ عورتیں ایک بت کے روبرو فیصلہ کے انتظار میں بیٹھیں ہوئی تھیں۔ ان کے سامنے مرد کی صورت میں فرشتہ نمودار ہوا اور پتا واز پند ان کو مخاطب کر کے کہا:

”اے تمہاری عورتو! عنقریب تمہارے شہر میں ایک نبی کی بعثت ہوگی، جس کا نام احمد

ﷺ ہے، اللہ تعالیٰ اپنی رسالت کے ساتھ اسے مبعوث فرمائے گا، تو تم میں جو کوئی

استغاثت رکھے اس کی زوجہ بن جائے اور نکاح کر لے۔“

یہ سن کر اکثر خواتین اس کو نکریاں مارنے اور برا بھلا کہنے لگیں لیکن حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے سکوت اختیار کیا اور ناگواری کا اظہار نہ کیا۔

﴿ان سنہ﴾

قبل بعثت معجزات اور وحی کا نزول:

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کیلئے از قبیل وحی جو بات سب سے پہلے معرض ظہور میں آئی، وہ روایئے صادقہ تھیں۔ رات میں آپ ﷺ جو کچھ خواب کی حالت میں دیکھتے وہ دن میں ظہور میں آ جاتا۔ آپ ﷺ کو شیعنی کو پسند کرنے لگے۔ عابرجاء میں تشریف لے جاتے مسلسل کئی کئی دن اور راتیں وہاں عبادت میں گزار دیتے اور مدت قیام کیلئے کھانا ہمراہ لے جاتے۔ سامان خورد و نوش ختم ہو چکنے پر پہاڑ سے اتر آتے پھر بیوی صاحبہ کو شہ تیار کر دیتیں اور آپ ﷺ پھر چلے جاتے حتیٰ کہ آپ پر وحی الہی کا نزول ہوا۔ نبی کریم ﷺ حسب معمول عابرجاء میں تھے کہ فرشتے نے آ کر کہا:

”اقْرَأْ“ (یعنی پڑھئے) نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے فرشتے سے کہا: ”مَا اَنَا بِقَارِئٍ“ (یعنی میں پڑھا لکھا نہیں ہوں۔) پھر اس نے مجھے پکڑا اور اپنے ساتھ چٹایا، یہاں تک کہ مجھے شدت گرفت محسوس ہوئی، اس کے بعد اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا کہ ”اقْرَأْ“ یعنی پڑھئے۔ میں نے اس سے کہا: میں پڑھا لکھا نہیں ہوں۔ پھر اس نے مجھے دوبارہ پکڑا، اپنے ساتھ چٹایا، یہاں تک کہ مجھے شدت گرفت محسوس ہوئی۔ اس کے بعد اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا کہ ”اقْرَأْ“ یعنی پڑھئے۔ میں نے کہا میں پڑھنے والا نہیں۔ پھر اس نے مجھے تیسری مرتبہ پکڑا، اپنے ساتھ پٹایا۔ یہاں تک کہ مجھے شدت محسوس ہوئی۔ اس کے بعد مجھے چھوڑ دیا اور کہا پڑھو:

”اقْرَأْ بِسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ ۝ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝“

﴿سورۃ العلق﴾

ترجمہ: ”پڑھو! اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا آدمی کو خون کی پٹک سے بنایا پڑھو اور تمہارا رب وہی سب سے بڑا ہے جس نے قلم سے لکھا سکھایا آدمی کو سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا۔“

اس کے بعد نبی کریم ﷺ اس سورت کو لے کر واپس آئے۔ آپ ﷺ کا دل کانپ رہا تھا۔ آپ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کہا: ”زَمِّلُوْنِي زَمِّلُوْنِي“ یعنی مجھے چادر اڑھاؤ، مجھے چادر اڑھاؤ۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کو چادر اڑھائی، حتیٰ کہ وہ خوف جاتا رہا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو ساری کیفیت بتائی اور کہا کہ مجھے اپنی جان کا اندیشہ ہے۔ اس پر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا:

”آپ ہرگز خوف نہ سمجھئے، اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو ہرگز بے مہار نہ چھوڑے گا کیونکہ

آپ ﷺ صلہ رحمی کرتے، سچی بات فرماتے اور مصیبتیں برداشت کرتے ہیں، مہمانوں

کو کھانا کھلاتے، حق دار کو اس کا حق دلانے میں ادا فرماتے ہیں۔“

اس کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں۔ وہ عہد جاہلیت میں نصرانی ہو گئے تھے۔ انجیل کی عربی میں کتابت کرتے تھے، جس قدر خدا نے چاہا، انہوں نے لکھا۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کہا: ”اے برادرِ عم! میری بی بی کی بات سنو۔“ ورقہ نے پوچھا: ”آپ ﷺ نے کیا دیکھا؟“ حضور نبی کریم ﷺ نے جو کچھ دیکھا تھا، اسے بیان کیا۔ ورقہ نے پورے بیان کو بخور سننے کے بعد کہا:

”یہ وہ ناموس اکبر ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں آتا تھا، کاش کہ میں اس

وقت جوان ہوتا، یا اس موقع تک زندہ رہتا جب آپ کی قوم آپ کو نکالے گی۔“

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت کیا: ”کیا وہ مجھے نکالیں گے؟“ ورقہ نے جواب دیا: ”ہاں“ آپ کی طرح جو کوئی بھی ہدایت و اصلاح کا پروگرام لے کر آیا ہے، اس سے ضرور دشمنی کی گئی اگر میں نے آپ کے عہد نبوت کو پایا تو میں ضرور آپ کی امکان بھردہ کروں گا۔“ اس کے بعد ورقہ زیادہ عرصہ زندہ نہ رہے اور وفات پا گئے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

زہری رحمہ اللہ، حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اسی کے مانند روایت کی ہے۔ اس روایت کے آخر میں اتنا زیادہ ہے کہ ”اس کے بعد عروہ تک سلسلہ وحی بند رہا اور فرشتہ وحی سے نبی کریم ﷺ کی طبیعت پر بڑا حزن و ملال طاری رہتا۔“

﴿ابن ماجہ، ترمذی﴾

بعض روایتوں میں یہاں تک آیا ہے کہ چند بار نبی کریم ﷺ نے ارادہ فرمایا کہ خود کو پہاڑ کی چوٹی سے گرا دیں مگر جب بھی آپ اس ارادہ سے پہاڑ کی چوٹی پر پہنچے اور خود کو گرانے کا ارادہ فرمایا، معاً حضرت جبرئیل علیہ السلام ہر ہوتے اور کہتے: ”اے محمد ﷺ! یقیناً آپ اللہ تعالیٰ کے برحق رسول ہیں۔“

اس بناء سے آپ کو صبر و قرار آ جاتا اور آپ وہابی تشریف لے آتے، پھر سلسلہ انتظار وحی طویل ہوتا پھر پہاڑ سے گرنے کا ارادہ فرماتے اور ایسی ہی شہادت آمیز بناء سن کر نبی کریم ﷺ ملالت حاصل کر لیتے۔

قائدہ:

بعض علماء کرام نے بیان کیا ہے کہ بھیجنے اور چٹانے کا جو عمل نبی کریم ﷺ کے ساتھ نزول وحی کے پہلے موقع پر ہوا ہے، وہ صرف آپ ﷺ ہی کی خصوصیت ہے کیونکہ کسی نبی کے حالات میں اس طرح

کا واقعہ کو نہیں ہے جیسا کہ ابتدائے وحی کے وقت آپ ﷺ کو پیش آیا۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ وحی کے علاوہ ہر طرف سے توجہ ہٹ جائے اور شدت وحی کا احساس دے کر اس امر سے آگاہ کرنا ہے کہ جس چیز کا تم پر نزول فرمایا جا رہا ہے وہ تم پر بھاری ذمہ داری ڈالنے والے احکام ہیں۔

بعض کا کہنا ہے کہ تجلیات اور وساوس کو رفع کرنا مقصود تھا کیونکہ تحمل اور وسوسہ مادی اجسام کے عوام ہیں۔

﴿حافظ ابن حجر شرح بخاری﴾

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔ آپ فترت وحی کے بارے میں ارشاد فرما رہے تھے کہ میں جا رہا تھا، وقعت آسمان سے ایک آواز آئی۔ میں نے سر اٹھایا تو دیکھا کہ وہ قریش جو میرے پاس غار میں آیا تھا، آسمان وزمین کے درمیان گرتی پریشان ہے۔ یہ منظر دیکھ کر میرا دل کانپ گیا اور فوراً گھر پر لوٹ آیا۔ میں نے کہا مجھے چادر اڑھا دو۔ پس اس وقت اللہ تعالیٰ نے سورۃ المدثر کی یہ آیات نازل فرمائیں۔

يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ ۚ وَرَبُّكَ لَكَبِيرٌ وَلَيَأْتِيكَ فَطَنٌ ۚ وَالرُّجْزُ فَلْيَعْجِرْ ۚ

﴿سورۃ المدثر﴾

ترجمہ: ”اے پاپوش اوڑھنے والے کھڑے ہو چاند بھر ڈر سناؤ اور اپنے رب کی بڑائی بولو اور اپنے کپڑے پاک رکھو اور بتوں سے دور رہو۔“
اسکے بعد مسلسل نزول وحی ہونے لگا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت فضی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر چالیس سال کی عمر میں وحی نازل ہوئی اور آپ ﷺ کی نبوت کے ساتھ تین سال تک حضرت اسرائیل علیہ السلام رہے، وہ آپ ﷺ کو چھ کلمے اور کوئی چیز سکھاتے تھے۔ قرآن نازل نہیں ہوتا تھا۔ جب تین سال گزر گئے تو آپ ﷺ کی نبوت کے ساتھ حضرت جبرئیل علیہ السلام رہے اور آپ کی زبان میں قرآن نازل ہوا۔ دس سال مکہ مکرمہ میں اور دس سال مدینہ طیبہ میں۔

﴿احمد، ابن سعد، بیہقی﴾

حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کو سب سے پہلے رویائے صادقہ عطا ہوئے تھے۔ آپ جو کچھ خواب میں دیکھتے وہی حقیقت میں ظہور پذیر ہوتا۔

﴿ابن قیم﴾

حضرت علقمہ بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو چیز سب سے پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کو ودیعت ہوئی وہ سچے خواب تھے جب ان کے دل متحمل ہو جاتے تو وحی نازل ہوتی۔

﴿ابن قیم﴾

موسیٰ بن عقبہ رضی اللہ عنہ، ابن شہاب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: سب سے

پہلے اللہ تعالیٰ نے نبی کریم کو روایا دکھائے اور آپ ﷺ پر بہت شاق گزردے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ذکر کیا تو انہوں نے کہا: "آپ کو مبارک ہو، اللہ تعالیٰ آپ کیلئے بھلائی فرمائے گا۔" اس کے بعد آپ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس سے اٹھ کر آئے مگر پھر واپس ہوئے اور ان کو بتایا کہ "میں نے دیکھا ہے کہ میرا پیٹ چاک کیا گیا ہے اور پھر صاف کر کے اسے غسل دیا گیا ہے۔ اس کے بعد درست کر کے حالت سابقہ کی مانند کروایا گیا ہے۔"

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: "یہ اچھا خواب ہے آپ کو مبارک ہو۔" اس کے بعد حضرت جبریل علیہ السلام ظاہری طور پر یعنی بے حجابانہ صورت میں آئے۔ انہوں نے آپ کو ایک عجیب و غریب عزت بخش مسند پر بٹھایا۔

نبی کریم ﷺ فرماتے تھے کہ مجھے درنوک یعنی ربی بھاروا لے فرش پر بٹھایا۔ اس فرش میں موتی اور یاقوت جڑے تھے۔ مجھے حضرت جبریل علیہ السلام نے بشارت رسالت دی۔ اور آپ سے کہا پڑھئے، آپ نے کہا کیسے پڑھوں؟ حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا:

"اقرأ باسم ربك الذي خلق (القی قولہ) ما لم يعلم ۝"

اس طرح آپ منصب رسالت سے سرفراز ہو کر واپس لوٹے۔ راہ کے ٹھہرے حجر آپ ﷺ کو سلام پیش کرتے تھے۔ آپ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا جس خواب کے بارے میں، میں نے تم سے ذکر کیا تھا وہ حضرت جبریل علیہ السلام تھے وہ بلاغاب میرے روبرو منصب رسالت لے کر آئے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ خیر و بھلائی ہی فرمائے گا۔ مبارک ہو کہ یقیناً آپ رسول برحق ہیں۔ اس کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے غلام کے پاس آئیں جس کا نام عداں اور قدیم نصرانی تھا۔ عداؤن اعظم زہجہ نبی کریم ﷺ نے کہا:

"اے عداں! میں تجھے خدا کو یاد دلاتی ہوں، یعنی قسم دیتی ہوں، مجھے بتا کیا تیرے پاس حضرت جبریل علیہ السلام کا علم ہے؟"

عداں نے جواب میں کہا: "قدوس۔ قدوس! حضرت جبریل علیہ السلام کی یہ شان تمہیں کہ بت پرستوں کے علاقے میں اس کا ذکر کیا جائے۔" حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا: حضرت جبریل علیہ السلام کے بارے میں جو کچھ علم تھے ہے وہ کم و کاست میرے سامنے بیان کر دے۔"

عداں نے کہنا شروع کیا: "بلاشبہ وہ خداوند تعالیٰ اور انبیاء علیہم السلام کے درمیان امین ہے اور وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا خلوت نشین ہے۔" حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا واپس آگئیں اور پھر ورقہ بن نوفل کے پاس گئیں اور سارے حالات اور پیش آمدہ عجائبات کو بیان کیا جن کو بخور سننے کے بعد ورقہ نے کہا:

"ہو سکتا ہے کہ تمہارے شوہر ہی وہ نبی ہوں جن کا انتظار اہل کتاب کر رہے ہیں اور جن

کا تذکرہ وہ کتب مہادی تو ریت و انجیل میں پڑھتے ہیں۔“

اس کے بعد در قد بن نوفل نے اللہ کی عظمت و جلال کی قسم کھا کر کہا:

لئن ظہر دعاءہ وانا حی لا ہلین اللہ فی طاعة رسولہ و حسن موازینہ

لعمات و رفاہ

ترجمہ: ”اگر آپ ﷺ کی جانب سے اعلان نبوت پہنچا اور میں بقید حیات ہوا تو اطاعت

کروں گا اور مطاعت کرنے والوں کے مقابلے میں آپ ﷺ کی بھرپور مدد کروں گا۔“

مگر نیک دل و دقت نے وفات پائی۔

﴿تنبی، ابو نعیم﴾

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مذکورہ بالا واقعہ کی مانند روایت ہے کہ جس کے شروع میں ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ آپ ﷺ مکہ مکرمہ میں ہیں۔ ایک شخص آپ ﷺ کے مکان کی چھت پر آیا اور اس نے ایک ایک کر کے کڑی لکالی۔ جب سوراخ ہو گیا تو اس نے چاندی کی ایک سیڑھی لٹکائی اور اس کے ذریعہ وہ شخص آپ کے پاس اترے۔ حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں میں نے ارادہ کیا کہ کسی کو مدد دینے لکڑیوں تو اس نے بات کرنے سے روک دیا پھر ایک شخص میرے سر ہانے اور دوسرا پہلو میں بیٹھ گیا۔ اس کے بعد اس نے اپنا ہاتھ میرے پہلو میں داخل کیا اور میری دو پسلیاں نکال لیں۔

پھر اس نے ہاتھ میرے پیٹ میں داخل کی تو اس نے میرے قلب کو نکال کر اپنی پھیلی پر رکھا اور اپنے ساتھی سے کہا کہ مرد صالح کا کس قدر اچھا دل ہے پھر دل کو اس کی جگہ پر رکھ کر وہ دونوں پسلیاں لگا دیں۔ اس کے بعد وہ دونوں اوپر چلے گئے اور سیڑھی اٹھالی، جب میں بیدار ہوا تو چھت اپنے حال پر تھی۔ میں نے خواب کا ذکر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کیا۔ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ بھلائی ہی فرمائے گا پھر میں ان کے پاس سے باہر گیا اور پھر لوٹ کر آیا اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو بتایا کہ اس نے تو میرا پیٹ چاک کیا پھر غسل و صفائی کے بعد اس کو درست کر دیا۔ روایت مذکورہ بالا کی مانند یہ مناروایت بھی ہے۔

البتہ آخر میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے زمین سے چشمہ جاری کیا اور وضو کیا اور محمد ﷺ دیکھتے رہے۔ انہوں نے اپنا چہرہ کہنیوں تک دونوں ہاتھ دھوئے، سر کا مسح کیا اور دونوں پاؤں نٹھوں تک دھوئے پھر وضو کے بعد قبلہ کی طرف رخ کر کے دو سجود کیے، سمت قبلہ کی نہ تھی، اس کے بعد آپ ﷺ نے بھی ایسا ہی کیا۔“

﴿تنبی، ابو نعیم﴾

ابو نعیم رحمہ اللہ نے قیسری سند سے یہ روایت زہری رحمہ اللہ سے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اسی روایت کو اضافہ آخر میں کے ساتھ بیان کیا ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو کرامت اور نبوت سے سرفراز فرمایا تو آپ جس شجر و حجر کے

پاس سے گزرتے، وہ سلام کرتا۔ آپ ﷺ یہ اعلیٰ کلمات سلامتی بن کر ہر طرف دیکھتے مگر وہاں کوئی بھی نہ ہوتا۔ وہ منصب نبوت کو خطاب کے ساتھ اس طرح پیش کرتے:

”السلام علیک یا رسول اللہ (ﷺ)“

نبی کریم ﷺ ہر سال غار حرا میں ایک ماہ کیلئے تشریف لے جاتے اور وہاں عبادت کرتے۔ بالآخر وہ زمانہ وہ وقت، وہ سال اور وہ مہینہ آیا جس کو رمضان المبارک کہتے ہیں تو نبی کریم ﷺ حسب معمول تشریف لے گئے حتیٰ کہ قیام تراویح کے دوران منصب رسالت کی ذمہ داری سونپے جانے کا وقت مقررہ آگیا۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں میں سو رہا تھا کہ ایک فرشتہ میرے پاس آیا اور اس نے مجھ سے کہا: ”اقراء“ یعنی پڑھو۔ میں نے جواب دیا: ”ما افراء“ یعنی میں پڑھنا نہیں جانتا۔ اس کے بعد فرشتے نے مجھ کو اپنے ساتھ اس شدت سے چٹایا کہ مجھ کو اندیشہ ہوا کہ کہیں میری جان نہ نکل جائے پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور پھر کہا: ”پڑھو“ میں نے جواب دیا: میں نہیں پڑھ سکتا۔ اس نے پھر پہلے کے مانند چٹایا پھر چھوڑ دیا اور کہا: ”پڑھو“ میں نے جواب دیا میں نہیں پڑھ سکتا۔ اس کے بعد اس نے کہا:

”اقرأنا من ربک الذی خلقی (الی قولہ) ما لکم بغلکم“

فرشتہ اب چلا گیا اور میں بھی نیند سے بیدار ہو گیا میں نے دل میں کہا اس واقعہ کو قریش سے بیان نہ کروں گا۔ میں اپنے کو پہاڑ سے گرا کر ہلاک کر دوں گا تو میں اس ارادہ سے روانہ ہوا میں ایسا کرنے ہی والا تھا کہ میں نے سنا کہ کوئی کہہ رہا تھا: ”اے محمد ﷺ اتم اللہ کے رسول ہو اور میں جبرئیل علیہ السلام ہوں۔“

یہ سن کر میں نے نظر اٹھائی تو دیکھا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام ایک مرد کی صورت میں گھڑے ہیں اور ان کے دونوں قدم آسمان کے افق میں ہیں۔ میں ہلاکت کے ارادہ سے رک گیا، مجھے پر ایک طرح کا سکتہ اور سکوت طاری ہو گیا اور حیرت، اس لیے میرے اندر آگے بڑھنے یا پیچھے ہٹنے کی بھل نہ رہی۔ دیر زیادہ ہو چکی تھی اور دن وصل چکا تھا، میں اپنے گھر لوٹ آیا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے قریب بیٹھ گیا۔

انہوں نے سوال کیا: ”آپ ﷺ اتنی دیر سے کہاں تھے؟“ میں نے کہا: ”یہ تو ناممکن ہے کہ میں شاعر یا مجنون ہوں؟“ انہوں نے میرے بات سن کر کہا: ”اس بات میں آپ ﷺ کیلئے خدا سے پناہ مانگتی ہوں، کہ خدا آپ کے ساتھ ایسا کرے، البتہ میں خوب جانتی ہوں کہ آپ اعلیٰ درجہ کے راست باز، بڑے امانت دار، بہت ہی پاکیزہ اخلاق اور دائمی طور پر صلہ رحمی فرمانے والے ہیں۔“ (التجلیات بطلو والصلوات والطینت، السلام علیک ایہا النبی ورحمة اللہ وبرکاتہ)

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے پورا واقعہ ان کو سنایا جس کو توحید اور ہمدردی سے سن کر انہوں نے کہا: ”اے ابن عم! میں یہ سب حقائق سننے کے بعد آپ ﷺ کی خدمت میں خوشخبریاں اور تہنیت و مبارکبادیاں پیش کرتی ہوں، میں آپ سے ان حالات، مستقبل کے واقعات اور پیش آمدہ مشکلات کے مقابلے میں صبر و ثبات کی توقع رکھتی ہوں۔ (خود فرمیں کی بناء پر نہیں، بلکہ ضمیر و روح کی ہم آہنگی سے انسان پر جو حقیقت سکشف ہوتی ہے اس کی بنیاد پر عرض کرتی ہوں کہ) آپ اللہ

کے رسول ﷺ ہیں۔ پھر حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ورقہ بن نوفل کے پاس پہنچیں، سارا حال سنایا جس کو سن کر انہوں نے کہا:

”اگر تم نے واقعات کا اندازہ، مشاہدہ اور میرے سامنے نقل کرتے میں غلطی نہیں کی ہے تو یقیناً محمد (ﷺ) اس امت کے نبی ہیں، ان کے پاس آنے والا فرشتہ وہ ناموس اکبر ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آتا تھا۔“

﴿سنن ابی حاتم﴾

حضرت ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم ﷺ سے کہا: ”اے ابن عم! چونکہ آپ ﷺ مبرورہ ستقامت رکھنے والے ہیں، کیا آپ کیلئے ممکن ہے کہ جب وہ آپ ﷺ کے پاس آنے والا آئے تو مجھے بھی بتائیے؟“ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”ہاں“ پھر حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے تو آپ نے ام المومنین رضی اللہ عنہا کو بتایا۔ انہوں نے پوچھا: آپ ﷺ ان کو دیکھ رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے جواب دیا: ”ہاں۔“

پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم ﷺ کو اپنے اپنے پہلو میں بٹھا کر پوچھا: آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں میں اب بھی دیکھ رہا ہوں۔“ اس کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کو بائیں پہلو میں بٹھا کر دریافت کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”ہاں نظر آ رہے ہیں۔“ اس کے بعد مشیر مول حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنے سر سے دوپٹا اتارا، بال بکھیر دیئے اور نبی کریم ﷺ سے ہی سوال کیا، اب آپ ﷺ نے انکار میں جواب دیا تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: یہ شیطان نہیں ہے بلکہ فرشتہ ہے۔ آپ ﷺ مطمئن اور ثابت قدم رہیے اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا حضور نبی کریم ﷺ پر اسی وقت ایمان لے آئیں۔

﴿سنن ابی حاتم﴾

ابو بکرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ”میں تنہائی کے موقعوں پر غیبی نداء سنا کرتا ہوں اس وجہ سے مجھے اندیشہ ہے کہ کوئی خاص بات وقوع پذیر ہو۔“ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ: ”خدا کی عطا! اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کرے گا کیونکہ آپ ﷺ امانت میں دیانت کرنے والے، صلہ رحمی کرنے اور راست گوئی سے کام لینے والے ہیں۔“ ایک روز حضرت ابو بکر صدیقؓ آئے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ان سے حضور نبی کریم ﷺ کا حال بیان کیا اور درخواست کی کہ آپ نبی کریم ﷺ کو ورقہ کے پاس لے جائیں، لہذا دونوں حضرات ورقہ کے پاس گئے اور انہیں سارا حال سنایا۔ نبی کریم ﷺ نے بیان کیا:

”اے بزرگ! جب میں غلوت میں ہوتا ہوں تو مجھے پیچھے سے آواز آتی ہے اے محمد

ﷺ! اے محمد ﷺ! یہ من کر میں زمین پر دوڑا چلا جاتا ہوں۔“

ایک مرتبہ جبکہ نبی کریم ﷺ غلوت میں تھے تو کہنے والے نے کہا: ”یا محمد! اے لا الہ الا

اللّٰهُ وَ أَصْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ رَسُوْلُهُ" اس کے بعد اس نے کہا پڑھئے: "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ" (ناجیہ سورہ) "وَالَا لَهَ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ" پھر اس نے کہا پڑھئے: "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ"
آپ پھر ورقہ کے پاس آئے اور ان سے سارا حال بیان کیا۔ ورقہ نے کہا:

"آپ ﷺ کو بشارت ہو اور سہاگ ہو، میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ وہی نبی ہیں
جس کی بشارت حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نے دی ہے۔ آپ بے شک نبی ہیں اور
یقیناً آپ کو جلد ہی جہاد کا حکم دیا جائے گا اگر مجھ کو وہ دن میسر آگئے تو میں انشاء اللہ ضرور
آپ کی کوششوں میں شریک ہو کر جہاد میں حصہ لوں گا۔"

جب ورقہ کی وفات ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں نے ورقہ کو دیکھا وہ حبیب کا لباس
ذیبتن کیے ہوئے ہیں، اس لیے کہ وہ نیک بہادر بزرگ مجھ پر ایمان لائے اور میری تصدیق کی۔"
﴿تذکرہ، ج ۱، ص ۱۰۸﴾

عبد اللہ بن شداد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ورقہ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا:
کیا تمہارے شوہر نے اپنے صاحب یعنی فرشتہ کو مبارک لباس میں دیکھا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں، ورقہ نے
کہا: جب تو مجھے یقین ہے کہ آپ کے شوہر نبی ہیں اور جلد ہی لوگ ان کو مصائب میں مبتلا کر دیں گے۔
﴿تذکرہ، ج ۱، ص ۱۰۸﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جب
ورقہ سے فرشتہ کا ذکر کیا تو ورقہ نے کہا: "سَبُوْخُ سَبُوْخُ" جبرئیل کی یہ شان نہیں کہ ایسی سرزمین میں
ان کا ذکر کیا جائے کہ جس میں بتوں کو پوجا جاتا ہے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام تو اللہ تعالیٰ کے امین ہیں جو
خدا اور اس کے رسولوں کے درمیان قریب ہیں۔ اسے انہی خدیجہ اپنے شوہر کو اس جگہ لے جاؤ جہاں
انہوں نے یہ سب کچھ دیکھا مگر جب آئندہ وہ ان کو نظر آئے تو تم اپنے سر سے چادر اتار دو، اگر وہ
اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو پھر وہ ان کو نظر نہ آئے گا۔ انہوں نے ورقہ کی ہدایت پر عمل کیا وہ کہتی ہیں
کہ جب میں نے سر سے روپہ اتارا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام عاصب ہو گئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو نظر نہ آئے پھر میں ورقہ کے پاس آئی اور انہیں بتایا تو انہوں نے کہا: یقیناً ان کے پاس
"ہاموس اکبر" آیا ہے۔ اس کے بعد ورقہ اعلان نبوت اور دعوت اسلام کا اظہار کرتے گئے۔ ورقہ
نے متعدد جلیل اشعار اس سلسلے میں کہے ہیں:

لججت و كنت في الذكوى لجوجا لهم طال ما بلغ النشيجا
ورصف من خديجة بعد و صف فقد طال النظاري يا خديجة
يظن المكنين على وجاتي خديك ان اري منه خووجا
بما اخبر لنا من قول قس من الرهبان اكروه ان يعوجا
بان محمدا يسود فرما و يحصم من يكون له حميجا

و يظهر في اللاد ضياء نور لقام به البرية ان تعرجا
 ليلقي من يحاد به خسارا و يلقى من يسا له فلوجا
 لما ليسى اذا ما كان ذاكم شهدت و كنت اولهم و لوجا
 ولو جا في الذي كرهت قریش ولو عجت مبعثها عجيجا
 اوجى بالذي كرموا جميعا الى ذي العرش ان سلفوا عرجا
 وهل امر السقاها غير كفر يختار من سحق الهروجا
 فان يبقوا وابق نكن امورا يضح الكافرون لها لعجيجا
 و ان اهلك فكل لشي سلقى عن الاقدار متلفا عرجا

ترجمہ ”میں نے نگرار کی اور میں ذکر میں نگرار کرنے کا عادی تھا، ان سے یہ نگرار جب کی جبکہ
 میرا گلگھٹنے کے قریب پہنچ گیا۔ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے یکے بعد دیگرے اوصاف بیان کیے تو
 اسے خدیجہ رضی اللہ عنہا میرے انتظار نے طول کھینچا۔ میرا انتظار شہر مکہ میں صرف اس امید پر تھا کہ جو
 بات اسے خدیجہ رضی اللہ عنہا تم نے کہی۔ میں اس کے ظہور کو دیکھ لوں۔ مجھ کو یہ انتظار تمہاری اس بات کے
 بتانے سے ہوا جو تم نے راہوں میں سے ایک قس کا قول کہا تھا اور میں اچھا نہیں سمجھتا کہ اس قس کی بات
 الٹی ہو۔ اس قس نے کہا تھا کہ محمد ﷺ قوم کے سردار ہوں گے اور جو شخص بھی ان کی طرف جائے گا، لوگ
 اس سے جھگڑا کریں گے، حضور نبی کریم ﷺ کے ذریعہ آدایوں میں نور اور روشنی کی تابانی ہوگی اور لوگ
 آپ ﷺ کے ذریعہ بحر و بیابان پر قائم رہیں گے۔ جو نبی کریم ﷺ کے ساتھ جنگ کرے گا
 وہ خسارے میں رہے گا اور جو صلح و آشتی سے رہے گا وہ کامیاب و کامران رہے گا۔ کاش میں اس
 مرحلے پر موجود ہوتا جب لوگ آپ ﷺ سے برسر پیکار ہوں گے اور میں مدد کرتے والوں میں سب
 سے پہلے ہوتا۔ میں (پوری عزیمت کے ساتھ) بالیقین ان لوگوں میں شامل ہوتا جسے قریش برا جانتے
 ہیں اگرچہ وہ کتنا ہی ہنگامہ کرتے اور شور مچاتے۔ میں اس سے امید واپس کرتا ہوں جس کو سب برا سمجھتے
 ہیں، مجھ کو سہارا اور امید عرش والے خدا سے ہے اگرچہ انہما لوگ کتنا ہی مادی عروج حاصل کر لیں۔ اس
 شخص کیلئے جس نے اس ذات کو اختیار کیا کہ جس نے ہرجوں کو بلند کیا، کفر کے سوا کسی بات میں ہماقت
 نہیں ہے۔ اگر وہ لوگ زندہ رہے اور میں بھی باقی رہا تو بے شک ایسے امور ہوں گے جن کی (تاب
 برداشت) نہ لا کر کافر لوگ دہائی دیں گے۔ اور اگر میں فوت ہو گیا تو (ذہن نشین کر لو کہ) ہر جوان کو ان
 اقدار کا سامنا کرنا ہوگا۔ (جن سے کسی انقلابی تحریک کا) ظہور و نمود و ایستہ ہوتا ہے۔“

تیسرے شعر میں جو ”بطن الضحکین“ مذکور ہے۔ اس سلسلے میں بھی ”شواہد الکبریٰ“ میں
 فرماتے ہیں کہ اس سے مراد مکہ کے دونوں یعنی اعلیٰ اور اسفل حصے مراد ہیں۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نذر مانی کہ آپ ﷺ

اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا دونوں غار حرا میں اعتکاف کریں گے تو یہ اتفاق ماہ رمضان میں ہوا۔ ایک رات نبی کریم ﷺ باہر تشریف لائے تو آپ نے ”السلام علیک“ کی آواز سنی۔ آپ کا گمان ہوا کہ یہ جن کی آواز ہے اور تیزی کے ساتھ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آگئے۔ انہوں نے پوچھا کیا بات ہے۔ آپ نے حال بیان کیا۔ انہوں نے کہا آپ کو سرور ہونا چاہیے کیونکہ ”السلام“ خیر کا کلمہ ہے۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ کچھ دیر بعد میں دوسری مرتبہ باہر آیا تو اچانک میں نے دیکھا کہ حضرت جبرئیل (علیہ السلام) آفتاب پر کھڑے ہیں اور ان کا ایک بازو مشرق میں ہے اور دوسرا مغرب میں۔ میں منظر دیکھ کر خوف زدہ ہو گیا اور جلدی سے واپس ہوا تو میرے اور دروازے کے درمیان حائل ہو گئے اور انہوں نے مجھ سے کلام کیا۔ یہاں تک کہ حضرت جبرئیل (علیہ السلام) سے مانوس ہو گیا۔

اس کے بعد انہوں نے مجھ سے ایک جگہ ملنے کا وعدہ کیا تھا کہ داخلہ میری اوپر نگاہ ہوئی، میں نے دیکھا حضرت جبرئیل (علیہ السلام) اور حضرت میکائیل (علیہ السلام) آسمان و زمین کے درمیان موجود رہے، پھر حضرت جبرئیل (علیہ السلام) نے مجھے پکڑ کر نرمی کے ساتھ شانے کے تل لٹا دیا اور سینہ کو چاک کر کے دل نکالا اور مشیت خداوندی کے بموجب اس سے کوئی شے خارج کی۔ بعد ازاں آپ زحرم سے اس کو دعوایا، پھر اسے سینہ میں رکھ کر شکاف زدہ حصہ درست کر دیا۔

بعد ازاں پشت پر میری تبت ثبت کر دی۔ اس کے بعد خلق کے قریب میری گردن کو پکڑا۔ اور کہا پڑھئے۔ میں ای تھا، اس لیے نہ پڑھا سکا، دوبارہ کہا پڑھیے۔ میں نے جواب دیا: میں نہیں پڑھ سکوں گا۔ پھر انہوں نے کہا: ”وَلَوْ أَنَا شِمْرُ بَنِي كَلْدٍ“ اور پانچ آیتیں پوری کیں۔

اس کے بعد مجھے ایک شخص کے ساتھ وزن کیا اور میں اس پر وزنی رہا، پھر دو آدمیوں کے ساتھ اور اسی طرح میرے ساتھ تلے والوں کی تعداد بڑھاتے گئے حتیٰ کہ سو آدمیوں کے ساتھ مجھے وزن کیا اور میں وزنی رہا پھر حضرت میکائیل (علیہ السلام) نے کہا: ان کی امت نے ان کی متابعت کر لی۔ اس کے بعد تو یہ عام ہو گیا کہ میرا گزر جس درخت اور پتھر کے قریب سے ہوتا، اس میں سے آواز آتی:

”السلام علیک یا رسول اللہ ﷺ“

﴿عیسیٰ، الیم﴾

حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: میں ایک آواز سننا ہوں اور ایک روشنی دیکھتا ہوں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اس کا ذکر ورق سے کیا تو انہوں نے کہا: ”یہ وہ ناموس ہے جو حضرت موسیٰ (علیہ السلام) پر نازل ہوتا تھا۔ اب اگر محمد ﷺ مہوٹ ہوئے اور میں اس وقت تک زندہ رہا تو ان کے فرائض منہی کی انجام دہی میں ان کی مدد کروں گا۔“

﴿احمد، ابن سعد، الیم﴾

حضرت سلیمان (علیہ السلام) سے روایت ہے کہ حضرت جبرئیل (علیہ السلام) نے نبی کریم ﷺ کو درخشاں کی مانند ایک فرش پر بٹھایا جس میں موتی اور یاقوت کی مرصع کاری تھی۔ اس کے بعد حضرت جبرئیل (علیہ السلام) نے

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا:

"اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ ۝ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝"

﴿سورۃ العلق﴾

اس کے بعد کہا: اے محمد ﷺ! آپ خوف نہ کیجئے، اس لیے آپ اللہ تعالیٰ کے رسول (ﷺ) ہیں۔ پھر آپ لوٹ آئے، راہ میں شجرہ حجر کہتے: "السلام علیک یا رسول اللہ ﷺ"۔ اس صورتحال کے بعد آپ ﷺ مطمئن ہو گئے اور خوف جاتا رہا۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب ورقہ نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا: "آپ کے پاس حضرت جبریل علیہ السلام کس طرح آتے ہیں؟" آپ نے جواب دیا آسمان کی طرف سے آتے ہیں۔ ان کے دونوں بازو موتیوں کے ہیں اور ان کے پاؤں کے ٹکڑے بزرنگ کے ہیں۔

﴿طبرانی، ابو نعیم﴾

زہری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ حراء میں تشریف فرما تھے کہ حضرت جبریل علیہ السلام دیباچہ کا کپڑا لائے جس پر تحریر تھا:

"اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ (الْقَوْلِہ) مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝"

﴿ابن رستم، کتاب العادف﴾

ابن رستم رضی اللہ عنہ حضرت عبید بن مسیر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت جبریل علیہ السلام اللہ ﷻ کے پاس ایک کپڑا لائے اور کہا پڑھئے! حضور نبی کریم ﷺ نے جواب دیا: میں پڑھا لکھا نہیں تو حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا: "اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اجیاد میں اپنی حالت عیودیت میں مستغرق تھے کہ آپ ﷺ نے فرشتہ کو دیکھا کہ وہ افق آسمان میں ایک پاؤں کو دوسرے پر رکھے ہوئے کھڑا رہا ہے۔ "اے محمد ﷺ! میں حضرت جبریل علیہ السلام ہوں۔" حضور نبی کریم ﷺ اس عجیب و غریب آواز اور خطاب کو سن کر بہت متاثر ہوئے اور کئی بار قضا میں نگاہ اٹھا کر ملاحظہ فرمایا: ہر بار قضا میں ایک فرشتہ کو موجود پایا۔ آپ ﷺ یہاں سے اٹھ کر اپنی تمگسار اور رفیقہ حیات کے پاس تشریف لائے اور صورتحال بیان فرمائی۔ مزید فرمایا کہ:

"اے خدیجہ رضی اللہ عنہا! اللہ تعالیٰ شاہد و عظیم ہے کہ میں نے بتوں اور کانہوں سے

ہمیشہ نفرت کی ہے اور اب مجھے ڈر ہے کہ کہیں میں کاہن نہ بن جاؤں۔"

انہوں نے جواب دیا: (لیجئے اور الفاظ دونوں میں اتحاد و صداقت کی وجہ سے) اور واثر پیدا ہو گیا تھا۔ "ہرگز نہیں۔ اے محترم! آپ اس طرح سوچئے۔ یقیناً خدا آپ کے ساتھ اسی طرح ہرگز بھی نہ ہوتے دے گا، کیوں؟ اس لیے کہ آپ صلہ رحمی کرتے، راست بازی اختیار کرتے اور امانت میں دیانت اور حفاظت

کرتے ہیں، آپ کا اخلاق اور کردار حسن و پاکیزگی کا ایک اعلیٰ نمونہ ہے، بھلا خدا ایسے شخص کو ضائع کرے گا۔“
نبی کریم ﷺ کو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پھر اپنے بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں، حالات بیان کیے، ورقہ نے کہا: ”واللہ! یہ صادق ہیں اور یہ رسالت کے ابتدائی مراحل ہیں اور وہ آنے والا ناموس اکبر ہے۔“ جو سابقہ خبروں پر نازل ہوتا رہا ہے، اسے خدیجہ رضی اللہ عنہا! محمد ﷺ سے کہہ دو، وہ خبر کے سوا کچھ نہ سوچیں۔

﴿ابن مساکر﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ پر جب غار حرا میں وحی نازل ہوئی تو آپ ﷺ چند روز وہیں پر مقیم رہے، مگر حضرت جبرئیل علیہ السلام نظر نہ آئے۔ اس وجہ سے آپ ﷺ کو شدید طور پر حزن و ملال ہوا جس نے ایک بے یقینی اور اضطراب کی صورت اختیار کر لی، آپ کبھی جبل ثبیر پر جاتے اور کبھی جبل حراء پر اور کبھی ارادہ کرتے کہ خود کو ان پہاڑوں کی پلندی سے گرا دیں۔ ایک موقع پر ایسے ہی ارادہ پر عمل کرنے ہی والے تھے کہ ایک آواز کا احساس ہوا، نظر اٹھائی تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نظر آئے، وہ کہہ رہے تھے:

”اے محمد (ﷺ)! آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔“ یہ دعائے شہادت سننے کے بعد آپ ﷺ واپس آ گئے۔ دل کو سکون حاصل ہو چکا تھا اور اس کے بعد سلسلہ احکام و وحی شروع ہو گیا۔

﴿ابن سعد﴾

ورقہ بن نوفل کی عقیدت اور نصیحت مصطفیٰ ﷺ

﴿حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا جو نبی کریم ﷺ کے حالات ورقہ سے بیان کرتی تھیں، ان سے متاثر ہو کر اس موصدا عالم و کاتب انجیل و تورات نے یہ اشعار کہے:

يا للرجال و صرف الدهر و القدر	و ما لشيء قضاء الله من غير
حتى خديجة تدعوني لا خبر ما	و ما لها بخفي العيب من خير
جاءت لتسا لني عنه لا خبرها	انرا اراه ساء لي الناس من اخر
و خبر لني بما قد سمعت به	فيما مضى من قديم الدهر و العصر
يان احمد يا نيه و بخبره	جبرئيل انك مبعوث الي البشر
فلت على الذي ترجين ينجزه	لك الا له فرجى الخير و انتظري
واولته التا كى نسائله	عن امره ما يرى في النور و السهر
فقال حين التانا منطلقا عجبنا	يقف منه اعالي الجلد و الشعر
الي رايت لامين الله واجهني	في صورة اكملت من اعيب الصور
ثم استمر فكان العوف يدعوني	عما يسلم ما حولي من الشجر
فلت ظني وما ادري ايصدفني	ان سوف تبعث تنلو منزل السور
و سوف آتيك ان اعلنت دعوتهم	من العهاد بلا من ولا كدر

ترجمہ: ”لوگوں کا، حوادثِ زمانہ کا اور قضاء و قدر کا عجیب اور حیرت فزا حال ہے حالانکہ کسی بھی شے کیلئے اللہ تعالیٰ کی قضاء میں تبدیلی نہیں ہے۔ حتیٰ کہ (حضرت سیدہ ام المومنین) خدیجہ رضی اللہ عنہا مجھے بتاتی ہیں کہ میں ان کو بتا دوں، وراسل انہیں غیب کی خبر کی کچھ بھی خبر نہیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا میرے پاس اس مقصد سے آئیں کہ میں ان کو اس بارے میں بتاؤں جو کہ حضور نبی کریم ﷺ نے دیکھا، عنقریب وہ نبی آخر کی حیثیت سے آئیں گے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے مجھے ایسے امر کی اطلاع دی، جس کو میں زمانہ قدیم سے سنتا آرہا ہوں۔ مجھے (حضرت) خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اس بات کی خبر دی کہ (حضور) احمد علیہ السلام کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام ملحق ناموس اکبر آئے ہیں اور یہ کہ آپ تمام کائنات (خلوق) اور تمام انسانوں کی طرف رسول ہیں۔ میں نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کہا جس چیز کی تم امید رکھتی ہو، اللہ تعالیٰ تمہارے لیے پوری کر دے گا تو تم بھلائی کی امید رکھو اور انتظار کرو۔ اور خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم ﷺ کو ہمارے پاس بھیجا تا کہ ہم ان سے وہ احوال و ریافت کمریں جو آپ خواب اور بیداری میں دیکھتے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ جب ہمارے پاس تشریف لائے تو آپ نے ایسی عجیب بات سنائی، جس سے جسم کے روکنے کھڑے ہو گئے۔ (رسول اللہ ﷺ) نے فرمایا: میں نے اللہ کے امین کو سامنے دیکھا، ایسی صورت میں جو ہیبت ناک صورتوں میں کمال تھی۔ پھر وہ اللہ کا امین مجھے مسلسل نظر آتا رہا اور ارد گرد کے درختوں کے سلام کرنے سے میں خوف و ہراس کھاتا رہا۔ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: میرا گمان ہے اور میں جانتا ہوں وہ میری تصدیق کرتی ہے کہ عنقریب آپ مبعوث ہوں گے اور نازل شدہ صورتوں کی علامت کریں گے۔ اور میں نے کہا عنقریب میں آپ کے پاس حاضر ہوں گا اور اگر آپ نے جہاد کا اعلان کیا، میرا آنا بغیر احسان اور بغیر کدورت کے ہوگا۔“

﴿حاکم، ابن اسحاق﴾

پھر کابنی کریم ﷺ کو سلام کرنا:

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مکہ مکرمہ میں ایک پتھر ہے جس رات میں مبعوث ہوا وہ پتھر مجھے سلام کرتا تھا۔ بے شک میں اس کو پہچانتا ہوں، جب میں اس کے پاس سے گزرتا ہوں۔

﴿شیخ ابی یوسف، ابی یوسف﴾

مسلم رحمہ اللہ نے اس طرح روایت کی ہے کہ میں مکہ مکرمہ میں ایک پتھر کو پہچانتا ہوں جو مجھ کو بے شک سے پہلے سلام کرتا تھا اور میں اب بھی اسے پہچان سکتا ہوں۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ مکہ میں تھے۔ آپ ایک روز نواحی علاقہ میں تشریف لے گئے تو جو چنان، پتھر اور درخت ہم کو قریب راہ ملا وہ آپ ﷺ سے ”السلام علیک یا رسول اللہ ﷺ“ کہتا۔

﴿طبرانی، المعجم﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی نازل فرمائی تو میں جس پتھر یا درخت کے پاس سے گزرتا، اس سے آواز آتی:

"السلام علیک یا رسول اللہ ﷺ"

﴿بخاری، ابوداؤد﴾

بہت اہل حجازہ و نجد سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو منصب نبوت عطا فرمایا۔ اس زمانے میں قضاہ حاجت کیلئے آپ ﷺ درود شریف لے جاتے۔ تو راہ کے درختوں اور پتھروں سے آپ ﷺ یہ کلمات سنتے:

"السلام علیک یا رسول اللہ ﷺ"

﴿ابن سعد، ابوداؤد﴾

انصار کی زبان سے بعثت رسول اللہ ﷺ کی خبریں:

ابو نعیم رحمہ اللہ نے اس روایت کو ایک اور سند سے بھی روایت کیا ہے جس کے آخر میں مزید یہ بھی ہے کہ نبی کریم ﷺ ان کو جواب سلام "علیک السلام" کے الفاظ سے عنایت فرماتے۔ یہ جواب آپ ﷺ کو حضرت جبریل علیہ السلام نے سکھایا تھا۔

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں بصرہ کے بازار میں گیا ہوا تھا وہاں کے صومعہ کے راہب کو میں نے یہ کہتے ہوئے سنا: "ان توہار و صومعہ گروں سے پوچھو کہ ان میں کوئی حرم مکہ کا رہنے والا ہے؟" میں (یعنی طلحہ) نے جواب دیا: "ہی ہاں! میں حرم کا رہنے والا ہوں۔" راہب نے پوچھا: "کیا سرزمین حرم میں احمد نے ظہور کیا ہے؟" میں نے راہب سے وضاحت چاہی کہ: "احمد کون؟" راہب نے بتایا:

"ابن عبد اللہ بن عبد المطلب، کیونکہ یہی وہ مہینہ ہے جس میں ان کا ظہور ہوتا ہے اور وہ آخری نبی ہیں۔ ان کے ظہور کا مقام حرم اور ہجرت کی جگہ نکلتا ہے، پتھر ملی اور شوری زمین ہے۔ تم کو چاہیے کہ ان پر ایمان لانے میں سبقت کرو۔"

حضرت طلحہ رحمہ اللہ کا بیان ہے مجھ پر راہب کی بات کا اثر ہوا میں کہ آکر حضرت ابوبکر صدیق رحمہ اللہ کے پاس گیا راہب نے بصرہ میں جو کچھ بیان کیا تھا انہیں بتایا۔ حضرت ابوبکر صدیق رحمہ اللہ میرے ساتھ ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضور نبی کریم ﷺ سے طلحہ رحمہ اللہ کا واقعہ بیان کیا۔ آپ ﷺ من کر مسرور ہوئے اور حضرت طلحہ رحمہ اللہ نے اسلام قبول کیا۔ نوفل بن عدویہ کو معلوم ہوا تو اس نے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت طلحہ رحمہ اللہ کو پکڑ کر اس دسی سے دونوں کو باندھ دیا۔ اسی وجہ سے ان دونوں حضرات گرامی کا لقب عام طور پر "قرنین" پڑ گیا۔

﴿ابن سعد، بخاری﴾

حضرت ابن عباس رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں ایک قافلہ کے ساتھ بفرس تجارت

کہن کیا۔ اس قافلہ میں ابوسفیان بن حرب بھی تھے تو ایک خط خطہ بن ابوسفیان کا پہنچا، جس میں لکھا تھا:
 ”محمد (ﷺ) اٹح میں کھڑے ہوئے ہیں اور فرماتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول (ﷺ)
 ہوں اور تم سب کو اللہ کی توحید کی طرف بلاتا ہوں۔“

یہ اطلاع اب پورے یمن میں پھیل گئی، جس کو سن کر ایک یہودی عالم میرے پاس آیا اور اس نے
 کہا: ”مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہارے قافلے میں اس شخص کا بچا ہے جس نے حرم میں نبوت کا دعویٰ کیا
 ہے۔“ حضرت عباس (رضی اللہ عنہ) نے جواب دیا: ہاں، میں اس کا بچا ہوں۔ اس کے بعد یہودی عالم نے کہا:
 ”میں تم کو قسم دے کر پوچھتا ہوں، کیا تمہارے بھتیجے میں جوانی کی خود سری یا قتل و انش کی کمی ہے؟“ میں
 نے جواب دیا: ”واللہ! بالکل بھی نہیں، وہ نہ بھونے ہیں، نہ خائن، اسی وجہ سے تمام قریش ان پر اعتماد
 کرتے ہیں اور ”الامین“ کہہ کر پکارتے ہیں۔“

پھر یہودی نے سوال کیا: ”کیا وہ لکھنا جانتے ہیں؟“ حضرت عباس (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں میرا ارادہ ہوا
 کہ میں کہہ دوں کہ لکھنا جانتے ہیں مگر پھر خیال ہوا ابوسفیان سے گا: کہیں مجھے جھٹا نہ دے۔
 اس لیے میں نے جواب دیا: ”نہیں، وہ لکھنا نہیں جانتے۔“ میرے جواب کو سن کر وہ یہودی
 اچھل پڑا اور اپنی رذا چھوڑ کر تیزی سے روانہ ہو گیا۔ وہ کہتا جاتا کہ اب یہودی قتل کر دیئے جائیں گے۔
 پھر جب ہم اپنے گھروں کو واپس ہوئے تو ابوسفیان نے کہا: ”اے ابوالفضل! یہودی تو تمہارے بھتیجے پر
 مرعوب ہیں۔“ میں نے کہا: تم نے دیکھ ہی لیا۔ تو کیا ابوسفیان! مبہتر نہ ہوگا کہ تم ان پر ایمان لاؤ، کیونکہ اگر
 وہ حق پر ہیں تو تم قبول حق میں سبقت لے جاؤ گے اور اگر وہ باطل پر ہیں تو تمہارے ساتھ اور بھی لوگ
 ہوں گے جو انجام ان کا ہوگا، وہی تمہارا ہوگا۔“

ابوسفیان نے کہا: ”میں تو محمد (ﷺ) پر اس وقت تک ایمان نہ لاؤں گا جب تک میں مقام کداء میں
 کھوڑے نمودار ہوتے نہ دیکھ لوں گا۔“ میں نے کہا: ”تم کہہ رہے ہو؟“
 ابوسفیان نے جواب دیا: ”کچھ نہیں، یہ کلمہ تو میری زبان پر یونہی آ گیا، ورنہ میں خوب جانتا ہوں
 کہ اللہ تعالیٰ ہرگز کداء پر کھوڑے نہیں نمودار ہونے دے گا۔“

حضرت عباس (رضی اللہ عنہ) (جو اس حدیث کے راوی ہیں) بیان کرتے ہیں۔ فتح مکہ کے روز ہم نے
 دیکھا کہ کھوڑے مقام کداء پر نمودار ہو رہے تھے، چنانچہ میں نے حضرت ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) سے کہا تمہیں اپنی
 وہ بات یاد ہے؟ ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) نے جواب دیا: ہاں! اسی کو یاد کر رہا ہوں۔

﴿ادھم﴾

حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) نے والد حضرت ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ میں اور امیہ بن
 ابی الصلت شام گئے تو امیہ نے مجھ سے کہا: نھرانی علماء میں سے کسی کو تم جانتے ہو کہ جو علوم کتب معاویہ کا
 ماہر ہو؟ تاکہ ہم اس سے مل کر کچھ سوالات کریں۔ میں نے جواب دیا کہ مجھے تو ان باتوں سے کوئی دلچسپی
 نہیں۔ امیہ میرا جواب کر سن کر چلا گیا اور پھر واپس آ کر اس نے مجھ سے کہا:

”میں فلاں عالم کے پاس گیا تھا اور میں نے اس سے بہت سی باتیں پوچھیں اور میں نے اس سے ”نبی مختار“ کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا وہ عربی نژاد ہے، میں نے پھر سوال کیا: ”وہ عرب کے کس علاقے سے ہوگا؟“ اس نے جواب دیا: ”وہ ساکنانِ حرم قریشوں میں سے ہوگا۔“ پھر میں نے نبی مختار کے اوصاف بیان کرنے کو کہا تو اس نے بتایا: ”وہ ہنوز نو جوان ہیں جب کہولت (اوچھڑ عمر) میں داخل ہوں گے تو نبوت و بعثت سے سرفراز ہوں گے۔ وہ مظلوم و محارم سے بیزار ہوں گے۔ حسن عمل اور صلہ رحمی ان کا مشرب ہوگا، نسباً نجیب، نظر فطین ہوں گے اور ان کو تائید و نصرت خداوندی حاصل ہوگی۔“

میں نے کہا: ”ان کے ظہور و بعثت کے آثار کیا ہوں گے؟“ اس نے بتایا: ”جب سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا سے گئے ہیں، ملکِ شام میں تمیں زلزلے آچکے ہیں جن میں ہر زلزلہ ایک بڑی مصیبت تھی۔ اب صرف ایک زلزلہ باقی ہے جس کے اثرات عام ہوں گے۔“

ابوسفیان علیہ السلام نے روایت کی ہے کہ میں نے امیہ سے کہا: ”یہ سب باتیں افسانہ اور غلط ہیں اور ان پر یقین کر لینا سادہ لوحی ہے۔“ امیہ نے جواب دیا: ”قسم ہے اس ذات کی کہ جس کی سوگند اور قسم کھائی جاتی ہے۔ یہ باتیں وقوع پذیر ہوئی ہیں اور جن کا تعلق آنے والے دنوں سے ہے وہ رونما ہو کر رہیں گی۔“ پھر ہم واپس آنے لگے تو اچانک ہمارے پیچھے ایک سوار یہ کہتا ہوا آیا کہ تمہارے بعد شام میں ایسا زلزلہ آیا کہ اہل شام ہلاک ہو گئے اور ایک انتلائے عام میں گرفتار ہیں۔

حضرت ابوسفیان علیہ السلام کہتے ہیں کہ امیہ میرے پاس آیا اور اس نے کہا کہ تم نے نصرانی کی بات کو کیا پایا؟ میں نے کہا: واللہ! اس کی بات حق ہے۔ جب سامانِ تجارت فروخت کے مکہ واپس آیا تو لوگ میرے پاس آئے اور سب سے پہلے اپنے مال کے بارے میں انہوں نے استفسار کیا پھر میرے پاس حضرت محمد مصطفیٰ علیہ السلام تشریف لائے، مجھے خوش آمدید کہا میرے سفر اور قیام کے بارے میں دریاقت کیا لیکن اپنے مال تجارت کے بارے میں کچھ نہ پوچھا جس پر مجھے حیرت ہوئی۔ میں نے اپنی بیوی ہندہ سے کہا کہ مجھے حضرت محمد علیہ السلام پر تعجب ہے کہ انہوں نے اپنے مال کے بارے میں کچھ نہ پوچھا۔ ہندہ نے کہا کہ تم ان کی شان کو نہیں جانتے وہ گمان کرتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ ہندہ نے یہ باتیں کچھ اس طرح کہیں کہ میں قائل سا ہو گیا۔ اس وقت مجھے اس نصرانی کی بات یاد آگئی۔ میں نے ہندہ سے کہا کہ محمد گمان سے زیادہ عاقل ہیں، کہ وہ یہ فرمائیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ ہندہ نے کہا کہ ہاں واللہ! وہ سبی کہتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔

حضرت امیر معاویہ علیہ السلام نے والد حضرت ابوسفیان علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ درازی عمر کے حسن و قبح کے سلسلہ میں امیہ اور میرے درمیان بات چٹری ہوئی تھی۔ امیہ نے کہا: ”ابوسفیان! قطع کلام نہ کرو، میری بات تمام ہونے دو، ہاں تو میں نے اپنی کتاب میں ایک نبی کا ذکر پڑھا ہے جو ہمارے علاقہ میں پیدا ہوگا اور ہمیں مبعوث ہوگا میرا گمان خود اپنے بارے میں بھی تھا کہ شاید یہ منصب مجھ کو مل جائے۔ میں نے پھر مزید معلومات اور تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ وہ نبی اولادِ عبد مناف

سے ہوگا پھر میں ان سب کا پوری احتیاط سے فرداً فرداً جائزہ لیا تو میری نظر سب برادری پر سے گزرتی ہوئی عقبہ بن ربیعہ پر ٹھہری۔ اب جب تم نے عقبہ کی عمر کے بارے میں وضاحت کی تو میں نے سمجھ لیا کہ وہ نئی عتبیہ بھی ہو سکتا، اس لیے کہ اس کی عمر چالیس سے زیادہ ہو چکی ہے۔

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا جب میں واپس آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نزول وحی کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا۔ میں امیہ کے پاس پہنچا اور استہزاء کے طور پر کہا جس نبی کے بارے میں تم ذکر کرتے تھے وہ ظاہر ہو گیا ہے۔ امیہ نے جواب میں کہا: آگاہ ہو جاؤ وہ نبی برحق ہے، اس کی پیروی کرو اور گواہ رہو کہ میں اس کی پیروی کرتا ہوں۔

﴿یوسف﴾

حضرت عمر بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے دنوں میں قریش کے کچھ لوگ سمندری سفر پر تھے، طوفانی ہواؤں نے کشتی کو ساحل جزیرہ پر لگا دیا۔ جزیرہ کے ایک شخص نے اہل کشتی سے پوچھا: تم کون لوگ ہو؟ انہوں نے بتایا: ”ہم قبیلہ قریش سے تعلق رکھتے ہیں۔“ اس نے پوچھا: قریش کون لوگ ہیں؟ اہل کشتی نے جواب دیا: ساکنانِ حرم، جب اس نے پہچان لیا تو کہا: ”اہل حرم تو ہم ہیں، تم اہل حرم نہیں ہو سکتے۔ اس وقت معلوم ہوا کہ وہ قدیم قوم جرہم سے تعلق رکھتا تھا جو اس وادی غیر ذی زرع کے اولین آباد کار تھے۔ اس نے کہا تم جانتے ہو کہ کس وجہ سے گھوڑوں کا نام اجیاد رکھا گیا؟ پھر خود ہی کہا اس لیے کہ وہ تیز رفتار تھے۔

اس کے بعد قریشیوں نے اس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا کہ ہم میں ایک شخص اس طرح دعویٰ نبوت کرنے لگا ہے۔ جرہمی شخص نے کہا کہ تم سب اس کی پیروی کرو اگر میں اس قدر بوڑھا نہ ہوتا تو ان کی خدمت میں ضرور پہنچتا۔

﴿مسند عمارت بن ابی اسامہ﴾

حضرت معمر حمیری کی عقیدت اور نفعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم:

عبدالرحمن بن حمید رضی اللہ عنہ کے دادا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے سال اول میں یمن کا سفر کیا اور مسلمان حمیری کے پاس قیام کیا۔ وہ بہت بوڑھا اور کمزور تھا اور نقل و حرکت بھی تھا۔ اس کی اولاد اور اولاد کا سلسلہ طویل تھا۔ صبح کو مسند پر اس کو بٹھایا گیا اور سب بیٹے پوتے اور پر پوتے وغیرہ سلتھ کے ساتھ اس کے روبرو بیٹھے۔ مجھ کو بھی مہمان کی حیثیت سے بٹھایا گیا۔

حمیری بزرگ نے مجھ سے کہا: ”قریشی مہمان! اپنا نسب بیان کرو۔“ میں نے دوبارہ سلام کیا اور کہا: ”میرا نام عبدالرحمن ہے اور میں عوف بن عوف بن عبدعوف بن عبدالمبارک بن تہرہ کا بیٹا ہوں۔“ اس نے کہا: ”اے معزز ہری مہمان! میں کافی ہے کیونکہ باقی سے میں واقف ہوں کیا میں تم کو ایک ایسی اچھی خبر نہ دوں جو تمہارے لیے تجارت کے فائدوں سے زیادہ نفع بخش ہے؟“

میں نے کہا: ”ضرور بتائیے۔“ اس نے کہا میں تم کو تعجب میں ڈالنے والی اور رغبت و شوق پیدا

کرنے والی بشارت ملتا ہوں۔“ گزشتہ ماہ تمہاری قوم میں ایک نئی سہولت ہوا ہے، جس کے نصاب کے پسندیدہ ہیں اور اس پر کتاب نازل ہوئی ہے اور اس کیلئے ثواب مقرر کیا گیا ہے، وہ بیت پرستی سے روکتا ہے اور اسلام کی طرف جلاتا ہے، حق کی تلقین کرتا ہے اور اس پر عمل پیرا رہتا ہے۔“

میں نے دریافت کیا: ”وہ کس قبیلہ سے ہے؟“ انہوں نے کہا: ”وہ بنی ہاشم سے ہے اور تم لوگ اس کے ”نانہالی“ ہو تو حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ تم قیام کو منتظر کرو اور جلد لوٹ جاؤ۔ چاہے اس کے کاموں میں تعاون کرو اور اس کی تصدیق کرو اور ان اشعار کو لے جا کر ان کی بارگاہ میں پیش کرو۔

اشهد بالله ذی المعالی و قالق الليل والمصباح
انک فی السور من قریش یا ابن المقلدی من الذباح
ارسلت لدعو الی یقین ترشد للحق و الفلاح
اشهد بالله رب موسی انک ارسلت بالبطاح
لکن شقی الی ملک یدعو البرایا الی الفلاح
ترجمہ: ”میں اس اللہ کی گواہی دیتا ہوں جو بلند یوں اور سلسلہ روز و شب کا قائم رکھنے والا ہے۔ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو اس سر دی میں قریش ہیں اور اس شخص کے فرد سے جس کا ذبیحہ سے فدیہ دیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں اور (تقدیب و ریب سے نکال کر) یقین کی منزل کی طرف لے جاتے ہیں اور حق و فلاح کی راہ دکھاتے ہیں۔ میں اس اللہ تعالیٰ کی گواہی دیتا ہوں جو حضرت موسیٰ کا رب ہے، بلاشبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بطحا میں رسول اللہ ہو کر تشریف لائے ہیں۔ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ بارگاہ خداوندی میں میری شفاعت فرمائیے، کیونکہ حق تعالیٰ لوگوں کو فلاح کی طرف جلاتا ہے۔“

حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان اشعار کو (جن میں ”شہادت رسالت، مدح نبوت نکاح کی دعوت اور منصب شفاعت کا مضمون ہے) بتا دیا اور جذبات اخلاص کے ساتھ لکھ کر لایا تھا۔ یاد کر لیا اور اپنی ضروریات جلد از جلد پوری کر کے مکہ لوٹ آیا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملاقات اور تبادلہ خیال کیا۔ انہوں نے کہا وہ محمد بن عبداللہ ہیں تم ان کی خدمت میں حاضر ہو۔

پہنچنے میں بارگاہ نبوت میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تشریف فرما تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر مجھ پر پڑی تو آپ نے تبسم فرمایا اور کہا کہ ”میں ایک خوش اخلاق شخص کے چہرے کو دیکھ رہا ہوں اور میں اس کیلئے خبر کی امید رکھتا ہوں، جسے تم بھیجے چھوڑ کر آئے ہو۔“ میں نے عرض کیا: ”اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کون سی بات ہے؟“

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”تم میرے لیے ایک امانت لے کر آؤ، کسی بھیجے والے نے تم کو میرے پاس ایک پیام کے ساتھ بھیجا ہے، وہ جو کچھ ہے بیان کرو۔“ پھر مجھے اپنے میزبان اور پوڑھے سمیری کا پیام یاد آ گیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس کے اراکوت مند اشعار جو دراصل اس کے والدہانہ جذبات

تھے جو شہر و قہر میں اپنی پرہیزگار کیفیت کی وجہ سے ذمہ لگے تھے، ستائے اور میں نے اسلام قبول کیا۔
نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: حضرت عمر حمیریؓ خاص مومنین میں سے ہے چونکہ ایسے
لوگوں کی تعداد جنہوں نے اپنی چشم سر سے مجھے نہ دیکھا مگر میری تصویق کی، مجھ پر ایمان لائے اور انہوں
نے میری محبت میں آنکھوں کو پرہیزگاروں کو وادہ کر لیا وہ لوگ میرے بچے بھائی ہیں۔

﴿ان مساکر﴾

مذہب و پختہ کے کا بعثت نبوی کی شہادت دینا

حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ ان کے پاس سے ایک خوبصورت شخص کا گزر ہوا جو
چہرے اور بشرے سے نیک اور ذہن معلوم ہوتا تھا۔ حضرت عمرؓ نے اس شخص کو روک کر اس کا
حال دریافت کیا، تو اس نے بتایا زمانہ جاہلیت میں وہ عرب کا کائن تھا۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا:
تمہاری جدید (جنسی) سب سے زیادہ عجیب اور غیر متوقع کون سی خیر لے کر تمہارے پاس آئی؟ اس
نے بتایا کہ ایک روز میں بازار مکہ میں تھا تو وہ جدید مجھ سے ملی۔ میں نے اس کو پریشان حال میں دیکھ کر
اس سے پوچھا کیا بات ہے؟ تو اس نے کہا:

الم توا العین و ابلا سہا و باسہا من بعد انکا سہا
و لحوقہا بالفلاص و احلا بہا

ترجمہ: ”تم نے جنوں کو اور ان کی حالت سے خبری کو نہیں دیکھا اور ان کو اودھا ہونے
کے بعد ان کی محرومی کو اور ان کو اونٹوں اور پالانٹوں کے پاس ہونا نہیں دیکھا۔“
حضرت عمرؓ نے فرمایا: تم سچ کہتے ہو، میں بھی ایک روز عرب کے اصراف معبودوں کے پاس
ہی خوباب تھا کہ ایک شخص گائے کا ٹھنڈا لے کر آیا جس کو اس نے ذبح کیا ہی تھا کہ اس نے ایک بہت
بڑی اور غیر معمولی بیج ماری، میں نے اس قدر پر زور آواز بھی نہیں سنی تھی۔ اس کے کلمات یہ تھے:
”یا جلیح“ ”امو“ ”نجیح“ ”رجلی“ ”نصبیح“ ”یقوئی“ ”لا الہ الا اللہ“

ترجمہ: ”یعنی اے صبح! یہ امر عجیب بخش ہے اور وہ شخص سچا خیر خواہ ہے جو اس حقیقت کا
ابلاغ کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔“

لوگ دنگ رہ گئے اور پھر راہ فرار اختیار کی۔ میں نے اپنے دل میں سوچا کہ اس وقت تک نہ
جاؤں گا، جب تک یہ معلوم نہ کر لوں کہ اس کے بعد کیا ہوتا ہے۔ اس کے بعد دوسری بار پھر اس نے وہی
کلمات اسی آواز سے کہے اور پھر تیسری بار اور اس واقعہ عشاء کے بعد کچھ ہی مدت گزری تھی کہ اعلان نکلتے
اللہ کیلئے حضور نبی کریم ﷺ معجوت ہو گئے۔

﴿بناری﴾

حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ قبیلہ غفار کے لوگ اپنے بتوں پر چڑھاوے کیلئے ایک
گائے کو لائے ابھی وہ گائے بت پر ذبح ہونے کی وجہ سے پھیاریوں کے نزدیک تھمک رہی تھی

کہ اس نے یہ بات کہہ دی:

”يَا لِّلرَّيْخِ اَقْرُبِيْ نَجِيْحًا صَاغِرًا يَصْبِيْحُ اِسَاقًا فَيَصْبِيْحُ يَدْعُوْهُ بِسُكَّةٍ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ“

یہ سن کر لوگ اس کے قربان گاہ پر بھیست چڑھانے میں توقف کرنے لگے اور وہاں سے نکل گئے۔ اس کے کچھ عرصہ بعد ہی وہ نبوت محمدی ﷺ سے کفر کے ماحول میں الجھل کی خبریں سننے لگے۔

﴿ابن سعد، تہذیب﴾

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم سے ایک یوزر نے حدیث بیان کی، اس نے کہا میں اپنے کمر والوں کی گائے کو باتھا تو میں نے اس کے پیٹ میں سے یہ آم اُتری:

”يَا لِّلرَّيْخِ اَقْرُبِيْ قَوْلًا يَصْبِيْحُ رَجُلًا يَصْبِيْحُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ“

اس کے بعد ہم مکہ آ گئے تو ہم کو معلوم ہوا کہ محمد ﷺ نبوت سے سرفراز ہو گئے ہیں۔

﴿احمد، تہذیب﴾

جن کی زبانی بعثت نبی ﷺ کی شہادت:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سواد بن قارب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”تم کو اسلام قبول کرنے کی ترغیب یا تحریک کس طرح ہوئی؟“ حضرت سواد رضی اللہ عنہ نے کہا: ”میرا ایک جن تھا۔ میں ایک رات میں سو رہا تھا کہ وہ جن میرے پاس آیا اور اس نے کہا: اٹھو اور سمجھو اور جان لو اگر تم میں کچھ عقل ہے کہ لوئی بن غالب کی اولاد سے رسول اللہ مبعوث ہو چکے۔ پھر اس نے یہ اشعار پڑھے:

عجبت للجن و انجاسها و شذھا العیس یا حلاصھا
تھوی الی مکة تبی الھدی مامو متوھا مثل اوجاسھا
فانھض الی الصفرة من حاشم واسم بعینک الی واسھا
ترجمہ: ”مجھے جنات اور ان کی تجاستوں اور ان کے اپنے اونٹوں پر کیا دے کئے پر تعجب ہے۔ کہ وہ جنات مکہ کی طرف آ کر ہدایت کے خواستگار ہو رہے ہیں اور جنات میں جو صاحب ایمان ہیں وہ ناپاک جنات کی طرح نہیں ہیں۔ لہذا تم بتی حاشم کے صاحب پاک میرت کی خدمت میں پہنچو اور اولاد حاشم کے سردار کی جانب ذرا جائزہ گیر نگاہ سے تو دیکھو۔“

پھر اس نے مجھے بیدار کر کے اور خوف زدہ کر دیا اور کہا: ”اے سواد بن قارب، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو مبعوث فرما دیا ہے تو تم اس کے پاس پہنچو اور رشد و ہدایت حاصل کرو۔ دوسری رات میں وہ جن پھر آیا اور مجھے خواب سے بیدار کر کے یہ اشعار سنائے لگا۔

عجبت للجن و لظلاھھا و شذھا العیس یا قناھھا
تھوی الی مکة تبی الھدی ماصاد قوا الجن ککذابھا
فارحل الی الصفرة حاشم لیس قدامھا ککاذبا بها

ترجمہ: ”مجھے جنات اور ان کی طلب اور ان کے اپنے اوتھوں پر کچاؤے گئے پر حیرت
 ہوئی ہے۔ جنات مکہ کی طرف سفر کے رشد و ہدایت کے طالب ہیں اور کروہ جنات میں
 جو صدق صفا کے حامل ہیں۔ وہ کذب و افتراء کے خوگر جنوں کی طرح کیے ہو سکتے ہیں۔
 تو تمہنی ہاشم کے پاک سیرت شخص کے پاس سفر کر کے پہنچوان کے اگلے لوگ، ان کے
 پچھلے لوگوں کی مانند نہیں ہیں۔“

✽ پھر یہ تیسری رات آئی تو وہ جن میرے پاس آیا اور اس نے مجھ کو بیدار کر کے، حسب اہل
 اشعار سنائے:

عجبت للجن و تجسارھا و شدھا العیس باکھوارھا
 نہوی الی مکة تبغی الہدی لیس دو والشر کا حیارھا
 فانہض الی الصفوة من ہاشم مامو منو الجن ککفارھا
 ترجمہ: ”اے جنات پر اور ان کی جسارت پر اور اوتھوں پر کچاؤے باندھنے پر تعجب کرتا
 ہوں وہ جنات مکہ پہنچ کر ہدایت و رہنمائی کی جستجو میں ہیں اور برے جنات ان کے اچھے
 جنوں کی مانند بر گز نہیں ہیں۔ تو تمہنی ہاشم کے پاس سیرت شخص کی خدمت میں حاضر ہو
 اور صاحب ایمان جن کافر جنوں کے مانند نہیں ہیں۔“

حضرت سواد بن قارب رضی اللہ عنہ نے کہا: جب میں نے مسلسل تین راتوں تک یہ وعظ سنا تو
 میرے دل میں اسلام کی محبت اور عظمت جا نشین ہو گئی۔ میں روانہ ہوا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
 اقدس میں حاضر ہو گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اے سواد بن قارب! سر جہا تم جانتے
 ہیں کہ میں نے تم کو بھیجا ہے۔“ میں نے گزارش کی: ”اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے
 واردات اور تاثرات کو اشعار کے قالب میں بھالا ہے، براہ لطف و کرم اجازت دیجئے کہ بیان کر کے
 قلب کو سکون دل۔ پھر میں نے عرض کیا

النبی رنی بعد لیل و ہجعة و لم یک فیہا لد بلوت بکاذت
 ثلاث لیل لولہ کل لیلۃ اناک رسول من لوی بن غالب
 لشمرت عن ساقی الا زلورو وسطی ہی المدعلب الوجناء عند السیاسب
 فاشہد ان اللہ لا رب غیرہ و انک مامون علی کل غائب
 وانک ادنی المرسلین شفاعۃ الی اللہ یا ابن الاکرمین الاطائب
 لمرنا ہما یا تیک یا حیر من مشی وان کان لیما جاء شیب اللہ وائب
 و کن لی شفیعاً یوم لا ذو شفاعة سواک یمن عن سواد بن قارب
 ترجمہ: ”میرے پاس میرا جن رات کو سونے کے بعد آیا اور میں نے جس بارے میں بھی اس
 کی آزمائش کی وہ جھوٹا ثابت نہیں ہوا۔ تین راتوں میں وہ آیا اور ایک ہی بات اس نے کہی کہ

تیرے قرین لوی بن غالب کی اولاد سے خلیفہ تشریف لے آئے ہیں۔ پھر میں نے چٹولی سے اپنا تہبند اونچا کیا، تیز رفتار اور بڑے چہرے والی اونٹنی پر سوار ہو کر قطع مسافت کر کے حاضر ہو گیا۔ اب میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک اللہ ہے، اس کے سوا کوئی رب نہیں اور بلاشبہ آپ ﷺ ہر غائب پر مامون ہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے حضور میں تمام رسولوں سے زیادہ مقرب و شفیع ہیں۔ اے صاحبان کرامت اور پاکوں کے فرزند۔ اے افضل الملائق! جو ام آپ لائے ہیں اس کا میں حکم دیتے ہیں اگرچہ وہ اس قدر دشوار ہو کہ آدمی بوڑھا ہو جائے۔ مگر آپ میری اس دن شفاعت فرمائیں جس دن کوئی صاحب شفاعت آپ ﷺ کے سوا، سوا بن قارب کو چھڑانے والا نہ ہوگا۔

﴿پہلی ہزار﴾

بت کا بعثت نبوی کی شہادت دینا اور مازن طائی کا ایمان لانا:

اشام بن محمد کلبی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے طی کے مشائخ میں سے ایک شیخ نے حدیث بیان کی کہ حضرت مازن طائی رضی اللہ عنہ سرزمین عمان میں تھا، وہ اپنے گھرانے کے بتوں کا خدمتگار تھا اور اس کا ایک بت تھا جس کا نام ناجز تھا۔

ایک روز اس بت پر ہیمنٹ چڑھائی، تو بت سے آواز آئی: اے مازن! ایک خبر صادق سنو، جس سے تم بے خبر ہو۔ وہ یہ کہ ایک نبی کی بعثت اور اس پر مزل کلام ہوا ہے تم ان پر ایمان لا کر اس عذاب آتش سے بچ سکتے ہو۔ جس کا ایمن آدمی اور پھر ہیں۔ مازن نے کچھ دنوں بعد ایک اور ذبیحہ قربان کیا تو پھر آواز آئی: "اے مازن! تو مسرور ہوگا، خیر ظاہر اور بدی ناہید ہوگئی، معشر سے ایک نبی دین الہی کی اشاعت کیلئے مبعوث ہو چکا ہے تو بت پرستی چھوڑ دے تاکہ عذاب جہنم سے بچ سکے۔" مازن نے دل میں سوچا یہ تو حیرت ناک طریقہ پر ہدایت کی گئی جو میری بھلائی کی خاطر ہے۔

اسی اثناء میں مازن کا کہنا ہے کہ مجاز سے ایک شخص میرے پاس آیا۔ میں نے اس سے پوچھا: اپنے علاقے کی کوئی خاص خبر سناؤ۔ اس نے بتایا تھا کہ میں ایک شخص ظاہر ہوا ہے جو خود کو دین الہی کا داعی بتاتا ہے اور اس کا نام احمد ہے۔ میں نے خیال کیا: واللہ! یہ تو وہی اطلاع مل گئی جسکی مجھے خبر دی گئی ہے۔ اس کے بعد جلد ہی سفر کر کے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور نبی کریم ﷺ کی دعوت دین کو قبول کیا۔

پھر میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں موسیقی، شراب اور عورتوں سے والہانہ فریفتگی رکھتا ہوں اور سالوں سے ہم قلم سالی میں مبتلا ہیں، جس کی وجہ سے ہمارے اموال تباہ ہو گئے، ہمارے بچے، عورتیں اور مرد بھوکوں سے کمزور ہو گئے اور میرا کوئی لڑکا بھی نہیں ہے۔ میں ان باتوں کیلئے آپ سے دعا کی درخواست کرتا ہوں۔ ان کی درخواست پر اللہ تعالیٰ کے رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا فرمائی:

النَّهْمُ أَيْدِيَهُ بِالطَّرِبِ فَوَاقَةُ الْقُرْآنِ رَبَا الْحَرَامِ الْخَلَالِ وَإِلَهُ بِالْعِبَادِ وَهَبْ لَهُ وَالْعَا
ترجمہ: "اے پروردگار رکازات! اس کے ذوق موسیقی کو قرآن آفران سے اور حرام کو علال

سے بدل دے اور بارش کیلئے حکم فرما دے اور اس کو فرزند نرینہ عطا فرما۔

مازون رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ اس دعا مستجاب کے بعد اللہ تعالیٰ نے ہماری تمام پریشائیاں رفع فرما دیں اور ہمارا سارا علاقہ عمان سرسبز و شاداب ہو گیا۔ میں نے چار خواتین سے نکاح کیا اور اللہ نے مجھے حیان جیسا لائق فرزند عطا فرمایا۔

❁ (اس روایت کو طبرانی اور ابونعیم رحمہ اللہ نے بھی روایت کیا۔)

﴿پہلی﴾

ایک جن کی بعثت نبوی کی تصدیق:

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدینہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں سب سے پہلے یہ خبر آئی کہ مدینہ کی ایک عورت کے تابع جن تھا۔ ایک روز جن پرندے کی صورت میں اس کے گھر کی دیوار پر بیٹھ گیا۔ عورت نے اس سے کہا نیچے اتر آ تو اس نے جواب دیا: ایسا نہیں ہو سکتا کیونکہ ہم میں جو نبی مبعوث ہوا ہے اس نے ہر طرح کی بداخلاقی کو منع اور زنا کو حرام کر دیا ہے۔

❁ ابن سعد، احمد، طبرانی، بیہقی، ابونعیم

ارطاط بن منذر رحمہ اللہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت ضریم رضی اللہ عنہ سے سنا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ مدینہ میں ایک عورت پر جن آتا تھا پھر وہ غائب رہا اور ایک عرصہ تک نہیں آیا۔ کافی دنوں کے بعد وہ اس طریق پر جو اس کے ساتھ معمول کے خلاف تھا آیا۔ عورت نے پوچھا پہلے تیری عادت تو یہ نہ تھی؟ اس نے جواب دیا کہ مکہ کرمہ میں اللہ تعالیٰ کے نبی مبعوث ہوئے ہیں اور میں نے ان کی ہدایت میں "حرمت زنا" کو مٹا کر لیا ہے لہذا اب میرا تجھ کو سلام ہے۔

❁ ابونعیم

حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل شام کی طرف روانہ ہوئے جب باب شام پہنچے تو وہاں ایک گاہنہ تھی، اس نے بتایا میرا جن آیا اور مکان کے دروازے پر کھڑا ہو گیا۔ میں نے کہا اندر کیوں نہیں آیا؟ جن نے جواب دیا: اب اس کی کوئی صورت نہیں اس لیے کہ احمد رضی اللہ عنہ کا ظہور ہو گیا ہے اور انہوں نے اس سلسلہ میں قطعی ممانعت کر دی ہے۔ یہ بتا کر وہ کاجو چلی گئی جب میں مکہ واپس پہنچا تو اہل مکہ نے بتایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہو گئے ہیں اور قریش کو اللہ تعالیٰ کے دین فطرت کی دعوت دے رہے ہیں۔

❁ ابونعیم

ابن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے بتایا کہ مجھ سے حضرت ذباب بن حارث رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ حضرت ابن وثبہ رضی اللہ عنہ کا ایک جن تابع تھا جو اس کو مستنک کے بارے میں بتاتا تھا۔ ایک دن آیا اور اس نے کوئی خیر ابن وثبہ رضی اللہ عنہ کو دی اور پھر بخور دیکھ کر کہا کہ آج میں تجھے بڑی تعجب خیز بات بتاتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بارے میں "نبی اللہ" ہونے کا دعویٰ کر رہے ہیں اور لوگوں کو دعوت

اسلام دے رہے ہیں مگر لوگ انتہاء نہیں کر رہے ہیں۔ بلکہ انکار اور سرتابی پر اتر آئے ہیں۔ اس کی بات سن کر میں نے کہا: ”یہ ایک عجیب اور انوکھی خبر ہے؟“ جن نے کہا: ”میں اس سے زیادہ نہیں جانتا۔“
ابن وقیفہ رحمہ اللہ نے کہا: کچھ ہی عرصہ بعد میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور تحریک دین کی خبریں معتبر لوگوں سے سنی اور اسلامی جماعت اور پیروان رسول میں شامل ہو گیا۔

ابن شہین، ابن مندہ، الحاکمی، وراکل، المذہبی، الخلیس
عمر بن شہر، ریشہ، جوح بن عثمان غفاری رحمہم اللہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا زمانہ جاہلیت میں اپنے گھروں میں تھے تو رات کے وقت ایک شخص کے چیخنے کی آواز سنی اور اس نے چھ اشعار کہے۔ دوسری تیسری راتوں میں بھی ایسی ہی آوازیں سنی، پھر کچھ ہی دنوں کے بعد ہمارے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کی خبر پہنچی۔

نبی آواز اور نبی کے مبعوث ہونے کا اعلان:

سنان بن ذبی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ہم ایک مرتبہ سفر شام کیلئے روانہ ہوئے تھے، دوران سفر ہمارے قافلے نے زرقاء اور معان کے درمیان پڑاؤ کیا۔ یکا یک ہم نے ایک سوار کو کہتے سنا: ”اے لذت خواب کے دل داوگان! یہ خواب راحت کا وقت نہیں۔ حکم خداوندی بے شک کہ میں عبدالمطلب کے گھرانے میں احمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہور فرمایا ہے اور جنات ہر طرح سے راندہ کر دیئے گئے ہیں اور ان کو وحکار دیا گیا ہے۔ اس آواز سے ہم سب لوگ کانپ گئے اگرچہ ہم لوگ قوی ہمت اور جوان تھے، ہمارے گروہ میں کوئی ایسا تھا جس نے یہ آواز نہ سنی ہو۔

بحر حال جب ہم اس سفر شام سے واپس اپنے اپنے گھر کو ہوئے تو ہم نے مکہ مکرمہ میں نبی کے ظہور کے سلسلہ میں مختلف انخیال اور متفاد آراء کو موجود پایا۔ لوگوں کو ہم نے ہر جگہ اور ہر طرف یہی ذکر کرتے سنا کہ قریش میں عبدالمطلب سے ایک چالیس سالہ شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ اس شخص کا نام احمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ ہم نے یہ بھی دیکھا کہ مکہ میں اس نبی کی دعوت کے سلسلہ میں دو گروہ پیدا ہو گئے ہیں۔ ایک گروہ اہل شرک کا ہے اور ایک جماعت طہرہ داران حق کہ ہے۔

ابن سعد، ابن مساکر
ظہیر بن رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا: تو کا من ہے اور اپنی صاحبہ کے ساتھ تو نے عہد کیا تھا؟ اس نے جواب دیا: اسلام سے پہلے ایک دن وہ آئی اور سلام کہہ کر اس نے کہا: ”الحق الحبین والخیر الدائم غیر حلم النائم اللہ اکبر“ پھر وہ چلی گئی۔ اس موقع پر ایک مسلمان نے کہا: ”اے امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ! اسی طرح کی ایک بات میں آپ سے عرض کرتا ہوں: ہم ایک لائق و فاضل بیابان جا رہے تھے اس میں بجز اپنے قدموں کی چھاپ کے ہم کچھ نہ سنتے تھے کہ دفعہ ہم نے سامنے سے ایک موار دیکھا اور اس نے ”یا احمد، یا احمد اللہ اعلیٰ و اسجد، تاک ما وعدک من الخیر یا احمد“ پھر وہ چلا گیا، پھر

ایک انصاری نے کہا: ایک واقعہ میں بھی عرض کرتا ہوں۔ شام کے سفر کے دوران ہم یادیں نو روئی (یہ آب گیاہ آبادی) میں تھے کہ ہاتف نہیں کوکھاتے سنا۔ اشعار یہ تھے:

قد لاح نجم فاصاء مشرقہ بخرج من ظلحاء عسوف موبقہ
ذاک رسول مفلح من صدقہ اللہ اعلیٰ امرہ و حلقہ
ترجمہ: ”بلاشبہ ایک ستارے نے طلوع فرمایا جس نے اپنی صوف سے مشرق کو جگمگا دیا۔
ہلاکت خیر اندھیروں سے وہ مخلوق کو نکالتا ہے۔ وہ ستارہ ایک رسول (ﷺ) ہے، جس
نے اس کی تصدیق کی۔ پس اس نے فلاح پائی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے امر کو بلند کیا اور
اسے ثابت کر دیا۔“

﴿ابرمم﴾

ایک گستاخ جن کو عاشق رسول ﷺ جن نے قتل کیا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک جن نے جبل البوہینس پر جو مکہ میں ہے یہ
آواز دی کہ:

لقبح اللہ رأی کعب بن لہر ما ارق العقول والاحلام
وبینہا انہا بعنف فہما دین آہاتہا الحماۃ الکرام
حائف العجن من بقضی علیکم ورجال النخیل والعام
یوشک النخیل ان ترما تہادی نقل القوم فی البلاد العظام
هل کریم منکم له نفس حر ماجد الوالدین و الا عمام
ضارب ضربہ لکون نکالا ورواحا من کربہ و اعتنام

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ کعب بن لہر کی رائے کو برا کرے، وہ کتنا کم عقل اور نادان ہے۔ ان کا دین ان کے
برگزیدہ آباء کی حمایت کرنے والوں کا دین ہے اور (پھر بھی) وہ اس دین میں غلامت کیے جاتے ہیں۔ جب
ان کو حکم دیا جائے گا تو جہات اور بر نکستان اور ریگ زارہ زمین کے رہنے والے لوگ ان کی حمایت کریں گے۔
عنقریب سبک خرام سواروں کو تم دیکھو گے، جبکہ بڑے بڑے شہروں میں لوگ قتل کیے جائیں گے۔ کیا تم میں
کوئی جان ایسی ہے جو آزاد اور باعزت ہے اور جس کے والدین پر پچھلا حق احترام کھے جاتے ہیں۔ وہ عزت
و افضل خوارگی کی مار لگائے والا ہے اور غنی و مصیبت سے خوشی کی جانب لے جاتے والا ہے۔“

جب صبح ہوئی تو یہ بات تمام مکہ میں پھیل گئی اور مشرکین آپس میں ان شعروں کو مزاحیہ انداز میں
گنگانے اور مہذب دیاوتار مسلمانوں کی جانب اشارے و کنایے کرتے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کے اس
طرز عمل کے بارے میں ارشاد فرمایا۔ یہ شیطان کی آواز ہے جو بتوں کے ذریعہ لوگوں سے ”ہرز و سرائی“
کرتا ہے اس کا نام مسر ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے ذلیل و خوار کرے۔ اس کے قین دن بعد اچانک جبل
ابو القوس پر ہاتف کو کہتے سنا

نحن لعنا مسعرا لما طغى واستكبرا
و سقى الحق و سن المنكرا
بشمه نینا المطهرا

ترجمہ: "ہم نے مسعر شیطان کو قتل کر ڈالا جبکہ اس نے سرکشی کی اور تکبر کیا۔ مسعر نے حق کو سبک ختم دیا اور بری بات کو نفعت قرار دیا۔ مسعر کو اسی گوار سے قتل کیا جو بنیادوں کو کھودنے والی ہے۔ مسعر کا قتل اس عدا پر ہے کہ اس نے ہمارے نبی پاک ﷺ کے ساتھ دشنام طرازی کی۔" اس موقع پر نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جنات میں وہ عفریت ہے جس کا نام گج ہے۔ اس نے مسعر کو قتل کیا۔ میں نے گج کا نام عبداللہ رکھ لیا ہے کیونکہ وہ مجھ پر ایمان لے آیا اور اس نے مجھے بتایا کہ وہ مسعر کی تلاش میں کئی روز سے تھا۔

طیویمہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ہم ابتدائے اسلام کے وقت مکہ مکرمہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے۔ اچانک ہم نے مکہ کے ایک پہاڑ پر سے عداؤںؑ اس میں لوگوں کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکایا گیا تھا۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ شیطان ہے اور جس شیطان نے کسی نبی علیہ السلام کے خلاف عداویہ لوگوں کو ابھارا، اللہ تعالیٰ نے اسے ہلاک کر دیا کچھ عرصہ کے بعد نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے اس شیطان کو جنات کے اس عفریت کے ذریعہ قتل کر دیا جس کا نام گج ہے اور میں نے اس کا نام عبداللہ رکھ دیا ہے۔" پھر جب غروب آفتاب کا وقت ہوا تو میں نے ایک عداؤں کرنے والے کو اسی جگہ تکرے بنا:

نحن لعنا مسعرا لما طغى واستكبرا
و سقى الحق و سن المنكرا
بشمه نینا المطهرا

طفا کی، اخبار مکہ

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبوت محمدی ﷺ کا جب اعلان و اظہار ہوا تو ایک جن نے جس کا نام مسعر تھا جبل البقیس پر کھڑے ہو کر کہا:

صبح الله وای کعب بن لہر

جب صبح ہوئی تو قریش کہنے لگے کہ تم نے اس قدر سستی دکھائی کہ جن تم کو ابھارنے پر مجبور ہو گئے۔

○ پھر جب دوسری رات آئی تو اسی جگہ ایک جن جس کا نام گج تھا، کھڑے ہو کر کہا:

نحن لعنا مسعرا لما طغى واستكبرا
بشمه نینا المطهرا اور دله سیفا جروفا مبترا

انا نلود من اراد البطرا

ترجمہ: ”ہم نے معر کو قتل کر دیا جب اس نے سرکشی اور تکبر کیا۔ ہم نے اس لیے قتل کیا کہ اس نے ہمارے پاک نبی کے ساتھ گستاخی کی، میں اس پر ایسی نکوار لایا جو جڑ اور بنیاد کو کھود ڈالے۔ ہم اسے دور کرتے ہیں جو غیر مکروہ کو برا جانے۔“

﴿ابو نعیم، حاکمی، اخبار تک﴾

حضرت جندل بن نعلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ انہوں نے کہا: ایک جن میرا ساتھی تھا وہ اچانک میرے پاس آیا ہے اور اس نے ڈراتے ہوئے کہا:

هَبْ لَقَدْ لَاحَ سَوَاجِ الدِّينِ لَصَادِقَ مَهْدٍ اَمِينٍ
لَمَاحِلَ عَلَى تَاجِيَةِ اَمَوْنَ لَعْنَتِي عَلَى الصَّحْبِ وَالْحَزَوْنَ
ترجمہ: ”اٹھ ادرین کا چراغ روشن ہو گیا، اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ جو صادق، مہذب اور امین ہے۔ اور تو ایسی اونٹنی پر سوار ہو جو مضبوط ہے اور وہ ترم و سخت ہر جگہ پر چلتی ہے۔“

میں خوف زدہ ہو کر بیدار ہو گیا۔ میں نے حقیقت حال دریافت کی تو اس نے کہا:

وَسَاطِحِ الْاَرْضِ وَ لَمَاضِ الْفَرَضِ، لَقَدْ بَعَثَ مُحَمَّدٌ فِي الطُّوْلِ وَالْعَرْضِ،
نَشَاءَ فِي الْحَرَمَاتِ الْعِظَامِ وَ هَاجَرَ اِلَى طَبِيبَةِ الْاَمِينَةِ
ترجمہ: ”قسم ہے سطح زمین اور فرض کرنے والے کی! یقیناً محمد صلی اللہ علیہ وسلم طویل و عرض میں مبعوث ہو گئے، انہوں نے مکہ مکرمہ میں انشور و ناپائی اور مدینہ طیبہ کی جانب ان کی ہجرت ہوگی۔“
یہ سن کر میں خوش ہو گیا اور جانے لگا تو اچانک میں نے ہاتھ نہیں کو کہتے سنا:

يَا رَاكِبَ الْمَوْجِي مَطِيئِهِ
لَعُوَ الرِّسُولُ لَقَدْ وَ لَقَّتْ لِلرَّشِدِ

ترجمہ: ”اے ساربان! جو سوار ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں رواں دواں ہے، اس میں کوئی شبہ نہیں کہ تو نے ہدایت کی توفیق پالی۔“

﴿ابو سعید شرقی، المستطیع﴾

حائس بن دغنه کا تقدیق نبوت کرنے کا عجیب طریقہ:

ابن کلبی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا قبیلہ بن کلب کا ایک مزدور تھا جس نام حائس بن دغنه تھا۔ ایک دن وہ اپنے مکان کے گھن میں تھا کہ وہ بھاگ کر خوف زدہ حالت میں میرے پاس آیا اور کہنے لگا: ”آپ اپنے اونٹوں کو سنبھال لیجئے۔“

میں نے پوچھا: ”تو کس وجہ سے اس قدر خوف زدہ اور ترساں ہے۔“ تو اس نے جواب دیا کہ: ”میں نڈاں واوی میں تھا کہ میں نے ایک بوڑھے کو پہاڑ کی گھاٹی سے نمودار ہوتے دیکھا۔ اس کا سر رخسار (یعنی گدھ) کی مانند تھا پھر وہ آگے کی طرف بڑھتے ہوئے ایسی جگہ اتر جہاں پر عقاب تک پھسل جائے، مگر وہ قطعی بے خوف لڑکا ہوا تھا۔ میں دیکھتا رہا حتیٰ کہ اس کے قدم زمین پر جم گئے۔ اس کے بعد

میں نے جو کچھ دیکھا بہت ہی عجیب ہے۔ اس نے کہا:

ہا حابس بن دغنة یا حابس لا تعرض الیک الوسوس
هذا سنا النور بكف القابس فاصح الی الحق ولا توالس
ترجمہ: "اے حابس بن دغنة! تو اپنے دل میں کسی قوح کا خوف و ہراس اور کسی طرح کا
خوشہ نہ لے، یہ روشنی دراصل تیرے نور بکف ہوئے کی بناء پر ہے تو حق اور سچائی کی طرف
مائل ہو اور فریب میں مبتلا نہ ہو۔"

حابس نے بتایا وہ یوز حایہ کہہ کر غائب ہو گیا اور میں نے اونٹوں کو وہاں سے ہٹا کر دور ایک
دوسری جگہ پر چنے چھوڑ دیا اور میں لیٹ گیا اور پھر کسی کے ٹوک مارنے سے میری آنکھ کھلی، دیکھا تو وہی
یوز حایہ۔ اس نے کہا:

یا حابس اسمع ما القوال ترشد لیس ضلول خائر کا لمہندی
لا تترک فی نہج الطریق الا قصد قد نسخ الدین بدین احمد
ترجمہ: "اے حابس! میرے قول پر دھیان دینے سے تو ہدایت یافتہ ہو جائے گی، مگر وہ
فخمس ایک ہدایت یافتہ شخص کی طرح نہیں ہو سکتا۔ اے حابس! تو احتیال اور میانہ رویہ
کی راہ کو نہ چھوڑ۔ بے شک دین احمد ﷺ کے ذریعہ تمام اذیان منسوخ ہو گئے۔"

حابس نے بتایا میں اس کے بعد بے ہوش ہو گیا اور بہت دیر کے بعد مجھے ہوش آیا۔ بلاشبہ اللہ
تعالیٰ نے اسلام کیلئے میرے دل کا امتحان لیا۔

نور کا ظہور اور ایک گستاخ کی موت:

حضرت عمرو بن مرہ جلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حج کے ارادہ سے نکلا۔ میں نے خواب میں
دیکھا اور اس حال یہ کہ میں مکہ میں تھا کہ کعبہ سے ایک نور چکا اور بھرمدینہ کی پہاڑیاں مجھے نظر آنے لگیں،
اور میں نے نور سے آواز سنی کوئی کہتا تھا:

انقشفت الظلمات و سطع الضیاء و بعث خاتم الانبیاء

ترجمہ: "تاریکی چھٹ گئی، نور روشن ہو گیا اور حضرت خاتم الانبیاء معیوث ہو گئے۔"

پھر میں نے دوبارہ نور کو روشن ہوتے دیکھا اور اس کی چمک میں، میں نے حیرہ کے مغلطات اور
ابنیں المدائن دیکھ لیے۔ پھر میں نے سنا کہ

"ظہر الاسلام و کسبت الاضنام و وصلت الارحام"

ترجمہ: "اسلام ظاہر ہوا اور بتوں کو نور اور صلہ رحمی کا دورہ دورہ ہو گیا۔"

پھر میں خوف زدہ ہو کر بیدار ہو گیا اور میں نے اپنے علاقے کے لوگوں سے کہا: میرا خیال ہے کہ قبیلہ
قریش میں کوئی غیر معمولی بات رونما ہو گئی ہے اور پھر میں نے ان لوگوں سے اپنے خواب کو بیان کیا حتیٰ کہ
جب ہم اپنے علاقے میں واپس پہنچے تو ہمیں معلوم ہوا کہ مکہ میں ایک نبی مبعوث ہوا ہے۔ میں یہ اطلاع

پاک کر رکھا آیا یہی کریم ﷺ کی خدمت کے حاضر ہو کر خواب و خیال کیا اور عقد اسلام میں داخل ہو کر نبی کریم ﷺ سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ! مجھے اجازت دیجئے کہ میں اپنے قبیلے میں جا کر دعوت اسلام دوں۔ آپ نے اجازت دے دی۔ لہذا میں نے تبلیغ اسلام کی جس کے نتیجے میں سب لوگوں نے اسلام قبول کر لیا۔ مگر ایک پختہ خوشفہم مخالفت پر آمادہ ہو گیا۔ اس نے مصیبت کے چر و در جذبہ کے ساتھ کہا "اے عمرو بن عمرو! تیری زندگی خراب ہو گیا تو ہمیں یہ حکم دینا ہے کہ ہم اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں اور دین اسلام کے مخالف ہو جائیں۔ اس نے کہا:

ان ابن موءۃ الی بمقالۃ لیست مقالۃ من یوید صلاحا
الی لا حسب قوله و فعلالہ یوما و ان طلال الزمان رباحا
ایسفہ الا شیخ ممن قد مضی من رام ذالک اصاب فلاحا
ترجمہ: "بلاشبہ ابن مئوہ ایسی بات لے کر آیا ہے جو ذرا اپنے انتہام و عقوبت کے لحاظ سے بادرستی و تعمیر کے حامل نہیں۔ میں ابن مئوہ کے اقوال و نظریات کو ایک دن غلامیں سوچی ہوئی باتیں خیال کروں گا۔ اگرچہ اسی میں زمانہ طویل گزر جائے۔ ہمارے بزرگ و اسلاف کیا بے وقوف تھے جس کسی نے ایسا خیال کیا وہ فلاح کو نہ پا سکا۔"

اس کے جواب میں حضرت عمرو بن مئوہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم دونوں میں جو بھی جھوٹا ہے اللہ تعالیٰ اس کی زندگی خراب کر دے، اس کو زبان سے گوئی اور آنکھوں سے اندھا کر دے، تو پھر وہ شخص اس حال میں مرا کہ نہ میرے حاد آنکھوں سے نہ حاد اور کانوں سے بہرا ہو گیا۔

طبرانی، المعجم

بتوں سے نبی کے مبعوث ہونے کی شہادت:

ابن خربوذ کی اور حمی رضی اللہ عنہم سے روایت ہے۔ اس نے کہا اہل عرب حرام کو طلال اور طلال کو حرام کر لیا کرتے تھے۔ وہ بتوں کو پوجتے اور ان سے فریادیں کرتے تھے۔ ایک رات ہم ایک بت کے پاس بیٹھے اس سے طلب دعا کر رہے تھے کہ دفعۃً ایک نبی آواز نے کہا:

یا ایہا الناس فورا الاجسام و مستند والحکم الی الاصنام
ما اقم و طائف الاحلام هذا لی صید الانام
اعل ذی حکم من الاحکام یصدع بالنور و بالاسلام
و یودع الناس عن الاثم مستعلن فی البلد الحرام
ترجمہ: "اے لوگو! تم صاحب اجسام ہو کر، بتوں سے فریادیں چاہتے ہو اور ان کو درمیاں میں سہارا یا سفارشی قرار دیتے ہو۔ حالانکہ تم کو عقل اور نادان نہیں ہو، سنو! یہ نبی ﷺ تمام مخلوق کے سرور ہیں۔ یہ رسول اللہ ﷺ سارے حاکموں سے زیادہ عادل ہیں اور اسلام کے ہمہ گیر نور کو ظاہر کرتے ہیں۔ یہ لوگوں کو پرستش اسنام سے روکتے ہیں

اور یہ نئی جلد حرام میں ظاہر ہوا ہے۔

راوی نے کہا ہم یہ اشعار سن کر خوف زدہ ہو گئے اور اس بات کے پاس سے اٹھ کر چلے گئے اور یہ کورہ اشعار ہماری زبان زد ہو گئے۔ یہاں تک کہ ہمیں خبر ملی کہ نبی کریم ﷺ نے مکہ میں ظہور فرمایا اور اب مدینہ طیبہ تشریف لے گئے ہیں تو میں مدینہ پہنچا اور اسلام لایا اور کچھ میرے ساتھ ساتھ اور دوسرے لوگ بھی۔

﴿ابو نعیم، خزائن، ابن مساکر﴾

حضرت جبر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کی بعثت سے ایک ماہ پہلے ہوانہ میں بت کے قریب بیٹھے تھے، اس روز ایک اونٹ بت کی قربان گاہ پر بھیٹ چڑھا چکے تھے کہ اچانک بت کے پیٹ سے بڑا واٹر پلندہ صدا ہوئی۔

الا اسمعوا الی العجب، ذهب استراق السمع للوحی و یرمی بالشہب

لیسی بگڑا سبہ احمد مہاجرہ الی یثرب

ترجمہ: "اے لوگو! سنو تعجب کی بات ہے خبروں کیلئے جنات کا آسمانوں سے باتوں کا

چوری کرنا ختم ہوا، اب ان پر شعلے مارے جاتے ہیں، یہ ان نبی ﷺ کی وجہ سے ہے جن

کا نام مکہ میں احمد ہے، ان کی ہجرت کا مقام مدینہ ہے۔"

حضرت جبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ سن کر ہم دس گدھے اور حیرت و استعجاب کرتے رہے۔ بالآخر نبی کریم ﷺ نے ظہور فرمایا۔

﴿ابن سعد، زاد المعاد، ابو نعیم﴾

حضرت حمید داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا نبی کریم ﷺ کی بعثت کے وقت میں شام گیا ہوا تھا۔ میں اپنی کسی ضرورت سے باہر نکلا اور مجھے رات ہو گئی۔ میں نے دل میں کہا میں اس وقت کتنے بڑے بیابان کے آغوش میں ہوں۔ اس کے بعد میں لیٹ گیا، پھر میں نے ایک خیر معلوم آواز کو کہتے سنا:

"اللہ تعالیٰ کے بندو! اللہ تعالیٰ کی پناہ تلاش کرو، کیونکہ جنات اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نہیں بچا

سکتے۔" میں نے کہا: "میری ہدایت کے بارے میں وضاحت کرو۔" آواز آئی: "رسول امین ﷺ ظہور

فرما چکے ہیں وہ اللہ کے رسول ہیں، ہم نے ان کے پیچھے نماز پڑھی ہے، ہم نے اسلام قبول کر کے ان کا

اتباع کر لیا ہے، اب جنوں کا فریب چھوڑنا ان پر آگ کے شعلے مارے جاتے ہیں۔ اب تو محمد رسول اللہ

ﷺ کے حضور میں جا اور دعوت اسلام کو قبول کر۔"

حضرت حمید داری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب صبح کا وقت ہوا تو ایک راجب کے پاس گیا اور اس سے سارا ماجرا بیان کیا۔ اس نے جواب دیا تم نے سچ کہا۔ اسے ایک نبی کا ظہور ہوگا اور اس کی ہجرت گاہ بھی حرم ہوگی، تم کو تلقین صدا کے مطابق حرم مکہ جا چاہیے۔

﴿ابو نعیم﴾

خویدہ خمیری سے روایت ہے۔ انہوں نے بیان کیا ہم ایک بت کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ہم نے

اس کے پیٹ سے آواز سنی: "خبر میں لانے کیلئے جنوں کی رسائی ختم ہو گئی، یہ اس نبی کی وجہ سے ہے جو مکہ میں

مبعوث ہوا اور مدینہ میں ہجرت کرے گا اور وہ تہا زہ روزہ اور صلہ رحمی کا حکم دیتا ہے۔ اس کا نام احمد ہے۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے اندر قبول اسلام کی تحریک پیدا کرنے والے ابتدائی واقعہ کا تذکرہ اس طرح کیا کہ میرے باپ کی وفات کا وقت نزدیک آیا تو اس نے مجھے ایک بت کی پرستش کی وصیت کی، اس صنم کو ہمارے کہتے تھے۔ میں نے اس کو لا کر گھر میں مخصوص مقام پر رکھ لیا، میں ہر روز اس بت کے مراسم پرستش بجالاتا، جس زمانے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو میں نے ایک رات بت سے ستاوہ کہتا تھا:

فل للقہائل عن سلیم کلہا ملک الایس و عیش اهل المسجد
اودی ضمار و کان بعد عرة قبل الکتاب الی النبی محمد
ان الذی ورت النبوة الہدی بعد ابن مریم من قریش مہندی
ترجمہ: "اے عباس! نبی سلیم کے تمام قبیلوں سے کہہ دو انہیں ہلاک ہو گیا اور مسجد والے زندہ
ہو گئے۔ ہمارے بھی ہلاک ہو گیا وہ کبھی پوجا جاتا تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نزول کتاب سے
پہلے قریش کے اس شخص نے ابن مریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت اور راہِ راست کی میراث پائی
ہے، وہ ہدایت یافتہ اور ہدایت رساں ہے۔"

(عباس نے کہا) میں نے اس بات کو لوگوں سے چھپایا اور اس کا چرچا نہ کیا حتیٰ کہ جب لوگ
(طبرداران اسلام) غزوہ احزاب سے واپس آ رہے تھے اور ہم وادی فقیہ میں ذاتِ عرق میں تھے تو
میں نے زوردار آواز سے کہا تو ایک شخص شرمسار پر کھڑا نظر آیا وہ کہہ رہا تھا:

"النور الذی وقع یوم الاثنين وليلة الثلاثاء مع صاحب الناقة الغضباء فی
دیار بنی اخی العنقاء

☆ اسی آواز کا جواب اپنے بائیں جانب سے کسی غیبی آواز نے دیا:

بسر الحن واسلاسها ان وضعت السطی احلاسها
و بیت السماء احراسها

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں متائف ہو گیا اور یقین آ گیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

﴿ابو نعیم﴾ ابن جریر، ابن الطراح کتاب الشعراء

حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ میں دو پہر کے وقت اپنی اونٹنیوں میں نکشت کر
رہا تھا، اچانک مجھے ایک شرمسار سفید روئی کی مانند نظر آیا اور اس پر سفید روئی کی مانند لباس پہنے ایک
شخص سوار تھا اس نے کہا:

"اے عباس! تم نے نہیں دیکھا کہ آسمانوں کو جانکوں نے گھیر لیا ہے اور جنگ اپنا
سائنس ختم کر چکی ہے اور گھوڑوں نے اپنے پالانوں کو رکھ لیا ہے۔ وہ شخص جو نیکی کو لائے

کا حجر کے بعد مشکل کی شبہ میں بیدار ہو گیا اور وہ قصہ وہ نئی آوازیں کا مانگ ہے۔
یہ سن کر میں خوف زدہ ہو کر نکلا اور ضاربت کے پاس آیا کہ اہانک وہ چیخا اور اس کے اندر سے
آواز آئی: لَئِلُ الْقَبَائِلِ... جمع ایات سناجھ۔

﴿خبر اعلیٰ، طبرانی، ابوسعید﴾

حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے (تیسری سند) کہ میں ایک روز دوپہر کے وقت
ایک درخت کے نیچے بیٹھا تھا کہ ایک آواز کی طرف متوجہ ہوا تو دیکھا ایک خوش رو، سفید پوش شخص سفید
رنگ شتر سرخ پر سوار کھڑا تھا: "اے عباس رضی اللہ عنہ! کیا تو نے جنوں اور ان لوگوں کو نہ دیکھا جو بھلائی سے
محروم ہیں۔ لڑائی نے بہادریوں کو ختم کر دیا ہے اور آسمانوں کو اس کے مافطوں نے گھیر لیا ہے۔" یہ سن کر
میں اس قول کے آثار اور تعبیر کی تلاش اور جستجو میں لگا رہا۔ بالآخر میرا چچا زاد بھائی یہ اطلاع لے کر آیا کہ نبی
کریم صلی اللہ علیہ وسلم خفیہ طور پر مین المینی کی دعوت دے رہے ہیں۔

﴿ابوسعید﴾

سید بن عمرو ہذلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے بت پر جانور قریح کیا تو اس بت سے یہ آواز سنی:
الْعَجَبُ كُلُّ الْعَجَبِ، خَرَجَ نَبِيٌّ مِنْ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بِخَزْمِ الزَّوْءَا وَ يَخْرُجُ
الدَّنَحَ لِلْأَضْمَامِ وَ حَوْبَتِ السَّمَاءِ وَ زَمِينَتَا الشَّهْبِ
ترجمہ: "کتنی عجیب اور حیرت ناک بات ہے کہ نبی عبدالمطلب میں ایک نبی ظاہر ہوئے
ہیں، انہوں نے زنا کو حرام قرار دیا اور جنوں کیلئے جانور قریح کرنے کو حرام فرما دیا اور
آسمان کو مافطوں نے گھیر لیا اب ہمیں آگ کے شعلے مارے جاتے ہیں۔"
یہ آواز سن کر ہم وہاں سے لوٹ آئے۔ پھر ہم کہہ کر آئے تو کسی نے بھی ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
خبر نہ دی۔ ایک روز ہماری ملاقات حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو ہم نے ان سے مدعی نبوت
کے بارے میں پوچھا، انہوں نے جواب دیا: "ہاں! محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔"

﴿ابن سعد، ابوسعید﴾

عبد اللہ بن مسعود ہذلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے والد نے کہا میں بت خانے میں ایک
بت کے پاس بیٹھا ہوا تھا تو مجھے اس بت سے آواز آئی:
قَدْ ذَهَبَ كَيْدُ الْجَنِّ وَ زَمِينَتَا الشَّهْبِ، لَبِىَّ اَنْفَةُ اَحْمَدَ
ترجمہ: "جنوں کی مکاریاں اور فریب کاریاں ختم ہو گئیں، اب ہمیں شعلے مارے آئیں
سے مارا جاتا ہے، ان نبی کی وجہ سے جن کا نام احمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔"
پھر کچھ دنوں کے بعد مجھے ایک شخص ملا اور اس نے مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر سنائی۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ، بکر بن جبلہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہمارا ایک بت تھا جس پر ہم نے ایک روز ایک
جانور کی قربانی دی تو اس بت سے میں نے سنا کہ اس نے کہا: "اے بکر بن جبلہ! تم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان لو۔"

﴿ابن سعد، ابوسعید﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے بتایا: ”اے اللہ کے رسول ﷺ! میں زمانہ جاہلیت میں ایک روز اپنے بھائے ہوئے اونٹ کی حواش میں نکلا تو میں نے ہاتھ لمبی کو کہنے ہوئے سنا:

يا ايها الرا قد لي الليل الا جم قد بعث الله نبيا في الحرم
من هاشم اهل الولاء والكرم يجلو جنات الدنيا جي و الظلم
ترجمہ: ”اے شب تاریک میں رونے والے اللہ نے (برسبیل کریم، گم کردہ راہ لوگوں کیلئے) حرم میں نبی کریم ﷺ کو مبعوث فرما دیا ہے۔ وہ نبی ﷺ قبیلہ بنی ہاشم سے صاحبِ وفا و کرم ہے۔ وہ نبی (ہدایت الہی سے) ظلمتوں اور تاریکیوں کو نور (سے تبدیل) کر دیتا ہے۔“

میں نے منادی کو دیکھنے کیلئے ہر طرف نظریں دوڑا کیں مگر کوئی بھی نظر نہ آیا۔ جب میں نے ایک بے تابانہ انداز سے عرض کیا

يا ايها الهائف في داجي الظلم اهلا و سهلا بك من طيف الم
بين هداك الله لي لحن الكلم ماذا الذي ندعو اليه يعص
ترجمہ: ”شب تاریک میں آنے والے ہاتھ! اہل و سہل! تو بتاؤ کہ (حقیقتاً) تو کس لیے آیا ہے؟ اللہ تعالیٰ تجھے ہدایت دے صاف صاف الفاظ میں (مقصد) بیان کر کر وہ کون ہے جس کی طرف تو بتاتا ہے تاکہ ٹھیک طور پر جان سکو۔“

انکے بعد میں نے کسی کو گواہ سنا کہ ”نور ظاہر ہو گیا اور ظلمت چھوٹ گئی اور محمد ﷺ تمام بھلائیوں کے ساتھ مبعوث ہو گئے۔ اس کے بعد نظروں سے اوجھل منادی نے یہ اشعار پڑھے:

الحمد لله الذي لم يخلق الخلق عبث
ارسل لنا محمدا خيرا نبيا قد بعث
صلى الله عليه ما حج له ركب وحش
ترجمہ: ”وہی اللہ تعالیٰ الائق تعریف ہے جس نے کسی مخلوق کو بے کار نہ پیدا کیا۔ اس نے ہمارے درمیان احمد ﷺ کو رسول بنا کر بھیجا، بلاشبہ وہ افضل نبی مبعوث ہوئے۔ اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم ﷺ پر صلوٰۃ بھیجے، جب تک کہ حج کرنے والے سوار ہو کر آئیں اور اس پر آمادہ ہوں۔“

اس کے بعد صبح ہو گئی اور مجھے اونٹ مل گیا۔

ﷺ ابن عباس رضی اللہ عنہما

حضرت جعفر بن قیس سراقی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے ذکر کیا کہ ہم چار آدمی زمانہ جاہلیت میں ارادہ حج سے سفر پر روانہ ہوئے۔ ہم یمن میں ایک وادی کو عبور کر رہے تھے کہ آفتاب غروب ہو گیا اور ہم اس بڑی وادی میں ٹھہر گئے اور اپنے اونٹوں کے پاؤں باندھ دیئے، جب تاریکی مسلط ہو گئی اور میرے رفقاء نے سفر سونگے تو میں نے دُعا ہاتھ کو کہتے سنا:

الا ايها الراكب المعوس بلغوا اذا ما وقتتم با الحطيم و زمزما
 محمدا المبعوث منا تحية تشيعه من حيث سارو يمما
 و قولو الله انا لدينك شيعه بذلك اوصانا المسيح بن مريم
 ترجمہ: "اے اونٹوں پر سواری کرنے والو! جب تم حطیم اور زمزم کے قریب ٹھہرو تو پہنچاؤ۔
 ہماری طرف سے محمد ﷺ کو سلام، جہاں وہ تشریف لے جائیں اور جس جگہ کا وہ قصد و ارادہ
 کریں۔ ہماری تحیت ساتھ ہو۔ ان سے عرض کرو کہ ہم آپ ﷺ کے دین کے پیر و اور قبیع
 ہیں اور اس بات کی ہمیں حضرت ابن مریم علیہ السلام نے بھی وصیت کی ہے۔"

﴿ابو سعید شرف اللہ علیہ﴾

بہ سند ضعیف روایت ہے کہ جنس بن مسلم رضی اللہ عنہ کے پاس کسی آنے والے نے اس سے کہا:
 "اے جندع! تو اسلام قبول کر، تاکہ اس آگ سے محفوظ رہے جو بھڑک رہی ہے۔" جندع نے کہا: اسلام
 کیا ہے؟ ہاتھ نے کہا: "بتوں سے ہزاروں اور خدائے عظیم و خیر کے ساتھ خلوص۔" جندع رضی اللہ عنہ نے
 سوال کیا: "علیم و خیر خدا سے اقرب پانے کی کیا صورت ہے؟" ہاتھ نے جواب دیا: "عرب میں ایک
 ستارہ منور کے ظہور کا وقت قریب ہے، وہ نجیب العقب حرم مکرم سے طلوع ہوگا اور تمام عرب و عجم اسکے
 دین کے اتباع میں طلاع سمجھیں گے۔" پھر جندع رضی اللہ عنہ کے برادر غمزادہ نے جس کا نام رافع بن خدش
 تھا، اطلاع دی کہ نئی مکرم ہجرت کر کے مدینہ آ گئے ہیں، تو پھر وہ آیا اور حلقہ اسلام میں داخل ہوا۔

﴿ابو سعید شرف اللہ علیہ﴾

نبی کریم ﷺ کی بعثت پر قصر کسری کے کنکرے گر گئے۔

حضرت وہب بن منہد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے جب نبی کریم ﷺ کو
 نبوت فرمایا تو ایران میں قصر کسری کے کنکرے گر گئے اور دریائے و جل کا بہاؤ اور روانی متاثر ہو گئی۔
 کسری اس صورتحال سے غمناک ہو گیا۔ اس نے کانہوں، نجومیوں اور ساحروں کو طلب کیا اور کہا تم اس
 معاملہ پر غور کرو، مگر وہ ناکام رہے اور آسمانوں کے گوشے بند کر دیئے گئے اور وہ کچھ بتانے اور کسی نتیجے
 پر پہنچنے میں ناکام ہو گئے اور سائب نے اندھیری رات میں ایک ٹیلے پر بصر کی اور حجاز کی جانب سے ایک
 روشنی آتی دیکھی جو مشرق تک پھیل گئی، جب صبح ہوئی تو وہ ایک سرسبز باغ میں تھا۔

پھر اس نے کہا: میں نے جو غیر معمولی مظاہر و یکمے ہیں اور اگر وہ سچے ہیں تو یقیناً حجاز سے ایک
 بادشاہ ظہور کرے گا جو مشرق تک پہنچے گا اور اس کے عہد میں زمین سرسبز ہو جائے گی۔ جب کانہ اور نجومی
 ٹھیکہ میں گئے تو ایک نے دوسرے سے کہا: "تم نے محسوس کیا کہ تمہارے اور علم کے مابین کوئی چیز حائل نہ
 تھی، بجز اس چیز کے جو آسمان کی جانب سے آئی۔ بلاشبہ وہ نبی ہے جو مبعوث ہوا ہے، وہ اس ملک پر قبضہ
 کر لے گا اور یہاں کے سلسلہ شہنشاہیت کو مستحکم کر دے گا۔"

﴿ابن اسحاق دانیوس﴾

حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرتؐ میں کسری کے عدائن میں گیا اور وہاں کے محلات کو دیکھ کر حیرت کر رہا تھا تو وہاں کے مقامی بوڑھے نے مجھے بتایا کہ کسری نے سب سے پہلی بدشگونئی اس رات میں محسوس کی جس رات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلی بار وحی کا نزول ہوا اور یہاں قصر کے کنگرے گر پڑے اور پھر مذکورہ بالا پوری حدیث کے مطابق اس نے اپنا شہیدہ و مشاہدہ بیان کیا۔
﴿واقفی، ابو نعیم﴾

تمام بت منہ کے بل گر پڑے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو صنم کدوں کے تمام بت منہ کے بل گر پڑے۔ پھر شیاطین الطمیس لعین کے پاس گئے تو اس نے کہا یہ نبی کی بعثت کی علامت ہے تم اسے تلاش کرو، شیاطین نے کہا ہم نے بہت ڈھونڈا لیکن نہ پاسکے پھر وہ خود تلاش میں نکلا اور اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ میں پایا پھر وہ اپنے شاگردوں اور ذریات میں واپس آیا اور کہا میں نے ان کو پایا ہے مگر حضرت جبریل علیہ السلام ان کے ساتھ ہیں۔

﴿واقفی، ابو نعیم﴾

حضرت بکاء بن خنیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انیس لمحون نے چار مرتبہ دہائی مانگی اور فریاد کی۔
اول بار: جب وہ لمحون و مردود اولہ دوسری بار اس وقت جب اس کو زمین پر پھینکا گیا۔ تیسری بار اس وقت جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔ چوتھی بار اس وقت جب عَلَّمَنَّا رَبَّ الْعَالَمِينَ نَازِلَ هُوَ۔
﴿ابو نعیم صلیۃ الاولیاء﴾

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد آسمان پر جنات کا داخلہ بند:

اللہ تعالیٰ نے جنات کی خبر دیتے ہوئے سورۃ جن میں ارشاد فرمایا:

وَاِنَّا لَنَسُوْنَا السَّمَاءَ فَنَوْجِدُ نَهَا فَنَنصِتُ خَوْسًا ضَلِيْلًا وَ شَهَابًا وَ اِنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ لَمَنْ يُّسْمِعُ الْاَن يَجْعَلْ لَّهُ شَهَابًا وَ خُسْرًا

﴿سورۃ الجن﴾

ترجمہ: ”اور یہ ہم نے آسمان کو چھوا تو اسے پایا کہ سخت پہرے اور آگ کی چنگاریوں سے بھردیا گیا ہے اور یہ کہ آسمان میں سننے کیلئے کچھ موقعوں پر بیٹھا کرتے تھے، بھراب جو کوئی سنے وہ اپنی تاک میں اپنے لیے آگ کا لوکا پائے۔“

حضرت سعید بن جبیر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ شیاطین آسمان پر چڑھا کرتے تھے اور وہاں سے پوشیدہ باتوں کو سنا کرتے اور ان میں اپنی طرف سے کچھ مزید اضافہ کر کے بخود غلط لوگوں اور کانہوں کو جھٹلاتے فریب کرتے۔ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو آسمانوں تک ان کی رسائی ختم کر دی گئی۔ شیاطین نے اس کی وجہ معلوم کرنے کیلئے ہر طرف بھاگ دوڑ شروع کر دی حتیٰ کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاوت قرآن پاک کرتے پایا اور انہوں نے

آپس میں کہا کہ بے شک آسمانوں پر ہماری بندش کی جیسی وجہ ہے۔

﴿احمد بن حنبل﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنات کے ہر کنبے اور قبیلے کیلئے آسمان میں خاص جگہ تھی جہاں سے وہ آسمانی باتوں کو سن لیا کرتے تھے اور اس کی خبریں کانہوں کو دیا کرتے تھے پھر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو انہیں روک دیا گیا اور جب ان کو جنات نے خبریں لا کر نہ دیں تو عرب کے کج فہموں نے کہا کہ آسمان کے لوگ ہلاک ہو گئے ہیں تو اوتھوں والے ایک اونٹ کی اور گایوں والے ایک گائے کی، بکری کے رموز والے ایک بکری کی اس سے متاثر ہو کر قربانی دیتے گئے۔ انہیں نے بھی کہا: زمین پر کوئی خاص نئی بات ہوئی ہے، اس نے اپنے شاگردوں اور ساتھیوں سے کہا: زمین کے ہر خطہ سے ایک مشت خاک لاؤ، وہ اس کے پاس مٹی لے کر آ موجود ہوئے، اس نے ہر جگہ کی خاک کو مونگھا، پھر اسے خاک حرم کو مونگھ کر کہا اس جگہ وہ نئی بات ظاہر ہوئی ہے۔

﴿ابن سعد بن حنبل، ابویہم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا اعلان فرمایا تو شیاطین کو روک دیا گیا اور آتشیں شعلوں سے ان کی خبر لی گئی۔ انہیں نے کہا کسی خطہ زمین پر نبی مبعوث ہوا ہے جا کر جستجو کرو۔ پھر سچی شیاطین لوٹ کر آ گئے اور کہیں نشان نبوت نہ پائے۔ اس کے بعد انہیں مکہ مکرمہ آیا اور اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اولین مقام نزول وحی (عاد حرا) سے نکلنے دیکھا پھر وہ اپنی ذریات میں لوٹ گیا اور ان کو مطلع کر دیا۔

﴿حنبل﴾

جنوں پر شہاب ثاقب:

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کے بعد ستاروں کا ٹوٹنا بند ہو گیا، اس کے بعد یہ سلسلہ اس وقت شروع ہوا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں مبعوث ہوئے، آپ کی بعثت کے بعد چند ستارے ٹوٹے۔ قریش کا خیال یہ تھا کہ اب ستارے اسی وقت ٹوٹیں گے جب قیامت کا وقت قریب ہوگا، وہ اس خیال سے اپنی پریشانی دور کرنے کیلئے بتوں پر نذرانے اور قربانی کے جانور چڑھانے لگے اور غلاموں کو آزاد کرنے لگے اور کہنے لگے کہ دنیا کی فنا کا وقت قریب ہے۔

طائف کا سردار عبد یلیل کو جب یہ معلوم ہوا کہ ستارہ ٹوٹا ہے تو اس نے کہا کہ پریشان مت ہو، گھبرانے اور پریشان ہونے سے پہلے یہ معلوم کرو کہ ٹوٹنے والا ستارہ کون سا ہے؟ اگر وہ جانا پہچانا ستارہ ہے تو سمجھ لو کہ سب کی فنا کا وقت قریب آ گیا ہے اور اگر وہ جانا پہچانا ستارہ نہیں ہے تو فنا کا وقت تو نہیں آیا ہاں! کوئی نئی بات ضرور ہوئی ہے یا ہونے والی ہے اور یہ اس کا پیش خیمہ ہے۔ انہوں نے ستارہ نہیں پہچانا اور عبد یلیل کو اس بات سے آگاہ کیا تو اس نے کہا: یہ نبی کے ظہور کا وقت ہے، کچھ ہی عرصہ گزرا تھا کہ طائف میں ابوسفیان بن حرب آیا اور اس نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے نبی مرسل ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ عبد یلیل

نے جواب دیا: نبی کی دعوت اسی کی کامیابی کیلئے ہوں پر شہاب پھٹنے لگے ہیں۔

﴿اراقہ فی البوم علیہ الاولیاء﴾

ضعیف رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ستاروں کو فضا میں نہ پھینکا جاتا تھا جب نبی کریم ﷺ مبعوث ہوئے تو ستارے پھٹنے لگے۔ اسی کی وجہ سے اہل عرب نے چوپایوں کو بھیٹ چڑھانا اور غلاموں کو آزاد کرنا شروع کر دیا۔ یہ لکھ کر سردار عبداللہ بن ابل نے کہا: کھو! جلدی نہ کرو۔ یہ دیکھو وہ لوگ جو ستاروں کو نہ مارتے تھے تم جانتے ہو تو سمجھ لو کہ لوگ فنا ہو گئے، ورنہ خطرے کی کوئی بات نہیں، بلکہ کوئی نئی بات رونما ہوگی۔

﴿سید بن مسروق فی السنن، بیہقی﴾

عقوب بن عقبہ بن مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عرب میں صوبے سے پہلے ستاروں کے ٹوٹنے کے سبب ثقیف خوف زدہ ہوئے اور عمرو بن اسیر کے پاس آئے۔ انہوں نے پوچھا کیا تم نے وہ نئی بات دیکھی جو تمہارے شہر پر آ رہی ہے؟ اس نے شکوہ سے جواب دیا کہا: "ہاں! دیکھی تو ہے۔" مٹھکوں نے پھر عمرو سے کہا: تم توجہ اور غور سے دیکھو کہ وہ بڑے بڑے ستارے آئے دن ٹوٹ رہے ہیں کہ جن کے ذریعہ ہم بہت سی رہنمائی لیتے تھے۔ یہ تو دنیا کے خاتمہ اور فنا کی علامت معلوم ہوتی ہے لیکن یہ ہمارے آسمان کے وہ مستقل ستارے نہیں ہیں کوئی دوسرے روشن شے ہیں تو پھر شاید عرب میں کوئی پیغام لانے والا آیا ہوگا۔"

﴿ابن سعد﴾

کاہنوں کی خبریں منقطع:

حضرت مرداس بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں تھا کہ یحییٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے نبی کریم ﷺ سے کہا: اور آپ کے ظہور سے کاہنوں کے جو سلسلہ اخبار منقطع ہوا، اس کا ذکر کیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہماری قوم میں ایک ضلع نامی عورت تھی ہم اسے ہرگز یہ سمجھتے تھے ایک روز وہ ہمارے پاس آئی اور اس نے کہا: "اے دوں کے لوگو! تم نے مجھ سے بھلائی کے موا اور کوئی چیز نہیں معلوم کی۔" ہم نے جواب دیا: وہ کون سی بات ہے جس کی وجہ سے تم یہ کہتی ہو؟ اس نے کہا: "میں اپنی بکریوں کے ریوڑ میں تھی کہ انعت مجھ پر تار کی مسلط ہو گئی اور میں نے اس طرح محسوس کیا کہ جس طرح عورت مرد کے ساتھ (بناغ کے موقع پر) جھکھکھاتی رہتی ہے اس کے بعد مجھے اندیشہ ہو گیا کہ میں حاملہ ہو گئی تھی کہ بچے کی پیدائش کا وقت آ گیا اور میرے بطن سے لنگے ہوئے کانوں والا بچہ پیدا ہو گیا۔ اس کے دونوں کان کتے کے کانوں سے مشابہ تھے۔ وہ بچہ اس قابل ہو گیا کہ دوسرے بچوں کے ساتھ بیٹے لگا۔ پھر ایک دن وہ خوب اچھلا کودا اور اپنا قبیلہ کھول کر پھینک دیا اور اونچی آواز سے چیخا اور کہا: "ہائے ویلا ہائے ویلا! اس پہاڑ کے پیچھے گھوڑے ہیں اور ان پر حسین و خوبصورت جوان ہیں۔" پھر لوگ سوار ہو کر پہاڑی کے عقب میں گئے اور اس میں سواروں کو موجود پایا اور ان کو رہنمائی دیا اور ان کا سامان چھین لیا۔ وہ بچہ جو کچھ کہتا وہی ہوتا اور اسے اللہ تعالیٰ کے رسول اللہ ﷺ!

جب آپ ﷺ کی بیعت کا زمانہ آیا تو وہ بھی قی خبریں دینے لگا، ہم نے اس سے کہا تیری خرابی ہو تو بر خیر تقو اور جھوٹی دینے لگا ہے۔ اس نے کہا میں نہیں جانتا مجھے وہی جھوٹا کر رہا ہے جو پہلے سچا کرتا تھا۔ مجھے تین دن کسی گھر میں قید کر کے رکھو، پھر میرے پاس آؤ تو ہم نے ایسا ہی کیا تین دن کے بعد ہم گئے اور اس کو کھولا دیکھا تو وہ آگ کا انکار دے رہا تھا۔

اس نے کہا: "اے دونوں لوگو! آسمان کی حفاظت کی جاتی ہے اور خیر الایمان، علیہم السلام نے ظہور فرمایا ہے۔" ہم نے پوچھا: "اس مقام پر؟" اس نے جواب دیا: "مکہ میں۔" پھر اس نے کہا: میں سرودہ تو ہو چکا ہوں، مجھے پہاڑ کی چوٹی پر اٹھ کر دو کیونکہ میں آگ بھڑکاؤں گا، جب تم مجھے آگ بھڑکاتا دیکھو تو مجھے تین پتھر مارنا اور ہر پتھر کے مارے وقت "یا سحک البھنم" (یعنی اللہ کے نام سے آواز ہے) کہنا۔ اس کے بعد میں بھڑکنے سے رک جاؤں گا اور میری آگ سرد ہو جائے گی۔ پھر ہم نے ایسا ہی کیا اور کچھ ماہ بعد حاجیوں نے مکہ سے واپس آ کر ہم کو آپ کی موت اور آپ ﷺ کی طرف سے دعوت اسلام کی خبر دی۔

﴿قرائلی البدائع، ابن عساکر﴾

نہری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ پہلے آسمانی خبریں سننی جاتی تھیں۔ اسلام کے آنے کے بعد مسدود ہو گئیں۔ بنی اسد کی ایک عورت سعیدہ ثانی کے ایک بن تابع تھا جب اس کو آسمانی خبریں لاتے پر قدرت نہ رہی تو ایک دن وہ اس عورت کے سینہ میں داخل ہو کر قیضے لگا:

"ہم اتحاد ختم ہو گئی، گھر نہیں آؤ لکھیں اور ایسا حکم آیا جس (کے مقابلہ) کی طاقت نہیں، اور احمد رحمہ اللہ نے زمانہ کو حرام کر دیا۔"

﴿ابن سعد، الإیضیم﴾

نہری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کی آمد سے شیاطین کو آسمانی خبریں سننے سے روک دیا۔ گہانت منقطع ہو گئی، اب گہانت کا وجود نہیں۔

﴿بخاری﴾

حضرت نافع بن جبر رحمہ اللہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ شیاطین جاہلیت کے دور میں آسمانی خبریں سن لیا کرتے تھے اور انہیں مارا نہ جاتا تھا، مگر جب سے نبی کریم ﷺ مبعوث ہوئے، آگ کے گولوں سے ان کو مارا جاتا ہے۔

﴿راشدی، الإیضیم﴾

ابلیس کو جبرئیل رحمہ اللہ کی مار:

حضرت عطاء رحمہ اللہ حضرت ابن عباس رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ شیاطین آسمانی خبریں اچک لیا کرتے تھے جب سے نبی کریم ﷺ مبعوث ہوئے ان کو روک دیا گیا جس کی اطلاع انہوں نے

ابلیس کو دی۔ اس نے کہا کوئی نئی بات واقع ہوئی ہے پھر وہ جبل ابوقیس پر چڑھا اور اس نے حضور نبی کریم ﷺ کو مقام ابراہیم کے پیچھے نماز پڑھتے دیکھا۔

اس نے کہا میں جاتا ہوں اور ان کی گردنیں توڑے دیتا ہوں تو وہ آیا اس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے پاس تھے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اس کے ٹھوکر ماری اور وہ فلاں مقام پر گرا۔

﴿واللہ کی، الوہیم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب نبی کریم ﷺ کو مبعوث فرمایا تو ابلیس نبی کریم ﷺ کے قریب آ کر اپنا فریب چلانا چاہتا تھا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام اس پر ٹوٹ پڑے اور اس کو شانہ کے اٹارے سے وادی اردن میں پھینک دیا۔

﴿الوہیم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ بہ حالت نماز عجدہ میں تھے تو ابلیس آیا اور اس نے چاہا کہ آپ ﷺ کی گردن پر حمل کرے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے پھونک ماری اور وہ اردن چا گیا۔

﴿والشیخ، الوہیم بطبرانی﴾

مشرکین شعراء فصحاء کا اعجاز قرآن تسلیم کرنا:

مشرکین عرب میں نزول قرآن کے وقت بڑے بڑے خطیب اور ماہرین زبان اور زبردست بلغ و فصیح کا ہن موجود تھے۔ ان اہل کمال کو اعتراف تھا کہ قرآن کے اسلوب بیان کو اعجاز حاصل ہے اور خود اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

قُلْ لِّیْنَ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰی اَنْ یَّاتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ
بِمِثْلِهٖ وَلَوْ کَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا

﴿سورہ النحلہ امثال﴾

ترجمہ: ”تم فرماؤ اگر جنس اور جن سب اس بات پر متفق ہو جائیں کہ اس قرآن کی مانند لے آئیں تو اس کا مثل نہ لائیں گے اگرچہ وہ ایک دوسرے کی آپس میں مدد کریں۔“

اور مزید اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ اِنْ کُنْتُمْ فِی رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا لَا تُؤْمِنُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ بَيْنِهٖ وَ اذْعُوْا هٰذَا
کُمْ مِّنْ ذُوْنِ الْاِلٰہِ اِنْ کُنْتُمْ حٰدِثِیْنَ ۝ لَّیْنُ تَفْعَلُوْا و لٰی تَفْعَلُوْا فَاُتَقُوْا النَّارَ

﴿سورہ البقرہ﴾

ترجمہ: ”اور اگر تمہیں شک ہو اس میں جو ہم نے اپنے (اس خاص) بندے پر اتارا تو اس جیسی ایک سورت لے آؤ اور اللہ کے سوا اپنے سب حماقوں کو بلاؤ اگر تم سچے ہو پھر اگر نہ لاسکو اور ہم فرمائے دیتے ہیں کہ ہرگز نہ لاسکو گے تو اوروں آگ سے۔“

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَلْيَاثُوا بِحَدِيثِ مَطْلَبِهِ إِنَّ كَثَرُوا حَصَادِيْنِ

﴿سورہ الطور﴾

ترجمہ: ”تو قرآن کی مانند ایک بات ہی لے آؤ اگر سچے ہو۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انبیاء علیہم السلام میں سے ہر نبی کو جو چیز (کتاب و شریعت) دی گئی، وہ اس دور کے انسانوں کیلئے اور ان کے حال کے مطابق تھی۔ بلا شک و شبہ مجھے جو چیز دی گئی وہ وحی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے میری طرف بھیجا ہے، میں امید رکھتا ہوں کہ میرا اتباع کرنے والے ان سے زیادہ ہوں گے۔

علماء نے فرمایا ہے کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو جتنے معجزات دیئے گئے تھے، وہ ان کے زمانے کے قسم ہونے کے بعد خود بخود ختم ہو گئے۔ ہر نبی کو عطا کردہ معجزات کا مشاہدہ اسی نبی کی امت نے کیا (جو اس کے زمانہ میں موجود تھی) لیکن قرآن کا معجزہ قیامت تک باقی رہنے والا ہے۔ قرآن کریم اپنے اسلوب بیان، اپنی بلاغت اور اپنے نمکی اخبار میں ایک فرق عادی اور معجزہ ہے اور کوئی زمانہ ایسا نہیں گزر سکا کہ جس کی بابت قرآن نے خبر دی ہے کہ آئندہ ایسا ہوگا وہ خبر وہی نبی واقع ہوئی ہو (قرآن خبر کے مطابق واقعہ ظہور میں آیا) چنانچہ اس خبر کی صداقت قرآن مجید کے دعویٰ صحت پر دلالت کرتی ہے۔

﴿بخاری﴾

بعض علماء نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک کے یہ معنی بیان کیے ہیں کہ انبیاء سابقہ کے معجزات کسی تھے وہ نگاہوں سے مشاہدہ کیے جاسکتے تھے جیسے حضرت صالح علیہ السلام کا ناقہ، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا ہے اور قرآن شریف کے معجزات بصیرت سے مشاہدہ ہوتے ہیں تو جو لوگ قرآن شریف کا اتباع بصیرت سے کرتے ہیں، ہرچہ بصیرت دوسروں سے زیادہ ہوں گے۔ قرآن کریم ایسی ظاہری و باطنی جامعیت، ایجاز، معنوی خصوصیات کا حامل ہے اور یہ لحاظ اسلوب بیان، لطافت زبان، محاورہ عرب، فصاحت و بلاغت اور تاثیر میں اس درجہ پر ہے کہ بلا استثناء کوئی کتاب اس کے مقابل میں نہیں لائی جاسکتی۔

قرآن کریم کی تاثیر:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ولید بن مغیرہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قرآن پاک پڑھ کر سنایا۔ ولید بن مغیرہ پر رقت طاری ہو گئی۔ یہ بات ابو جہل کو معلوم ہوئی تو وہ اس کے پاس آیا اور کہا: اے چچا! قوم کا ارادہ ہے کہ تمہارے لیے مال جمع کرے۔ ولید نے پوچھا کس لیے؟ اس نے جواب دیا: اس لیے کہ وہ تمہیں دیا جائے کیونکہ تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس لیے گئے کہ جو شے ان کے پاس ہے تم اس کی تمنا رکھتے ہو۔ ولید نے کہا: تم یہ تو جانتے ہو کہ قریش میں سرمایہ داروں کے لحاظ میں کافی سرمایہ دار ہوں۔

ابو جہل نے کہا: ”عمو (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں تم کچھ بتاؤ تاکہ وہ قریش کو معلوم ہو اور وہ سب

جان لیں کہ تم ان کے منکر ہوا اور نفرت کرتے ہو۔

ولید نے جواب دیا: ”میں عرض کروں؟ یہ حقیقت ہے کہ زبان و ادب اور اس کی لطافتوں اور نزاکتوں کو سمجھنے والا کوئی مجھ سے بہتر نہیں ہے اور میں اس کا اعتراف نہ کرنا نا انصافی سمجھتا ہوں کہ محمد (ﷺ) جو کلام پڑھتے ہیں، اس کے مقابلہ میں کوئی دوسرا کلام نہیں کہا جاسکتا، بلاشبہ وہ ایک عجیب نادر اور نیک کلام ہے اور تاثیر کے اعتبار سے سحر آفریں ہے۔“

ابو جہل نے پھر کہا: ”قوم اس بارے میں آپ کے خیالات سے واقف ہونا چاہتی ہے۔“ ولید نے کہا: ”مجھے مہلت دو کہ میں سوچ سکوں۔“ چنانچہ ولید نے بعد میں کہا: ”محمد (ﷺ) کے پاس جو کلام ہے وہ ان کا ذاتی نہیں بلکہ القاد والہام کے ذریعہ لکھا ہوا معلوم ہوتا ہے۔“ اس موقع پر اس آیت کا نزول ہوا۔ ﴿عَامَّ بَنِي﴾

حج کے موقع پر مشرکین کی شرارت اور نبوت کا چرچا:

حضرت عمرؓ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ولید بن مغیرہ اور قریش کے چند افراد جمع ہوئے۔ ولید ان میں عمرؓ سے تھا اسی نے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا: ”زمانہ حج نزدیک ہے میرا خیال ہے مختلف علاقوں کے وفود تمہارے پاس آکر محمد (ﷺ) کے بارے میں دریافت کریں گے کیونکہ انہوں نے اس بارے میں کچھ نہ کچھ سن رکھا ہوگا۔ لہذا تم سب کسی رائے پر اتفاق کر لو تاکہ ہماری باتوں میں تناقض اور تضاد نہ ہو۔“

لوگوں نے جواب میں کہا: ”اے عبد شمس! آپ ہی مشورہ دیجئے کہ کیا کہا جائے؟“ ولید سوچتا رہا اور پھر اسی نے کہا: ”تمہیں! میں تمہارے خیالات سننا ہی بہتر سمجھتا ہوں۔“ قریش نے کہا: ”ہم کاہن بتائیں گے۔“ ولید نے کہا: ”وہ کاہن تو نہیں ہیں، تم نے کاہنوں کو دیکھا ہے اور کلام بھی سنا ہے مگر ان کا کلام تو کاہنوں کا سابیہ معنی زحر مد نہیں ہے۔“ اس کے بعد لوگ کہنے لگے: ”مجنون بتادیں گے۔“ ولید نے پھر مخالفت کی اور کہا: ”وہ حواس باختہ، پریشان خیال اور ہذہ بانی نہیں، حالانکہ ہر مجنون میں ایسا ہی کچھ ہوتا ہے۔“ لوگوں نے پھر کہا: ”شاعر بتایا جاسکتا ہے۔“ ولید نے کہا وہ شاعر بھی نہیں کہ ہم اعتناق شعر ”وَجَزْزْ هَزْجٌ قَرِيفٌ مَقْبُوضَةٌ مَسْئُوطَةٌ“ وغیرہ سب سے واقف ہیں مگر محمد (ﷺ) کا کلام بے نظیر اور بے مثال ہے۔

اس کے بعد لوگوں نے کہا: ”ساحر کہہ دیں گے۔“ ولید نے کہا: وہ جادوگر بھی نہیں، ہم میں سے ہر ایک نے ساحروں کو دیکھا ہے ان کے انداز کلام میں تو جھٹ پھونک اور گرہ بندی لازمی طور پر ہوتی ہے۔ لوگوں نے کہا: ”اے عبد شمس! تم ہی بتاؤ، لوگوں کو محمد (ﷺ) کے بارے میں کیا جواب دو گے؟“ اب ولید نے کہا شروع کیا: ”واللہ ان کے کلام میں تو عجیب ملاوت ہے، تازگی اور لذت ہے تو تم بیان کرو یا توں میں سے جو بھی کہو گے، جھوٹ سمجھا جائے گا۔“

بہر حال قرین عقل یہ ہے کہ ساحر کہو اور بتاؤ کہ یہ ساحر لوگوں کے درمیان جدائی ڈالتا ہے۔ لوگوں

گو باپوں سے، بیویوں سے بھائیوں سے اور خاندان سے کاٹ دیتا ہے۔ "پس لوگ اس کی رائے سے اتفاق کر کے اس اجتماع سے رخصت ہو گئے اور جب حج کا زمانہ آیا تو ہر طرف سے لوگ آ کر بیت اللہ کے طواف کیلئے جمع ہونے لگے اور مشرکین قریش ان کو نبی کریم ﷺ سے برگشتہ کرنے کیلئے ان کے اجتماعات اور دارالافتاحوں میں جانے آنے لگے۔ جو بھی ان کے پاس آتا وہ نبی کریم ﷺ کے بارے میں اسے ڈراتے اور بچنے کی ترغیب دیتے رہے۔

اللہ تعالیٰ نے ولید بن مغیرہ کے بارے میں "قَدْ لَئِنِ وَ مِّنْ خَلْقٍ وَ جَبَدًا (الی قولہ) مَا ضَلَّ بِهٖ سَفَرًا آیتیں نازل فرمائیں اور نیز ان لوگوں کے بارے میں جنہوں نے اس جھوٹے بیروہ پیگنڈے میں ولید کو اپنا تاکہ اور پیشوا بنالیا تھا۔ آیت کریمہ "الَّذِينَ خَفَلُوا الْقُرْآنَ عَنِّي فَوْرَ رَبِّكَ قَسَسْنَاهُمْ اَنجَمِعِينَ" نازل ہوئی، یہ وہ لوگ تھے جو لوگوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر پاس بٹھاتے اور نبی کریم ﷺ کی برائی اور بد گوئی ان سے کرتے۔

راوی حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا کہنا ہے کہ حج سے فراغت کے بعد جب لوگ اپنے اپنے علاقوں اور قبائل میں واپس ہوئے تو چہ چہ پر رسول کی ﷺ اور آپ کی نبوت کا حج چہ ہو گیا اور اس طرح تمام بلاد عرب ذات نبی ﷺ سے واقف ہو گیا۔

﴿ابن عباس رضی اللہ عنہما﴾

عمری رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ولید بن مغیرہ سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور وہ قرآن حکیم کے بارے میں پوچھ رہا تھا جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کو بتایا کہ وہ اٹھ کر قریش کے پاس آیا اور کہا: "جو کلام ابن ابی کوفہ سناتا ہے وہ بہت ہی عجیب ہے۔ وہ شعر ہے بدعمر، نہ بے معنی نہ گلو ہے، یقیناً ان کا کلام خدا کا کلام ہے۔

﴿ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کہ انھیں بن حارث نے کھڑے ہو کر کہا: "اے قریش بھائیو! تم ایک ایسی الجھن میں مبتلا ہوئے ہو کہ اس سے پہلے نہ ہوئے تھے جب حضرت محمد ﷺ تو جوان تھے تو وہ تمہارے اندر سب سے زیادہ پسند کیے جاتے اور وہ سب سے زیادہ صادق القول اور امانتدار سمجھے جاتے تھے اور جب وہ جوان ہوئے اور ان کی تہاد میں مزید پختگی اور خوب میں ممانت کا نکسار آ کر ان کی خوبیوں میں اور جلاء ہو گئی اور وہ خدا کا کلام لے کر آئے تو پھر تم اسی جامع مناسبات کو ساحر کہنے لگے، حالانکہ عمر سے ان کو کیا نسبت۔ کاہن کہنے لگے وہ ان حالیکہ کہانت سے ان کو کیا سروکار، بخنواں کہنے لگے یا وجوہ یہ کہ جنوں سے ان کو کیا علاقہ۔ پس اسے برا اور ان قریش! انصاف کر کے اپنے رویہ پر نظر مانی کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے تم پر احسان عظیم فرمایا ہے کہ تمام عالم آباد کو چھوڑ کر تمہارے اندر سے ایک نبی کو اٹھایا ہے۔

﴿ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما﴾

قرآن کی صداقت:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جماعت قریش نے ابو جہل بن علم سے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت دین عوامی تحریک کی صورت حال اختیار کرتی جا رہی ہے، تم ایسے کسی شخص کو منتخب کرو جو سحر، کہانت اور شعر سے بخوبی واقف ہو۔ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جائے اور ان کے عزائم و اغراض کے بارے میں ان سے گفتگو کر کے ہمیں اطلاع دے۔ جب نے کہا: میں سحر کہانت اور شعر کی حقیقتوں سے بخوبی واقف ہوں لہذا وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہا: "اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ بہتر ہیں، یا ہاشم؟ آپ بہتر ہیں، یا عبدالمطلب؟ آپ بہتر ہیں یا عبد اللہ؟ مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے اور کوئی جواب نہ دیا۔

جب نے پھر کہا: "آپ کس لیے ہمارے معبودوں کو برا اور ہمارے اسلام کو گمراہ بتاتے ہیں؟ اگر آپ کو حکومت و ریاست کی خواہش ہے تو ہم جہذا آپ کیلئے بلند کیے دیتے ہیں اور آپ کو اپنا سرور و بنا لیتے ہیں اگر چہی میلان ہے تو وہی ایسی عورتوں سے شادی کرا دیتے ہیں جو آپ کو محبوب ہیں۔ اگر دولت و سرمایہ کی ضرورت ہے تو ہم لا کر آپ کی خدمت میں ڈھیر کروں گے۔ یہ آپ کی ضرورت سے زیادہ اور آپ کی آئندہ نسلوں تک کو کافی ہوگا۔" آپ خاموش رہے اور کوئی جواب نہ دیا اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھ لیا کہ جب اپنا سلسلہ کلام ختم کر چکا تو پھر آپ نے یہ آیات پڑھیں:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حم ۝ تَنْزِيلُ مِنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ كَتَبْنَا فُصِّلَتْ اٰیَةُ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا
لَعَلَّكُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ بَشِیْرًا وَ نَذِیْرًا ۝ فَاَعْرَضُوْا عَنْهُ ۝ اَكْثَرُهُمْ فَهَمٌ لَا یَسْمَعُوْنَ ۝ وَ قَالُوْا
قُلُوْبُنَا فِیْ اَكْتِهٍ ۝ مَّا نَدْعُوْا اِلَیْهِ وَ فِیْ اَفْاٰنَا وَ قُرُوْا مِنْۢ بَیْنِكُمْ
حِجَابًا ۝ فَاَعْمَلُ الْاِنَّا عَمِلُوْنَ ۝ قُلْ اِنَّمَا بُشِّرْتُكُمْ یٰوْحٰی اِلٰی اِنَّمَا اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ
وَاحِدٌ ۝ فَاسْتَقِیْمُوْا اِلَیْهِ وَ اسْتَغْفِرُوْهُ ۝ وَرَبُّكَ لِلْمُشْرِكِیْنَ اِلٰهٌ لَا یُؤْنُوْنَ
الزَّكٰوَةَ بِالْاٰخِرَةِ ۝ هُمْ كَافِرُوْنَ ۝ اِنَّ اِلٰهَیْنَ اَعْبَدُوْا الصُّلٰحٰتُ لَهُمْ اَجْرٌ
غَیْرُ مُنْعُوْنَ ۝ قُلْ اِنَّكُمْ لَكٰفِرُوْنَ بِالَّذِیْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِیْ یَوْمَیْنٍ وَ تَجْعَلُوْنَ
لَهُ اِنْدَادًا ۝ ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ وَ جَعَلَ بَیْنَهَا رَوَاسِیَ مِنْ فَوْقِهَا وَ بَرَكَ
فِیْهَا وَ قَدَّرَ فِیْهَا الْاَوَاقِیْتَ فِیْ اَرْبَعَةِ اَیَّامٍ ۝ سَوَآءٌ لِّلشَّٰقِیْلِیْنَ ۝ ثُمَّ اَسْرٰی اِلٰی
السَّمَآءِ وَ مِنْ دُخَانٍ فَقَالَ لَهَا وِلِلْاَرْضِ نَبِیًّا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا ۝ قَالَا اِنَّمَا
طَاعَتِنِ ۝ فَفَضَّلْنٰ سَبْعَ سَمَوَاتٍ فِیْ یَوْمَیْنٍ وَ اَوْحٰی فِیْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرًا ۝ وَ
رَبُّنَا السَّمَآءِ الدُّنْیَا بِمَصَابِیْحٍ وَ حِفْظًا ۝ ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ۝ فَاِنْ
اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَتَدْرِكُكُمْ صَبْعَةٌ مِّنْ ثَلٰثِ صَبْعَةٍ غَآدٍ وَ قَمُوْدٌ ۝

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان اور رحم والا ہے ترجمہ: "یہ اتارا ہے بڑے رحم والے سہریاں کا ایک کتاب ہے جس کی آیتیں مفعول فرماں گئیں عربی قرآن عقل والوں کیلئے خوشخبری دیتا اور ڈرستانا تو ان میں اکثر نے منہ پھیرا تو وہ سنتے ہی نہیں اور بولے ہمارے دل غلاف میں ہیں۔ اس بات سے جس کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو اور ہمارے کانوں میں ٹینٹ (دوٹی) ہے اور ہمارے اور تمہارے درمیان روک ہے تو تم اپنا کام کرو اور ہم اپنا کام کرتے ہیں، تم فرماؤ آدمی ہونے میں تو میں تمہیں جیسا ہوں مجھے وحی آتی ہے کہ تمہارا محبوب ایک ہی معبود ہے تو اس کے حضور سیدھے رہو اور اس سے معافی مانگو اور خرابی ہے شرک والوں کو جو زکوٰۃ نہیں دیتے اور وہ آخرت کے منکر ہیں، بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے ان کیلئے بے انتہا ثواب ہے، تم فرماؤ کیا تم اس کا انکار رکھتے ہو جس نے دوزخ میں زمین بنائی اور اس کے ہمسفر ٹھہراتے ہو وہ سارے جہاں کا رب ہے اور اس میں اس کے اوپر سے نگر ڈالے (بھاری بوجھ رکھے) اور اس میں برکت رکھی اور اس میں اس کے بسنے والوں کی روزیاں مقرر کیں۔ یہ سب ظاہر چاروں میں ٹھیک جواب پوچھتے والوں کو پھر آسمان کی طرف قصد فرمایا اور وہ دھواں اٹھا تو اس سے اور زمین سے فرمایا کہ دونوں حاضر ہو، خوشی سے یا نہ خوشی سے۔ دونوں نے عرض کیا ہم رحمت کے ساتھ حاضر ہوئے تو انہیں پورے سات آسمان کرویاہ دوزخ میں اور ہر آسمان میں اسی کے کام کے کہ احکام بھیجے اور ہم نے نیچے کے آسمان کو چراغوں سے آراستہ کیا اور تمہاری کیلئے یہ اس عزت والے علم والے کا ٹھہرایا ہوا ہے پھر اگر وہ منہ پھیریں تو تم فرماؤ میں تمہیں ڈراتا ہوں ایک کڑک سے جیسی کڑک عاوا اور شموہ پر آئی تھی۔"

جب نبی کریم ﷺ یہاں تک پہنچے تو عتبہ میں مجال سماعت نہ رہی، اس نے قسم دے کر آپ کو آگے بڑھنے سے روک دیا اور رحم کی بھیک مانگ کر کہنے لگا کہ اس کو ایسے عذاب سے دور رکھیں۔ عتبہ یہاں سے نہ اپنے گھر گیا نہ ان لوگوں کے پاس پہنچا تو ابو جہل نے کہا:

"اے گروہ قریش! ہم کو کہیں پر عتبہ نظر نہیں آتا۔ شاید وہ محمد (ﷺ) کی طرف مائل ہو گیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ اسے کوئی حاجت درپیش ہے پھر وہ عتبہ کے پاس آئے۔ ابو جہل نے کہا: "عتبہ! ہمارا خیال ہے کہ تو کسی طمع کا فکار ہو کر محمد (ﷺ) کی طرف مائل ہو گیا ہے اگر تجھے مالی اعانت کی ضرورت ہے تو ہم اس کو پورا کرنے کیلئے تیار ہیں، تاکہ پھر تو محمد (ﷺ) سے بے نیاز ہو جائے۔" یہ سن کر عتبہ غصیناک ہو گیا اور قسم کھا کر بولا کہ "میں محمد (ﷺ) سے کبھی بات نہ کروں گا۔ تمہیں معلوم ہے کہ میں تم میں سب سے زیادہ مالدار ہوں اس وجہ سے میں کسی سے اعانت کا طالب نہیں۔"

سنو! جب میں محمد (ﷺ) کے پاس حاضر ہوا تو انہوں نے ایسے نکام کے ساتھ جواب دیا کہ خدا کی قسم! نہ تو وہ سحر ہے اور نہ وہ شہر و کہانت ہے انہوں نے میرے جواب میں پڑھا: حَمْدٌ تَبْرُئُ مِنَ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ لَا ضَيْقَ فَنَلْ ضَيْقَةَ عَادٍ وَ نُسُوحٌ پھر میں نے ان سے التجا کی اور ان کو آگے بڑھنے سے روک دیا اور ان سے رحم کی بھیک مانگی تاکہ وہ اس عذاب میں مجھے مبتلا نہ کریں اور یہ تو تم

جانتے ہو کہ محمد (ﷺ) جو کچھ فرماتے ہیں وہ بھوت نہیں ہوتا لہذا ڈرتا ہوں کہ کہیں تم پر عذاب نہ نازل نہ ہو جائے۔ میرا کہنا مانو تو ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو اور تعرض نہ کرو، اگر وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے تو ان کا ملک اور ان کی عزت تمہارا ملک اور تمہاری عزت ہوگی۔

﴿یعنی اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی ایسی ہی روایت نقل کرتے ہیں جس میں تفصیل کے بجائے اجمال اور اختصار ہے۔﴾

﴿ابن ابی شیبہ، یعنی ابو نعیم﴾

ابو جہل اور دیگر مشرکین کا راتوں کو چھپ کر قرآن سننا:

زہری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ابو جہل، ابوسفیان اور غنم بن شریق ایک شب میں نبی کریم ﷺ سے کلام اللہ سننے کی نیت سے روانہ ہوئے۔ نبی کریم ﷺ اس وقت مصروف نماز تھے یہ تینوں اشخاص اندھیرے میں اپنے اپنے زادیوں پر بیٹھ کر نبی کریم ﷺ کی تلاوت سے کچھ اس طرح لذت اندوز اور متاثر ہوئے کہ خبر نہ ہوئی اور پوری رات گزر گئی۔ طلوع فجر پر جب جانے لگے تو تینوں نے ہم ایک دوسرے کو دیکھا اور سب پر انتقال طاری ہو گیا۔ تین راتیں اسی طرح عمل ہوتا رہا اس کے بعد غنم، ابوسفیان کے گھر پر آیا اور کہا اس کلام کے پارے میں تمہاری کیا رائے ہے جس کو محمد (ﷺ) سے سنا ہے؟ ابوسفیان نے جواب دیا: ”میں اس کلام کو اور اس کے تاثر کو محسوس کرتا ہوں۔“

اس کے بعد غنم ابو جہل کے پاس پہنچا اور اس سے کہا: اے ابوالقلم! اس کلام کے پارے میں جو ہم نے محمد (ﷺ) سے سنا ہے تمہاری کیا رائے ہے۔ ابو جہل نے کہا کہ میں نے کیا سنا ہے اسے سنو! ہم اور نبی عبد مناف شرف میں ہمیشہ جھگڑا کرتے تھے اگر انہوں نے کھانا کھلایا تو ہم نے بھی کھانا کھلایا۔ انہوں نے لوگوں کو سواریاں دیں تو ہم نے بھی لوگوں کیلئے سواریاں فراہم کیں، انہوں نے لوگوں کو مال دیا تو ہم نے بھی دیا۔ یہاں تک کہ ہمارے اور ان کے درمیان یہ مسابقت چاری رہی اور اس دوڑ میں ہم اور وہ برابر رہے تو نبی عبد مناف نے از روئے غرور شرف کیا کہ ہم میں ایک نبی ہو گا جس پر آسمان سے وحی نازل ہوگی تو اگر ہم نے اس نبی کو پایا تو خدا کی قسم! ہم اس پر کبھی ایمان نہیں لائیں گے اور ہم اس کی تصدیق نہیں کریں گے، غنم ابو جہل کی یہ باتیں سن کر اٹھ کھڑا ہوا۔

﴿ابن اسحاق، یعنی﴾

حضرت معمر بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سب سے پہلا دن جب ہم نے نبی کریم ﷺ کی شان رسالت کو پہچانا وہ دن تھا کہ میں اور ابو جہل شہر مکہ کی ایک گلی میں جا رہے تھے، ہماری ملاقات نبی کریم ﷺ سے ہو گئی۔ آپ نے ابو جہل سے فرمایا: ”ابوالقلم! اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ کی طرف آؤ۔“ ابو جہل نے جواب دیا: ”محمد (ﷺ) کیا تم ہمارے معبودوں کو برا کہنے سے باز نہ آؤ گے؟ جو کچھ تم کہتے ہو اگر میں اسے حق جانتا تو ضرور اتباع کر لیتا۔“

اس کے بعد آپ ﷺ تشریف لے گئے اور ابو جہل نے مجھ سے کہا: ”میں جانتا ہوں کہ وہ سچے

ہیں لیکن قصی کی اولاد سے ہیں۔ قصی کے لوگوں نے کہا ہم غلاف کہہ چکے ہیں، ہم مشار ت کیلئے عمروہ کو منظم رکھتے ہیں، ہمارا الواء ہے ہم میں سقایہ ہے پھر انہوں نے کہا: ہم میں اس کا ثیاء ہے، میں نے کہا ہم چاروں باتوں کو تسلیم کرتے ہیں مگر خدا کی قسم پانچویں دعوے کو ہرگز نہ مانیں گے۔

﴿تیسری﴾

زمزم کی برکت:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرا بھائی انیس جو مکہ گیا تھا اس نے آکر بتایا کہ میں نے حرم میں ایک شخص سے ملاقات کی جو کہتا ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے۔ میں نے پوچھا لوگ اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ انیس نے جواب دیا: لوگ اسے شاعر، سار اور کاکھن کہتے ہیں اور انیس شعر و ادب میں پاکیزہ ذوق رکھتا تھا۔ انیائے عرب اس کی اس حیثیت کو تسلیم کرتی تھی اور وہ بڑا سمجھدار اور فہم و ادراک والا شخص تھا لہذا میں نے خود اس کا تاثر لیا تو اس نے کہا میں نے کانہوں کو بہت قریب سے دیکھا ہے، وہ کاکھن نہیں ہے۔ اوپ و شعر کی اصناف میں سے کسی صنف سے ان پر جو کلام نازل ہوا ہے تعلق نہیں رکھتا۔ اس وجہ سے میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ وہ سچے ہیں اور بدگو لوگ متعصب اور جھوٹے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اس کے بعد میں خود مکہ آیا اور پورے تیس دن منظم رہا مجھے خود نوشت کے حلقے میں آپ زمزم کے سوا کچھ دستیاب نہ تھا مگر مجھے کرسٹل تھی نہ نگاہت بلکہ میں اور بھی قرینہ اور چشت ہو گیا۔

﴿چوتھی﴾

زہری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اسعد بن زرارہ نے بیعت عقبہ کے دن حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہم نے قریب و بعید اور ذی رحم و رشتہ کو چھوڑ دیا اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اللہ کے بھیجے ہوئے ہیں، وہ دروغ کو نہیں اور یہ کہ جو کلام آپ لائے ہیں، اس کے مشابہہ کسی بشر کا کلام نہیں ہو سکتا۔

﴿پنجمی﴾

ابن اسحاق رحمہ اللہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی سلمہ کے ایک شخص نے بیان کیا کہ جب میرے قبیلے کے لوگ اسلام لائے تو عمرو بن الجوح نے اپنے بیٹے سے کہا: تو نے جو کلام محمد (ﷺ) سے سنا ہے اس میں سے کچھ مجھے بھی سنا تو بیٹے نے عمرو کو "أَلْحَقْتُكَ اللَّهُ رَبَّ الْعَالَمِينَ" سے جڑا دیا "وَالْمُسْتَفْهِم" تک پڑھ کر سنایا۔ اس پر عمرو نے کہا یہ کلام کس قدر حسین و جمیل ہے۔ کیا حضور نبی کریم ﷺ کا سارا کلام ایسا ہی ہے؟ بیٹے نے کہا: اباجان! سب ایسا ہی ہے۔

﴿اویسیمی﴾

قرآن بن کر ایک ہزار مسلمان ہو گئے:

قصی و زہری رحمہم اللہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں قیس سیسی رضی اللہ عنہ آیا۔ اس

نے نبی کریم ﷺ سے کلام اللہ کی تلاوت سن کر کچھ سوالات کیے اور نبی کریم ﷺ نے جوابات دیے۔ اس کے بعد وہ اسلام لے آیا اور بنو سلیم میں واپس جا کر کہا:

”میں نے روم و ایران کا ادب لطیف، عرب شعراء کی تلیقات، کافروں کی کہانت اور حمیر کے مقالات اور کلام سنا ہے۔ لیکن ان سب کا کلام محمد ﷺ کے کلام کی حکمت و حسن سے قطعاً مناسبت نہیں رکھتا لہذا میرا مشورہ قبول کرو تو رسول اللہ ﷺ کی اطاعت میں خود کو دے دو اور ان پر نازل شدہ کلام سے استفادہ کرو۔“

پھر بنی سلیم کے لوگ فتح کے سال حاضر ہو کر داخل ملت اسلام ہوئے۔ وہ سات سو اور ایک قول کے مطابق ایک ہزار تھے۔

﴿ان سنہ﴾

وجوہ العجاز قرآن:

تمام دنیا کے دانشمندان اور مفکرین نے ہر ہر رخ سے غور کیا۔ روایت کی کسوٹی پر رکھا تو ہر ایک کو جو مصیبت کے مرض کا مارا نہیں تھا یہی کہنا چاہا کہ قرآن حکیم انسانی کلام نہیں ہے بلکہ ایسا کلام ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا اور نبی کریم ﷺ کا یہ سب سے عظیم معجزہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نصیحان عرب کو لٹکا دیا اور فرمایا: ”فَاتُوا بِسُورَةٍ مِّنْ قَبْلِهِ“ لیکن وہ اس کلام الہی کے مقابل میں ایک سورۃ بھی پیش نہ کر سکے۔ پھر یہ قرآن شریف کو ڈھکا چھپا نہیں رکھا گیا، اس کی صداقت اس کے اعجاز کو عام کرنے کیلئے اس کے سنائے کا اہتمام کیا گیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَن آخِذُ بِنَافِثِهِ لَنُصَبِّحَنَّ أَتَّخِذُكَ فَاجِرَةً حَتَّىٰ يَسْمَعَ كَلَامَ اللَّهِ

﴿سورہ التوبہ﴾

ترجمہ: ”اور اے محبوب! اگر کوئی مشرک تم سے ہٹا ہمارے لئے تو اسے پتا دو کہ وہ اللہ کا کلام ہے۔“ اور اگر کلام ربانی سننے کے باوجود ان کے قلوب غیر متاثر رہیں تو یہ اس بات کی دلیل نہیں کہ کلام بے اثر ہے بلکہ ان کے دل مریض ہیں۔ کلام تو یقیناً معجزہ ہے۔

وَقَالُوا لَوْ لَا أَنزَلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِّن رَّبِّهِ ۖ قُلْ إِنَّمَا الْآيَاتُ عِندَ اللَّهِ وَإِنَّمَا أَنَا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ۚ أَوَلَمْ يَكُفِّهِمْ إِنَّا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ ۚ

﴿سورہ العنکبوت﴾

ترجمہ: ”اور بولے کیوں نہ اتریں کچھ نشانیاں ان پر ان کے رب کی طرف سے تم فرماؤ نشانیاں تو اللہ ہی کے پاس ہیں اور میں تو یہی صاف ڈرسانے والا ہوں اور کیا یہ انہیں بس نہیں کہ ہم نے کتاب اتاری جو ان پر پڑھی جاتی ہے۔“ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ قرآن کریم جملہ اس کی نشانوں کے ایک نشانی ہے۔ اہل عرب فصیح و بلیغ انشاء پر دراز، خطیب اور شاعر تھے اور ان کو اس صنعت پر بڑا غرور، گھمٹا اور چنداں بھی تھا۔ لہذا ان کو

تحدی کی گئی اور سال ہا سال کی ان کو مہلت دی گئی مگر وہ ایک چھوٹی سورت بنانے پر بھی قادر نہ ہو سکے، ہر چند کہ وہ اللہ کے قور کو بچانے اور چھپانے پر تلے بیٹھے تھے تو اگر اس سے معارضہ کرنا ان کی قدرت میں ہوتا تو یقیناً قطع حجت کیلئے کام میں لاتے مگر سارے زبان آور عاجز رہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو اس حال میں مبعوث فرمایا کہ عربوں کے اندر اس زمانے میں بڑے بلند پایہ خطیب اور شعراء موجود تھے اور زبان کی لطافت کو پورے طور پر سمجھتے تھے، ان کے ذہنوں میں الفاظ کا بڑا ذخیرہ تھا۔ نبی کریم ﷺ نے تمام اہل عرب کو معارضہ قرآن کی دعوت دی، مگر وہ سب عاجز رہے۔ جن وجوہ کے ساتھ قرآن کے اعجاز کا وقوع ہوا، ان میں لوگوں کا اختلاف ہے اور ان میں کئی قول ہیں جن کو میں نے کتاب تفسیر القرآن میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے ان میں سے چند وجوہ کا خلاصہ یہ ہے۔

○ پہلی وجہ اعجاز یہ ہے کہ قرآن کریم اپنے نظم و اسلوب کی صورت میں عجیب و غریب ہے جو اسلوب عرب کے مطابق نہیں۔ قرآن کریم کی وہ ترتیب و نظم جس کا وہ مال ہے اور اس پر آیات کے مقاطع و کلمات کے قواعد اور عبارت میں اوقاف کا جو نظام ہے، وہ اپنی نظیر آپ ہے۔

○ دوسری وجہ اعجاز یہ ہے کہ قرآن کریم ایسی عجیب و غریب چیزوں پر مشتمل ہے جو اس وقت واقع نہیں ہوئی تھیں اور جب وہ واقع ہوئیں تو ایسی ہی واقع ہوئیں جیسی کہ خبر دی گئی تھی۔

○ تیسری وجہ اعجاز یہ ہے کہ قرآن کریم اور شرائع سابقہ کی خبریں اس قبیل سے تھیں جن کو اہل کتاب میں کوئی شخص اس وقت تک نہیں مان سکتا تھا جب تک کہ وہ اپنی عمر کا بیشتر حصہ اس کی تفصیل میں صرف نہ کر دے، نبی کریم ﷺ ان وجوہ کے ساتھ جن پر منصوص تھیں قرآن کریم میں لے کر آئے حالانکہ آپ اسی تھے پڑھنا لکھا کسی سے نہیں سیکھا تھا۔

○ چوتھی وجہ اعجاز یہ ہے کہ قرآن کریم ضمیر کی کیفیات اور قلب کے احساسات کو بیان کرتا ہے۔ مثال کے طور پر قرآن حکیم نے بیان کیا:

إِذْ نَفُتْ طَائِفَتَانِ مِنْكُمْ أَنْ تَفْشَلَا ﴿سورہ آل عمران﴾

ترجمہ: ”جب تم میں سے دو گروہوں کا ارادہ ہو کہ نامردی کر جائیں۔“

○ اور فرمایا: تَوَقَّلُوا عَلَى اللَّهِ بِمَا نَفُتْ ﴿سورہ المجادل﴾

ترجمہ: ”اپنے دلوں میں کہتے اور اللہ ہمیں عذاب کیوں نہیں کرتا ہمارے اس کہنے پر۔“

○ پانچویں وجہ اعجاز یہ ہے کہ قوم کو عاجز اور ناتوان بنانے کے سلسلے میں بعض تضاد اور اخبار وارد ہوئے مثلاً قرآن نے بتایا کہ فلاں لوگ ایسا نہ کر کیس گئے اور پھر واقعات کی دنیا میں وہ ایسا نہ کر سکے جیسا کہ یہود کے بارے میں بتایا گیا: ”وَلَنْ يَخْشَوْا هَذَا“ یعنی یہود کبھی بھی اس کی آرزو نہ کریں گے۔

○ چھٹی وجہ اعجاز یہ ہے کہ عرب فقہاء شعراء اور ماہرین زبان ایڑی چوٹی کا زور اور احتیاجی و متعلقہ کوششوں کے باوجود معارضت میں ناکام رہے۔

ساتویں وجہ اعجاز یہ ہے کہ سامت قرآن کے موقع پر مخالفوں اور منکروں پر خوف و دہشت پیدا ہو جاتی اور تلاوت کی سامت کے وقت عجیب و غریب طاری ہوتا جاتا جیسا کہ حضرت جمیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کے دل پر عجب و دہشت طاری ہوا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کی نماز چہری میں سورۃ طور کی تلاوت کر رہے تھے جب اس آیت پر پہنچے:

أَمْ خَلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ ۝ أَمْ عَلَّمُوا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ

بَلَىٰ لَا يَخْلُقُونَ ۝ أَمْ عِنْدَهُمْ خَزَائِنُ رَحْمَتِ رَبِّكَ أَمْ هُمُ الْمَصْطَرِفُونَ ۝

﴿سورہ الطور﴾

ترجمہ: ”کیا وہ کسی اصل سے نہ بنائے گئے یا وہ بنائے والے ہیں یا آسمان اور زمین انہوں نے پیدا کیے بلکہ انہیں یقین نہیں یا ان کے پاس تمہارے رب کے خزانے ہیں یا وہ گزروں (حاکم اعلیٰ) ہیں۔“

حضرت جمیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس کلام الہی کو سن کر ایسا محسوس ہوتا تھا کہ شاید میرا دل پارہ پارہ ہو جائے گا اور یہ پہلا موقع تھا کہ اسلام کی صداقت میرے دل میں جا گزری ہوئی۔

آٹھویں وجہ اعجاز یہ کہ نہ تو اس کے پڑھنے والے کا دل بھرتا ہے اور نہ سننے والے کا بلکہ بار بار اس کی تلاوت کیلئے وہ پکارا ہوتا ہے اور ہر بار اس کی لذت بڑھتی جاتی ہے۔ اسی وجہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن پاک کی ایک صفت یہ بھی بیان کی کہ بار بار پڑھنے سے قرآن پاک پرانا نہیں ہوتا۔

نویں وجہ اعجاز یہ ہے کہ قرآن کریم دائمی دنیا تک باقی رہنے والی خدا کی کتاب ہے۔ اس میں کبھی کوئی تحریف نہیں کر سکے گا اور اس کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے خود لی ہے۔

دسویں وجہ اعجاز یہ ہے کہ قرآن کریم میں تمام علوم و معارف کو جمع فرمایا ہے جو کسی کتاب میں کبھی نہیں ہوئے اور نہ آئندہ ہوں گے اور نہ کسی فرد کا علم اس کے چند کلمات اور کلمات کے حروف کا احاطہ کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی اس آخری کتاب میں زندگی کے ہر شعبہ کیلئے اصول و نظام فرمائے ہیں۔

گیارہویں وجہ اعجاز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کی عوامی خصوصیت کو ثواب و عذاب و انعام و عتاب اور رحمت و عقاب کے بین بین دکھا ہے، اس لیے یہ عواموں کو دیتا ہے نہ امید کا دامن چھڑواتا ہے اگر ایک وقت خوف کے سائے پڑنے لگتے ہیں تو معاً دوسرے وقت رجاہ اور امید سے دل کو سہارا ملنے لگتا ہے۔

بارہویں وجہ اعجاز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو دوسری سابقہ کتابوں کیلئے ناسخ قرار دیا اور کتب سابقہ کے اساطیری بیانات کی محنت و عدم کامیاب قرار دیا۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے

إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ يَفُصُّ عَلَىٰ بَنِي إِسْرَءِيلَ أَكْثَرَ إِلَهٍ هُمْ بِهِ يُخْتَلَفُونَ ۝

﴿سورہ اہل﴾

ترجمہ: "بے شک یہ قرآن ذکر فرماتا ہے بنی اسرائیل سے اکثر وہ باتیں جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔"

حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ پہلی چار وجوہ اعجاز قرآن میں ایسی ہیں جن پر اعتقاد کیا گیا ہے اور باقی وجوہ قرآن کی خصوصیات میں پیش پیش ہیں، بقیہ خصائص قرآن سے یہ ہے کہ اس کا نزول سات حروف (لغت) پر ہوا ہے اور یہ کہ اس کا نزول کلزے کلزے اور تھوڑا تھوڑا ہوا ہے اور یہ کہ قرآن حفظ کیلئے بہت آسان کیا گیا ہے۔ (بہت آسانی سے حفظ ہو جاتا ہے۔)

دیکر تمام کتابیں ان تین خصوصیتوں سے عاری ہیں، میں نے پہلی دو خصوصیتوں کو تفصیل کے ساتھ الاقان میں بیان کیا ہے، ان میں سے کچھ حصہ ان خصائص کے بیان میں پیش کرتا ہوں جن کی وجہ سے نبی کریم ﷺ تمام امتیاء علیہم السلام سے ممتاز ہیں۔

قرآن پاک کے اعجاز کی وجوہات ذکر کی گئیں ان میں تیسری، چوتھی، پانچویں، چھٹی وجوہات مخصوص آیات سے تعلق رکھتی ہیں جبکہ باقی وجوہات عام ہیں اور ان کا تعلق ہر آیت سے ہے اور تقریباً ان ستر ہزار کو آٹھ وجوہ میں ضرب دی جائے یا ان آٹھ وجوہ میں اول کی دو وجوہ پر ضرب دو یا ساتویں آٹھویں اور نویں وجوہ اور معرفت سے اگر ضرب دیا جائے تو معجزات کی یہ تعداد لاکھوں پر پہنچے گی اگر کوئی شخص یہ چاہتا ہے کہ پہلی دو وجوہ کے اعتبار سے قرآن پاک کے معجزات سے واقف ہو تو وہ ہماری کتاب الاقان ملاحظہ کرے پھر ہماری کتاب اسرار التزیل کا بغور مطالعہ کرے، ان دونوں کتابوں میں قاری اس سلسلہ میں مستفاد جائے گا کہ اس کی تحقیق دور ہو جائے گی۔

حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ فرمایا کہ قرآن پاک کے اس انداز کو جان لینے کے بعد کہا جاسکتا ہے کہ بے شک ہزار یا دو ہزار چھ ان کا حصہ نہیں بلکہ وہ اتنے زیادہ ہیں کہ ان کو احاطہ نہیں کیا جاسکتا۔ اس لیے نبی کریم ﷺ نے قرآن پاک کی ایک سورہ کے ساتھ تحدی فرمائی تو وہ ایک سورہ کے لانے میں عاجز رہ گئے۔ قرآن مجید کی سب سے چھوٹی سورہ الفکوڑ ہے۔

مصنف کتاب علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کے دس کلمات میں ہر کلمہ اپنی جگہ ایک مستقل معجزہ ہے اور پوری کتاب اللہ نوسو چونتیس (۹۳۴) میں ستر (۷۷) کلمات ہیں تو صرف انشاء و عبارت کے لحاظ سے کلمات مذکور کے مطابق اتنے ہی تعداد میں معجز

مجھے یہ سعادت بھی حاصل ہے کہ میں نے قرآن پاک کی ایب آیت مبارکہ سے ایک سو بیس انواع بلاغت نکالی ہیں۔

امام احمد رحمۃ اللہ وغیرہ محدثین نے حضرت عقبہ بن عامر رحمۃ اللہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر قرآن پاک چڑے میں ہو تو اسے آگ نہیں کھائے گی۔

ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ بعض علماء کا قول ہے کہ قرآن کریم کا یہ معجزہ صرف زمانہ و سالت میں تھا۔

نزل وحی کی کیفیت

ابو جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ ہوں نے کہا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کی مناجات جو نبی کریم ﷺ کے لئے ہوتی رہتا کرتے تھے اور وہ انکو نظر نہ آتے تھے۔

﴿ابن ابی داؤد و کتاب الصالح﴾
حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ پر جب وحی نازل ہوتی تو ہم شہد کی ٹکئیوں کی جھنڈا ہٹ کی مانند آواز سناتے تھے۔

ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ کے چہرے کے قریب سے یہ آواز سنی جاتی۔
﴿ابو نعیم، احمد، ترمذی و احکام، سنن﴾
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سے حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ آپ ﷺ پر وحی کس طرح نازل ہوتی ہے؟

فرمایا: میرے پاس کبھی گھنٹی کی آواز آتی ہے اور یہ کیفیت مجھ پر بہت سخت گزرتی ہے۔ پھر وہ زائل ہو جاتی ہے اور فرشتہ جو کہتا ہے میں یاد کر لیتا ہوں، کبھی فرشتہ آسانی صورت میں آکر مجھ سے کلام کرتا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے سخت سردی کے دن نبی کریم ﷺ پر وحی نازل ہوتے دیکھی تو آپ ﷺ کی پیشانی سے پسینہ بہہ رہا تھا۔

﴿بخاری، مسلم﴾
حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ فرماتے تھے کہ میرے پاس وحی دو طرح پر آتی ہے۔ ایک فرشتے کے ذریعہ دوسرے آواز کے ذریعہ جو مثل گھنٹی کی آواز کے ہوتی ہے مگر یہ صورت مجھ پر گراں گزرتی ہے۔

﴿ابن سعد﴾
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نزل وحی کے وقت بوجھ محسوس کرتے تھے۔ اسی لیے ارشاد خداوندی ہے:

”إِنَّا سَنُلْقِيْكَ غَلِيْظًا“ (سورہ مزمل)

ترجمہ: ”بے شک حقیر پر ہم تم پر ایک بھاری بات ڈالیں گے۔“

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ پر جب وحی نازل ہوتی تو آپ ﷺ اس کا بوجھ محسوس فرماتے اور پیشانی پر پسینہ نمودار ہو جاتا خواہ سردی کا موسم ہو۔

﴿ابو نعیم﴾
حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ بس نبی کریم ﷺ کی وحی کسا کرتا تھا جب آپ ﷺ پر وحی نازل ہوتی تو آپ کو شدید لرزہ لاحق ہو جاتا اور آبدار موتی کی مانند پسینہ

آجاتا۔ پھر جب یہ کیفیت رفع ہو جاتی تو نبی کریم ﷺ وحی لکھواتے اور میں اس کو تحریر کرتا۔ جب میں وحی کی کتابت سے فارغ ہو جاتا تو قرآن کریم کے بوجھ سے مجھے اپنے پاؤں ٹوٹتے معلوم ہوتے حتیٰ کہ میں خیال کرتا کہ اب میں کبھی چلنے کے قابل نہ رہوں گا۔

﴿طہرانی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ پر جب وحی نازل ہوتی تو آپ کے رنگ سے لوگ پہچان لیتے۔

﴿احمد﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ پر جب وحی نازل ہوتی تو آپ کے چہرہ انور اور جسم مقدس کا رنگ تغیر ہو جاتا تھا اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام گفتگو سے رک جاتے اور آپ ﷺ خود بھی کسی سے گفتگو نہ فرماتے۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نزول وحی کے وقت اگر رسول اللہ ﷺ اونٹنی پر سوار ہوتے تو بار وحی سے اونٹنی گردن ڈال دیتی تھی۔

﴿احمد بیہقی﴾

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کی اونٹنی کی مہار پکڑی ہوئی تھی، آپ ﷺ اس پر سوار تھے کہ سورۃ مائدہ نازل ہوئی تو قریب تھا کہ اونٹنی کے بازو بار وحی سے ٹوٹ جائیں۔

﴿احمد طبرانی بیہقی، ابو نعیم﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ پر جب نزول وحی ہوتا تو ہم میں سے کسی میں بحال نہ ہوتی تو حضور نبی کریم ﷺ پر نظر ڈال سکیں۔

﴿مسلم﴾

نبی کریم ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو اصل صورت میں دیکھا:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو دو مرتبہ ان کی اصل صورت میں دیکھا۔ پہلی مرتبہ خود نبی کریم ﷺ کے کہنے پر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے خود کو دکھایا اور وہ عظیم جسامت سے افق کو گھیرے ہوئے تھے اور دوسری مرتبہ شب معراج میں آپ ﷺ نے ان کو سورۃ التین کی کے پاس دیکھا۔

﴿احمد ابن ابی حاتم، ابوالشیخ﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو اپنی اصل صورت میں دو مرتبہ دیکھا۔ آپ نے ان کو دیکھا کہ وہ آسمان سے زمین کی طرف اتار رہے ہیں اور ان کی خلقت عظیم نے زمین و آسمان کو گھیر لیا ہے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت امام احمد رحمہ اللہ نے جو روایت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کی ہے۔ اس میں اس کے علاوہ یہ بھی ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام سندھی (ریٹھی) لباس میں لبوس تھے، جس پر موتی اور یاقوت جڑے تھے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے حضرت جبریل علیہ السلام کو ایک سال کے چھ سو بار موتیوں کے تھے اور انہوں نے صوف کی مانند اپنے بازوؤں کو پھیلا دیا تھا۔ ﴿ابو اسحاق﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو مہر طے میں دیکھا، اس وقت انہوں نے زمین و آسمان کو گھیر لیا تھا۔

﴿ابو اسحاق﴾ حضرت ابو اسحاق اور ابن مردودہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے جو روایت کی ہے اس میں ہے کہ ان کے دونوں پاؤں سدرہ پر معلق تھے۔

حضرت ثمر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جب آسمان پر صعود فرمایا تو آپ ﷺ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو ان کی تخلیق صورت میں دیکھا۔

﴿ابو اسحاق﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام وحید علی ﷺ کی صورت میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا کرتے تھے اور طیرانی ﷺ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے جو روایت کی اس میں من مزید یہ بھی ہے کہ حضرت وحید رضی اللہ عنہ بہت حسین و جمیل شخص تھے۔

﴿ابن سعد سنائی﴾

نبوت کے مکی دور سے متعلق معجزات

درخت کا چلنا:

حضرت امش رضی اللہ عنہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اہل مکہ نے بعثت کے بعد نبی کریم ﷺ پر بہت ظلم کیے۔

ایک بار آپ ﷺ ان کے گستاخانہ رویے اور نازیبا حرکتوں سے خون میں تر مکہ سے باہر تشریف فرما تھے کہ حضرت جبریل علیہ السلام آئے اور پرستش احوال کے بعد ہا یا رسول اللہ ﷺ! اگر آپ چاہتے ہیں کہ اسی وقت آپ کے ایک منجرے کا ظہور ہو تو آپ فلاں درخت کو حکم دیجئے کہ وہ آپ کے پاس آئے۔ آپ نے ایک درخت کی طرف اشارہ کر کے اس کو اپنے پاس بلا دیا اور درخت حکم ملنے ہی آپ کے قریب آ گیا۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا کہ اب حکم دیجئے کہ وہ اپنی جگہ لوٹ جائے، آپ نے اس درخت کو حکم دیا وہ فوراً اپنی جگہ واپس چلا گیا۔

﴿ابن ابی شیبہ، ابو یعلیٰ، دارمی، بیہقی، ابی نعیم﴾

درست کی ٹہنی کا ٹوٹ کر آنا:

حضرت حسن ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ شریکین مکہ کے معاندانہ رویہ اور تکذیب سے رنجیدہ ہو کر ایک روز پہاڑ کی گھاٹی کی جانب چلے گئے اور اللہ تعالیٰ سے سکون قلب کیلئے دعا کرنے لگے۔ اللہ رب العزت نے وحی کی کہ سامنے والے درست کی ٹہنی کو آپ اپنی طرف بلائیں تو حضور نبی کریم ﷺ نے ایک ٹہنی کو طلب کیا اور وہ درست سے منقطع ہو کر سامنے آگئی، اس کے بعد فرمایا: ویسے ہی اپنے مقام پر درست ہو جاؤ تو اس نے قسمل کی اور ٹوٹ کر اپنے مقام پر بیوست ہوگئی۔ اس کے بعد آپ کی طبیعت میں انبساط پیدا ہو گیا اور آپ نے فرمایا: اب مجھے ان کے جھٹلانے کی پروا نہیں۔

ﷺ

کلم عمر بکری سے دودھ کا نکلتا:

حضرت ابن مسعود ؓ سے روایت ہے کہ میرا بھی بچہ ہی تھا اور ابن ابی معیط کی گھالی میں بکریاں چارہ کھاتی تھیں حضور نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق ؓ دونوں شرکوں کی اذیت سے بچ کر میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: تمہارے پاس پلانے کیلئے کچھ دودھ ہے؟ میں نے کہا میں امانت دار ہوں۔ فرمایا: تمہارے پاس کوئی ایسی بکری ہے جس کی عمر کم اور زمانہ دودھ دیتے کا نہ ہو؟ میں نے اقرار میں جواب دیا اور پھر ایک ماہ کا بچہ جو قدرے بڑا تھا لے کر دیا تو حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے اس کے پیرو باندھے پھر حضور نبی کریم ﷺ نے اس کے تنوں پر ہاتھ پھیرا اور دعا کی تو اس کے تھن دودھ سے بھر گئے پھر حضرت ابوبکر صدیق ؓ کا سر لے کر آئے اور حضور نبی کریم ﷺ نے اس بچے سے دودھ نکالا اور دونوں حضرات نبی کریم ﷺ اور صدیق اکبر ؓ نے خود بھی دودھ پیا مجھے بھی پلایا۔ اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے دودھ! اتر جاؤ تو وہ اتر گیا۔

حضرت خالد بن سعید بن العاص ؓ کا خواب:

محمد بن عبد اللہ بن عمرو بن عثمان ؓ سے روایت ہے کہ حضرت خالد بن سعید ؓ متقدمین اسلام سے تھے۔ ان میں قبول اسلام کا جذبہ پیدا ہونے کا واقعہ یہ ہے کہ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ وہ جہنم کے کنارے کھڑے ہیں پھر انہوں نے جہنم کی وسعت بیان کی جس کو خدا ہی خوب جانتا ہے۔ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ ان والد انہیں جہنم میں اکیلے رہے ہیں اور نبی کریم ﷺ دخول جہنم سے روک رہے ہیں۔ وہ خوف زدہ ہو کر بیدار ہوئے اور کہا کہ یہ خواب برحق ہے۔ پھر وہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے پاس آئے اور ان سے بیان کیا کہ میں نے اس طرح کا خواب دیکھا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ تمہاری بھلائی کے خواہناکار ہیں، تم ان سے رجوع کرو۔ "جس وہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا: "آپ کس امر کی دعوت دیتے ہیں۔" نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

میں اللہ تعالیٰ کی طرف جاتا ہوں کہ وہ ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں تم جن پتھروں کی پرستش میں مبتلا ہو، اس سے باز آ جاؤ کیونکہ وہ پتھر نہ من سکتے ہیں نہ دیکھ سکتے ہیں نہ وہ نقصان پہنچا سکتے ہیں نہ قطع دے سکتے ہیں۔ وہ اتنا بھی نہیں جانتے کہ کون ان کی پوجا کرتا ہے اور کون نہیں۔

یہ سن کر حضرت خالد رضی اللہ عنہ ایمان لے آئے، جب حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے والد کو معلوم ہوا کہ ان کے بیٹے نے آباؤی دین کو چھوڑ دیا ہے تو اس نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ پر طرح طرح کی سختیاں کیں اور ان کو ڈرایا، دھمکایا اور کہا آج سے میں تم کو کھاتے پینے کو کچھ نہیں دوں گا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے تمہارے رزق کی کچھ پروا نہیں، اللہ تعالیٰ مجھے اتنا رزق دے گا کہ میں اس سے زندگی گزار لوں گا اور تم سے سوال نہ کروں گا۔

﴿ابن سعدی﴾

صالح بن کیسان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے ظہور نبوت و اسلام سے پہلے خواب میں دیکھا کہ مکہ اور اس کے اطراف کو گہری تاریکی نے ڈھانپ لیا ہے۔ صرف اطراف ہی نہیں بلکہ اس کی تاریکی میں زمین و آسمان تک پوشیدہ ہو گئے ہیں، چاند و زمر سے نور افشاں قندیل بلند ہونی شروع ہوئی، ہتھاورہ نور قندیل بلند ہونا جانتی ہی اس کی چمک بڑھتی جاتی تھی یہاں تک کہ مجھے صبح سے پہلے اس کی روشنی میں بیت اللہ نظر آیا پھر اس علاقے کی ساری اشیاء پر عمارات اور نباتات، پھر وہ منظر اور اسے سچ ہوا اور مجھے مدینہ کے نقشہ اسٹار ایسے روشن نظر آئے کہ میں ان پر نیم بٹختہ بکھوڑیں دیکھ رہا تھا، پھر کسی کہنے والے نے اس روشنی کے درمیان سے کہا:

سبحانه سبحانہ تمت الکمل و هلك ابن مارد بهضبة الحصاء بن الشرج والاكمة

ترجمہ: ”پاک ہے وہ ذات، پاک ہے وہ ذات، مکہ پورا ہوا اور ابن مارد، اور بن والا مکہ

کے درمیان ہضبة الحصاء میں ہلاک ہوا۔“

یہ امت سعید ہو گئی امیوں کا بھی آیا اور کتاب اپنی معیا کو پہنچ گئی اور اس بستی والوں نے اس نبی کی تکذیب کی۔ اس بستی کو دو مرتبہ عذاب دیا جائے گا اور تیسری مرتبہ میں یہ توبہ کر لیں گے۔ تین عذاب باقی رہ گئے، دو مشرق میں اور ایک مغرب میں۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی عمرو بن سعید سے اپنا یہ خواب بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ تم نے یہ عجیب و غریب خواب دیکھا ہے۔ میرا خیال ہے کہ روشن قندیل حضرت عبدالطلب کے گھرانے سے نمایاں ہوگی کیونکہ چاند و زمر انہی کی تحویل میں ہے اور تم نے اس نور کو چاند و زمر سے نکلتے دیکھا ہے۔ (اس روایت کو دارقطنی رحمہ اللہ نے الامراء میں بیان کیا ہے اور ابن عساکر رحمہ اللہ نے بطریق واقعہ میں روایت کیا ہے چند الفاظ کے تفسیر کے ساتھ بیان کیا ہے۔)

﴿ابن سعد﴾

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا خواب:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا: میں نے قبول اسلام سے تین روز قبل خواب دیکھا کہ ”میں ایک تاریک اور اندھیرے ماحول میں ہوں کہ روشنی مجھے چاند کی روشنی نظر آئی۔ میں اس روشنی کے پیچھے چلا میں نے دیکھا کہ کچھ لوگ اس تک پہنچنے میں مجھ سے سبقت حاصل کر چکے ہیں۔ پھر میں ان لوگوں سے نزدیک ہوا تو میں نے پہچانا ان میں حضرت زید بن حارثہ حضرت علی بن ابی طالب اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نظر آئے۔ میں نے ان حضرات سے دریافت کیا تم اس جگہ کب آئے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ چاند کے روشن ہوتے ہی ہم اس تک پہنچ گئے۔ پھر کچھ ہی دن ہوئے تھے اطلاع پا کر ایک روز اجیاد کی وادی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا اور پوچھا کہ آپ کی دعوت کیا ہے؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی توحید اور اپنی رسالت کی دعوت۔ میں نے اس کو قبول کیا اور کل شہادت پڑھ کر داخل اسلام ہو گیا۔

﴿ابن ابی الدنیا، ابن مساکر﴾

ایک صاع مقدار طعام سے چالیس افراد کا شکم سیر ہو کر کھانا:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آیت کریمہ ”وَ أَتْلِزْ عَشِيرَکَ الْاَقْرَبِینَ“ ﴿سودہ الشعراء﴾ (ترجمہ: ”اور محبوب اپنے قریب تر رشتہ داروں کو ڈراؤ۔“) نازل ہوئی تو اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ایک بکری کے پائے اور ایک صاع قلعہ کا طعام تیار کرو اور ایک قدر دودھ بھی رکھو، پھر اقریاء یعنی اولاد حضرت عبدالطلب کو بلاؤ۔“ تو میں نے قبیل کی اور وہ سب آ گئے، جن کی تعداد اسیس، چالیس یا اکتالیس تھی۔ ان لوگوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا یعنی حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور ابولہب بھی موجود تھے، میں نے ان کے سامنے گوشت کا بڑا پیالہ رکھا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے ایک پوٹی لی اور دانتوں سے توڑ کر پیالے میں بکھیر دی اور فرمایا: ”بسم اللہ“ کر کے شروع کیجئے تو سب مہمانوں نے سیر ہو کر کھانا کھایا مگر کھانا تقریباً دیرسا ہی موجود اور باقی تھا۔ اس کے بعد فرمایا: علی! سب کو دودھ پلاؤ، تو میں نے پیالہ لیا جس میں سے سب نے سیر ہو کر پیالہ خالی کر دیا۔ دودھ مقدار میں صرف ایک شخص کیلئے کافی تھا۔ اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت اسلام پیش کی۔

﴿ابن اسحاق، سنن ابی﴾

پانی کا زمین سے نکلتا:

حضرت عمرو بن سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو طالب نے کہا: میں ذی الحجاز میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا کہ مجھے پیاس لگی۔ میں نے کہا مجھے پیاس لگی ہے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹنی کو بلایا، اس پر سے اترے اور پیچھے کی طرف چند قدم چل کر جھکے، وہاں پانی تھا۔ مجھ سے کہا: چچا! پانی پیجئے اور میں نے خوب سیر ہو کر پانی پیا۔

﴿ابن سعد﴾

نبی کریم ﷺ کی دعا سے ابو طالب شقایب:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو طالب کی بیماری میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی عیادت فرمائی اور ابو طالب کی خواہش پر دعا بھی کی: "اے اللہ! میرے چچا کو صحت اور شفاء عطا فرما۔" تو ابو طالب اللہ کفرے ہوئے اور بیماری کا کوئی اثر باقی نہ رہا۔ ابو طالب نے کہا: اے نبی! تمہارا خدا تم پر بہت مہربان ہے۔ آپ نے جواب دیا: اے چچا! اگر تم بھی اس خدا کی بندگی اختیار کرو تو یقیناً تم بھی مہربانی فرمائے گا۔

❁ (اس حدیث کی روایت میں فہم منفرد ہیں اور وہ ضعیف مانے جاتے ہیں۔)

﴿ابن سعدی، بیہقی، ابونعیم﴾

ابو طالب کا نبی کریم ﷺ کے وسیلے سے دعائے استقاء کرنا:

بلعمہ بن عرقطہ سے روایت ہے کہ میں مسجد حرام پہنچا تو وہاں قریش کو شور مچاتے سنا وہ بارش کی دعا مانگ رہے تھے۔ ان میں سے کسی نے کہا: لات وعزریٰ سے مدد مانگو اور کسی نے کہا: منات سے یہ من کر ایک ہیر سال، خو برو اور تجربہ کار شخص نے کہا: ابو طالب نہیں ہے۔ اس کے پاس چلو چنا چچہ وہ سب اور میں بھی ان کے ہمراہ ابو طالب کے گھر پہنچے آواز دی۔ تو ابو طالب درود چار گروں میں لپٹے باہر نکلے لوگوں نے کہا: "اے ابو طالب! وادیاں خشک ہو گئیں، جانور دیلے ہو گئے، چلو بارش کی دعا مانگیں۔"

ابو طالب نے کہا: زوالِ آفتاب اور ہوا کے ٹھہرنے تک رکو، پھر ابو طالب ایک بچہ کو ہمراہ لے کر نکلے انگلی پکڑی اور بچہ کی پشت کو خانہ کعبہ سے ملا کر کہرا کیا اور طلبِ بارش کی دعا کرتے لگے تھوڑی ہی دیر میں صاف مطلع آبر آلو ہو گیا اور موسلا دھار بارش سے وادیاں، مٹااب اور آبی ذخیرے بھر گئے۔" یاغات اور کھیت سرسبز ہو گئے۔ اس موقع پر ابو طالب نے کہا:

وَابْطِئْ بِسُفَى الْعِصَامِ يَوْجُهُ لِمَالِ الْيَتَامَى عَصْمَةُ لَا رَأْسَ

تَطِيفُ بِهِ الْهَلَاكُ مِنْ آلِ هَانِمٍ فِهِمْ عِنْدَهُ لِي نِعْمَةٌ وَ فَضَائِلُ

و مِيزَانُ عَدْلٍ إِلَّا يَحْسُ شَعِيرَةٌ وَوَزَانُ صَدَقٍ وَزَنَهُ غَيْرُ مِثَالِ

ترجمہ: "آپ کی ذات ایسی برکت والی ہے کہ آپ کے چہرے سے بادل پانی کا خواستگار

ہوتا ہے، آپ یتیموں کے فریادیں اور بیواؤں کی عصمت (کے محافطہ) ہیں۔ ہاشم کی بھوکی

بیاسی اولاد آپ کو گھیرے رہتی ہے، وہ لوگ آپ کے حامن میں نعمت و فضائل (دیکھتے)

ہیں۔ اور آپ میزانِ عدل ہیں کہ ایک جو برابر کم و بیش نہیں تولتے اور آپ سچائی کا وزن

کرنے والے ہیں آپ کی قول کسی طرف جھکتی نہیں۔"

﴿تاریخ ابن ہشام﴾

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا:

حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کو ان کی اصل

صورت میں دیکھنا چاہتا ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے جواب دیا: ”ہچا! آپ میں ان کو دیکھنے کی تاب نہیں۔“ انہوں نے عرض کیا: ”درست ہے لیکن مجھے ضرور دکھائیے۔“ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”بیٹھ جائیے۔“ لہذا وہ بیٹھ گئے، کچھ دیر گزری تھی کہ حضرت جبریل علیہ السلام اس لکڑی پر اترے جو کعبہ میں نصب تھی اور مشرکین طواف کے وقت اس پر پکڑے ڈالا کرتے تھے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بچا جان! اپنی نگاہیں اوپر اٹھائیے تو انہوں نے نگاہ اٹھائی اور دیکھا کہ ان کے دونوں پاؤں سبز زبرجد کی مانند ہیں۔ یہ منظر دیکھ کر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے ہوش ہو کر گر گئے۔ ﴿ابن سعد، بیہقی﴾

معجزہ شق القمر:

○ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

الْقُرُونِ السَّاعَةِ وَالشَّقِّ الْقَمَرِ ﴿سورہ القمر﴾

ترجمہ: ”پاس آئی قیامت اور شق ہو گیا چاند۔“

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے چاند دو ٹکڑے ہوا، ہم اس وقت تھی کریم ﷺ کے پاس تھے۔ ایک ٹکڑا پہاڑ کے پیچھے اور دوسرا ٹکڑا آگے تھا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم گواہ رہو۔ ﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ مکہ میں چاند کے دو ٹکڑے ہوئے تو مشرکین مکہ نے کہا: یہ جادو ہے جو تم پر کیا گیا ہے پھر انہوں نے اطراف و جوانب کے مسافروں سے پوچھا تو انہوں نے بتایا قرکو شق ہوئے تو ہم نے بھی دیکھا ہے۔ ﴿بیہقی، ابوسعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں شق القمر ہوا۔ ﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت جابر بن مسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا چاند کے دو ٹکڑے ہوئے تو ہم بہ عہد رسالت مکہ میں تھے۔ کافروں نے کہا ہم پر محمد (ﷺ) نے جادو کر دیا ہے۔ ﴿بیہقی، ابوسعیم﴾

حضرت عطاء اللہ اور حضرت صہاک رضی اللہ عنہما اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس مشرکین مکہ مجتمع ہو کر آئے اور کہا:

”اگر آپ سچے ہیں تو ہمیں چاند کے اس طرح دو ٹکڑے کر کے دکھائیے کہ ایک ٹکڑا جبل ابوجیس پر ہو اور دوسرا ٹکڑا جبل قعیقہ پر ہو اور وہ رات چودھویں کی تھی تو نبی کریم ﷺ نے اپنے رب سے دعا کی کہ کفار جس پر چیز کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ اے میرے رب! اس کو پورا کر دے، حکم ایزدی بھر چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ آدھا جبل ابوجیس پر اور آدھا جبل قعیقہ پر تھا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم گواہ ہو۔ ﴿ابوسعیم﴾

فائدہ:

علماء کرام نے شوقِ فقر کو معجزہ عظیم قرار دیا ہے اور اس کو برہانِ نبوت کی اعلیٰ ترین نشانی قرار دیا ہے اور کہا کہ انبیاء علیہم السلام کے تمام معجزات میں کوئی معجزہ اس کے برابر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس کا ظہور ملکوتِ سماوی میں ہوا ہے۔ اس عالمِ مرکب میں جتنی طبیعتیں ہیں ان تمام طبائع سے عالمِ ملکوت خارج ہے کیونکہ وہاں تک کسی عینِ قدیر سے رسائی کا ارادہ نہیں کیا جاسکتا، اس وجہ سے اظہر قرینِ حجت و دلیل کا اثبات ہو گیا۔

اللہ نے آپ کو دشمنانِ اسلام کے شر سے محفوظ رکھنے کا وعدہ فرمایا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنی حفاظت کیلئے درپانوں کو مقرر فرمایا کرتے تھے اور آپ کریم "وَاللّٰهُ يَعْصَمُكَ مِنَ النَّاسِ" ﴿سورۃ المائدہ﴾ (ترجمہ: "اور اللہ تعالیٰ تمہاری تمکیناتی کرے گا، لوگوں سے") نازل ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے اپنے قبہ سے سر مبارک نکال کر پاسیانوں سے فرمایا اے صاحبو! اب تکلف نہ کرو، کیونکہ میرے رب نے حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے۔ ﴿ترمذی، عالم، نسائی، ابویہیم﴾

ابو جہل کے شر سے معجزانہ طور پر حفاظت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو جہل نے لوگوں سے پوچھا کیا محمد (ﷺ) تمہارے سامنے اپنے چہرے کو گرد آلود کرتے ہیں؟ لوگوں نے بتایا: ہاں! اس نے کیا قسم ہے لات و عزریٰ کی وکر میں نے ان کو نماز پڑھتے دیکھا تو ضرور ان کی گردن مروڑ دوں گا یا ان کے چہرے کو خاک آلود کر دوں گا۔ تو ایک روز ابو جہل نبی کریم ﷺ کو مصروفِ نماز دیکھ کر آیا اور آپ ﷺ کی گردن مبارک کی طرف بڑھا۔ ابھی وہ نبی کریم ﷺ کے قریب بھی نہ پہنچا تھا کہ وہ اپنے ہاتھوں سے خود کو بچاتا ہوا لٹے قدم لوٹا لوگوں نے پوچھا: کیوں کیا حال ہے؟ اس نے بتایا میں نے اپنے اور محمد (ﷺ) کے درمیان آگ سے پر خندق حائل دیکھی۔ اس بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا اگر ابو جہل میرے قریب آجاتا تو فرشتے اس کا ایک ایک عضو الگ کر ڈالتے، اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ سورۃ مبارکہ نازل فرمائی:

مَکَلَّا اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهِۦٓ لَکَفٍ ﴿سورۃ العلق﴾

ترجمہ: "ہاں ہاں! بے شک آدمی سرکشی کرتا ہے۔"

حضرت جمعہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر تھی کہ ایک شخص کو پکڑ کر لایا گیا اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! یہ آپ کے قتل کا ارادہ رکھتا ہے، آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: ہرگز مت ڈرو، خوف مت کرو، اگر واقعی تمہارا ارادہ یہی ہے تو جان لے کہ اللہ تعالیٰ تم کو مجھ پر غلبہ نہ دیتا۔

﴿ابو ہریرہ، ابویہیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ابو جہل نے کہا: اے کروہ قریش! محمد (ﷺ) جس دین کی دعوت دے رہے ہیں، اسے تم دیکھ ہی رہے ہو، وہ خداوند دین کو باطل، آباد اجداد کو گمراہ اور ہم سب کو عقل سے کورہا کہتے ہیں۔ میں اپنے معبودوں سے عہد کرتا ہوں کہ کل دوران نماز ایک بڑا پتھر ان کے سر پر ماروں گا تو وہ دوسرے روز پتھر لے کر مجھ گیا جب آپ بعد کیلئے جہین مبارک رکھ رہے تھے کہ ابو جہل بڑھا اور قریب تھا کہ وہ سر پر پتھر مار دے کہ دفعہ وہ چٹکتا چلاتا ہوا، دہشت زدہ ہو کر بھاگا۔ قریش نے پوچھا تو اس نے بتایا کہ ایک نراونٹ کے مشابہ جانور جو انتہائی خوفناک تھا مجھے لگنے کیلئے میری جانب بلاھا۔ یہ بات نبی کریم ﷺ سے بیان کی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ابو جہل کو ڈرانے والے حضرت جبریل علیہ السلام تھے اگر وہ کچھ اور میرے قریب ہو جاتا تو اس کو ختم کر دیا جاتا۔

﴿ابن اسحاق، سنن ابی نعیم﴾

حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جس میں قدرے تفصیل اور جملہ مختلف ہے کہ نبی کریم ﷺ نے نماز میں "اقرا باسم ربک الذی خلق" کی قرأت کی اور جب حضور نبی کریم ﷺ ابو جہل کی مذمت والی آیت: "کَلَّا اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهِۦٓ لَکَفٰرٌ" پر پہنچے تو کسی شخص نے ابو جہل سے کہا کہ یہی محمد ﷺ ہیں۔ ابو جہل نے کہا کہ اسے شخص جو مجھ میں دیکھ رہا ہو اس کو تم نہیں دیکھ رہے ہو، بعد ازاں آسمان کے کنارہ نے مجھے ٹھیک لیا ہے۔

﴿بخاری، طبرانی، حاکم و سنن ابی نعیم﴾

عبدالملک بن ابوسفیان ثقفی سے روایت ہے کہ ایک نووارد بدوی پہلی بار شہر مکہ میں آیا۔ ابو جہل نے غریب کا اونت ہتھیالیا اور کوئی قیمت بھی ادا نہ کی۔ وہ قریش کی مجلس مشاورت میں کسی طرح پہنچ گیا اور کہا: اے سردارو! مجھ غریب مسافر کو اونٹ کی قیمت دلا دو۔ قریشی مدوہ کے سامنے ہی حرم کے ایک گوشے میں نبی کریم ﷺ نماز پڑھ کر فارغ ہوئے تھے۔ انہوں نے اپنے تخت پر وازی کے جذبہ کی تسکین کی خاطر آپ ﷺ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس مظلوم صحرائی سے جواب میں کہا: "مظلوموں کی مددگار وہ پیشے ہیں، جا اور ان سے مدد مانگ۔"

بے چارہ نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور ماجرا بیان کرنے لگا تو نبی کریم ﷺ مدد کیلئے کھڑے ہوئے اور بدوی کو ساتھ لے کر ابو جہل کے گھر پہنچے۔ آواز دی وہ باہر آیا۔ آپ نے اس کا حق ادا کرنے کو کہا اور ابو جہل نے غیر معمولی جلت کے ساتھ اس کو قیمت ادا کر دی۔ قریشیوں نے جو اپنے خیال میں تماشا دیکھنے مدوہ سے یہاں آئے تھے، ابو جہل کے اس رویہ پر ملامت کی۔ اس نے کہا تمہارا برا ہو بڑی حیرت ہوئی، میں بیچ گیا کیونکہ ایک عظیم الجثہ، خوفناک اور بڑے تیر و ست جیزوں والا جانور مجھے لگ جاتا۔

﴿ابن اسحاق، سنن ابی نعیم﴾

نبی کریم ﷺ کا عورایت حرب کی نگاہوں سے پوشیدہ ہو جانا:

وَإِذَا قرَأْتَ القرآنَ جعلنا بينك وبين الذين لا يؤمنون بالآخرة حجاباً
منصوراً ﴿٥١﴾

﴿سورۃ النحلہ امراہیل﴾

ترجمہ: "اور اے محبوب! تم نے قرآن پڑھا اور ہم نے تم پر اور ان میں کہ آخرت پر
ایمان نہیں لاتے، ایک چھپا ہوا پردہ کر دیا۔"

﴿دوسری مقام پر ارشاد خداوندی﴾

وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَبْلاً وَ مِنْ خَلْفِهِمْ سَبْلاً فَأَعْبَتْنَاهُمْ لَهُمْ
فَنَصْرُون ﴿٥٢﴾

ترجمہ: "اور ہم نے ان کے آگے دیوار بنا دی اور ان کے پیچھے ایک دیوار اور انہیں اوپر
سے ڈھانک دیا تو انہیں کچھ نہیں سوچ سکتے۔"

حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب سورہ "الکہف" یٰٰذَا اَنۡتٰی لَہِیۡبٌ" نازل ہوئی
تو عوراء بنت حرب آئی وہ شدید غصیناگ تھی اس کے ہاتھ میں پتھر تھا۔ اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مسجد حرام میں تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نظر اس پر پڑی تو آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو
بتایا آپ نے جواب دیا وہ مجھ کو نہ دیکھ سکے گی چنانچہ وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آکر کھڑی ہوئی اور
کہا: اے عبد الکبیر! مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ کے آقا میری مذمت کرتے ہیں؟

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ "میرے آقا نہ شعر کہتے ہیں اور نہ شعر پڑھتے
ہیں۔" یہ سن کر وہ لوٹ گئی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھ سکی باوجود یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق
رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھے۔

﴿اسی روایت کو سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک دوسری سند سے روایت کیا ہے۔ اس میں حضرت ابوبکر صدیق
رضی اللہ عنہ کے جواب کے سلسلے میں ہے۔ "آپ نے جواب دیا: میرا آقا وہ شاعر ہے نہ شعر کہتا ہے۔"
﴿ابوہنبلہ، ابن ابی ساتمہ، نسائی، ابوالخیر﴾

اللہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی مخدوم کے شر سے محفوظ فرمایا:

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے قول باری تعالیٰ: "وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَبْلاً" کی
تفسیر میں فرمایا کہ جن لوگوں کے آگے اللہ نے پردہ والا وہ قریش مکہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ہم
نے ان کی آنکھوں کو ڈھانپ لیا، اس وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھ سکے۔

اس سے متعلق یہ ہے کہ نبی مخدوم کے کچھ لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف مشورہ کیا کہ آپ کو
قتل کرنے کی ذمہ داری کون فرض قبول کرتا ہے۔ ان مشورہ کرنے والوں میں ابوہنبلہ اور ولید بن مغیرہ بھی
تھا۔ اسی دوران نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے۔ کفار نے آپ کی قرأت سن لی تو ولید کو بھیجا کہ وہ نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرے۔ وہ آیا مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز تو برابر سناتا رہا مگر دیکھ نہ سکا۔ لہذا وہ واپس ہو گیا اور

دوسرے ساتھیوں کو حقیقت حال سے آگاہ کیا۔ اس کے بعد وہ سب مل کر آئے اور اس جگہ پہنچے جہاں پر نبی کریم ﷺ نماز پڑھ رہے تھے، وہ آواز اپنے صوتی مقامات بدلتی رہتی اور کافر مرکز آواز پڑا گئے پیچھے۔ دائیں ہائیں پھرتے رہے مگر نبی کریم ﷺ نظر نہ آئے۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا مطلب: ”وَجَعَلْنَا مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ نَفْسًا وَ مِنْ خَلْقِهِمْ سَلْمًا وَالْأَعْيُنُ عَنْهُمْ فَلَمْ يَرَوْهُمْ وَ لَا يُصَوِّرُونَ“ ﴿سورہ یحییٰ﴾ بتائی ہے۔ ﴿یعنی﴾

نبی کریم ﷺ حضرت بن حارث کے شر سے محفوظ رہے:

حضرت عمرو بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت بن حارث نبی کریم ﷺ کو اذیت دیتا اور آپ سے تعرض کرتا تھا۔ ایک دن نبی کریم ﷺ شدید گرمی میں دوپہر کے وقت قضائے حاجت کے ارادہ سے تشریف لے گئے اور آپ حسب عادت بہت دور نکل گئے تو حضرت بن حارث نے آپ ﷺ کو دیکھ لیا اور تمباکو کھجور کے برے ارادے سے نبی کریم ﷺ کے قریب پہنچا ہی تھا کہ پھر مراحمہ ہو کر لوٹا راہ میں ابو جہل مل گیا۔ پوچھا حضرت کہاں سے آ رہے ہو؟ حضرت نے جواب دیا: ”میں نے محمد ﷺ کا تعاقب کیا تھا اور ارادہ تھا کہ قتل کر دوں گا کہ اچانک چند شیر منہ کھول کر میری طرف تیزی سے بڑھے اور میں خوف زدہ ہو کر پلٹ آیا۔“ ابو جہل سننا رہا اور پھر بولا: یہ ان کا جادو ہے۔

﴿واقعی، ابو نعیم﴾

نبی کریم ﷺ حکم کے شر سے محفوظ رہے:

حضرت قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بہت حکم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مجھے والد نے بتایا: اے بیٹی! میں تم کو وہ بات بتاتا ہوں جس کو میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ ایک دن ہم نے نبی کریم ﷺ کو پکڑ لینے کا ارادہ کیا تو ہم اس ارادہ سے آپ کی طرف گئے لیکن ہم نے ایک بڑی خونخوار آواز سنی جس سے ہم نے گمان کیا کہ تمامہ کا کوئی پہاڑ پھٹے بغیر نہ رہا ہوگا۔ ہم پر عشی طاری ہو گئی جب ہماری حالت درست ہوئی تو نبی کریم ﷺ اپنے کاشانہ اقدس تشریف لے جا چکے تھے۔

دوسری شب ہم نے پھر ارادہ کیا جب ہم نے نبی کریم ﷺ کو آغے دیکھا تو ہم بھی نبی کریم ﷺ کی طرف بڑھے لیکن ہم نے دیکھا کہ صفا اور مردہ بھی اپنی جگہ سے چلتے گئے اور دونوں ایک دوسرے سے مل گئے اور ہمارے درمیان حائل ہو گئے اور خدا کی قسم! ہمارے اذیت رسائی کے ارادے کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اسلام کی توفیق عطا فرمائی اور اسلام میں داخل ہونے کی سعادت عطا فرمائی۔

﴿طبرانی، ابو نعیم، ابن مندہ، بیہقی﴾

نبی کریم ﷺ کا رکنا نہ پہلوان سے کشتی کرتا:

ابن اسحاق رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے رکنا نہ بن عبد مزید کو دعوت اسلام دی۔ تو اس نے کہا: اے محمد (ﷺ)! مجھے اسلام کی صداقت میں شبہ ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے رکنا! اے

اگر میں تجھے پچھاؤں تو کیا اسلام کو حق سمجھ کر قبول کر لے گا؟ رکاتہ نے جواب دیا: بے شک۔ رکاتہ نے جواب سن کر نبی کریم ﷺ عرب کے اس نامور پہلوان سے جس کو آج تک کسی نے نہیں پچھاؤں تھا، کشتی لڑنے پر آمادہ ہو گئے اور بہت جلد رکاتہ کو کشتی میں پچھاؤں دیا۔ رکاتہ نے کہا: اے محمد ﷺ! یہ تو اتفاق طور پر جیت گئے، لہذا دوبارہ مقابلہ ہونا چاہیے۔ نبی کریم ﷺ نے دوبارہ کشتی کی اور پھر رکاتہ کو پچھاؤں دیا۔ اس کے بعد وہ یہ کہتا ہوا بھاگ کھڑا ہوا کہ "یہ جاؤ گریں اور ان کا جاؤ بڑا پر زور ہے۔"

﴿پہلی﴾

رکاتہ بن عبد یزید سے روایت ہے اور رکاتہ کا اس زمانے کے بڑے پہلوانوں میں شمار ہوتا تھا اس نے کہا: میں اور نبی کریم ﷺ ابوطالب کے ریوڑ کے ساتھ موجود تھے، سب سے پہلے جو بات میں نے دیکھی، یہ تھی کہ "ایک دن نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: کیا تم میرے ساتھ کشتی کرو گے؟" میں نے جواب دیا: "کیا آپ میرے ساتھ کشتی کرنے پر تیار ہیں؟"

آپ نے فرمایا: "ہاں تیار ہوں۔" میں نے کہا: "کس شرط پر؟" جواب میں فرمایا: "ایک بکری پر۔" پس میں نے کشتی کی اور آپ نے مجھے پچھاؤں دیا اور ایک بکری مجھ سے وصول کی، اس کے بعد عجم آ میر لہجہ میں فرمایا: "رکاتہ! کیا دوبارہ کشتی کرنے کی ہمت ہے؟" میں نے کہا: "ہاں۔" پھر کشتی ہوئی اور آپ نے پھر پچھاؤں دیا اور مجھ سے ایک اور بکری لے لی۔ میں نے پاس نظریں دوڑائیں تو نبی کریم ﷺ نے پوچھا کیا دیکھ رہے ہو؟ میں نے جواب دیا: دیکھ رہا ہوں کہ کوئی چراہا ہماری کشتی کو دیکھ کر حیرت تو نہیں کر رہا ہے؟ نبی کریم ﷺ نے پوچھا: "کیا تیسری بار پھر کشتی لڑو گے؟" میں نے کہا تیار ہوں پھر ہم دونوں نے کشتی کی اور مجھے پھر ہار ہو گئی اور مجھ کو تیسری بکری اور دینی پڑی۔ اب میں اپنی کمتری کے احساس اور بکریوں کے مزید نقصان کی بنا پر غم مند ہو کر بیٹھ گیا۔ نبی کریم ﷺ نے پوچھا: "رکاتہ! کیا بات ہے؟" میں نے جواب دیا: "مجھے اس بات کی فکر ہے کہ عہد یزید اپنے باپ سے کیا کہوں گا کیونکہ تین بکریاں آپ کو دے چکا ہوں اور مزید فکر یہ ہے کہ میرا گمان تھا کہ میں قریش میں سب سے زیادہ قوی ہوں۔" میرے جواب میں آپ نے فرمایا: "کیا تم چوتھی بار مقابلہ ہمت کرو گے؟" میں نے عرض کیا: "نہیں! اب بے سود ہے۔" اس پر آپ ﷺ نے کہا: "میں تیری بکریاں لوٹا دیتا ہوں۔" پھر آپ نے میری بکریاں واپس کر دیں۔ اس کے بعد آپ نے بحکم خداوندی نبوت کا اعلان فرمایا جس کو سن کر میں حاضر ہوا اور حلقہ اسلام میں داخل ہو گیا اور میرے دل میں یہ بات بیٹھ گئی کہ اس دن مسلسل میری ہار ایسی عظیم ہوئی کہ جتنی کے مقابلے پر یقینی اور ناگزیر تھی۔

﴿دوسری﴾

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا:

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں عورتوں کی طرف رغبت اور جنسی میلان رکھنے والا شخص تھا۔ اتفاقاً ایک رات میں قریش مکہ کے ساتھ گن کعبہ میں بیٹھا تھا کہ ایک شخص نے آ کر خبر

دی کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی صاحبزادی رقیہ کا عقد ابولہب کے بیٹے حبیب سے کر دیا ہے چونکہ حضرت اُمّیہ بہت حسین و جمیل تھیں۔ اس بناء پر میرے دل میں حسرت ہوئی کہ میں نے کیوں نہ ان کی طرف سبقت نہ لی، مجھ دیر بعد میں گھر چلا گیا۔ وہاں میری خالہ بیٹی ہوئی تھیں، وہ ایک کاہنہ خاتون تھیں۔ جب ان کی نظر مجھ پر پڑی تو انہوں نے کہا:

ابنہ و احببت لہ لا تترا لم لہ لا و لا لا اعوی
ترجمہ: "اے عثمان! تمہیں بشارت ہو کہ تم نے پے در پے تین بار عزت و توقیر سے نوازے جاؤ گے۔"

پھر تین بار اور دوسری مرتبہ تین بار:

لم باعری کی تسم عسرا اناک خبر و ولیت شرا
انکحت واللہ حبیبنا زہرا و انت بکر و لقیبت بکرا
و الفیہا بنت عظیم قلوا

ترجمہ: "اس کے بعد مزید ایک بار اور عزت سے نوازے جاؤ گے تاکہ وہیں باریاں پوری ہو جائیں، تمہارے پاس خیر اور بھلائی آئی اور تم شر سے مامون و محفوظ رہے۔ اللہ جانتا ہے تمہارا نکاح ایک حسین و جمیل دوشیزہ ہوگا کیونکہ تم خود نکاح ہو، تو تمہیں دوشیزہ ہی ملے گی۔ وہ عورت جو عظیم المرتبت کی بیٹی ہیں، انہیں تم نے پالیا ہے۔"

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے ان کی پیشین گوئی اور اظہار خیال پر تعجب کیا اور کہا اے خالہ! کیا کہہ رہی ہو؟ تو انہوں نے کہا: اے عثمان! تم بے شک صاحب جمال ہو اور مال زبان بھی۔ وہ نبی جو صاحب برہان اور اللہ تعالیٰ کا پیغمبر ہے اور تنزیل و فرقان کا حامل ہے، تم خود کو اس کے حوالے کر دو۔ اس کی سپردگی میں دے دو، ایسا نہ ہو کہ بت تمہیں دھوکے میں ڈال دیں۔ میں نے کہا کہ اے خالہ! تم ایسی بات کہہ رہی ہو، جس کا جہ چاہا، اے اس شہر میں نہیں ہے۔ مجھے صاف صاف بتاؤ کیا بات ہے؟ اس کے جواب میں انہوں نے کہا کہ محمد بن عبد اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر کتاب نازل فرمائی ہے۔ وہ اس کتاب کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف جلاتے ہیں۔ ان کی شمع ہدایت حقیقت میں شمع ہے۔ ان کا دین فلاح ہے۔ ان کا حکم ماننے میں نجات ہے۔ ان کا زمانہ جنگ و جدال کا زمانہ ہے۔ یہ تمام سر زمین ان کے زیر فرمان ہے اگرچہ جہاد میں کفار قتل ہوں، لکھواریں کھینچی جائیں اور نیزے بلند کیے جائیں لیکن جتنا چلانا کچھ نفع نہ دے گا، پس یہی بہتر ہوگا کہ تم خود کو ان کی سپردگی میں دے دو۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں پلٹ آیا اور خالہ کی باتیں میری لوہے دل پر کندہ ہو گئیں۔ میں اپنے اچھے دوست حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا اور خالہ کی باتوں کا تذکرہ کیا تو انہوں نے تمہاری غلصہ انداز میں فرمایا:

"اے عثمان! تم ایک مجھدار اور سلیم الطبع شخص ہو، بے شک وہ تمہیں حق کی طرف

مستوجہ کرنے والی ایک حق شناس خاتون ہیں، نبی کریم ﷺ کے بارے میں ان کی اطلاع درست ہے اگر ان کی خدمت میں پہنچ کر ان کی دعوت و ہدایت کے بارے میں کچھ سنا چاہتے ہو تو چلو۔

میں نے کہا: ”ضرور“ پھر میں نبی کریم ﷺ کے دربار میں آیا تو آپ ﷺ نے مجھ سے کہا: ”اے عثمان! اللہ تعالیٰ تمہیں جنت کی طرف بلاتا ہے اور میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔“ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ خدا کی قسم! جب میں نے نبی کریم ﷺ کا کلام سنا تو میں بے اختیار ہو گیا اور اسی وقت اسلام قبول کیا اور کچھ عرصہ بعد لوہے چشم نبی کریم ﷺ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا سے میرا نکاح ہو گیا۔ اس وقت لوگ کہا کرتے تھے کہ حضرت رقیہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا جوڑا کتنا اچھا ہے اور اس طرح میری خالہ کی پشین گوئی پوری ہو گئی۔

﴿انہما سارا﴾

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا اور معجزات واقعات:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ شمشیر بکف چارہے تھے، نئی زہرہ کا ایک شخص ان کو راہ میں ملا تو اس نے پوچھا: ”اے عمر (رضی اللہ عنہ)! اس اندازہ جلال سے کہاں چارہے ہو؟“ انہوں نے کہا: ”محمد (ﷺ) کو قتل کر کے آج فتنہ کو فتنہ کر دینے کا ارادہ ہے۔“ زہری شخص نے کہا: ”اس کے بعد تم خود کو، نبی ہاشم اور اولاد و زہرہ سے کس طرح بچا سکو گے؟“ اس کی یہ بات سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے براہِ یقین ہو کر کہا کہ ”تم شاید صابی یعنی بے دین ہو گئے ہو اپنا دین چھوڑ دیا ہے؟“ زہری نے کہا: ”میں تم کو اس سے زیادہ تعجب کی بات نہ بتاؤں، تمہاری بہن اور بہنوئی دونوں صابی ہو چکے ہیں۔“ یہ اطلاع پا کر حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) غضبناک ہو کر بہن کی طرف چلے، جب جب وہ ان کے مکان پر پہنچے تو وہاں حضرت خباب رضی اللہ عنہ گھر میں موجود تھے۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آہٹ محسوس کی تو وہ گھر کے ایک گوشے میں چھپ گئے، چونکہ حضرت خباب رضی اللہ عنہ سورہ طہ پڑھ رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آواز سنتے ہی حضرت خباب رضی اللہ عنہ تو پردے کے پیچھے چھپ گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ گھر کے اندر آئے اور بہن اور بہنوئی سے کہا: ”تم لوگ آہستہ اور پراسرار انداز میں کیا اور کس سے باتیں کر رہے تھے؟“ دونوں نے بالاسفاق اور یک زبان ہو کر کہا: ”کوئی خاص بات نہ تھی، بس ایسے ہی باتیں کر رہے تھے۔“

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ”شاید تم دونوں صابی ہو گئے ہو؟“ اس پر ان کے بہنوئی نے کہا: ”اے عمر! اگر حق تمہارے اور ہمارے آپاں دین سے باہر ملے تو؟“ یہ جواب سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ بہنوئی کو مارنے لگے اور جب ان کی بہن اپنے شوہر کو بچانے آئیں تو ان کو بھی بے حد مارا۔ (جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا غصہ کچھ ٹھنڈا ہوا تو) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تم جس کلام کو پڑھ رہے تھے وہ میرے پاس لاؤ تاکہ میں بھی اسے دیکھوں کہ کیا خوبیاں تم کو مل گئی ہیں کہ اس بے دینی کی ہدایتی اور رسوائی کی بھی تم کو پروا نہیں۔ باوجود تم

اس کی عظمت اور حقانیت کے پرستار ہوں؟ لیکن نے جواب دیا: تم غص ہو، پہلے غسل کرو پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اٹھے اور وضو کیا اور سورۃ طہ پڑھی۔ یہاں تک کہ جب اس آیت پر پہنچے:

إِنِّي أَنَا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي ۝

﴿سورۃ طہ﴾

ترجمہ: ”بے شک میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں، تو میری ہی بندگی کرو اور

میری یاد کیلئے نماز پڑھو۔“

تو بے قابو ہو گئے اور فرمانے لگے کہ مجھے محمد (ﷺ) کے پاس ابھی لے چلو، یہ حال دیکھ کر حضرت خباب رضی اللہ عنہ کو شہ مکان سے سامنے آئے اور کہا: اے عمر رضی اللہ عنہ! تمہیں بشارت ہو، مجھے امید ہے کہ تم ہی رسول اللہ ﷺ کی اس دعا کے متصور ہو جو نبی کریم ﷺ نے جہرات کی شب میں اس طرح فرمائی تھی:

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِمَنْ سَلَّمَ بِعَمْرِ بْنِ الْخَطَّابِ أَوْ بِعَمْرِ وَبْنِ هِشَامٍ

ترجمہ: ”اے اللہ! اسلام کو عمر بن الخطاب یا عمر دین اشام کے ذریعے عزت دے۔“

یہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ ”دار ارقم“ میں حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا۔

﴿ابن سعد، ابوعلی، حاکم، بیہقی﴾

امام احمد رحمہ اللہ سے روایت ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ایک روز قبول اسلام سے پہلے رسول اللہ ﷺ سے لڑنے اور جھگڑنے کے ارادے سے اپنے گھر سے نکلا اور حرم کی طرف چلا۔ حضور نبی کریم ﷺ مجھ سے پہلے ہی مسجد حرام میں پہنچ چکے تھے۔ میں چپکے سے آپ کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ آپ سورۃ الحاقہ کی تلاوت فرما رہے تھے۔ میں نے کچھ سا تودل میں سوچا۔ قریش ٹھیک ہی کہتے ہیں، یہ شاعر ہیں کہ اتنے میں نبی کریم ﷺ اس آیت پر پہنچے:

إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ۝ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِيلًا مَّا تُوْمَنُونَ ۝

﴿سورۃ الحاقہ﴾

ترجمہ: ”بیشک یہ قرآن ایک کرم والے رسول سے باتیں ہیں اور وہ کسی شاعر کی بات نہیں کتنا کم یقین رکھتے ہو۔“

اس کے بعد میں نے خیال کیا، کاہن ہوں گے تو حضور نبی کریم ﷺ نے یہ آیت پڑھی:

وَلَا يَقُولُ كَاهِنٌ قَلِيلًا مَّا تَزْكُرُونَ ۝

﴿سورۃ الحاقہ﴾

ترجمہ: ”اور نہ یہ کسی کاہن کی بات کتنا کم دھیان کرتے ہو۔“

اس کے بعد آخر سورۃ تک آپ نے پڑھا اور میں نے پوری سورۃ کو سنا، جس سے میرا دل بے حد متاثر ہوا اور اس کے بعد اسلام نے میرے دل میں گھر کر لیا جیسا کہ اس کا حق تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مشرکین قریش جمع تھے اور میں ایوانہ اور شیبہ کے ساتھ بیٹھا

ہوا تھا۔ ابو جہل نے کہا: اے کروہ قریش! احمد (ﷺ) نے تمہارے محبوبوں کو باطل اور بیچ کہا، تمہارے اسلام کو بے وقوف بتایا اور ان کا خیال ہے کہ وہ سب داخل جہنم ہوں گے لہذا تم میں کوئی ہے جو محمد (ﷺ) کو قتل کرے اور اس کے عوض سو سہارہ سو یاہ اونٹ اور ایک ہزار اوقیہ چاندی حاصل کرے۔ تو میں نے تمکو اور تیرے کمان سے مسلح ہو کر سرکارِ دو عالم ﷺ کو قتل کرنے کے ارادہ سے نکلا اور میں ایک چھترے کے پاس سے گزرا جس کو لوگ ذبح کرنے والے تھے کہ دفعۃً چھترے سے زوردار آواز نکلی:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُحِبُّونَ لِكُلِّ فِتْنَةٍ كِتَابًا خَالِصًا ۚ فَذُرُوا خِصَمَكُمُ الْقُرْآنَ ۚ يَكُونُوا لَهُ يَوْمَ الْيَوْمِ حَافِظِينَ ۚ أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ۚ

✽ میں نے ذبح کیے جانے والے چھڑے کے ہیٹ سے یہ کلمات سننے کے بعد خیال کیا کہ ”یہ میرے سناتے کیلئے ہے۔“ اسی کے بعد میں کچھ سوچتا ہوا آگے بڑھا تو اچانک ایک ہفتے نے کہا:

يا ايها الناس ذروا الاحكام
و مسند و الحكم الى الاصنام
اما لرون ما ارى امامي
قد لاح للنظر من بهام
قد جاء بعد الكفر بالاسلام
ما اتم و طائش الاحلام
لكلکم ارره كالانعام
من ساطع يجلو دجى الظلام
اکرم من امام
والبر والصلوة للارحام

ترجمہ: "اے صاحبانِ اجسام! تم میں اور بیوقوفوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ تم لوگ ان سے فیصلہ لیتے اور پھر اس پر یقین کرتے ہو (اس بنا پر) تم سب لوگ چوپاؤں کی مانند (بیوقوف اور بے عقل) ہو۔ کیا تم لوگ وہ نہیں دیکھتے جس کو میں اپنے مانتے دیکھ رہا ہوں، وہ ایک نور تاباں ہے جو علمت کو چھانٹ دیتا ہے۔ صاحبانِ بصیرت کیلئے وہ نور تہامہ سے طلوع ہوا ہے، وہ کس قدر بزرگزیہ ہے اور اللہ تعالیٰ کیلئے اس کی پیشوائی ہے۔ وہ کفر کے بعد اسلام، نیکی، صلۃ اور صلہ رحمی کو (تختہ) لایا ہے۔"

حضرت عمرؓ نے فرمایا میں نے خیال کیا کہ یہ میری اسی ہدایت کیلئے کہا گیا ہے پھر میرا گزر بت شمار پر ہوا تو اس کے پیٹ سے میں نے یہ آواز سنی:

ترك الضمار و كان يعبد و حده
ان الذي ورث النبوة والهدى
سيقول من عبد الضمار و مثله
ما صورا يا حمص فانك آمن
لا تعجلن فان ناصر دينه
بعد الصلوة مع النبي محمد
بعد ابن مريم من لويش مهتدي
ليت الضمار و مثله لم يعبد
يا ليك عز غير عزني عدي
حقا يقينا يا للسان و باليد

ترجمہ: ”نبی ﷺ پر درود ہو اور سنو شمار کی پوجا اب بند ہوگی جبکہ اس سے پہلے وہ پوجا جاتا تھا۔ وہ شخص سیدنا ابن مریم کے بعد موت و ہدایت کا وارث ہوا ہے۔ وہ ہدایت کرنے والا اولاد قریش سے ہے۔ عنقریب شمار کے پرستار کہیں گے۔ کاش شمار جیسے بتوں کی پرستش نہ کی جاتی۔ اے ابوحنس! بازار چاؤ، اس

لیجئے کہ تم ایمان آئے والے ہو، تم کو وہ عزت نصیب ہوگی جو بنی عدی کے اعزاز کے سوا ہے۔ تم غلبت نہ کرو، تم بلاشبہ ان کے دین کے مددگار ہو، تم یقیناً قول و عمل سے بھرپور تعاون کر کے ان کا حق ادا کرو گے۔“

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اس کے بعد میں بخوبی سمجھ گیا کہ یہ سب کچھ میری فہمائش کیلئے ہو رہا ہے، اسکے بعد میں اپنی بہن کے پاس آیا تو ان کے پاس خطاب بن اللات کو اور اسکے شوہر کو بیٹھے دیکھا۔ حضرت خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے عمر رضی اللہ عنہ! خدا تمہارا بھلا کرے اسلام قبول کر لو پھر میں نے پانی منگایا اور دھو لیا۔ اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اے عمر! میری دعا تمہارے حق میں قبول کر لی گئی، اسلام قبول کر لو، میں نے فوراً اسلام قبول کر لیا اور مسلمانوں کی تعداد پوری چالیس ہو گئی۔ میرے قبول اسلام کے بعد یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ

﴿سورۃ الانفال﴾

ترجمہ: ”اے غیب کی خبریں بتانے والے! (نبی) اللہ تمہیں کافی ہے اور یہ جتنے مسلمان تمہارے پیرو ہوئے۔“

﴿ابو نعیم﴾

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مسلمان ہونے پر اسلام کو قوت ملی:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ارشاد فرمایا: جب سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلامی جماعت میں شامل ہوئے تو ہم کو اللہ تعالیٰ نے ان کے وسیلے سے عزت اور غلبہ دیا۔ ہم نے اپنے اندر قوت محسوس کی۔

﴿کنج بخاری﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے بیان کیا خدا طہیم ہے ہم مسلمان آتے آتے اور قوت نہ رکھتے تھے کہ کعبہ اللہ میں اعلانیہ طور پر نماز پڑھ سکیں پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا قبول کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کمزور مسلمانوں میں شامل ہو گئے اور وہ کمزور پھر طاقتور ہو کر اعلانیہ اور بے دھڑک رہ میں نمازیں پڑھنے لگے۔

﴿ابن سعد، حاکم﴾

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اسلام کی حالت اس کی مانند تھی جس کے خدو خال ہمارے سامنے ہوں اور وہ پیش رو آگے بڑھتا آ رہا ہو اور وہ برابر اس سے قریب ہو رہا ہو اور نزدیکی بڑھنے کے باعث اس کی خوبیاں زیادہ واضح اور ظاہر دوری ہو رہا ہو، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے تو اسلام اس مرد کے مانند ہو گیا جو واپس جا واد اس سے دوری بڑھتی جا رہی ہو۔

﴿حاکم﴾

حضرت عثمان بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ الہی! اسلام کو ان دو شخصوں میں سے کسی ایک سے جو تجھے پیارا ہو، عزت دے خواہ عمر بن خطاب ہو یا عمرو بن ہشام، اسی دن صبح کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے اور اسلام قبول کر لیا۔

﴿ابن سعد﴾

○ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی:

اللَّهُمَّ اغْفِرْ إِلَّا سَلَامَ يَغْفِرُ خَاصَّةً

ترجمہ: "الہی خاص عمر رضی اللہ عنہ کے ذریعہ اسلام کو عزت دے۔"

﴿ابن ماجہ، حاکم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعرات کو رات میں دعا کی کہ "اے بارالہ! عمرو بن خطاب یا عمرو بن ہشام کے ذریعہ تو اسلام کو تو قیوم بخش۔" پھر جمعہ کے دن صبح کے وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے اور حلقہ اسلام میں شامل ہوئے۔

﴿طبرانی﴾

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ جماعت اسلام میں شامل ہوئے تو اسلام نے نصرت پکڑی، اس کی اعلائیہ دعوت دی جانے لگی اور مسلمان خانہ کعبہ میں حلقہ بنا کر بیٹھے لگے اور ہم انفرادی اور اجتماعی طور پر طواف اور نشیمن کرنے لگے جس نے بھی اشاعت دین میں مزاحمت کی، ہم نے اس سے بدلہ لے لیا۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ چالیس مردوں اور دس عورتوں کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے اور اسلام کی ایک "غلیہ تحریک کی حیثیت اعلانیہ تحریک کی حیثیت سے بدل گئی۔"

﴿ابن سعد﴾

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے پر فرشتوں کی مبارکباد:

حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ شرف بہ اسلام ہوئے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آسمان والے (قریش) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے پر آپ کو مبارکباد پیش کرتے ہیں اور عالم بالا میں خوشی منا رہے ہیں۔

﴿حاکم، ترمذی﴾

خدا کا بغرض علاج نبوی کیلئے آنا اور متاثر ہو کر اسلام قبول کرنا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خدا داپٹی کسی ضرورت سے مکہ میں آئے، جنت و منتر میں مشہور تھے۔ ایک روز مشرکین مکہ سے انہوں نے سنا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم (نور پا شد) مجتہد ہو گئے ہیں لہذا انہوں نے خیال کیا کہ کیا بعید ہے کہ میں جہاز پھونک سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تندرست محکمہ کر دوں۔ پس وہ آکر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے اور کہا: "میں منتر پڑھتا ہوں، مالک:

قدر چاہے گا تم کو محبت اور شفا دے دے گا۔“ خدا کا قول ہے: نبی کریم ﷺ میری باتیں سننے کے بعد مجھ سے نزدیک ہوئے اور پھر کہا:

”الحمد لله نحمده و نكسبه و نؤمن به و نعوذ بالله من شرور انفسنا و من سيئات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له و من يضله فلا هادي له و اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له و اشهد ان محمدا عبده و رسوله“

حضرت حماد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ”ان ہی کلمات کو براہ مہربانی دوبارہ پڑھئے۔“ لہذا نبی کریم ﷺ نے یہ مقدس کلمات دوبارہ پڑھے پھر حماد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ”واللہ! میں نے ایسا کلام کبھی نہ سنا نہ پڑھا۔ یہ سحر ہے نہ شاعری ہے اور نہ کہات، واقعی یہ الہامِ وحی ہے، بے شک یہ خدائی کلام ہے۔ اس میں کموار سے زیادہ کائنات کے زیادہ حسن، آفتاب سے زیادہ نور اور اسرار سے زیادہ تاثیر ہے۔ اس کے بعد دوزخوں ہوئے اور کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمانوں کے زمرہ میں مصائب سے اور قربانیاں دیئے کیلئے شامل ہوئے۔“

﴿مسلم، احمد، بیہقی﴾

حضرت عمرو بن عبد القیس رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا:

مزید ابن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رجب عبد القیس کا ایک دوست تھا جو راہب تھا۔ وہ ایک سال دارین آیا اور رجب سے ملا اور اس کو بتایا کہ حضورؐ کے قریب مکہ میں نبیؐ کا ظہور ہونے والا ہے جس کی علامات یہ ہوں گی کہ وہ صدقہ نہیں کھائے گا۔ بدیہ کھائے گا، دونوں شانوں کے درمیان نشانِ نبوت ہوگا اور اس کا دین حق تمام باطل ادیان پر غالب اور مستولی ہو جائے گی۔ کچھ عرصہ بعد راہب مر گیا تو رجب نے اپنے بھانجے عمرو بن عبد القیس کو مکہ بھیجا جو ہجرت کے سال مکہ آیا اور رسول اللہ ﷺ سے ملا اور شائقوں کے درمیان علامت کو دیکھ کر وہ نبی کریم ﷺ کو قبول کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کو سورۃ فاتحہ اور سورۃ اقرآن سکھائیں اور ارشاد فرمایا کہ اپنے ماموں کو دعوتِ اسلام دو۔ پھر عمرو رضی اللہ عنہ لوٹ کر آیا اور رجب کو حالات سنائے جس کے نتیجے میں رجب رضی اللہ عنہ نے بھی اسلام قبول کیا مگر اس نے عرصہ تک اپنے اسلام کو پھپھایا۔

بحرہ سولہ آدمیوں کی ایک جماعت کے ساتھ مدینہ طیبہ پہنچا۔ ان لوگوں کے مدینہ میں داخل ہونے سے پہلے ایک روز صبح کو نبی کریم ﷺ اپنی آرام گاہ سے باہر تشریف لائے اور فرمایا مشرق کی طرف سے چند سوار آرہے ہیں، وہ ہماری دعوتِ اسلام سے بدگمان اور بیزار نہیں ہیں اور ان کے قائد کی ایک پہچان ہے چنانچہ نبی کریم ﷺ کے ارشاد کے بموجب یہ لوگ مدینہ پہنچ گئے۔

﴿ابن شہین﴾

طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر

ہوئے اور کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! دوس کے لوگوں نے نافرمانی کی ہے اور انکار کیا ہے۔ آپ ان کے حق میں بدعا کیجئے۔ پس نبی کریم ﷺ نے راقبہ ہو کر دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے اور التجا کی: "اے پروردگار! انہیں کو ہدایت فرما اور ان کو یہاں پہنچا۔"

﴿بخاری﴾

ابن اسحاق رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ طفیل بن عمرو بن ہشام بیان کرتے تھے کہ وہ مکہ گئے، اس زمانہ تک نبی کریم ﷺ نے ہجرت نہیں کی تھی۔ طفیل رضی اللہ عنہ ایک شریف، دانشور اور معروف شخص تھے۔ صاحب علم اور شاعر بھی تھے۔ مشرکین مکہ میں سے چند لوگ ان سے ملے اور بتایا کہ محمد (ﷺ) نے ہمارے درمیان تفریق پیدا کر دی اور جمعیت کو پراگندہ کر دیا ہے اور ان کے اقوال ساحروں کی مانند ہیں اور جو باپ کی بیٹے سے اور بھائی کی بھائی سے اور شوہر کی بیوی سے جدائی کر دیتے ہیں لہذا تم ان سے بات کرنا ان کی سنتا۔

قریش یہ دُعا خود برابر مجھے اس خیر خواہانہ مشورہ کیلئے یاد دہانی اور تاکید کرتے رہے، اس لیے میں نے بھی اسی کے مطابق عمل کرنے میں خیریت سمجھی اور اپنے کاتوں کو ان کے کلام سے بچانے کی خاطر میں نے اسی درجہ احتیاط برتا کہ اپنے کانوں میں روٹی رکھ کر سماعت سے محروم کر لیا۔ ایک دن صبح کے وقت میں اسی حالت میں مسجد حرام میں گیا۔ میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔ میں ان کے قریب کھڑا ہو گیا اور باوجود اس کوشش کے میں ان کا کلام نہ سنوں، اللہ تعالیٰ نے ایک بہترین سنوا دیا۔ سوچا کہ قریش نے مجھے ایک ایسے نشاط انگیز کلام کو سننے سے کیوں منع کیا۔ قریش کی اطلاع تو غلط نکل، کیوں نہ میں ان سے ملاقات کر کے دیکھوں اور ان کے خیالات سنوں۔ میں ایک بھگداری اور نیک و پدارت صحیح اور غلط میں تمیز کرنے والا شخص ہوں۔ میں تمہارا ہا، پھر حضور نبی کریم ﷺ اپنے گھر کی طرف روانہ ہوئے اور میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے چلا اور آپ ﷺ کے قریب ہو کر کہا:

"آپ ﷺ کے بارے میں لوگوں نے اس طرح بیان کیا ہے، لہذا فرمائیے کہ آپ

کن باتوں کی دعوت دیتے ہیں؟"

پس سرکارِ دو عالم ﷺ نے میرے سامنے اسلام کی دعوت پیش کی اور قرآن حکیم کے ایک جزو کی تلاوت فرمائی تو میں ایک عجیب اثر، اعتبار اور خشیت سے ملے جلے جذبات نے مجھے بے قابو کر دیا اور اسلام ہی صوفی اور معقول دعوت پر رونا و وجدان نے لبیک کہا۔ میں نے اس کے ساتھ ہی زبان سے بھی توحید و رسالت کا اقرار کیا۔

اس کے بعد میں نے عرض کیا: "اے اللہ کے صاحب عزت رسول ﷺ! میں اپنی قوم کا قائد اور رہنما ہوں۔ اب میں اچس چا کر ان مب کو دعوت اسلام دوں گا، مگر زندگیوں کے ساتھ چرانے پر چکتے واسے خیالات میں بہت تشکیک ہوتی ہے، اس لیے اس کام میں آسانی پیدا کرنے کیلئے دعا فرمائیے اور خداوند تعالیٰ اس مہم میں میرے لیے آسائیاں پیدا فرمادے اور مجھے کوئی نشاطی عطا فرمادے۔"

نبی کریم ﷺ نے اتر راہ تواترش دعا فرمادی اور میں وطن واپس ہوتے کیلئے سفر پر روانہ ہو گیا۔
 دوران راہ میں کدّاء کے مقام میں تھا کہ میری دونوں ابرو کے درمیان نور طلوع ہو گیا۔ میں اپنے خدا سے
 نور کی منتحلی کیلئے دعا کی تو وہ بآذن اللہ میرے کوزے کے تھے میں آ گیا۔

اس کے بعد میں نے اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی مگر اس نے قائل کیا اور اسلام قبول نہ کیا۔ لہذا
 میں مکہ جا کر نبی کریم ﷺ سے ملا، صورت حال سے آگاہ فرمایا چنانچہ نبی کریم ﷺ نے دعا کی: "اے
 بارالہا! دو سیوں کو ہدایت دے۔" اور مجھ سے فرمایا: "طفیل! اب تم اپنی قوم میں واپس جاؤ اور ان کو نری
 اور حکمت عملی کے ساتھ دعوت اسلام دو۔" لہذا میں واپس آ گیا اور دو سیوں میں نری اور حکمت و قیل کے
 ساتھ تبلیغ کرتا رہا۔ اس دوران میں نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ کو ہجرت فرمائی اور میں ستر یا اسی مسلمان
 گمراہوں کو صحرا لے کر بہ مقام خیبر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔

﴿نتیجہ﴾

حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے مکان میں تھے کہ سامنے سے
 حضرت ابن مظعون رضی اللہ عنہ گزرے۔ نبی کریم ﷺ نے آواز دی اور بیٹھ جانے کو کہا: وہ بیٹھ گئے کہ اسے
 میں نبی کریم ﷺ پر نزول وحی ہونے لگا اور ابن مظعون رضی اللہ عنہ حیرت اشتیاب سے بہ غور دیکھتے رہے
 جب نبی کریم ﷺ کی حالت درست ہوئی تو ابن مظعون نے پوچھا: آپ کے چہرہ کا رنگ متغیر تھا اور نگاہ
 ایک خاص زاویہ پر جمی رہی، پھر اوپر کو اٹھی جیسے وہ کسی جانے والے کا تعاقب کر رہی ہو۔ نبی کریم ﷺ
 نے فرمایا: ابھی حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے تھے۔ ابن مظعون رضی اللہ عنہ نے پوچھا: انہوں نے آپ ﷺ سے
 کیا کہا؟ نبی کریم ﷺ نے جواب دیا: انہوں نے یہ پیغام خداوندی پہنچایا:

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَايَ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالنَّفْيِ يَعْطِكُم لَعْنَتَهُمْ نَذِيرًا ۝

﴿سورہ نمل﴾

ترجمہ: "بے شک اللہ تعالیٰ حکم فرماتا انصاف اور نیکی اور رشتہ داروں کے رہنے کا اور منع
 فرماتا ہے بے خیالی بری بات اور سرکشی سے تمہیں نصیحت فرماتا ہے کہ تم دھیان کرو۔"
 حضرت ابن مظعون رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اسی وقت سے اسلام کی محبت اور قدر میرے میں
 پیدا ہو گئی۔

﴿احمد ابن سعد﴾

جنات کا اسلام قبول کرنا اور اس سلسلہ میں معجزات:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَالَّذِينَ آمَنُوا مِنَّا هُنَّ أُمَّهَاتُ لَكُمْ أَوَّاهِينَ بِكُمْ وَمَسْكُؤَاتُ لِفُؤَادِكُمْ كُنَّ حِجَابًا رِجَالًا لَّا يَخْلِفُكُمْ عَلَيْهِنَّ حِجَابٌ رِجَالًا سَرَجَانًا يَرْوُونَ عَلَيْكُم مِّنَ اللَّهِ عِلْمًا بَلَدًا لَّهُمْ خُزُنًا وَيَرْوُونَ خِزْيَانَهُمْ نَارًا يَدْرَأُونَهَا فِي سَهَابٍ مُّطَرًا تَقْرَأُ لَهُمْ فِيهَا كُرْآنًا دُرِّسًا وَمِنْ تَحْتِهَا يَكُونُ مَطَافُ نَارٍ يَصْرِفُونَ فِيهَا أَثَرَهُم بِمِثْقَلِ ذَرَّةٍ مِّنْ عَمَلٍ كَرِيمٍ
 جنوں کو بھیجا کہ وہ قرآن سنیں۔"

اور دوسری جگہ ارشاد ہوا:

فَلْيُؤْخَذِ إِلَىٰ آلِهِ اسْتَمَعَ نَهْرٌ مِّنَ الْجَنِّ لَقَالُوا إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا يَهْدِي
إِلَى الْرُشْدِ لَا مَنَابِهَ ۖ وَلَٰكِنْ نُّشْرِكُ بِرَبِّنَا أَحْقًا

﴿سورہ الجن﴾

ترجمہ: ”تم فرماؤ مجھے وہی ہوئی کہ کچھ جنوں نے میرا پڑھنا کان لگا کر سنا تو بولے ہم
نے ایک عجیب قرآن سنا کہ بھلائی کی راہ بتاتا ہے تو ہم اس پر ایمان لائے اور ہم ہرگز
کسی کو اپنے رب کا شریک نہ کریں گے۔“

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے ان صحابہ کے ساتھ جو ”سوق
عکاظ“ جانے کا ارادہ کر رہے تھے، طائف تشریف لے گئے۔

یہ وہ زمانہ تھا جب شیاطین کی پہنچ خبریں لانے کیلئے آسمانوں پر بند ہو چکی تھی اور ان کو آگ کے
شعلوں سے مارا جانے لگا تھا۔ شیاطین نے مشاورت کر کے زمین پر مشرق سے مغرب تک جائزہ لیا کہ ان
دو جہ کے دوران تہامہ پہنچے تو انہوں نے نبی کریم ﷺ کو مقام نخلہ میں نماز فجر پڑھتے دیکھا جب انہوں نے
نبی کریم ﷺ سے قیام صلوات میں تلاوت کو غور سے سنا تو کہنے لگے کہ خدا کی قسم یہی وہ چیز ہے جو ہمارے اور
آسمانی خبروں کے درمیان حائل ہوتی ہے پھر وہ پلٹ کر اپنی قوم میں پہنچے اور کہا کہ اے قوم!

إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا يَهْدِي إِلَى الْرُشْدِ لَا مَنَابِهَ ۖ وَلَٰكِنْ نُّشْرِكُ بِرَبِّنَا أَحْقًا

﴿سورہ الجن﴾

ترجمہ: ”تم فرماؤ مجھے وہی ہوئی کہ کچھ جنوں نے میرا پڑھنا کان لگا کر سنا تو بولے ہم
نے ایک عجیب قرآن سنا کہ بھلائی کی راہ بتاتا ہے تو ہم اس پر ایمان لائے اور ہم ہرگز
کسی کو اپنے رب کا شریک نہ کریں گے۔“

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز میں نبی کریم ﷺ کے فرمانے کے مطابق
ظہر گیا۔ میں نبی کریم ﷺ رات کو گھر سے روانہ ہوئے اور مجھے ساتھ رکھا، ہم مکہ کے بالائی حصے میں پہنچ
گئے وہاں پہنچ کر آپ نے فرش زمین پر خط کھینچ کر ایک دائرہ بنایا اور مجھ سے فرمایا اس دائرے کے اندر
بیٹھ جاؤ۔ نبی کریم ﷺ تموزی اور گئے اور کھڑے ہو کر تلاوت قرآن شروع کر دی۔ میں دیکھ رہا تھا کہ
آپ کو لوگوں نے آکر گھیر لیا حتیٰ کہ وہ لوگ میرے اور نبی کریم ﷺ کے درمیان حائل ہو گئے۔ اب نہ
میں آپ ﷺ کو دیکھ سکتا تھا نہ تلاوت کی آواز سن سکتا تھا پھر وہ اڑتے ہادلوں کی طرح پیدا جدا صورت میں
روانہ ہو گئے۔ صرف ایک جماعت رہ گئی اور اس نے حضور نبی کریم ﷺ کی امامت میں نماز فجر پڑھی، پھر
وہ بھی رخصت ہو گئی پھر نبی کریم ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا وہ لوگ کہاں گئے؟ میں نے
عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ لوگ وہاں ہیں، اس کے بعد کچھ ہڈیاں اور گوہر ان لوگوں کو آپ نے دیا۔

اس واقعہ کے بعد بڑی اور گوبر سے استنجا کرنے کی آپ نے ممانعت فرمادی۔

﴿ان جن جری، عاکم، بکلی، ابو جهم﴾

حضرت ابو جہمؓ سے روایت ہے کہ ہم ایک سفر میں تھے چنانچہ ایک چشمہ پر اترے اور نیچے ٹھہر گئے اور میں دوپہر میں قیلو کر نے لیٹ گیا کہ ایک سانپ برآمد ہوا اور خیمہ کے اندر ترپنے لگا۔ میں نے یہ دیکھ کر چھاگل سے پانی لیا اور اس پر چھینٹا مارا تو وہ ساکن ہو گیا مگر پھر لوٹے اور ترپنے لگا۔ میں نے نماز عصر پڑھی تو اتنی دیر میں وہ سانپ مر گیا۔ میں ایک سفید کپڑے کا ٹکڑا لیا اور اس سانپ کو اس میں لپیٹ کر کفن دیا اور زمین میں گڑھا کھود کر اس کو دفن کر دیا۔

اس کے بعد ہم پھر سفر پر روانہ ہو گئے اور دن کا بقیہ حصہ اور پوری رات سفر جاری رکھا جب صبح ہوئی تو ہم نے ایک چشمہ کے کنارے پر پڑاؤ کیا اور میں استراحت کیلئے لیٹ گیا کہ اچانک میں نے چند آوازیں سنی۔ جس میں کہا جا رہا تھا: ”تم کو سلام ہے، ایک مرتبہ دو مرتبہ بلکہ دس مرتبہ، دس مرتبہ نہیں بلکہ سو مرتبہ نہیں ہزار مرتبہ بلکہ اس سے بھی زیادہ۔“

میں نے پوچھا: ”تم کون لوگ ہو؟“ انہوں نے کہا ہم جن ہیں، اللہ تعالیٰ تم پر برکتیں نازل کرے، تم نے ہم پر وہ احسان کیا ہے جس کا بدلہ کرنے کی ہم استطاعت نہیں رکھتے۔ میں نے پوچھا کہ تم پر کون سا احسان کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ وہ سانپ جو تمہارے پاس مرا تھا وہ ان جنات میں آخری تھا جنہوں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ بیعت کی تھی۔

﴿ابو جهم﴾

بعثت نبوی سے چار سو سال قبل ایمان لانے والا جن:

حضرت ابو اجم نخعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عبداللہؓ کے اصحاب کی ایک جماعت حج کے ارادہ سے چلی۔ راہ میں انہیں ایک سفید سانپ زمین پر ترپتا ہوا ملا اور اس کے پاس سے خوشبو آ رہی تھی۔ میں نے اپنے ہم سفر ساتھیوں سے کہا: آپ لوگ اپنا سفر جاری رکھیں اور میں تو اس سانپ کا انجام دیکھ کر یہاں سے آگے بڑھوں گا۔

زیادہ دیر نہ گزری کہ سانپ مر گیا، میں نے اسے ایک سفید کپڑے میں لپیٹ کر گزرگاہ سے الگ ایک طرف کو دفن کر دیا اور پھر تیزی سے چل کر اپنے ساتھیوں سے جا ملا۔ انہیں دلوں ہم بیٹھے تھے کہ مغرب کی طرف سے چار دھڑکیں آئیں، ان میں سے ایک نے کہا تم میں کس شخص نے عمر کو دفن کیا ہے؟ ہم نے پوچھا عمر کون؟ اس نے کہا وہ سفید سانپ جو دفن کیا گیا ہے۔ میں نے کہا اس کو میں نے دفن کیا تھا۔ میرے جواب کو سن کر اس خاتون نے کہا: تم نے ایک ایسی جان کو دفن کیا ہے جو روزے دار اور نماز کی پابند، احکام خداوندی کی تبلیغ کرتا اور ذات ختم رسل پر ایمان لائے ہوئے تھا اور حضرت رسول قرشی و عربیؐ کی بعثت سے چار سو سال پہلے آسمانوں میں اس نے آپ ﷺ کی حمد و ثناء اور توصیف سنی تھی۔

یہ واقعہ سننے کے بعد ہم سب نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی پھر ہم حج کر کے واپس ہوئے تو مدینہ میں

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے ملے اور سانپ کا واقعہ بیان کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم حج کہتے ہو۔
 ﴿ابو نعیم﴾

مسلمانوں کی جن نے خدمت کی:

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ لوگ سفر حج پر روانہ ہوئے اور اٹھائے سفر میں
 راستہ بھول گئے اور جب نامعلوم راہوں پر پہنچتے رہے، غذا نہ ہونے کی وجہ سے بھوک اور خشک و گرم جنگل
 کی پیاس سے بے حد حال ہو کر مرنے کے یا لنگل قریب تھے تو انہوں نے اپنے کفن مکن لیے اور موت کا انتظار
 کرنے لگے۔ اس حالت میں ایک جن ان کے پاس آیا اور بتایا کہ میں مسلمان ہوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 سے میں نے قرآن بھی سنا ہے اور نبی کریم کا قول مجھے پہنچا ہے کہ: ”مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ وہ
 ایک دوسرے کے مددگار اور بھائی خواہ ہوں اور مصائب میں اپنے بھائی کو تنہا نہ چھوڑیں گے۔“ یہ کہہ کر اس
 نے ہم سب کو پانی پلایا اور مناسب طریقے پر ہماری رہنمائی کی اور ہم کو سیدھے راستے پر ڈال دیا۔
 ﴿ابو نعیم﴾

ہامہ شیطان کے پوتے کا اسلام قبول کرنا:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم تہامہ کی ایک بھاڑی پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے
 ہوئے تھے کہ ایک ضعیف شخص ہاتھ میں عصا لیے ہوئے ظاہر ہوا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا اور آپ نے
 جواب دیا: اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تمہاری تعریف؟

بوڑھے نے مودبانہ انداز میں عرض کیا: میں ہامہ بن اسیم بن الاقیس بن ابلیس ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا کہ تمہارے اور ابلیس کے درمیان صرف دو پشتوں کا فرق ہے۔ اے ہامہ! تم کتنے عرصہ سے اس عالم
 فانی میں بسر کر رہے ہو؟ ہامہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! پوری عمر بسر کر چکا ہوں۔ اُس اب کو حج کا وقت
 نزدیک ہے جب حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے قابیل نے ہابیل کو قتل کیا میں بچہ تھا۔ میں اس زمانے میں ہمدان
 پر پاکرانا اور قطع رحمی کی ترغیب دیتا تھا، نیلوں پر چڑھ جاتا تھا لوگوں کا کھانا خراب کرتا تھا۔“

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو بوڑھا ایسی باتیں کر چکا ہے وہ کتنا برا ہے اور جو جوان ایسی
 باتوں پر عمل کرتا ہے وہ کتنا برا ہے۔ بوڑھے نے کہا: ”اے مصیبت پوش و خطا بخش خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم!“
 درگزر کا رویہ اختیار فرمائیے اور ملامت نہ کیجئے۔ میں اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں اور ندامت کے ساتھ
 توبہ کر چکا ہوں۔ حضرت نوح علیہ السلام پر جو لوگ ایمان لائے تھے میں ان کے ساتھ مسجد نوح میں حاضر ہوتا
 تھا اور میں نے نافرمان اور سرکش کافروں پر بددعا کرتے سے ان کو روکنا چاہا تھا۔ میں ہمیشہ اپنی قوم کے
 حق میں ان کو بددعا کرنے پر ملامت کرتا رہتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ خود بھی روتے اور مجھے بھی رلاتے اور
 فرماتے یقیناً میں اس پر ندامت کرنے والوں میں سے ہوں اور میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں کہ وہ مجھے
 نادانوں میں سے کرے۔ میں نے عرض کیا:

”اے نوحؑ! میں نیک بخت ہابیل ابن آدمؑ شہید کے خون میں شریک تھا، تو کیا آپؑ اپنے رب کے حضور میری مغفرت میں کوشش فرمائیں گے؟“ انہوں نے جواب دیا: ”اے ہام، تم نیکی کا ارادہ رکھو اور نیکی کرتے رہو اور یہ صبر و بردباری دل سے ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جو علم مجھے دے دیا ہے میں اس کے ذریعہ یہ جانتا ہوں کہ جس بندے نے ارتکاب گناہ کے بعد صدق دل سے توبہ کر لی ہے یقیناً اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمائیگا، ہے تو اب اٹھو اور وضو کر کے دو گناہ پڑھ۔“ میں نے اسی وقت اٹھ کر وضو کیا اور نماز پڑھی۔

پھر سیدنا حضرت نوحؑ نے مجھے آواز دی: ”اے خوش قسمت ہام! جدے سے سرائھا، آسمان سے تیری توبہ کی قبولیت آگئی ہے۔“ پھر میں مسلسل ایک سال تک اللہ تعالیٰ کے حضور مجیدہ شکر میں گزارا۔ میں سیدنا حضرت ہودؑ کے ساتھ ان کی مسجد میں ان کی امت کے ایمان داروں کے ساتھ رہا اور میں ان کو اکثر منکروں اور کافروں پر بدعائدہ کرنے کا مشورہ دیتا رہا اور پھر بھی ایسا ہوتا رہا کہ اس زمانہ کے سرکشوں کی زیادتیوں پر وہ بھی غم زدہ ہوتے اور مجھے بھی کرتے۔ میں سیدنا حضرت یعقوبؑ کی زیارت کو بہ کثرت جایا کرتا اور میں سیدنا حضرت یوسفؑ کے ساتھ مکان امین میں تھا اور میں نے حضرت الیاسؑ سے جنگلوں میں ملاقات کی اور اب بھی میں ان سے ملا کرتا ہوں۔

میں نے حضرت موسیٰ بن عمرانؑ سے ملاقات کی اور آپؑ نے مجھے توریت مقدس سکھائی ہے اور فرمایا: اگر میرے بعد آنے والے رسول سیدنا حضرت عیسیٰ ابن مریمؑ سے ملو تو ان کو میرا سلام پہنچانا اور سیدنا حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا تھا کہ اگر سیدنا حضرت محمدؐ سے شرف نیاز حاصل ہو تو میری طرف سے سلام اخلاص پہنچانا۔

راوی کا بیان ہے کہ تہنیت و سلام کے پیغام کو سنتے وقت نبی کریم ﷺ کی آنکھیں بھیگنی شروع ہوئیں اور پیغام کے آخری الفاظ سنتے وقت آنکھیں اشک ریز ہو گئیں اور آواز آئی: یہ میں آپ ﷺ نے مام کا جواب دیا: جواب کے الفاظ یہ تھے: ”جب تک دنیا کا قیام و بقاء ہے براہم سیدنا حضرت عیسیٰؑ پر سلام ہو۔ اے ہام! پھر فرمایا: حق امانت ادا کرنے پر تم پر بھی سلام ہو۔ اس کے بعد ہام نے عرض کیا: ”اے اللہ کے آخری رسول ﷺ! میں اب تک شریعت موسویٰ پر عمل کرتا ہوں جس کی تعلیم بذریعہ توریت مجھ کو صاحب توریت حضرت موسیٰؑ نے دی تھی۔ نبی کریم ﷺ نے اس کے جواب میں ہام کو سورۃ واقعہ: ”وَالصُّرُطَاتُ، عَمِ يَعْسَالُونَ“ اور ”إِذَا الشُّفْعُ كُوِّرَتْ، مَقُورَ ذُنُوبٍ“ اور سورۃ اخلاص کی تعلیم دی اور فرمایا تم کو جب کوئی حاجت پیش آئے بلا تکلیف میرے پاس آ جانا اور مجھ سے ملاقات اور رابطہ قائم رکھنا۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد ہام کی کوئی خبر معلوم نہ ہوئی، اس لیے میں نہیں جانتا کہ وہ انور زندہ ہیں یا وفات پا چکے۔

حضرت ابو بکر ؓ سے کیا اور پھر حضرت ابو بکر ؓ نے نبی کریم ﷺ سے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: غریب رومی، ایرانیوں پر غالب آجائے۔ یہ بات حضرت ابو بکر ؓ نے مشرکین سے کہہ دی۔ مشرکین نے کہا اس پارے میں کوئی مدت معین کرو، تو حضرت ابو بکر صدیق ؓ نے پانچ سال کی معیاد مقرر کر دی، جب اس بات کی خبر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو ہوئی تو فرمایا کہ دس سال کی مدت کرنا بہتر ہوتا۔ اس سے بعد رومی، ایرانیوں پر بدر کے دارا۔ یہ ہوئے۔

﴿احمد، بیہقی، ابوسلم﴾

حضرت لامادہ ؓ روایت کی۔ انہوں نے کہا جب اللہ تعالیٰ نے ان آنکھوں کو تازل فرمایا تو مسلمانوں نے اپنے رب کو سچا جانا اور یقین کر لیا کہ عشرہ۔ چ۔ می الی فارس پر غلبہ پائیں گے چنانچہ مسلمانوں نے مشرکوں سے شرط لگائی اور پانچ اونٹ شرط کے مقرر کر کے پانچ سال کی مدت متعین کر لی۔ مسلمانوں کی شرط کے ضامن حضرت ابو بکر صدیق ؓ اور مشرکوں کی شرط کا ضامن ابی بن علف ہوا۔ یہ شرط پازمی جوئے کے حرام ہونے سے پہلے ہوئے۔

جب معینہ وقت آیا اور رومی فارسیوں پر غالب نہ ہوئے تو مشرکوں نے شرط کے اونٹ مانگے۔ اس کا ذکر صحابہ کرام نے نبی کریم ﷺ سے کیا کہ یہ لوگ اس کا حق نہیں رکھتے تھے کہ دس سال سے کم کی مدت متعین کرتے کیونکہ لفظ بیع تین سے دس سال کے عدا کیلئے ہے لہذا اس شرط کو بڑھا دو اور مدت میں اضافہ کر دو تو مسلمانوں نے ایسا ہی کیا اور اللہ تعالیٰ نے نویں برس کے شروع میں رومیوں کو الی فارس پر غلبہ عطا فرمادیا۔

﴿تکلی﴾

نبی کریم ﷺ سے مشرکین کا سوالات کے ذریعہ امتحان لینا:

حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ مشرکین قریش نے نصر بن حادث، عقبہ بن ابی معیط کو مدینہ کے یہودی احباب کے پاس بھیجا۔ انہوں نے ان دونوں کو ہدایت کی کہ ان یہودی عالموں سے نبی کریم ﷺ کے بارے میں دریافت کرو اور جو خوبیاں مشہور ہیں ان کی تحقیق ان سے کرو اور ان کا نقطہ نظر دریافت کرو کیونکہ وہ آسمانی کتاب کے وارث اور علم و فہم میں برتری کے مدعی ہیں چنانچہ نصر اور عقبہ دونوں مدینہ پہنچ کر احباب سے ملے۔ اس نے پورے حالات سن کر مشورہ دیا کہ: ”اے معزز نمازگاہان قریش! میرا مشورہ یہ ہے کہ تم محمد ﷺ سے تین سوالات کرو اگر وہ ان کا جواب صحیح دیں تو کچھ لو کہ وہ دعوے میں سچے ہیں اور اگر اس کے برعکس معاملہ ہو تو جان لو کہ ان کا دعویٰ قریب اور جھوٹ ہے۔

❁ وہ تین سوالات یہ ہیں:

- (۱) ان سے پوچھو کہ ”بچھلے زمانے میں جو جوان گزریے ہیں ان کا واقعہ کیا ہے؟“
- (۲) ان سے دریافت کرو کہ ”وہ شخص جو زمین کے مشارق و مغارب کی بہت قریادہ مر کرتا تھا، اس کی خبر کیا ہے؟“
- (۳) ان سے سوال کرو کہ ”روح کیا ہے؟“

نظر اور عقیدہ دلوں نے مکہ آنے والوں سے کہا کہ ”ہم چند ایسے سوالات محمد (ﷺ) سے کریں گے کہ جن کے صحیح جوابات دنیا کی بھی انسان کیلئے ناممکن ہے اگر خدا کی طرف سے کسی کو واقعہ الہام و ہدایت ملتی ہے تو بس ایسے بندہ جو بزرگ و کیلئے ممکن ہے۔ پھر انہوں نے اپنی دوراندیشی اور مصلحت کی بناء پر عوامی اجتماع میں پوچھنے کی بجائے صرف دانشوروں کے اجتماع میں نبی کریم ﷺ سے یکے بعد دیگرے تین سوالات اسی ترتیب سے کیے اور جاتا خیر جوابات مانگے۔ حضرت جبریل علیہ السلام اس مرحلہ پر سورہ کہف لے کر حاضر ہوئے اور نبی کریم ﷺ نے اس علم کی روشنی میں بڑے پر وثوق لہجے میں کافروں کو جواب دیئے:

(۱) فرمایا: عہد قدیم کے وہ جوان ”اصحاب کہف“ تھے اور ان کا یہ واقعہ ہے۔

(۲) فرمایا: مشارق و مغارب کے میر کرنے کیلئے ”ذوالقرنین“ ہیں۔

(۳) فرمایا: ”قل الروح من امر ربي“ ”روح کی حقیقت یہ ہے کہ وہ امر رب ہے۔“

﴿ابن اسحاق: تفسیر، بصرہ﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: قریش نے یہودیوں سے پوچھا ہمیں ایسے سوالات بتاؤ کہ جو محمد (ﷺ) سے دریافت کریں تو انہوں نے کہا کہ تم روح کے بارے میں ان سے پوچھا، چنانچہ جب انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی:

وَسْتَفْتُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي

﴿سورہ نبی اسرائیل﴾

ترجمہ: ”اور تم سے روح کو پوچھتے ہیں تم فرماؤ روح میرے رب کے حکم سے ایک چیز ہے۔“

﴿ابن تیمیہ﴾

حضرت عبداللہ بن سلام سے روایت ہے کہ میں نے احبار یہود سے کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعمیر کردہ مسجد میں جا کر اپنے رب سے نیکو کاری پر قائم رہنے کیلئے عہد و پیمان کروں، وہ مکہ آئے اور نبی کریم ﷺ کے پاس منی میں ملنے کیلئے گئے۔ اس وقت حضور نبی کریم ﷺ کے پاس بہت سے لوگ کھڑے ہوئے تھے، یہ بھی لوگوں کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کو دیکھ کر فرمایا: ”تم عبداللہ بن سلام ہو؟“ انہوں نے کہا: ”جی ہاں۔“

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”میرے قریب آ جاؤ۔“ تو وہ نزدیک ہو گئے پھر آپ نے فرمایا: ”اے عبداللہ! کیا تم تو ریت آسمانی میں اللہ کے رسول کا ذکر نہیں پاتے؟ حضرت ابن سلام علیہ السلام نے کہا: ”میرے جواب سے پہلے آپ اپنے رب کی صفت بیان کیجئے جس کی طرف آپ جاتے ہیں۔ اس وقت نبی کریم ﷺ پر سورہ اخلاص وحی کی گئی چنانچہ آپ نے کہا:

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ. اللَّهُ الصَّمَدُ. لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ. وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ.

﴿سورہ اخلاص﴾

ترجمہ: ”تم فرماؤ وہ اللہ ہے وہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے نہ اس کی کوئی اولاد اور نہ وہ

کسی سے پیدا ہوا اور نہ اس کے چوڑ کا کوئی۔"

یہ کلام سننے کے بعد حضرت ابن سلام رحمہ اللہ نے کہا: "أشهد أن لا إله إلا الله و أنك رسول الله" اس کے بعد نبی کریم سے رخصت لے کر وہ مدینہ آ گئے لیکن اپنے اسلام کو چھپایا۔ پھر جب نبی کریم رحمہ اللہ نے ہجرت فرمائی اور مدینہ طیبہ میں رونق افروز ہوئے تو حضرت ابن سلام رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں اس وقت کعبہ کے درخت پر چڑھا ہوا تھا۔ نبی کریم رحمہ اللہ کی تشریف آوری کی خبر سے مجھے وہدا گیا اور میں دوست سے گر پڑا۔

﴿طبرانی، المعجم﴾

مشرکین کی ایذا رسانی کے سلسلہ میں معجزات

حضرت عروہ رحمہ اللہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رحمہ اللہ سے پوچھا نبی کریم رحمہ اللہ کو قریش نے جو تکالیف پہنچائیں ان میں تم نے سب سے اہم چیز کون سی دیکھی؟

انہوں نے کہا کہ میں نے دیکھا قریش کے کچھ سردار ہجر اسود کے قریب جمع تھے اور نبی کریم رحمہ اللہ نے جو اسلام کی تبلیغ و تحریک شروع فرمائی تھی۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے کہنے لگے کہ ہم لوگوں نے اس بارے میں جس جسبر و برداشت کا مظاہرہ کیا ہے، اس کی مثال نہیں ملے گی۔ محمد رحمہ اللہ نے ہمارے معزز سرداروں کو بے وقوف، ہمارے اسلاف کو گم کردہ راہ اور ہمارے مذہب کو باطل ٹھہرایا، ہماری جمعیت اور قوی اتحاد کو پارہ پارہ کر دیا اور ہمارے معبودوں کو باطل قرار دیا مگر ہم ایسی دیوانگی کی باتوں پر صبر کرتے رہے۔

اتفاقاً اسی وقت نبی کریم رحمہ اللہ اس طرف سے گزرے اور ہجر اسود کے پاس ٹھہر کر اسکو بوسہ دیا، پھر ان لوگوں کے پاس سے گزر کر خانہ کعبہ کا طواف کیا۔ قریش کے سردار یہ ناگوار یا میں آپ رحمہ اللہ کو آزار اور تکلیف پہنچانے کیلئے جاری رکھے ہوئے تھے اور آپ رحمہ اللہ چشم پوشی فرما رہے تھے۔

حضرت عبداللہ رحمہ اللہ راوی حدیث کا کہنا ہے کہ میں نے نبی کریم رحمہ اللہ کے چہرہ انور سے ناگواری کا اندازہ کر لیا جب آپ رحمہ اللہ طواف کے دوسرے چکر میں ان کے قریب سے گزرے تو پھر آپ نے کوئی ناگوار بات مگر درگزر فرمایا اور طواف جاری رکھا۔ میں نے چہرہ انور پر نظر ڈالی اور ناگواری کو محسوس کیا۔ تیسرے چکر پر کفار نے جب آوازے کسے تو پھر آپ نے ٹھہر کر فرمایا: اے کروہ قریش! قسم اس ذات کی جو خالق کل ہے یقیناً میں تمہارے پاس خاتمہ کیلئے آیا ہوں اور ہر برائی کو ختم کروں گا۔ قریش یہ سن کر دم بخود ہو گئے اور کہنے لگے: اے ابوالقاسم! آپ تمہارے نبی کی میں نہ لیں اور اس بے وقوف کو معاف کریں۔

﴿تذقی، المعجم﴾

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش بہت زیادہ ایذا پہنچاتے تھے پھر روایت مذکورہ بالا کے ماسند قریش کے حجر اسود کے قریب بیٹھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تیسرے طواف پر ٹھہرنے کے بعد یہ فرمانا روایت کیا ہے کہ "اے سرکشان قریش! تم باز آؤ گے جب تک تم لوگوں کو عذاب الہی اپنی گرفت میں نہ لے لے۔" یہ سن کر مشرکین روتے گئے جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف روانہ ہوئے تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "عثمان! اللہ اپنے دین کو تمام باطل دینوں پر جلد غالب کرنے والا ہے اور وہ وقت آنے والا ہے کہ قداے واحد کا کل ان سب لوگوں کے قلب و جگر میں خون ریزگی بن کر دوڑے گا۔"

﴿ابو نعیم﴾

حضرت خیاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ اس حاتم کعبہ کے سائے میں چادر اوڑھے کھڑے تھے۔ میں نے اس وقت دشمنان اسلام کی اذیت کے پیش نظر عرض کیا "اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ہمارے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا نہیں فرماتے؟" میری یہ بات سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مینہ گئے اور آپ کا چہرہ انور سرخ ہو گیا اور فرمایا: تم سے پہلے لوگ ایسے ہی تھے جن کے جسموں سے لوہے کی کنگھیوں کے فور بعد ہڈیوں پر سے گوشت سونٹا یا بھینچا جاتا تھا مگر یہ تکلیف بھی ان کو اپنے دین اور عقیدوں سے برگشتہ نہ کر سکی اور بعض کے سروں پر آگ چلا یا جاتا اور اس کو درد حصوں میں پانت دیا جاتا مگر یہ اذیت بھی ان کو ان کے مذہب اور مسلک سے نہ بھیر سکی، مجھے اپنے رب سے امید ہے کہ وہ اس دین کو اس طرح نافذ اور کلی طور پر نافذ فرما دے گا کہ ایک شخص صنعا سے حضرت موت تک سوار ہو کر چلے گا اور اس کو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا ڈر نہیں ہوگا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

ابن اسحاق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابو جہل اور ابوسفیان کے سامنے سے گزرے۔ ابو جہل نے کہا اے بنی عبد شمس یہ تمہارا نبی ہے اس پر ابوسفیان نے کہا تعجب ہوتا اگر ہم میں سے کوئی نبی ہوتا۔ ابو جہل نے کہا تعجب تو اس پر ہے کہ بوڑھے داناؤں کے درمیان ایک بچہ نے نبوت کا اعلان کیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کی باتیں سن لیں اور فرمایا: اے ابوسفیان! سن لو تم نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر غصہ اور غضب کا اظہار نہیں کیا لیکن تم نے اپنے اصل کی حمایت کی ہے اور اے ابو جہل! خدا کی قسم! تو جیسے گا، بہت کم لیکن روئے گا بہت زیادہ۔

﴿بخاری﴾

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور مکہ میں نبوت کا اعلان کیا، اسی زمانہ میں میرا شام جانا ہوا جب میں بھرنی پہنچا تو میرے پاس نصاریٰ کی ایک جماعت آئی اور مجھ سے پوچھا کیا تم حرم سے آئے ہو؟ میں نے کہا: ہاں! پھر انہوں نے

نے پوچھا تم اس مدعی نبوت کو جانتے ہو جو تمہارے عطا قدس میں ظاہر ہوا ہے؟ میں نے جواب دیا کہ ہاں اچھی طرح۔ اس کے بعد وہ مجھ کو اپنے معبد میں لے گئے، اس میں چھتھیں اور تصور دیر میں تھیں، تصور ا توقف کرنے کے بعد انہوں نے پوچھا:

آپ نے ان تصاویر کو بہت دلچسپی سے دیکھا کیا ان میں اس مدعی نبوت کی تصویر ہے؟ میں نے کہا: نہیں، پھر وہ مجھے ایک دوسرے بڑے دیر میں لے گئے، یہاں کثیر تعداد میں تصویروں تھیں۔ میں نے ان تصویروں سے بھی تفریح اور دلچسپی لی، میری نگاہ ایک طرف سے سامنے کی تصویروں پر پڑتی ہوئی آگے کی تصویروں کیلئے بڑھ رہی تھی کہ میری نظر یکبارگی ایک چہرہ کی شبیہ پر پڑی، اس پر رسول اللہ ﷺ کی شبیہ تھی۔ اس سے نظر اٹھ ہی تھی کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شبیہ پر پھر ٹھہری۔ معبد کے عابدوں نے پوچھا کیا صاحب شبیہ کو پہچانتے ہو؟

میں نے کہا ہاں انہوں نے پوچھا: کیا وہ نبی یہ ہیں؟ (انہوں نے نبی کریم ﷺ کی شبیہ کی طرف اشارہ کیا۔) میں نے جواب دیا: "ہاں نہیں ہیں۔" انہوں نے کہا: "کیا تم ان کو پہچانتے ہو؟" (دوسرے چہرے والی تصویر کی طرف اشارہ کر کے کہا) میں نے جواب دیا: "پہچانتا ہوں۔" انہوں نے کہا: "تم میں سے ہیں اور ان کے صحابی ہیں اور یہی نبی ﷺ کے خلیفہ اول ہوں گے۔"

﴿بخاری، ابوسعید خدری﴾

حضرت جبر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں قریش کی سنگ دلی اور ایذا رسانی کو نہایت ہی برا سمجھتا تھا، جب ان مشرکین کے بارے میں یہ یقین کر لیا گیا کہ وہ کسی صورت بھی آپ کے مقصد (اقامت دین) اور آپ کی ذات کو برواشت کرتے کیلئے تیار نہیں ہیں اور حضور نبی کریم ﷺ کو قتل کرنے کے منصوبے بار بار بنارہے ہیں تو میں اس دیر گے راہب کے پاس گیا جس کو میں نیک، خدا رسیدہ اور ایک واقعہ علم و اسرار قرات سمجھتا تھا۔

وہ مجھے اپنے سردار کے پاس لے گیا، اس کے بعد تصویروں کا سارا واقعہ بیان کیا۔ کہتے ہیں کہ جب میں نے نبی کریم ﷺ کی شبیہ دیکھی تو میں نے کہا کہ اس شبیہ سے زیادہ مشابہہ کی اور تصویر کو میں نے نہیں دیکھا۔ اس راہب نے مجھ سے کہا کہ کیا تم ڈرتے ہو کہ کفار قریش انہیں قتل کر دیں گے؟ میں نے کہا: ہاں! میرا خیال یہی ہے۔ ممکن ہے کہ انہوں نے قتل بھی کر دیا ہو۔ راہب نے کہا: خدا کی قسم! وہ لوگ ان کو قتل نہیں کر سکیں گے البتہ وہی لوگ قتل ہوں گے جن کے قتل کا ارادہ وہ نبی فرمائیں گے۔

﴿بخاری، ابوسعید خدری﴾

قریش کی سب و شتم اور خدمت خود ان پر پڑی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم تعجب کرو گے کہ اللہ تعالیٰ نے قریش کی گالیوں اور انکی لعنت کو میری مدافعت اور ان کی تادیب کیلئے خود ان کی ذات کی طرف لوٹا دیا ہے۔ وہ تاجکھے لوگ "مذمم" کہہ کر گالیاں دیتے ہیں۔

اور ان مالکہ میں تو اللہ کی رحمت سے "محمد (ﷺ)" ہوں۔

﴿بخاری﴾

حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہ) سے روایت کی۔ انہوں نے کہا:

"إِنَّا كَفَرْنَا بِكَ الْفَسْطَهَ زَيْن"

﴿سورۃ اہل﴾

ترجمہ: "بے شک ان ہٹنے والوں پر ہم تمہیں کفایت کرتے ہیں۔"

کی تفسیر میں بیان کیا کہ ولید بن مغیرہ، اسود بن عبد یغوث، اسود بن مطلب، حارث بن عیصل، عیسیٰ بن عاص بن وائل وغیرہ کفار قریش استہزاء کرتے تھے۔ جب حضرت جبرئیل (علیہ السلام) نبی کریم (ﷺ) کے پاس آئے تو نبی کریم (ﷺ) نے ان کافروں کے استہزاء کا تذکرہ ان سے کیا تو حضرت جبرئیل (علیہ السلام) نے ولید کو سامنے کر کے اس کی شہرگ کی طرف اشارہ کر کے دکھایا۔ نبی کریم (ﷺ) نے کہا: آپ نے یہ کیا کیا؟ حضرت جبرئیل (علیہ السلام) نے کہا: میں نے تمہارے دکھایا۔ پھر اسود ابن مطلب کی آنکھ کی طرف اشارہ کر کے دکھایا۔ نبی کریم (ﷺ) نے اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: میں نے اس کا تذکرہ کر دیا۔ اس کے بعد اسود بن یغوث کے سر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے دکھایا۔ نبی کریم (ﷺ) نے پوچھا: تو حضرت جبرئیل (علیہ السلام) نے جواب دیا: میں نے اس کا تذکرہ کر دیا۔

بعد ازاں حارث کو اس کے پیٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے دکھایا۔ نبی کریم (ﷺ) کے پوچھنے پر جواب دیا: میں نے اس کا تذکرہ کر دیا۔ پھر عاص کو گزرا اور اس کے ہیر کے ٹکڑے کی اشارہ کیا۔ حضور نبی کریم (ﷺ) نے پوچھا آپ نے کیا کیا؟ حضرت جبرئیل (علیہ السلام) نے جواب دیا: میں نے تذکرہ کر دیا۔ کچھ زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ ولید اتفاقاً ایک خزامی فحش کا تیر گردن پر لگتے سے مر گیا اور اسود سمیرہ کے درخت سے اتر ا اور "بول کا دوست کا کاٹنا کھسا" کہتے کہتے اپنی آنکھ اور اس کی بیٹائی کھو بیٹا۔ اسود بن یغوث دماغ کے اندر پھوڑا نکلتے سے مر گیا۔ حارث پیٹ میں پانی اتر آنے سے مرا اور عاص کا انجام یہ ہوا کہ وہ گدھے پر سوار ہو کر طائف گیا۔ اٹھائے راہ میں اتر ا شبرق کا کاٹنا ہیر کے ٹکڑے میں کھسا جس کی وجہ سے بیمار ہو کر مر گیا۔

امام جلال الدین سیوطی (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی ابن عباس (رضی اللہ عنہ) سے بہ کثرت اسناد بیان ہوئی ہیں اور جن کو میں نے "تفسیر مسند" میں ذکر کیا ہے۔

﴿سنن ابویہ﴾

ابولہب کا لہب بیٹا واصل جہنم:

ابو بکر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ لہب بن ابولہب نبی کریم (ﷺ) کے ساتھ بدگوئی کرتا تھا۔ ایک روز آپ کے سامنے استہزاء کرتا ہوا آیا تو نبی کریم (ﷺ) نے بدو ما کی کہ "اللّٰهُمَّ سَلِّطْ عَلَيْهِ كَلْبَكَ" اے اللہ! اس پر اپنے کسی کتے کو مسلط کر دے۔

راوی نے کہا: ابولہب ملک شام سے کپڑوں کی تجارت کرتا تھا اور اپنے بیٹے لہب کو معاولوں اور وکیلوں کے ساتھ سمیا کرتا۔ وہ کہتا: میں اپنے بیٹے کے بارے میں محمد (ﷺ) کی بدعا سے ڈرتا ہوں۔ وہ انہیں خوب ناکید کرتا کہ جب تم کسی منزل پر پڑاؤ کرو تو منزل کی دیواروں سے چھپا کر کپڑے کے تھانوں اور اپنے سامان سے اسے چھپا دیا کرتا، مگر ایک روز کوئی درندہ آیا اور اس نے اسے بچھا کر پھاڑ ڈالا۔ ابولہب کو جب اس کی خبر ملی تو اس نے کہا: میں تم سے نہیں کہا کرتا تھا کہ میں اس کے بارے میں محمد (ﷺ) کی بدعا سے ڈرتا ہوں۔

﴿یعنی ابولہب﴾

حضرت ثناء اللہ سے روایت ہے کہ عتبہ بن ابولہب نے نبی کریم ﷺ پر زیادتی کی، اس موقع پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں اللہ سے درخواست کرتا ہوں کہ اس پر کوئی سختی مسلط کر دے تو وہ قریش کی ایک جماعت کے ساتھ گیا۔ یہاں تک کہ شام کے ایک مکان میں رات کو ٹھہرے جس کا نام زرقاء تھا تو ایک شیر نے چکر لگایا اور عتبہ کو پکڑ لیا وہ وحشتاً ہا کہ ہائے ستیاناس جائے یہ شیر ہے خدا کی قسم! یہ مجھے کھا جائے گا؟ جیسا کہ محمد (ﷺ) نے میرے لیے بدعا کی تھی اور محمد (ﷺ) نے مکہ مکرمہ میں رہتے ہوئے مجھے قتل کر دیا پھر وہ شیر لوگوں کے سامنے اس پر چھوٹا اور اس کا سرو یوں چلایا اور چبا ڈالا۔

﴿یعنی﴾

○ محمد بن کعب قرظی روایت سے روایت ہے اس میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں یہ اشعار کہے ہیں:

سائل بنی الاشقر ان جنہم	ما کان ابناء ابی واسع
لا وسع الله له قبره	بل ضیق الله علی القاطع
رحم بنی جدہ لائب	یدعو الی نور له ساطع
اسبل بالحجر لتکفیه	دون قریش تہزہ القادع
فاستوجب الدعوة منه بما	بین الناظر والسامع
ان سلط الله بها کلبه	یمشی الھوینا منیہ الخادع
حتی اتاہ و سط اصحابه	و قد علیہم سنہ الھاجع
فا لقم الراس یا فوخذ	و النحر منه ففرقة الجائع

ترجمہ: ”اگر بنی اشقر کے پاس تمہارا جانا ہو تو ان سے پوچھو کہ ابی واسع کے بیٹوں کا کیا قصہ ہے؟ اللہ تعالیٰ ابوداسع کی قبر کو کشادہ نہ کرے بلکہ اللہ تعالیٰ ایسے کاٹنے والے پر تنگ کر دے۔ جس نے ایسے نبی کے ساتھ قطع رحمی کی جس کی کوشش ثابت ہے اور وہ ایسے نور کی دعوت دیتا ہے جو منکے والا ہے۔ حجر اسود کے پاس ابوداسع نے قریش کی موجودگی میں نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں ان کو جھٹلانے کیلئے زبان درازی کی۔ تو نبی کریم ﷺ کیلئے اس پر ایسی بدعا لازم ہوئی جو کہ دیکھنے والے اور سننے والے کیلئے

خواب واضح ہے۔ یہ کہ اللہ تعالیٰ ابو اسحق پر اپنا ایک کتاب مسلط کر دے جو آہستہ آہستہ دھوکہ کی چال چلتا ہو۔ یہاں تک کہ وہ درندہ اس کے ساتھیوں کے بیچ میں آیا اور ان پر گہری غیند مسلط تھی۔ تو اس درندہ نے اس کے سر، بالوں اور گردن کو بھوکے شیر کی مانند منہ کھول کر چبا ڈالا۔“

﴿ابن اسحاق، بیہقی﴾

حضرت طاووس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے سورۃ ”والنجم اذا هوی“ تلاوت کی تو عقبہ بن ابولہب نے کہا: میں نجوم کے رب سے کفر کرتا ہوں۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تجھ پر کتاب مسلط کرے۔ کچھ عرصہ بعد وہ کچھ ساتھیوں کے ساتھ شام کے سفر پر روانہ ہوا۔ شام کو شیر کے دھارنے کی آوازیں آئیں، سب مسافروں نے حصار میں سامان لگا کر بستر کیے اور سو گئے، شیر آگیا اور چند افراد کو سونگھ کر بڑھ گیا حتیٰ کہ عقبہ کو سونگھا اور پھر چبا ڈالا اور وہ آخر دم تک یہی کہتا رہا کہ میں نہ کہتا کہ محمد ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ صادق ہیں اور یہی کہتے کہتے مر گیا۔

﴿الاسم﴾

نبی کریم ﷺ کی قحط کے زمانہ میں یارانِ رحمت کیلئے دعائیں:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے قریش کو اسلام سے انکار کرتے دیکھا تو دعا کی کہ اے الہی! حضرت یوسف ؑ کے سات سال کی مانند میری سات سے مدد فرما، تو ان کو قحط نے گھیر لیا یہاں تک کہ انہوں نے مردار، کھالوں اور ہڈیوں تک کو کھایا، اس وقت ابوسفیان اور کچھ اہل مکہ آئے انہوں نے کہا: اے محمد ﷺ! آپ کہتے ہیں کہ آپ کو رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے حالانکہ آپ کی قوم ہلاک ہو رہی ہے لہذا اللہ تعالیٰ سے ان کی کیلئے دعا کیجئے تو نبی کریم ﷺ نے بارش کیلئے دعا مانگی اور بارش ہوئی یہاں تک کہ سات دن تک مسلسل بارش ہوتی رہی۔ اس مسلسل بارش سے تنگ آ کر انہوں نے بارش کی زیادتی کی شکایت نبی کریم ﷺ سے کی تو نبی کریم ﷺ نے یہ دعا مانگی کہ ”اللّٰهُمَّ خَوِّا لِّیْنَا وَ مَا عَلَیْنَا“ (ترجمہ: اے الہی! ہمارے چاروں طرف بارش ہو اور ہمارے اوپر نہ ہو۔) چنانچہ اسی دم ہاول نبی کریم ﷺ کے سر اقدس سے چھٹ گیا اور اطراف میں بارش ہوتی رہی۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوسفیان نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہا: اے محمد ﷺ! میں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیتا ہوں کہ تم فرمائیے۔ نادار قریش کی زبوں حالی کا تو عالم یہ ہے کہ انہوں نے جڑ اور چھال شدت بھوک میں کھانا شروع کر دیا ہے۔ اس حالت کو قرآن اس طرح بیان فرماتا ہے:

وَلَقَدْ أَخَذَ اللَّهُم بِأَلْغَابٍ لِّمَا اسْتَكْبَرُوا إِلَیْهِمْ وَ مَا يَنْصُرُوْنَ

ترجمہ: ”اور بے شک ہم نے انہیں عذاب میں پکڑا تو نہ وہ اپنے رب کے حضور میں

جھکے اور نہ گڑگڑاتے ہیں۔“

بہر حال نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے ان کیلئے درخواست کی تو ان سے یہ عذاب دور ہوا۔

﴿نسائی، مالک، بیہقی﴾

نبیؐ کی بیعتی لوٹ آنے کا عجیب واقعہ

حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے ایسے سات غلاموں کو خرید کر آزاد کیا کہ جن کے مالک ان کے توحید پرست اور مرید رسالت ہونے کی بناء پر سخت ترین عذاب اور وحشت ناک تکلیفیں پہنچاتے رہتے تھے۔ ان میں سے ایک عورت زحیرہ تھی۔

حتیٰ کہ ان بے چاری کی بیعتی شدت عذاب سے ناکل ہو چکی تھی اور طرفہ قسم یہ تھا کہ مشرکین کہتے کہ اس بد بخت کی بسمارت لات وعزلی نے جھین لی ہے۔ وہ خاتون اپنے خدائے واحد و کار ساز حقیقی سے دعا کرتی، تو ان کے مہربان خدائے ان کی وعاسن لی اور ان کی بیعتی لوٹ آئی۔

﴿نبیؐ﴾

نباشی کے دربار میں عظمت مصطفیٰؐ کا اظہار

حضرت موسیٰ بن عقبہؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب حضرت جعفر ابی طالبؓ مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ اپنے دین کی خاطر ہناہ لینے حبشہ کی طرف گئے اور قریش نے حضرت عمرو بن العاصؓ اور عمارہ بن ولید بن مغیرہ کو بھیجا اور وفد کے ساتھ نباشی کیلئے تھوڑے ایک عربی گھوڑا اور دیبا کا بنا ہوا شاہی طرز کا جبہ اور دوسرے مقررین شاہ کیلئے بھی تحائف بھیجے تو نباشی نے تحائف قبول کیے اور عمرو کو شرف پار پائی بخشا۔

عمرو نے کہا: اے محترم بادشاہ! ہمارے علاقے سے کچھ لوگ جو تہ آپ کے دین پر ہیں اور تہ ہمارے دین پر، آپ کی سر زمین میں آگئے ہیں، ہماری درخواست ہے کہ ان لوگوں کو ہمارے حوالے فرما دیا جائے۔ یہ لوگ اس شخص کے فرمانبردار ہیں جس نے ہمارے ہی درمیان سے اٹھ کر دعویٰ نبوت کیا ہے۔ یہ نبی جن بنیادی عقائد کو پھیلا رہا ہے ان میں سے چند یہ ہیں: ”وہ حضرت عیسیٰؑ کو ”ابن اللہ“ نہیں مانتے۔ وہ کسی بادشاہ کا احترام اور عظمت نہیں کرتے نہ حکم مانتے ہیں نہ جہاد کرتے ہیں۔“

نباشی نے مہاجرین عرب مسلمانوں کو بلوایا۔ جب حضرت جعفرؓ اور دوسرے مسلمان دربار شاہی میں پہنچے تو وہاں کے روایتی آداب کو نظر انداز کر کے مسلمانوں کی طرح السلام علیکم کہہ کر بیٹھ گئے۔ اس طرز عمل پر توجہ دلاتے ہوئے عمرو اور عمارہ نے یک زبان ہو کر کہا:

”اے محترم اور صاحب عظمت بادشاہ! یہ وہی صورت حال ہے جس کی طرف ہم پہلے اشارہ کر چکے ہیں۔“ نباشی نے مسلمان وفد سے کہا: ”اے عرب سہانوا! کیا تم لوگ مذاق کے کہ ہماری تعظیم کس وجہ سے نہیں کی گئی اور مجھے بتاؤ کہ حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں تمہارے خیالات کیا ہیں؟ اور تم لوگوں کا دین اور عقیدہ کیا ہے؟ کیا تم نصرانیت سے تعلق رکھتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا: ”ہم نصاریٰ یا عیسائیوں سے تعلق نہیں رکھتے۔“ نباشی نے دریافت کیا: ”تو کیا تم یہودیت سے متعلق ہو؟“

مسلمانوں نے جواب دیا: ”ہم تو یہودی نہیں ہیں۔“ نباشی نے پھر سوال کیا: ”تم عرب قوم کی

طرح بہت پرست ہو؟“ حضرت جعفر ؓ نے جواب دیا: ”ہم بت پرستی کی تو مخالفت کرتے ہیں۔ نجاشی نے پوچھا: ”تو پھر تمہارا دین و مذہب کیا ہے؟“ حضرت جعفر ؓ نے جواب دیا: ”ہمارا دین اسلام ہے۔“ نجاشی نے سوال کیا: ”اسلام کیا ہے؟“ حضرت جعفر ؓ نے جواب دیا: ”اللہ کی توحید کا اقرار اور دل سے اعتراف اور حضرت محمد ﷺ کی رسالت و بعثت کو قبول کر کے ان کی فرمانبرداری میں خود کو دے دینا۔“ نجاشی نے پھر پوچھا: ”یہ اسلام تمہیں کیسے ملا؟“ حضرت جعفر ؓ نے جواب دیا:

”اس کو ایک نجیب اور شریف خاندان کا ایک عرب لے کر آیا۔ وہ مثل انبیاء سابقین کے مبعوث ہوئے، ان پر احکام و الہام اور وحی اللہ تعالیٰ کا امین فرشتہ لے کر آیا ہے۔ وہ ہم کو والدین کے ساتھ حسن سلوک و راست گوئی، وقائے عہد اور ادائے امانت کو حکم دیتے ہیں اور جنوں کی پرستش سے ہمیں منع کرتے ہیں اور اللہ و وحدہ لا شریک کی عبادت کا حکم دیتے ہیں، ان کی یہ تعلیم ہم نے اس وجہ سے پسند کی کہ ہمارے قلب نے اس کی تصدیق کی۔ قرآن مجید کو ہم نے اس کے اعجاز اور امتیاز کی وجہ سے کلام الہی جانا اور اس پر عمل کیا تو ہماری قوم دشمن ہو گئی اور نبی صادق ﷺ کو انہوں نے ایذا پہنچائی۔ ان کے دشمن ہو گئے اور قتل کرنے کے منصوبے بنانے لگے، ہم وطن میں رہ کر مدافعت نہ کر سکتے تھے۔ اس لیے جانیں بچا کر دین کی خاطر آپ کے پاس پناہ لینے آئے ہیں۔“

حضرت جعفر ؓ کی یہ مختصر تقریر سننے کے بعد نجاشی نے کہا: ”اگر واقعی یہ حالات ہیں تو ان کا ظہور اس مرکز نور سے ہوا ہے جس سے حضرت موسیٰ ؑ کی نبوت کا ظہور ہوا تھا۔“

حضرت جعفر ؓ نے مزید فرمایا: ”رہا تعظیم کرنے کا سوال تو اس کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے ہمیں تعلیم دی ہے کہ اہل جنت کی تحیت یعنی تعظیم ”السلام“ ہے۔ اور سیدنا حضرت عیسیٰ ؑ کے بارے میں جناب نے ہمارے خیالات دریافت فرمائے ہیں تو اس بارے میں ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ وہ اللہ کے بندے، اس کے رسول اور اس کا وہ کلمہ ہیں جو حضرت مریم رضی اللہ عنہا کی طرف القاء کیا گیا اور اس کی روح میں وہ پاک سحری بتول کے فرزند ہیں۔“

اس قدر سننے کے بعد نجاشی نے اپنے ہاتھ کو اوپر اٹھایا، اس میں ایک تنکا تھا اور کہا تمہارے بیان میں اور حضرت عیسیٰ ؑ کی حقیقت میں اس تنکے کے برابر بھی فرق نہیں ہے۔ اس کے بعد حکم دیا کہ مشرکین عرب کے نمائندہ وفد کو ان کے تجھے واپس کر دو اور حضرت جعفر ؓ اور ان کے ساتھیوں سے کہا: آپ حضرات یہاں اطمینان سے رہیں اور اراکین مملکت کو ان کے آرام و آسائش کی ہدایت کی اور دربار سے رخصت ہونے کی اجازت دی۔

﴿نتیجہ﴾

مسلمانوں کا مقاطعہ اور بنی ہاشم کا شعب ابوطالب میں پناہ لینا:

موسیٰ بن عقبہ ذہری ؒ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ مشرکین مکہ مسلمانوں کی ایذا رسانی میں پوری شدت بہت رہے تھے اور یہ شدت اس وقت اور بھی زیادہ ہو گئی جب قریش کا وفد حبشہ سے ناکام

لونا اور تباہی نے مسلمانوں کو جیش میں اسن و امان اور پورے احترام کے ساتھ رہنے کی اجازت دیدی۔
 نہ ہری رخصت کتے ہیں شریکین مکہ نے جلسہ عام میں ملے کیا کہ بنو ہاشم جب تک محمد ﷺ کو
 ہمارے سپرد نہ کر دیں، اس وقت تک ان سے کوئی تعلق نہ رکھے، نہ کوئی ان سے رشتہ کرے اور نہ میل
 جول رکھے نہ خرید و فروخت جائز رکھے، اس قرارداد کو عہد نامہ کی شکل دے دی گئی اور کتابت کر کے
 کہا قریش کے دستخط ہونے کے بعد خانہ کعبہ کی دالیز پر آویزاں کر دیا گیا۔ ابولہب کے سوا جو اس
 مرحلہ پر بنو ہاشم سے کٹ کر مخالفین سے مل گیا تھا۔ باقی تمام بنو ہاشم اور مسلمان تاجارہ مجبور ہو کر پہاڑ
 کے ایک درہ میں جس کا نام ”شعب ابوطالب“ ہے، چلے گئے اور دو برس چار ماہ اس قدر اذیتوں کو
 جھیلنا اور جان سود تکلیفوں کو برداشت کیا جن کو سن کر ہٹا پانی ہو جاتا ہے، کھانے کو جب کچھ نہیں ملتا تو
 درختوں کی چٹاں، پھال اور جانوروں کا خشک چرہ ہال کر کھا لیتے۔ ان لوگوں میں عورتیں، مرد، بچے
 اور بوڑھے سب ہی شامل تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ شدید صبر آرزو اور حوصلہ شکن حالات میں بھی
 شب و روز دعوت و تبلیغ اسلام میں مصروف رہتے۔

آخر ہشام بن عمرو اور زبیر بن ابواسیہ وغیرہ سرداران قریش کو بنو ہاشم کی حالت زار پر ترس آیا۔
 وہ خانہ کعبہ پہنچے اور ابو جہل کی مخالفت کے باوجود اس عہد نامہ کو چاک کر ڈالا، بنو ہاشم تین سال تک شعب
 ابوطالب میں رہنے کے بعد پھر اپنے اپنے گھروں کو لوٹ آئے۔

﴿تثقی ابولہب﴾

ابن سعد رحمہ اللہ نے اپنی روایتوں میں تفصیل دیتے ہوئے یہ بھی لکھا ہے کہ عہد نامہ کی عبارت کرم
 خودہ (دیک واپس) ہو گئی تھی اور عہد نامہ کے محرر منصور بن عکرمہ کا ہاتھ شل ہو گیا تھا۔ حضرت عثمان بن
 ابی سلیمان بن جبرین مطہم رحمہ اللہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس معاملہ کا لکھنے والا منصور بن
 عکرمہ عبوری تھا، اس کا ہاتھ جب شل ہو گیا تو قریش اس کے ہاتھ کو دیکھ کر آہس میں کہا کرتے تھے کہ ہم
 نے یقیناً بنی ہاشم کے ساتھ ظلم کیا ہے۔ دیکھو منصور بن عکرمہ کو کیا دکھ پہنچا ہے۔

﴿ابولہب﴾

زبیر بن بکار رحمہ اللہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ابوطالب نے ترکہ موالات کے سلسلے
 میں جو اشعار کہے ان میں سے ایک یہ ہے:

الم یا حکم ان الصحیفة مؤقت

و ان کل ما لم یرضہ اللہ یفسد

ترجمہ: ”کیا تم کو خبر نہیں کہ وہ عہد نامہ ضائع ہو گیا، بے شک جس چیز سے اللہ ناامنی ہو

وہ نیست و نابود ہو جاتی ہے۔“

﴿ابن عباس﴾

معراج مصطفیٰ ﷺ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

سُبْحَنَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى
الَّذِي بَرَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِيَهُ مِنَ الْأَيْمَانِ إِنَّهُ فَوْقَ السَّمَوَاتِ الْمُبِينِ ۝

﴿سورہ بقرہ سورہ نمل﴾

ترجمہ: "پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ
تک، جس کے گرد اگر وہم نے برکت رکھی کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں، ہے
تک وہ متنازعہ دیکھتا ہے۔"

حضرت ثابتؓ اور حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا برفق لایا
کیا جو سفید گدھے سے اونچا اور نچرے تھوڑا چھوٹا ایک چوپایہ تھا۔ میں اس پر سوار ہوا اور بیت المقدس
آیا، دو رکعت نماز پڑھی۔ میں مسجد اقصیٰ سے باہر آیا تو حضرت جبرئیلؑ نے دو پیالے پیش کیے، ایک
شریت کا اور دوسرا دودھ کا۔ میں نے دودھ کو پسند کیا۔ اس کے بعد ہم آسمان کی طرف پہنچے۔ حضرت
جبرئیلؑ نے دستک دی، کہا کون ہے؟ کہا جبرئیلؑ، پوچھا ساتھ کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا:
حضرت محمد ﷺ۔ پوچھا: کیا ان کی طرف کوئی بھیجا گیا ہے؟ کہا: ہاں ان کی طرف بھیجا گیا ہے تو ہمارے
لیے دروازہ کھل گیا، وہاں میں نے حضرت آدمؑ کو دیکھا انہوں نے مجھے مرحبا کہا اور دعائے خیر دی۔
اس کے بعد ہم دوسرے آسمان پر پہنچے اور یہاں پر بھی آسمان اول کی طرح حضرت جبرئیلؑ
سے سوال و جواب ہوئے پھر دروازہ کھل گیا، وہاں میں نے دو خالہ زاد بھائیوں حضرت عیسیٰؑ اور
حضرت یحییٰؑ کو دیکھا، انہوں نے مجھے مرحبا کہا اور دعائے خیر دی۔ اس کے بعد ہم چوتھے آسمان پر
پہنچے اور یہاں پر بھی حضرت جبرئیلؑ سے سوال و جواب کے بعد دروازہ کھل گیا، میں نے وہاں
حضرت ادریسؑ کو دیکھا۔ انہوں نے مرحبا کہا اور دعائے خیر دی۔

اس کے بعد ہم پانچویں آسمان پر پہنچے اور یہاں پر بھی حضرت جبرئیلؑ سے سوال و جواب کے بعد
دروازہ کھل گیا۔ میں نے وہاں حضرت ہارونؑ کو دیکھا۔ انہوں نے مرحبا کہا اور مجھ کو دعائے خیر دی۔
ان کے بعد ہم چھٹے آسمان پر پہنچے اور یہاں بھی حضرت جبرئیلؑ سے سوال و جواب کے بعد
دروازہ کھل گیا۔ میں نے وہاں حضرت موسیٰؑ کو دیکھا انہوں نے مرحبا کہا اور مجھ کو دعائے خیر
دی۔ اس کے ہم ساتویں آسمان پر پہنچے اور یہاں بھی حضرت جبرئیلؑ سے سوال و جواب کے بعد
دروازہ کھل گیا۔ وہاں میں نے حضرت ابراہیمؑ کو بیت المعمور سے اپنی پشت لگائے بیٹھا دیکھا۔

پھر مجھے سدرۃ المنتہیٰ لے گئے اور مجھ پر اور میری امت پر ایک رات اور دن میں بچاؤں تمناؤں

فرض کی گئیں۔ پھر میں چھٹے آسمان پر اترا اور دو بارہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملا۔ انہوں نے نمازوں کی فرضیت کے بارے میں پوچھا۔ میں نے کہا پاس نمازیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اپنے رب کے حضور واپس جائیے اور نماز میں کیلئے عرض کیجئے کیونکہ آپ کی امت اس کی طاقت نہیں رکھتی تو میں حضور خداوندی میں واپس گیا اور تخفیف نماز کیلئے عرض کی اور بارگاہِ کریبی سے پانچ نمازیں کم ہو گئیں۔ میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جا کر بتایا۔ انہوں نے کہا: لوگوں کی برداشت کم ہے، رب تعالیٰ کے حضور جائیے اور مزید کیلئے درخواست کیجئے۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ میں اسی طرح اپنے رب تعالیٰ کے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے درمیان آتا جاتا رہا یہاں تک کہ رب العالمین نے فرمایا: ”اے محمد (ﷺ)! ہر دن کیلئے پانچ نمازیں ہیں اور ہر نمازوں نمازوں کے قائم مقام ہے۔“ پھر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس گیا اور ان کو بتایا تو انہوں نے کہا کہ آپ پھر واپس جائیے اور کیلئے درخواست کیجئے۔ میں نے کہا: اب تو کیلئے درخواست کرتے ہوئے مجھے حیا آتی ہے۔

﴿مسلم﴾

ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ایک دوسری سند کے ساتھ روایت معراج کو بیان کیا ہے جس میں تقریباً حدیث کرہ بالا روایت کے مطابق بیان کرنے کے بعد آخر میں اس قدر مزید ہے: جب نبی کریم ﷺ نیچے تشریف لائے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا: ”آسمانوں پر میری ملاقات جس سے ہوئی اس نے تبسم اور گفتگی کے ساتھ مرحبا اور خوش آمدید کہا: جز ایک فرشتہ کے کہ تبسم اور گفتگی کے آثار اسکے چہرے پر نہ تھے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا کہ وہ دارِ وعدہ جہنم ہے، وہ کبھی گفتگو نہیں ہوتا۔“

نبی کریم ﷺ نے صبح کو معراج کے واقعات کا ذکر کیا۔ ان واقعات کو سن کر مشرکین مکہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ازراہ استہزاء کہنے لگے: ابو بکر (رضی اللہ عنہ) انہیں اپنے آقا اور سردار کے بارے میں کچھ خبر ہے؟ وہ کہنے لگے ہیں کہ آج رات کے ایک حصہ میں وہ ایک ماہ کی مسافت تک گئے اور پھر اپنے مقام پر لوٹ آئے۔“ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ”اگر اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے یہ فرمایا ہے تو پھر اس میں کوئی شک و شبہ نہیں اور یہ آپ ﷺ کی شان سے بعید نہیں۔“ پھر مشرکوں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا جو کچھ آپ فرماتے ہیں اس کی نشانی کیا ہے؟

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”میں قریش کے ایک قافلے پر گزرا جو قلاں مقام پر تھا، ان کے اونٹ ہم سے بد گئے اور چکر لگانے لگے، ان میں ایک اونٹ ایسا تھا جس پر دو چادریں تھیں، ایک چادر سیاہ اور ایک چادر سفید وہ گر گیا اور اس کی تاگیں نوٹ گئیں۔“ جب وہ قافلہ آیا تو لوگوں نے اہل قافلہ سے وہی باتیں کہیں جو نبی کریم ﷺ نے بیان فرمائی تھیں اور اس طرح نبی کریم ﷺ کے ارشادات کی تصدیق ہو گئی اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا لقب صدیق رکھا۔ لوگوں نے پوچھا جن لوگوں سے آپ نے ملاقاتیں کی ہیں، کیا ان میں حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی تھے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہاں، پوچھا کہ ان کی صفت بیان فرمائیے۔ نبی کریم ﷺ نے بتایا: حضرت موسیٰ علیہ السلام کا گندی

ﷺ نے فرمایا میں نے شب معراج میں پاکیزہ ترین خوشبو پا کر حضرت جبرئیل علیہ السلام سے دریافت کیا کہ میں ایسی خوشبو ہے؟ انہوں نے فرمایا: یہ ایک کنکھی کرنے والی کی اور اس کے شوہر اور بیٹی کی خوشبو ہے جس کا پیش منظر یہ ہے کہ عورت ایک روز فرعون کی بیٹی کے کنکھی کرنے بیٹھی تو اس کے ہاتھ سے کنکھی گر پڑی، اس نے اس کو اٹھاتے ہوئے کہہ دیا کہ فرعون ہلاک ہو جائے۔ بیٹی نے اس کی شکایت اپنے باپ فرعون سے کر دی، جس پر اس نے مشاطہ کو قتل کرادیا تھا۔

﴿ابن مردودہ﴾

بیت المقدس آنکھوں کے سامنے

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب مجھے بیت المقدس کی سیر کرائی گئی اور مشرکین کو معلوم ہوا تو وہ اعتراض کرنے اور محکمہ اڑانے کے خیال سے آئے اور مجھ سے بیت المقدس کی نشانیاں دریافت کرنے لگے۔ میں اس وقت حجر اسود کے پاس کھڑا ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے بیت المقدس کو میرے سامنے کر دیا اور میں اس کو دیکھ دیکھ کر مشرکین مکہ کے سوالات کے جوابات جزئیات اور تفصیلات کے ساتھ دیتا رہا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: شب معراج جب میں طواف اعلیٰ پہنچا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام کی خیمت الہی سے ایسی حالت ہو گئی کہ گویا ان میں کوئی حس و حرکت ہی نہیں ہے۔

﴿ابن مردودہ، الجہان اوسط﴾

جنت و دوزخ کی سیر

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ہر اوق پر ہی سوار رہے کہ آپ ﷺ کیلئے آسمانوں کے دروازے کھلے پھر آپ نے دوزخ اور عالم بالا کے مذکور قرآن تمام حقائق کو دیکھا پھر واپس تشریف لائے۔ ابن مردودہ رحمہ اللہ کے الفاظ یہ ہیں:

”آپ کو آسمانوں کی (ما بعد الطبیعی) تمام اشیاء اور مقامات اور زمین کی تمام (طبیعی) مادی (اشیاء اور مقامات کی سیر کرائی گئی۔“

﴿بخاری، احمد، ابن ابی شیبہ، ترمذی، عالم نسائی، ابن جریر، ابن مردودہ﴾

سود خواروں کا برا انجام

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: شب معراج آسمانی مشاہدات کے حلقے میں ایک شخص کو تش سیال کی تہر میں غوطے دگاتے اور پھر نکلتے دیکھا۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے جو اس دردناک عذاب میں مبتلا ہے؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا: یہ سودی کاروباری کرنے والا ہے۔

﴿ابن مردودہ﴾

نبی کریم ﷺ کا اسم گرامی عرش پر تحریر تھا:

حضرت اہل بیت سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ شب معراج میں نے سموات علیٰ میں تسبیح کی آواز سنی تو میرا دل دھڑکنے لگا۔ جبرئیل علیہ السلام نے اس وقت مجھ سے کہا: کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! خوف نہ کھائیے۔ یا شب آپ کا نام عرش پر "لا الہ الا اللہ فخرنا رسول اللہ" لکھا ہوا ہے۔ ﴿ابن مساکر﴾

حلیہ براق:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے براق کے بارے میں پوچھا گیا کہ وہ کیا شے تھی اور کس نوع کی سواری تھی؟ آپ ﷺ نے بتایا کہ وہ مثل چربائے کے تھا، طویل القامت اور سفید رنگ اور اس کے قدموں کے درمیان حد نظر تک فاصلہ تھا۔ ﴿ابن مساکر﴾

شب معراج صحرہ کاشن ہوتا:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس رات جب مجھے معراج ہوئی۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام اس صحرہ کے پاس آئے جو بیت المقدس میں ہے اور اپنی انگلی اس صحرہ پر رکھی اور اس کو شن کرویا اور پھر اس سے براق کو پاندھا۔ ﴿ترمذی، حاکم، ابوداؤد، ابن مردودہ، بیہقی﴾

شب معراج نبی کریم ﷺ نے دودھ پسند فرمایا:

حضرت صہب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس رات میں نبی کریم ﷺ کو معراج ہوئی تو آپ کے سامنے پانی، شراب اور دودھ کے پیالے پیش کیے گئے تو آپ نے ان میں سے دودھ کا پیالہ لے لیا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا: آپ ﷺ نے رام راست اختیار فرمائی اور طریقہ فطرت کو پسند فرمایا۔ دودھ ہر جاندار کی اعلیٰ اور بہترین غذا ہے، اس میں پانی اور غذا دونوں کا احتراج ہے، یہ گرمی اور خشکی دونوں کا مدوا ہے اگر آپ ﷺ شراب قبول کر لیتے تو آپ کی است کے بھک جانے کا احتمال تھا، وہ ان میں سے ہوتے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اس صحرائی طرف اشارہ کیا جس میں جہنم تھا جب آپ نے اس طرف نظر کی تو وہ بہز کی ہوئی آگ تھی۔ ﴿طبرانی، ابن مردودہ﴾

شب معراج اذان بلال رضی اللہ عنہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس رات میں نبی کریم ﷺ کو معراج ہوئی اور آپ ﷺ جنت میں داخل ہوئے تو ایک گوشے سے آپ نے ایسی ہی آواز سنی اور یافت کیا: "اے محترم جبرئیل علیہ السلام! یہ کیسی آواز ہے؟" حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا: "یہ آپ

کے مؤذن حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی آواز ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب واپس تشریف لائے تو آپ نے ارشاد فرمایا: بے شک بلال رضی اللہ عنہ نے فلاح پائی، میں نے ان کی مقام اہلی میں اذان سنی ہے۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملے اور انہوں نے آپ کو مرحبا کہا۔ یعنی ”مرحبا یا موسیٰ الامی“ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت موسیٰ علیہ السلام گندی رنگ، طویل القامت اور کانوں تک یا اس سے کچھ اونچے نکلے ہوئے بالوں والے شخص تھے۔ میں نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون ہیں؟ انہوں نے بتایا یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ پھر اور آگے بڑھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک جلیل القدر صاحب عظمت و سلطوت شخص نے ملاقات کی اور مرحبا کہا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے سلام و کلام فرمایا اور انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے دریافت کیا: یہ کون صاحب ہیں؟ ”حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا: یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جد اعلیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔“

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر میں نے جہنم کا معاہدہ کیا اور وہاں لوگوں کو مردار کھاتے دیکھا۔ میں نے پوچھا اے جبرئیل علیہ السلام؟ یہ کون لوگ ہیں؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا: یہ حضرت صالح علیہ السلام کی اونی کی کوئیں کاٹنے والا شخص ہے اور جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد انقیس پہنچے اور نماز کا ارادہ فرمایا تو تمام انبیاء کرام علیہم السلام کا اجتماع ہوا اور ان سب حضرات نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی اور جب واپسی کا ارادہ فرمایا تو آپ کے داہنے اور بائیں جانب سے دو پیالے پیش ہوئے، ایک دودھ کا دوسرا شہد کا۔ آپ نے دودھ کا پیالہ لے لیا اور اسے پی لیا تو پیالہ لے کر آتے والے شخص نے کہا: ”اے اللہ کے آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے فطرت کو پالیا۔“

۱۰ احمد، ابوداؤد، ابن ماریہ

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا: جس رات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت المقدس لے جایا گیا اور پھر بے فضل و رحمت ہادی اسی وقت رات میں واپس آئے اور لوگوں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سفر اور بیت المقدس کی نشانیوں اور زیر سفر قلعوں کے حالات بیان کیے جس کے بارے میں کچھ لوگوں نے کہا کہ یہ جو کچھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرما رہے ہیں، ہم اس پر کسی طرح یقین نہیں کر سکتے، وہ لوگ اسی بناء پر مرتد و کافر ہو گئے۔ کچھ عرصہ کے بعد ایسے تمام لوگوں کی جو اپنے زعم میں مسلمانوں کا قلع قمع کرنے آئے تھے اور بڑا اہتمام کر کے اور بہت انتقام لے کر چلے تھے۔

بے سرو سامان، مختصر اور غریب الدیاد دین الہی کے فوج و اوروں اور ظہیر داروں نے ان سب حقائق معراج کے منکروں کی گردنیں اللہ تعالیٰ کے دین کے دشمن ابو جہل کے ساتھ کاٹ دیں۔ ابو جہل نے کہا تھا کہ ”محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں درخت زقوم کی خوراک کا ڈراوا دیتے ہیں۔ لوگو! تم کھجور اور کھن خون کھاؤ۔“ اور وصال کو اس کی اصل صورت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھایا گیا اور آپ نے رویت یحییٰ سے دیکھا، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے ملاقاتیں کیں۔

شب معراج انبیاء سے ملاقات:

ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے وہاں کے بارے میں پوچھا: آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا میں نے اسے عظیم الجثہ اور واضح و ظاہری خیافت کے ساتھ دیکھا۔ اس کی ایک آنکھ صحیح حالت میں تھی گویا وہ چمکتا ستارہ ہے اور میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گورا، کھنگریا لے بال والا اور حیرت نظر دیکھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کندہ رنگ، سیاہ بال اور توکی خلقت دیکھا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مثل و مثال میں مجھ سے زیادہ قریب تھے۔ اسے مماثل کہ گویا میں خود اپنا عکس دیکھ رہا ہوں، جب وہ اور میں نزویک ہوئے تو حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا: "اپنے جد اعلیٰ و سلام کیجئے۔" تو میں نے ان کی خدمت میں سلام پیش کیا۔

﴿احمد ابو یعلیٰ، ابو نعیم، ابن مردودہ﴾

امور غیبی کا مشاہدہ:

○ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آپ کریم

وما جعلنا الرؤیة یا نبیُّ اریناک الا لیسۃ للناس

ترجمہ: "اور ہم نے کیا وہ دکھاوا جو تمہیں دکھایا گیا تھا مگر لوگوں کی آزمائش کو"

کی تفسیر میں روایت ہے کہ معراج کی رات میں امور غیبی کا مشاہدہ نبی کریم ﷺ نے چشم ظاہری سے کیا تھا۔

﴿بخاری﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بیان کیا کہ جس رات مجھے معراج کرائی گئی میں نے حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام کو طویل القامت اور کھنگریا لے بالوں والا شخص دیکھا گویا کہ وہ قبیلہ ازہرہ کے لوگوں میں سے ہیں اور میں نے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو میانہ قد، سرخی مائل سفید رنگ اور سر کے بال لٹکے ہوئے دیکھا اور میں نے دارود جہنم اور وہاں کو دیکھا اور ان سب کا دیکھنا ان نشانوں میں سے ہے جن کو رحمت پروردگار نے دکھایا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "فَلَا تَكُنْ فِیْ مِرْیَۃٍ مِنْ لِقَائِهِ" ترجمہ: "تو تم اس کے ملنے میں شک نہ کرنا۔"

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر اس طرح کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یقیناً دیکھا ہے اور ملاقات کی ہے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

لطیف خوشبو:

پسندیدہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب مجھے معراج کرائی گئی تو میں کاوی سفر میں ایک لطیف خوشبو پر سے گزرا۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ خوشبو کیسی ہے؟ تو مجھے بتایا گیا کہ یہ دختر فرعون کی مشاطہ کی خوشبو ہے

اور واقعہ اس عاقبت تک کا یہ ہے کہ ایک روز دختر فرعون کے بالوں میں کنگھی کرنے کے دوران اس کے ہاتھ سے وہ کنگھی گر گئی اور مشاطہ نے بمس اللہ پڑھ کر اس کو اٹھایا۔ دختر نے پوچھا: کیا میرے باپ کا نام اللہ ہے؟ مشاطہ نے جواب دیا: میرا اللہ سارے جہان کا میرا اور تیرا، اور وہ تیرے باپ کا بھی رب ہے۔ لڑکی نے حیرت سے پوچھا: ”کیا تمہارا رب، میرے باپ کے سوا کوئی اور ہے؟“ مشاطہ نے جواب دیا: ”ہاں! میرے رب کے سوا کوئی رب نہیں۔“

یہ خبر دختر فرعون نے اپنے باپ کو کر دی۔ پس فرعون نے اس کو طلب کیا اور پوچھا: ”اے معمر اور وفادار مشاطہ! کیا تم میرے علاوہ کسی اور کو رب سمجھتی ہو؟“ پر ستار تو حید مشاطہ نے جواب دیا: ”میرا رب اور تیرا بھی اور ساری کائنات کا تو وہی ایک رب ہے جو رب السموات والارض ہے۔ مشاطہ کے اس جواب کے بعد فرعون نے ایک کھوکھلے جیسے کو جو تانبے سے بنایا گیا تھا۔ آگ پر تپانے اور سرخ کر دینے کا حکم دیا جب وہ تپ کر مثل شعلہ کے ہو گیا تو اس نے حکم دیا کہ اس مجسمہ کے اندر مشاطہ کو اسکی اولاد کو ڈال دیا جائے تو انہوں نے ایک ایک کر کے اس کی اولاد کو ڈالا حتیٰ کہ شیر خوار بچے کو بھی اس میں ڈالا تو اس نے کہا:

”اے اماں! تم اس میں آ جاؤ۔ جیسے نہ ہلنا کیونکہ تم حق پر ہو۔“ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: چار بچوں نے شیر خوارگی میں کلام کیا، ایک تو سبکی بچہ، دوسرا بچہ وہ جس نے حضرت یوسف علیہ السلام کی پاکدامنی کی گواہی دی۔ تیسرا بچہ جو تاج کا تھا اور چوتھے شیر خوار حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ہیں۔

﴿احمد نسائی، بڑا، طبرانی، ترمذی، ابن مردودہ﴾

قوم کے سامنے بیان معراج:

بہ سند صحیح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس رات میں مجھے لے جایا گیا اور مکہ مکرمہ میں صبح کو میں ایک گوشے میں بیٹھ کر فکر مند ہو رہا تھا کہ رات کے واقعہ معراج کو سن کر لوگ مجھے جھٹلائیں گے کہ اسی دوران دشمن خدا ابو جہل آیا اور میرے قریب بیٹھ کر اس نے استہزاء کے طور پر کہا کیا کوئی نئی خبر یا تازہ بات ہے؟ میں نے جواب دیا: ہاں۔ اس نے پوچھا: ”ہم سے بھی ارشاد ہو۔“ میں نے کہا: ”رات مجھے کو لے جایا گیا۔“ اس نے پوچھا: ”کہاں تک؟“ میں نے بتایا: ”بیت المقدس تک۔“ اس نے کہا: ”کیا سفر کے بعد صبح کو ہمارے شہر میں آپ موجود ہیں؟“ میں نے کہا: ”ہاں۔“

”محمد (ﷺ) آپ کی کیا رائے ہے، اگر میں قبیلے کے لوگوں کو بلاؤں تو کیا آپ ان کے سامنے وہی باتیں فرمائیں گے جو مجھ سے بیان کی ہیں؟“ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”کیوں نہیں، حقائق تو ہر ماحول اور ہر صورت جوں کے توں رہتے ہیں اور حق و سچائی کو مصلحتوں کی بناء پر چھپانا درست نہیں۔“ یہ سن کر دشمن رسول ﷺ کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا کیونکہ اس نے سوچا کہ نعوذ باللہ اب وہ وقت آ گیا ہے کہ ان کی خن ساری اور دروغ گوئی کا بھانڈا پھوٹ جائے گا تو اس نے پکارا: اے نبی کعب! آؤ! آؤ۔

ابو جہل کی یہ آواز سن کر لوگ ادھر ادھر سے دوڑ دوڑ کر جمع ہونے لگے اور پھر سب اکٹھے ہو کر

ابو جہل اور میرے پاس آکر بیٹھ گئے، اس وقت ابو جہل نے مجھ سے کہا: "اے ابن عبد اللہ! آپ رات کی دینی باتیں جو مجھ سے بیان کر چکے ہیں، اس وقت اپنی قوم کو سنائیے۔" نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "مجھے رات بیت المقدس تک لے جایا گیا۔" لوگوں نے پوچھا: "وہاں حالیکہ صبح کو آپ نہیں تھے؟" آپ نے فرمایا: "ہاں! مجھے جلد ہی لوٹا دیا گیا تھا۔"

راوی کا بیان ہے کہ اس پر کچھ لوگوں نے ہاتھ پر ہاتھ مارے اور کچھ لوگ اپنے سر پر ہاتھ رکھے، تعجب کرتے لگے۔ اجتماع میں سے کوئی بولا: "کیا آپ مسجد اقصیٰ کی پہچان بتا سکتے ہیں؟" ان لوگوں میں چند افراد ایسے بھی تھے جنہوں نے بیت المقدس کو دیکھا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں بیت المقدس کے بارے میں سوالات کے جوابات دیتا رہا یہاں تک کہ بعض جوابات کے سلسلے میں مجھے شبہ ہوا تو فوراً مسجد اقصیٰ کو میرے رو برو کر دیا گیا اور میں دیکھ دیکھ کر سوالات کے جوابات پورے اعتماد کے ساتھ دیتا رہا۔ آخر میں نے لوگوں سے کہا جہاں تک نشانوں کا معاملہ ہے خدا کی قسم! آپ ﷺ نے بالکل صحیح صحیح بیان فرمایا۔

ط احمد، ابن ابی شیبہ، طبرانی، ابویہ، ہزارچہ

جنت کے پھول:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ شب معراج میں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے ارشاد فرمایا: اے محمد ﷺ! آپ اپنی امت کو بتا دیجئے کہ جنت ہموار اور وسیع جگہ ہے اور پھول بوئے "سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ" ہیں۔ ﴿ابن مردودہ﴾

شب معراج امتوں کا مشاہدہ کرنا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ شب اسراء میں تمام انبیاء علیہم السلام کے پاس سے گزرے، ان میں سے ہر ایک کے ساتھ گروہ اور جماعتیں تھیں، مگر چند انبیاء علیہم السلام ایسے بھی تھے جن کے ساتھ کوئی بھی نہ تھا۔ پھر نبی کریم ﷺ ایک بہت بڑی جماعت کے پاس سے گزرے، پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ بتایا گیا کہ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم ہے۔ اے نبی ﷺ! آپ سر اٹھائیے۔ میں نے سر اٹھایا تو بہت بڑی جماعت دیکھی جس نے افق کے ایک سرے سے دوسرے سرے کو گھیر رکھا تھا، مجھے بتایا گیا کہ یہ آپ ﷺ کی امت ہے اور ان کے سوا آپ ﷺ کی امت میں ستر ہزار افراد ایسے ہیں جو بغیر حساب جنت میں جائیں گے۔

﴿ابن مردودہ﴾

شب معراج حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر زورے تو وہ اپنی قبر میں مصروف نماز تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ امت محمدیہ ﷺ پر پچاس نمازیں

فرض کی تھیں، پھر آپ ﷺ کی تخفیف کی درخواست پر ان کو صرف پانچ کر دیا گیا۔

﴿احمد﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ جب مجھے معراج ہوئی تو مجھے سدرة المنتہی تک لے جایا گیا تو میں نے دیکھا کہ اس کا پھل یعنی ہیر، بہت ہی بڑا پہاڑ کی چوٹی کے برابر تھا۔

﴿طبرانی﴾

دیدار خداوندی کی روایات:

بہ سند صحیح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے اپنے رب عز و جل کو دیکھا۔

﴿احمد﴾

بہ سند صحیح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے پروردگار کو دو مرتبہ دیکھا ہے۔ ایک مرتبہ چشم ظاہری سے ایک مرتبہ چشم قلب سے۔

﴿طبرانی اوسط﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس سلسلہ میں روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے رب کو اپنی چشم ظاہر سے دیکھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا نبی کریم ﷺ نے اپنی نظر اپنے رب کی طرف ڈالی؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں! نبی کریم ﷺ نے اپنی نظر سے اپنے رب کو دیکھا۔

اللہ تعالیٰ نے ”کلام“ کو حضرت موسیٰ رضی اللہ عنہ کیلئے ”خلت“ (اس لیے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کو غلیل اللہ کہتے ہیں) کو حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ اور دیدار کو حضرت محمد ﷺ کیلئے مخصوص فرمایا۔

﴿طبرانی﴾

روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کو خلعت کے ساتھ اور حضرت موسیٰ رضی اللہ عنہ کو کلام کے ساتھ اور حضرت محمد ﷺ کو رویت کے ساتھ برگزیدہ فرمایا۔

﴿تفسیر کتاب الرأیہ﴾

روایت ہے کہ کیا تم اس بات پر تعجب کرتے ہو کہ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کیلئے خلعت، حضرت موسیٰ رضی اللہ عنہ کیلئے کلام اور حضرت محمد ﷺ کیلئے رویت ہے۔

﴿تفسیر﴾

○ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ کریمہ

”مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَىٰ وَلَقَدْ رَآهُ قَوْلُهُ أُخْرَىٰ“

﴿سورة النجم﴾

ترجمہ: ”دل نے نہ ہٹلایا جو آنکھ نے دیکھا۔ انہوں نے اسے دوبارہ دیکھا۔“

کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: آپ نے اپنے رب کو دل کی آنکھ (قلب)

بصیرت) سے دوسرے دیکھا۔

﴿مسلم﴾

یا جوج ماجوج کو اسلام کی دعوت:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمایا: شب معراج میں اللہ تعالیٰ نے مجھے یا جوج ماجوج کی طرف بھیجا۔ میں نے ان کو دین اسلام اور اللہ کی بندگی کی دعوت دی، مگر انہوں نے انکار کیا تو وہ سب اور ان کے ساتھ نافرمان بنی آدم اور ابلیس اور اس کی ذریعہ سب جہنم میں جائیں گے۔

﴿ابن مردیہ﴾

تخفیف نماز اور دیگر مسائل:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شب معراج میں پہلی نمازیں اور سات مرتبہ رفع جنابت کیلئے پانی بہانا اور کپڑوں سے نجاست وغیرہ کو سات مرتبہ دھونا فرض کیا گیا۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برابر کی کیلئے استدعا کرتے رہے حتیٰ کہ نمازیں پانچ اور غسل جنابت ایک بار اور کپڑے پر سے نجاست کو ایک بار دھونا فرض کر دیا گیا۔

﴿ابو داؤد، ترمذی﴾

احادیث تاریخ معراج:

عمر بن شعیب رضی اللہ عنہ کے جد امجد سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جس رات معراج ہوئی وہ ایک سال قبل ہجرت ربیع الاول کی سترھویں شب تھی۔

﴿ابن مردیہ﴾

حضرت ابن شہاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہجرت مدینہ سے ایک سال قبل حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بیت المقدس تک لے جایا گیا۔

﴿ابو یوسف، ترمذی﴾ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اسی روایت کی مانند روایت کی ہے۔

﴿ترمذی﴾

سہی، رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہجرت سے سولہ مہینے پہلے معراج ہوئی۔

﴿ترمذی﴾

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا امت محمدیہ کو سلام:

عبدالرحمن رضی اللہ عنہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے شب معراج حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات کی تو انہوں نے فرمایا:

”اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ اپنی امت کو میری طرف سے سلام پہنچائیے اور ان کو بتائیے کہ جنت کی مثلی خوشبودار ہے اور آب شیریں، وہ وسیع و انوار ہے اور ان کے نکل بولنے ”سُبْحَانَ اللَّهِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ،

وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَلَا خَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ "ہیں۔"

﴿ترمذی، ابن مردودہ﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے "وَلَقَدْ رَافَعُوْا نَزْلَةَ الْغَوِيِّ" کی تفسیر میں روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے حضرت جبریل علیہ السلام کو سدرۃ المنتہی کے پاس دیکھا۔ ان کے چھ سو بازو تھے اور ان کے پروں سے مختلف رنگ کے موتی اور یاقوت تھڑکتے ہیں۔

﴿مسلم﴾

سبز و فرغ:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے آئیہ کریمہ "لَقَدْ رَافَعُوْا نَزْلَةَ الْغَوِيِّ" ﴿سورۃ النجم﴾ ترجمہ: "بے شک اپنے رب کی بہت بڑی نشانیاں دیکھیں۔" کی تفسیر میں بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سبز و فرغ کو دیکھا کہ جس سے سارا الفی پر ہو گیا۔

﴿بخاری﴾

شب معراج القابات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم:

حضرت عبداللہ بن اسد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شب اسراء میں مجھے اس قصر اعلیٰ تک پہنچایا گیا جس کی دیواریں گوہر آب و داریں فرش زر خالص ہے اور وہ نور سے منور ہے اور مجھے کوئین القاب عطا فرمائے گئے۔ سَبَّحَ الْمُرْسَلِينَ، اِنَّمَا الْمُصْطَفِينَ، قَاتِلِ الْغُرَ الْمُضْحَجِينَ بنوی اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے اس کو ان الفاظ میں روایت کیا کہ مجھ کو موسیٰ کے ایک قفس کی سیرگرائی گئی اور اس کا فرش مومن کا تھا۔

﴿بخاری، ابن قانع، ابن عدی﴾

شب معراج تعلیم اذان:

گزشتہ اوراق میں اذان کے بارے میں حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے مروی حدیث معراج بیان کی جا چکی ہے۔

حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شب اسراء میں جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آسمان پر پہنچے تو آپ نے توقف فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ کو بھیجا اور آسمان پر وہ اس جگہ کھڑا ہوا جہاں اس سے پہلے کوئی نہ کھڑا ہوا تھا۔ اس کو حکم ملا اذان دو۔ تو فرشتے نے کہا: "اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ" اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "میرے بندے نے سچ کہا، میں ہی اللہ اکبر ہوں۔"

پھر فرشتے نے کہا: "أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "میرے بندے نے سچ کہا، میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں۔" پھر فرشتے نے کہا: "أَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ" اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "میرے بندے نے سچ کہا میں نے ہی محمد کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنایا اور ان کو ہند کیا اور میں ہی ان کی حفاظت کروں گا۔" پھر فرشتے نے کہا: "خُذْ عَلَى الصَّلَاةِ" اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرے

بندے نے سچ کہا وہ میرے فریضے اور حق کی طرف بلاتا ہے تو جو کوئی اس کی طرف یکسو ہو کر آئے گا وہ اس کے ہر گناہ کا کفارہ ہوگا۔"

پھر فرشتے نے کہا: "خُذْ عَلَيَّ الْفَلَاحَ" اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "میرے بندے نے سچ کہا، میں نے ہی اس فریضہ کو قائم کیا اور اس پر وعدہ دیا اور اس کیلئے اوقات مقرر کیے۔" اس کے بعد نبی کریم ﷺ سے کہا گیا: آپ کے بڑے قونی کریم ﷺ آگے بڑھے اور تمام اہل آسمان کھڑے ہوئے، اس طرح آپ کی بزرگی کو ساری مخلوقات پر قائم فرمایا۔

﴿ابو جیم﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کو معراج کی رات اذان سکھائی گئی اور آپ ﷺ اور آپ کی امت پر نماز کو فرض کیا گیا۔

﴿ابن مردیہ﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: شب معراج عالم سموات میں فرشتوں کے جس گروہ پر میں گزرا، اس نے مجھ سے یہی کہا کہ آپ ﷺ اپنی امت کو پہنچے لگوائے کا حکم فرمائیں۔
 ﴿امام احمد اور امام حاکم رحمہما اللہ نے صحیح بنا کر اور ابن مردیہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اسی کے مثل روایت کی ہے۔﴾

﴿ابن مردیہ﴾

اس جگہ نماز پڑھوں گا جہاں رسول اللہ ﷺ نے پڑھی:

عبد بن آدم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جابہ میں تھے۔ وہاں بیت المقدس کی فتح کا ذکر ہوا تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ آپ وہاں کس جگہ پر نماز پڑھنا پسند کریں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: صحرا کے پیچھے۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: اس جگہ نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا مگر میں وہاں نماز پڑھوں گا جہاں نبی کریم ﷺ نے نماز پڑھی تھی۔ پھر (جب وہ وہاں سے بیت المقدس پہنچے تو) حضرت عمر رضی اللہ عنہ رو بہ قبلہ ہوئے اور نماز پڑھی۔

﴿احمد﴾

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شب اسراء میں نبی کریم ﷺ نے مالک (دوزخ کا دروغ) کو دیکھا تو وہ ترش رو تھا اور اس کے چہرے سے غیظ و غضب پھیلتا جاتا تھا۔

﴿ابن مردیہ﴾

حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: شب معراج، میں نے مقدم مسجد میں نماز پڑھی۔ اس کے بعد میں صحرا کے پاس آیا وہاں پر ایک فرشتہ کو کھڑا دیکھا اور اس کے پاس تین پیالے تھے جو اس نے مجھے پیش کیے۔ میں نے ان میں سے شہد کا پیالہ کیا اور اس میں سے کچھ نوش کیا پھر میں نے دوسرے پیالے کو لیا اور میں نے اس میں سے پیا پھر میں ہلکا ہوا اور یہ دودھ تھا۔

پھر فرشتے نے کہا: اس تیسرے میں سے لیجئے۔ میں نے جواب دیا کہ میں شکم سیر ہو گیا ہوں اور یہ شراب کا پیالہ تھا۔ اس کے بعد فرشتے نے کہا: "اگر آپ اس جام شراب میں سے پی لیتے تو پھر آپ کی امت دین فطرت پر کبھی مجتمع نہ ہوئی۔" پھر مجھے آسمانوں پر لے جایا گیا اور وہاں مجھ پر نمازیں فرض کی گئیں۔ بعد ازاں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس لوٹا دیا گیا اور انہوں نے کروش بھی نہ بدلی تھی۔

﴿ابن مردودہ﴾

بیت المعمور کی زیارت:

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میں نے بیت المعمور کو دیکھا کہ وہاں روزانہ ستر ہزار ایسے فرشتے آتے ہیں کہ پھر دوبارہ ان کی باری نہیں آتی، پھر حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کی طرف رجوع کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

پھر تین پیالے شراب، دودھ اور شہد کے سامنے آئے تو میں نے دودھ لیا، میں وہ فطرت ہے جس پر آپ اور آپ کی امت ہے۔ اس کے بعد ہر روز کیسے بچاس نمازیں فرض ہوئیں پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اترے، یہاں تک کہ حضرت موسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو انہوں نے دریافت فرمایا کہ آپ کے رب تعالیٰ نے آپ پر کیا فرض کیا ہے؟ فرمایا: روزانہ کی بچاس نمازیں، حضرت موسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ کی امت اس کی طاقت نہیں رکھتی۔ اس کے بعد حدیث شریف میں حضرت موسیٰ رضی اللہ عنہ کے مشورے سے ان میں تخفیف ہو کر پانچ نمازوں کی تعداد کا تعین مذکور ہے۔

حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ سے ملاقات:

حضرت ابو ایوب انساری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ معراج کے موقع پر جب حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی ملاقات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی تو سیدنا حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم امت کو ترغیب دیں کہ وہ جنت کے وسیع اور ذریعہ ہموار میدانوں میں، جہاں کی روئیدگی دوامی اور جہاں کی شادابی پر بہار ہے اور جہاں کی مٹی طیب، لطیف اور پاکیزہ ہے، نخلستان، باغستان اور پر کیف بہاریں لگائیں۔

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ "لوگ جنت میں اس طرح کے گلستان کیسے لگائیں؟" تو انہوں نے جواب دیا کہ "وہ کثرت کے ساتھ (اور معافی و مطالب کو ذہن میں رکھتے ہوئے) پڑھیں: "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ"

(ابن ابی حاتم، ابن مردودہ)

حضرت آدم رضی اللہ عنہ کا راز میں دیکھ کر تبسم فرمانا اور بائیں دیکھ کر رونا:

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں مکہ میں تھا کہ میرے کمر کی چھت کھلی اور حضرت جبرئیل رضی اللہ عنہ اترے پھر انہوں نے میرا سینہ چاک کیا اور آب رحم سے

دھویا اور سونے کا ایک طشت جس میں ایمان و حکمت تھا، لائے اور اس سے میرے سینے کو لیرج کر دیا۔ بعد ازاں مجھ سے کھانا ملا اور میرا ہاتھ پکڑ کر آسمان کی جانب لے چلے۔

جب میں آسمان پر پہنچا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آسمان کے محافظ سے کہا: دروازہ کھولو، اس نے کہا: "نہی ہے؟" جواب: "یا جبرئیل! پوچھا کہ تمہارے ساتھ کوئی ہے؟" کہاں ہاں میرے ساتھ محمد ﷺ ہیں۔ پوچھا: ان کی طرف بھیجا گیا۔ "نہی" کہا: ہاں، پھر جب دروازہ کھلا تو ہم آسمان دنیا پر پہنچے۔

میں نے دیکھا کہ وہاں ایک شخص بیٹھا ہے، اس کی دائیں جانب کثیر جماعتیں ہیں اور بائیں طرف بھی کثیر لوگ ہیں، جب وہ دائیں جانب دیکھتا ہے تو قہقہے لگاتا ہے اور جب بائیں طرف دیکھتا ہے تو روتا ہے، پھر اس نے کہا: "ابن الصالح اور نبی صالح کو سر جبا۔"

میں نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے کہا: یہ کون ہیں؟ انہوں نے بتایا: یہ حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور ان کی دونوں جانب ان کی اولادوں کی روحیں ہیں۔ دائیں جانب سے جماعتیں اہل جماعت کی ہیں اور بائیں جانب کی اہل دوزخ کی، جب وہ دائیں جانب کے لوگوں کو دیکھتے ہیں تو تبسم فرماتے ہیں اور جب بائیں جانب کے لوگوں کو دیکھتے ہیں تو رونے لگتے ہیں۔

پھر وہ مجھے دوسرے آسمان پر لے گئے اور اس کے محافظ سے کہا: دروازہ کھولو اور یہاں بھی حسب سابق موال و جواب ہوئے اور اس نے دروازہ کھول دیا۔ حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے آسمانوں میں حضرت آدم علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پایا اور ان کے مقامات اور درجات کی کیفیت بیان فرمائی۔ (بخاری، مسلم)

شب معراج میں نے قلموں کی سرسراہٹ سنی:

امام زہری رحمہ اللہ نے فرمایا: مجھے ابن حزم رحمہ اللہ نے بتایا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت ایوب الانصاری رضی اللہ عنہ دونوں فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے اتنا اونچا لے جایا گیا کہ مجھ پر مستوی ظاہر ہوا اور اس جگہ میں نے قلموں کے سرسراہٹ کی آواز سنی۔
سورة النعتی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میری امت پر پچاس نمازیں فرض کیں، میں ان کو لے کر وہاں ہوا، یہاں تک کہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا تو انہوں نے پوچھا: اللہ تعالیٰ نے تمہاری امت پر کیا فرض کیا ہے؟

میں نے بتایا: پچاس نمازیں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے حضور واپس جائے اور کئی کیلئے درخواست کیجئے کیونکہ آپ کی امت اتنی نمازوں کی طاقت نہیں رکھتی، چنانچہ میں بارگاہ خداوندی میں حاضر ہوا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ پانچ نمازیں ہیں جو پچاس نمازوں کے قائم مقام ہیں اور کچھ

لو کہ میرے حضور ہات میں تہہ ملی نہیں ہوتی۔ اس کے بعد میں پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف پہنچا تو انہوں نے کہا: ”آپ پھر اپنے رب کے حضور جائیے“ میں نے کہا: ”اب مجھے اپنے رب سے حیا آتی ہے۔“ اس کے بعد مجھے ایک طویل ترین مسافت پر لے چلے یہاں تک کہ میں سدرۃ المنتہی پہنچا، میں نے اسے مختلف رنگوں میں ڈھانپا ہوا دیکھا، میں نہیں جانتا وہ کیا ہیں۔ بعد ازاں میں نے جنت کی سیر کی، وہاں موتیوں کے قہرے دیکھے اور اس کی مٹی مشک کی تھی۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے دریافت کیا: ”کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟“ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: ”میں نے نور دیکھا ہے جس جگہ بھی اسے دیکھا ہے۔“

﴿مسلم﴾

ابن مردویہ رحمہ اللہ نے دوسری سند کے ساتھ ابونصرہ سے انہوں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شب معراج جب مجھے لے جایا گیا تو میں حضرت موسیٰ علیہ السلام پر گزرا تو وہ قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ حضرت ابراہیم مجھ سے بہت مشابہ تھے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شب معراج میں نے سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا تو وہ تمہارے ہادی و قاصد سے بہت زیادہ مشابہ تھے، یعنی مجھ سے (ﷺ) ﴿ابن مردویہ﴾

حضرت وحید کلیبی رضی اللہ عنہ اور سفارت روم اور واقعہ معراج کی تصدیق:

محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جب حضرت وحید کلیبی رضی اللہ عنہ کو قیصر روم کی طرف بھیجا اور ایک مکتوب گرامی انہیں دیا اور وہ قیصر سے ملے اور نامہ گرامی اس کو دیا قیصر کے بھائی نے مکتوب گرامی میں لکھا پایا: ”محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے قیصر صاحب روم کے نام“ تو وہ مشتعل ہو گیا اور قیصر سے کہنے لگا تم خط میں نہیں دیکھتے کہ اس نے تحریر کا آغاز اپنے نام سے کیا ہے اور تمہارا نام ”قیصر صاحب روم“ لکھا ہے اور تم کو بادشاہ نہیں لکھا۔

قیصر نے معترض خط یعنی اپنے بھائی سے کہا: ”اے بھائی! میں تجھے کم عقل، بے وقوف نہیں سمجھتا تھا، حیران خیال ہے کہ خط کے مضمون سے آگاہی کے بغیر ہی سے اسے پھاڑ دوں، اپنی زندگی کی قسم! اگر وہ اللہ کے رسول ہیں تو حقیقتاً وہ زیادہ حقدار ہیں کہ اس مکتوب میں وہ اپنا نام مقدم رکھیں، اگر انہوں نے مجھ کو ”صاحب روم“ کہہ کر خطاب کیا ہے تو یہ حقیقت سے زیادہ قریب ہے کیونکہ میں اہل روم کا ”صاحب“ ہی تو ہوں اور ان میں ان کا مالک تو نہیں ہوں، صورت سالی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رومیوں کو میرے لیے مسخر کر دیا ہے اور اگر وہ چاہے تو کسی دوسرے کو بھی رومیوں پر مسلط کر دے۔“ اس کے بعد قیصر نے خط کو سنا اور کہا:

”اے رومیو! میرا خیال ہے کہ یہ وہی شخص ہیں کہ جن کی بشارت (حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام) نے دی ہے، اگر مجھے یقین ہو جائے تو ایسا ہی ہے تو میں ان کی بارگاہ میں حاضر ہو کر خود ان کی خدمت بجالاؤں اور ان کے دعوے کا پانی زمین پر نہ گرنے دوں۔“

روم کے سرداروں نے جواب میں کہا: ”اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں کہ وہ عرب میں نبوت اور رسالت کا منصب رکھے جو ان پڑھ ہیں اور وہ ہمیں چھوڑ دے حالانکہ ہم اہل کتاب ہیں۔ قیصر روم نے کہا: میرے نزدیک میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ کرنے والی ہدایت انجیل ہے، وہ ہم اسے منکاتے ہیں اور اسے کھولتے ہیں اب اگر یہ وہی نبی تھا جس کی خبر انجیل میں موجود ہے تو ہم ان کی اتباع کریں گے۔ ورنہ اس پر دوبارہ مہریں لگا دیں گے، جیسی کہ پہلے اس پر لگی تھیں، اس میں ایک مہر کی جگہ دوسری مہر لگنے کے سوا اور کچھ فرق نہ ہوگا۔

راوی کا بیان ہے: اس وقت انجیل پر بارہ مہریں سوتے کی اپنے اپنے دو میں شاہان روم نے لگائی تھیں، ہر پہلا قیصر اپنے بعد کے قیصر کو یہ وصیت کرتا رہا تھا کہ تمہارے دین میں کمی کو یہ طالع نہیں ہوگا کہ وہ انجیل محترم کو کھولے اور جس دن اسے کھولا جائے گا ان (رومیوں) کے دین میں تغیر آجائے گا۔

قیصر روم (ہرقل) نے کہا: ”اے روم کے دانشور! میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ کرنے والی اور ہدایت دینے والی انجیل ہے لہذا ہم اسے منکاتے ہیں اور رہنمائی لیتے ہیں۔ اگر انجیل کی تائید عرب مدنی نبوت کے حق میں ہوتی ہے تو ہم سب اس کا اتباع کریں گے، ورنہ ہم ان پر دوبارہ مہریں لگا دیں گے۔“ پس قیصر روم نے انجیل کو منگایا اور یکے بعد دیگرے گیارہ مہریں جدا کر دیں اور ایک مہر باقی رہ گئی اور تو اس کے اعیان مملکت اور تمام استغفار و بطریق کھڑے ہو گئے، گریبان چاک کر دیئے، ضبط و آداب ایوان سے رخصت ہو گیا، ہر فرد اپنے اپنے وفود جذبات سے مغلوب ہو کر نہ معلوم کیا کچھ ادا کرتے لگا۔ سمجھ میں کچھ نہ آتا تھا کہ یہ لوگ کیا کہتے ہیں۔ قیصر بھی کچھ کہتا تھا اس کی آواز شور و غل میں گم ہو کر رہ جاتی تھی۔ وہ اس ہنگامہ خیز ماحول سے پریشان ہو گیا اور پھر اس نے کھڑے ہو کر نہ وقار انداز میں کہا:

”اے میرے مشیر و دانشور! آج یہ کیا اضطراب ہے؟“ انہوں نے اپنی اپنی بولیاں بند کر لی تھیں، صرف چند نمایاں رہنماؤں نے نمائندگی کرتے ہوئے قیصر سے کچھ اور نزدیک ہو کر جواب دیا: ”تم مہریں توڑ کر ایک بہت بڑا اقدام کر چکے، پس اب موجودہ خانوادہ قیصریت کا سلسلہ ختم ہو جائے گا اور تمہاری قوم کا دین بدل جائے گا۔“

قیصر نے پھر کہا: ”تم لوگ اس وقت بہت زیادہ جذباتی ہو رہے ہو، میرے خیال میں میرا یہ عمل کتاب مقدس سے رہنمائی کیلئے ہے، جس سے ہمارے عرب مکتوب نگار اور مدنی رسالت کو صحیح جواب دیا جاسکے گا۔“

لوگوں نے کہا: ”مناسب رویہ اور صحیح جواب کی تشخیص کیلئے کچھ لوگوں سے محمد مصطفیٰ ﷺ کے بارے میں معلومات حاصل کی جاسکتی ہیں اور مراسلات کے ذریعہ تحقیق کی جاسکتی ہے، مگر انجیل کی مہریں توڑنا

بہت بڑا گناہ اور محصیت ہے۔“

قیصر نے کہا: ”تمہارے خیال میں کن لوگوں سے ہم اس خاص معاملے میں رجوع کر سکتے یا چھوٹ کر سکتے ہیں؟“ انہوں نے قیصر کو جواب دیا کہ ”بہت سے لوگ شام میں موجود ہیں، ان کو تلاش کر کے یہ کام ان کے ذریعہ ہو سکتا ہے۔“ چنانچہ قیصر نے آخری مہر انجیل کی نہیں توڑی اور رومی سرداروں کے کہنے کے بموجب چند امراء کو اطراف مملکت میں ایسے لوگوں کی تلاش میں روانہ کیا جو عرب نژاد ہوں اور مکہ سے جن کا تعلق ہو، چنانچہ لوگ گئے اور ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کو بلا لائے، ابوسفیان اس وقت حسن اتفاق سے بغرض تجارت شام کی مملکت میں موجود تھے۔

قیصر نے ابوسفیان سے چند دوسرے عربوں کی موجودگی میں پوچھا: ”اے ابوسفیان! مجھے اس شخص کے حالات بتاؤ جو تم میں مبعوث ہوا ہے۔“ ابوسفیان نے حضور نبی کریم ﷺ کے حالات بیان کرنے میں جہاں تک ممکن تھا محاسن کو چھپایا، ابوسفیان نے کہا شروع کیا:

”اے شاہِ روم! محمد (ﷺ) کو مقدس اور محترم نہ سمجھو، ہم ان کو ساحر اور شاعر کہتے ہیں اور کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ وہ کائنات ہیں۔“

قیصر نے کہا: ”یہ تو ان کے رد میں کوئی دلیل نہیں بلکہ انبیاء سابقین علیہم السلام کے حالات کی روشنی میں تو یہ باتیں ظہورِ حق کے ابتدائی مراحل میں ضروری اور ناگزیر ہوتی ہیں۔ پہلے نبیوں کو بھی ایسا ہی کہا گیا تھا، مجھے پہلے تم ان کی حیثیت کے بارے میں بتاؤ۔“ ابوسفیان نے جواب دیا: ”وہ ہم لوگوں کے درمیان ایک اوسط درجہ کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔“

قیصر نے کہا: ”اللہ تعالیٰ ساقدار میں ہر نبی کو اوسط درجے کے خاندان ہی میں پیدا کرتا رہا ہے۔ ان کے ماننے والے ہم نواؤں کے متعلق بتاؤ۔“ ابوسفیان نے جواب دیا: ”ان کے پیروہ لوگ ہیں جو ہمارے اندر کمن، جو شیلے اور کم فہم لوگ ہیں۔ مگر قوم کے سردار اور دوسراہ میں سے کوئی بھی ان کے کاموں میں شریک ہے نہ ملکہ اثر میں ہے۔“

یہ جواب سن کر قیصر نے علمی واقفیت کی بنا پر زور دے کر کہا: ”خدا شاہد ہے، انبیاء کے مقبضین اور معاونین ہمیشہ ایسے ہی لوگ ہوئے ہیں کیونکہ قوم کے سرداروں اور با اثر لوگوں کو اپنی جھوٹی سرداری اور امتداد کی موت نظر آنے لگتی ہے کیونکہ ان کی سرداری، قلم اور اثر سازشوں کی وجہ سے قائم ہوتے ہیں۔“

قیصر نے ابوسفیان سے اس کے بعد پوچھا: ”اے محمد (ﷺ) کے حالات سے واقفیت کا دعویٰ کرنے والے شخص! یہ بتاؤ کہ ان کے رفیقوں میں سے کوئی رفیق یا ان کا کوئی پیروان کے دین سے پھرا ہے یا نہیں یا کسی نے یہ کہا ہے کہ محمد ﷺ جو دین لے کر آئے ہیں، اس میں یہ یہ خدائیاں ہیں اور ان برائیوں اور خرابیوں کے باعث اس نے محمد (ﷺ) کے دین کو ترک کر دیا ہے۔ قیصر کا یہ سوال تھا کہ ابوسفیان ٹپٹا گئے اور جھوٹ بولتے بن نہ پڑی۔ (صدائق اسی کا نام ہے کہ دشمن بھی اس کا اعتراف کرنے پر مجبور ہو جائے۔)

چنانچہ ابوسفیان نے کہا: "ان کے دین میں داخل ہونے کے بعد کوئی واپس نہیں ہوتا۔" قیصر نے دریافت کیا کہ کیا ان کے دین میں لوگ برابر داخل ہوتے جا رہے ہیں اور کیا اس کو قبول کرتے والے افراد کی تعداد روز افزوں ہو رہی ہے؟

ابوسفیان نے جواب دیا: "ہاں انصاف ہو رہا ہے۔" قیصر روم نے کہا: اے عرب کے معزز سردار! تم نے ان کے یہ حالات بیان کر کے میری بصیرت میں اور اضافہ کیا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، عنقریب وہ شخص اس مملکت پر قبضہ کر لے گا جو اس وقت میرے قبضے میں ہے پھر قیصر نے اپنے درباریوں اور سرداروں کو مخاطب کیا اور کہا:

اے روم کے لوگو! اور سردارو! حقیقت پسندی سے کام لو، ہم کو اس شخص کی دعوت کو قبول کر لینا چاہیے۔ جس کی طرف وہ ہمیں بلاتا ہے اور ہم اس سے اپنی اس مملکت کے بارے میں استدعا کریں کہ ہماری یہ سرزمین کبھی پامال نہ کی جائے۔ اس لیے کہ جب کسی نبی نے کسی بادشاہ کو خط لکھا اور اسے اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا ہے تو اس سے اس دعوت کو قبول کر لیا ہے اور جیسا اس نبی نے چاہا ہے ویسا ہی ہوا ہے، لہذا تم میرا کہا مانو اس کی اطاعت کو قبول کر لو، اس میں میری تمہاری اور تمام ایمان ملک کی فلاح و بہبود مضمر ہے۔

ابوسفیان کہتے ہیں کہ اس موقع پر میں نے کوئی ایسی بات نہیں کہی جس کے غلط ہونے پر میں ان کی نظروں میں گر جاؤں اور ان کے سامنے میرا جھوٹ ظاہر ہو جائے تو وہ اس پر مجھ سے مواخذہ کریں۔ میں اس کو برا سمجھتا تھا یہاں تک کہ میں نے واقعہ معراج بھی اس طرح بیان کر دیا کہ میں نے قیصر روم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: اے معزز قیصر! کیا میں تمہیں ایسی بات بتاؤں جس کو سن کر تم پر محمد ﷺ کا جھوٹ ظاہر ہو جائے۔ قیصر نے کہا: ضرور ستاد گدوہ کیا بات ہے؟

ابوسفیان دل میں بہت خوش تھے کہ اب محمد ﷺ کے جھوٹ پر برقل قیصر روم ضرور برا چھوٹ ہوگا اور کسی طرح واقعہ معراج کو قابل یقین نہیں سمجھے گا اور بازی میرے ہاتھ رہے گی۔

قیصر نے کہا: "وہ کیا بات ہے؟" ابوسفیان نے کہنا شروع کیا: "محمد ﷺ اظہار واقعہ کے طور پر بتاتے ہیں کہ تہامہ کی اس سرزمین سے جس کو "حرم" کہتے ہیں رات کے کسی حصہ میں وہ روانہ ہوئے اور پھر آپ کی اس مقدس مسجد میں جس کو آپ "مضرات" ایلیا" کہتے ہیں پہنچے اور اسی رات کو وہیں اپنے شہر مکہ میں آ گئے۔ قیصر کی اس مجلس میں ایلیا کا ایک بطریق موجود تھا۔ اس نے کہا: اے قیصر! اس رات سے واقف ہوں جس کا ذکر ابھی عرب مہمان نے کیا ہے۔"

ابوسفیان بطریق کی طرف متوجہ ہوا اور کہا: "تم اس رات کے بارے میں کیا جانتے ہو؟" بطریق نے جواب دیا: "میں رات کو مسجد کے دروازے بند کر کے سوتا تھا، مگر مذکورہ رات تمام دروازے تو بند کر دیئے گئے مگر ایک دروازہ بند نہ ہوا اور اس کا بند کرنا ہمارے لیے ناممکن ہو گیا۔ مجبور ہو کر میں نے مد کیلئے تمام کارکنوں کو بلایا، جو اس وقت وہاں موجود تھے، انہوں نے آ کر اسکان بھر کوشش کی مگر وہ جنبش بھی نہ دے سکے۔ بڑھیوں کو بلایا، انہوں نے دیکھ بھال کر کہا یا تو اس پر دروازے کی چوکھٹ گر پڑی ہے یا

عمارت میں کوئی نقصان پیدا ہو گیا ہے۔ بہر حال اب رات میں اس کی درنگی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ دن میں ٹھیک کر دیا جائے۔ پھر میں لوٹ گیا اور دروازے کو کھلا چھوڑ دیا، صبح کو ہم نے جا کر دیکھا تو وہ پتھر جو دروازہ کے ایک گوشے میں نصب تھا، اس میں سوراخ ہو گیا ہے اور اس میں جانور کے بندھے کا نشان ہے، یہ سب کچھ ہوتا رہا جس کو میں نے دیکھ کر اپنے ساتھیوں سے کہا:

”اس مقدس عمارت اور اس کے دروازے میں نقصان کوئی نقص نہیں، یہ کسی تہی کی آمد کیلئے کھلا رکھا گیا تھا اور یقیناً آج رات میں کسی تہی نے ہماری مسجد میں نماز پڑھی ہے اور ان کی سواری کا جانور سوراخ کر کے اس پتھر میں باغدھا گیا ہے۔“

بطریق نے جب اپنا بیان ختم کر لیا تو قیسر ہرقل نے چند لمحے توقف کے بعد دونوں جانب نظر ڈالنے کے بعد کہا: ”اے روم کے ذی علم باشندو! کیا تم اس بات سے واقف نہیں ہو کہ سیدنا حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام اور قیامت کے درمیان ایک تہی کو مبعوث ہوتا ہے اور جس کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی ہے اور بلاشبہ تروید میں کہتا ہوں کہ یہ وہی تہی بشریں روم کو چاہیے کہ ان کی دعوت کو قبول کر لیں۔“

رومی سرداروں نے ہرقل کی مہلفانہ تقریر من کر نہ صرف یہ کہ اسے رو کر دیا بلکہ انتہائی برا ہمت ہوئے اور ایسے کلمات کہہ بیٹھے جن کے سننے کا روی شہنشاہ کے دربار میں کوئی اندازہ کر سکتا تھا نہ تصور۔ چنانچہ قیسر ہرقل نے جب رومیوں کی نفرت، بیزاری اور برہمی کو دیکھا تو تہایت دانائی اور حکمت سے روئے سخن بدلا اور کہنے لگا:

”اے سلطنت روم! کے قابل غرور و غرور! واقعی میں نے تمہارے مذہبی جذبات کو غصے پہنچائی ہے مگر یہ اس لیے تھا کہ میں یہ دریافت کر سکوں کہ تم اپنے عقیدے اور نظریات میں کتنے غلط ہو اور مذہبی روایات کی بنیادیں تمہارے اندر کس قدر گہری ہیں، میں خوش ہوں کہ روم کے لوگ امتحان میں کامیاب ہوئے۔“

یہ بیان سننے ہی سب حاضرین تہیت و تعظیم کے مقررہ و باری طریقے کے بموجب اس کے سامنے جھک گئے۔

(ابو نعیم)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی احادیث بہ سلسلہ معراج:

”حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کو راتوں رات بیت المقدس کی سیر کرائی گئی تو حضور نبی کریم ﷺ نے صبح کو لوگوں سے ذکر فرمایا تو بہت سے ایسے لوگ جو نئے مسلمان ہوئے تھے اور ان کی تعلیم اور عقیدہ کی پختگی نہ ہو سکی تھی، مرتد ہو گئے اور باقی سب مسلمانوں نے تصدیق کی کچھ کافر اور مشرکین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بھی پہنچے اور کہا: آپ کے ہاوی اور پیروا محمد (ﷺ) اعلان کر رہے ہیں کہ آج رات کے ایک حصہ میں انہیں بیت المقدس لے جایا گیا اور پھر پہنچا دیا گیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر حضور نبی کریم ﷺ

ایسا فرماتے ہیں تو درست فرماتے ہیں اور میں اس کی تصدیق کرتا ہوں۔ اسی بناء پر آپ کا لقب ”صدیق“ ہوا۔ یعنی بہت سچا کہ مقام ذی طوئی پر جب حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا تھا کہ میری قوم میری تصدیق نہیں کرے گی۔ تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا تھا کہ آپ کی تصدیق حضرت ابوبکر علیہ السلام کریں گے کہ وہ ”صدیق“ ہیں۔

﴿ابن مردودہ، حاکم بیہقی﴾

شب معراج فرشتوں کی امامت:

ہشام بن عروہ رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے اور انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب شب اسراء میں سموات میں پہنچا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اذان دی، میں نے خیال کیا کہ اب حضرت جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کو نماز پڑھائیں گے، مگر انہوں نے مجھے آگے کیا اور پھر میں نے فرشتوں کو نماز پڑھائی۔

﴿ابن مردودہ﴾

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے جسم سے جنتی خوشبو:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب مجھے آسمانوں پر لے گئے تو میں جنت میں گیا اور دو خوشنوں میں سے ایک کے پاس کھڑا ہوا، میں نے جنت میں اس سے زیادہ خوبصورت، سفید، نرم اور خوشبودار پھل کوئی نہ دیکھا۔ پس میں نے اس درخت کا ایک پھل توڑ کر کھایا تو وہ میرے صلب میں نطقہ بن گیا۔ اس کے بعد میں زمین پر آیا اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے قربت کی تو فاطمہ رضی اللہ عنہا کیلئے استقرا رحل ہوا، اب بھی جب مجھے جنت کی خوشبو سونگھنے کی خواہش ہوتی ہے، تو میں فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کی خوشبو سونگھتا ہوں۔

﴿طبرانی﴾

فائدہ:

حاکم نے اس حدیث کو غریب کہا ہے کہ اس کی مسند میں شہاب بن حرب ہے جو مجہول ہے۔ امام ذہبی رحمہ اللہ نے بھی اعتراض کیا اور وہ یہ کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا معراج ہی سے پہلے نہیں بلکہ آپ کی بعثت سے قبل پیدا ہو چکی تھیں۔ واقعہ اسری کے وقت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی عمر شریف ۱۳ (تیرہ) سال سے کچھ زیادہ تھی۔ (از مترجم)

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کی حدیث معراج:

کلبی، ابوصالح رحمہما اللہ اور حضرت ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جس رات رسول اللہ ﷺ کو سیر کرائی گئی، اس رات آپ میرے گھر میں اور مجھ سے قریب ہی آرام فرماتے تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عشاء کی نماز پڑھی اور نبی کریم ﷺ اور ہم سب سو گئے۔ طلوع فجر کے

قریب نبی کریم ﷺ نے ہم سب کو جگایا اور جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے نماز پڑھی تو ہم نے بھی حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔

نماز کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: "اے ام ہانی (رضی اللہ عنہا)! میں نے تمہارے سامنے وادی میں نماز عشاء پڑھی، اس کے بعد میں نے بیت المقدس پہنچ کر وہاں نماز پڑھی اور صبح کی نماز تمہارے ساتھ پڑھی ہے۔"

﴿ان اسحاق﴾

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ واقعہ اسراء کے موقع پر میرے گھر میں آرام فرماتے تھے، پھر میں نے آپ کو موجود پا یا، اور میری آنکھوں سے نیند اس خوف کی بنا پر اڑ گئی کہ کہیں آپ کسی قریشی نے ایذا نہ پہنچائی ہو۔ تشریف لانے کے بعد نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور مجھے باہر لے گئے۔ وہاں ایک جانور گدھے سے بڑا اور گھوڑے سے کچھ چھوٹا موجود پایا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مجھے اس پر سوار کیا اور میں بیت المقدس پہنچا جہاں میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا جو میرے ساتھ مشابہت رکھتے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا جو طویل القامت تھکر یا لے بال از دشتوہ کے مردوں کے مشابہ تھے اور حضرت یسٰی علیہ السلام کو دیکھا جو میانہ قامت اور سفید رنگ مائل بہ سرخی تھے، ان کی مشابہت عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ میں ہے اور میں نے دجال کو دیکھا جو وہابی آنکھ سے کاتا تھا اور اس کی مشابہت قطن ابن عبد العزیز میں ہے۔

ام ہانی رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ پھر نبی کریم ﷺ نے ارادہ فرمایا کہ "اسراء" کے سارے حالات کا قریش سے ذکر کریں تو میں نے دامن تمام لیا اور کہا: آپ ایسے لوگوں کے پاس جا رہے ہیں جو آپ کو جھڑپتے اور آپ کی باتوں کا انکار کرتے ہیں۔

وہ فرمائی ہیں: حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا دامن میرے ہاتھ سے کھینچ لیا اور تشریف لے گئے۔ وہ لوگ چیخے ہوئے تھے، آپ نے ان سے واقعہ اسراء کا حال بیان کیا، جس کو سن کر معظم بن عدی کھڑا ہوا اور کہنے لگا: "محمد (ﷺ) آپ سفر بیت المقدس کے دوران قریش کے قافلے پر سے گزرے جو فلاں مقام پر ہے؟"

آپ ﷺ نے فرمایا: "ہاں! میں نے اہل قافلہ کو اس حال میں پایا کہ ان کا اونٹ کم ہو گیا تھا اور وہ اس کی تلاش میں سرگرداں تھے۔" پھر اس نے کہا: "کیا آپ ﷺ فلاں قبیلے پر سے گزرے؟" فرمایا: "ہاں! میں نے ان کو فلاں مقام پر پایا اور ان کے ایک اونٹ کی ٹانگیں ٹوٹ گئی ہیں۔" قریشی نے کہا: آپ ﷺ اونٹوں اور ان کے چرواہوں کی تعداد بتائیے۔ میں اس سوال جواب دینے سے قاصر رہا اور ٹوٹ آیا۔ میں گھر آکر ہو گیا تو بحالت خواب میں نے اس قبیلے کے اونٹوں کو دیکھا اور شمار کر لیا اور ان کے چرواہوں کو بھی، پھر میں بیہوش ہو گیا اور قریش کے پاس جا کر دوبارہ جا کر کہا: "تم نے اس وقت اونٹوں اور چرواہوں کے بارے میں پوچھا تھا، لہذا میں لہجے اتنے اونٹ اور اتنے چرواہے ہیں اور چرواہوں میں ابن ابی قحافہ اور دوسرے قحافاں لوگ بھی ہیں، یہ قافلہ کل صبح کو فلاں قبیلے پر تمہیں ملے گا۔" دوسرے روز بہت صبح سے لوگ قبیلے پر جا کر بیٹھ

کئے تاکہ آپ ﷺ کے قول کو جانیں۔ جب اونٹوں کو آتے دیکھا تو خود آگے بڑھ کر ان سے ملے اور پوچھا کیا تمہارا کوئی اونٹ گم ہو گیا تھا؟ انہوں نے بتایا ہاں! پھر یہ لوگ دوسرے قبیلے کے مسافروں کے پاس پہنچے اور دریافت کیا: "کیا تمہارے کسی اونٹ کی ٹانگیں قوت گئی تھیں؟" انہوں نے کہا ہاں۔

﴿طبری ماہنامہ مرویہ﴾

یحییٰ بن ابی عمر و شیبانی، ابوسلمہ رحمہما اللہ سے انہوں نے حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ علی السبحان میرے پاس تشریف لائے اور میں اس وقت تک اپنے بستر پر تھی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمہیں خبر ہے کہ میں آج مسجد حرام میں سو یا تو حضرت جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور مجھے مسجد سے دروازے تک لائے وہاں پر ایک چوپایہ جو گدھے سے اونچا اور فخر سے نچا تھا اور کان پھڑپھڑا رہا تھا، مجھ کو اس پر سوار کر کے لے چلے، جب وہ عقیب میں اترتا تو اس کے ہاتھ دراز ہو جاتے اور پیر پھوٹے اور جب وہ چڑھتا تو اس کے پاؤں دروازہ ہو جاتے اور ہاتھ چھوٹے، کسی لمحے حضرت جبریل علیہ السلام مجھ سے جدا نہ ہوئے حتیٰ کہ ہم بیت المقدس پہنچے تو انہوں نے اس حلقہ سے اسے پائندھا جس میں انبیاء کرام علیہم السلام اپنی سوار یوں کو پائندھا کرتے تھے، پھر انبیاء کرام علیہم السلام کی جماعت میرے سامنے آئی، ان میں حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی تھے اور میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی اور ان سے باتیں کیں، اس کے بعد سرخ و سفید پیالے میرے سامنے لائے گئے، میں نے سفید کو لے کر پی لیا۔ یہ دیکھ کر حضرت جبریل علیہ السلام نے مجھ سے کہا: "اے رسول خدا ﷺ! آپ نے دودھ کو نوش کیا اور شراب کو چھوڑا ہے، اگر آپ شراب کو لے لیتے تو آپ ﷺ کی امت راہ ہدایت سے ہٹک جاتی۔" پھر مجھے سوار کر کے مسجد حرام لے آئے اور میں نے مسلوۃ فجر پڑھی۔

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا نے فرمایا: یہ سن کر میں نے حضور نبی کریم ﷺ کی روانے مبارک کو پکڑ لیا اور کہا: اے ابن عم! میں آپ کو قسم دیتی ہوں اگر آپ نے امراء اور انبیاء کی باتیں قریش کو بتائیں تو جو آپ کی قسم یقین کرتا ہے وہ بھی آپ کو جھٹائے گا پھر نبی کریم ﷺ نے اپنا ہاتھ ردا پر مارا اور چادر کا حصہ میرے گرفت سے نکل گیا، چادر آپ کے شکم مبارک سے اوپر ہو گئی اور میں نے آپ کے شکم مبارک کی شکلوں کو دیکھا، گویا وہ ایک شکن آلود کاغذ کی شکلوں کی طرح تھیں اور اس وقت میں آپ ﷺ کے قلب اطہر کے پاس سے ایسا نور چمکتا ہوا دیکھا جس سے میری آنکھیں خیرہ ہو گئیں، تو میں بکدہ میں گر پڑی جب میں نے مجھ سے سر اٹھایا تو دیکھا کہ نبی کریم ﷺ باہر تشریف لے گئے اور میں نے لونڈی سے کہا: خدا تیرا بھلا کرے تو حضور نبی کریم ﷺ کے پیچھے جا اور میں کہ حضور نبی کریم ﷺ کیا فرماتے ہیں اور قریش کیا جواب دیتے ہیں؟ جب لونڈی واپس ہوئی تو اس نے بتایا کہ نبی کریم ﷺ جماعت قریش کے پاس تشریف لے گئے، جن میں مطعم بن عدی، عمرو بن اشمام اور ولید بن مغیرہ بھی تھا۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "آج رات میں نے عشاء کی نماز اس مسجد میں پڑھی اور فجر کی بھی اور ان دونوں نمازوں کے درمیانی وقفہ

میں بیت المقدس ہو کر آیا ہوں۔ انبیاء علیہم السلام کی ایک جماعت مجھے ملی، جن میں حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی تھے، میں ان سب کو نماز پڑھائی اور ان سے باتیں کی ہیں۔“

نبی کریم ﷺ نے جب اپنی باتیں ختم کیں تو عمرو بن وشماس نے کہا: ”جن انبیاء کے نام آپ نے گناے دوران کا حلیہ تو بیان کیجئے؟“

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو سب سے متجاوز اور طویل القامت سے کم، فراخ سینہ، سرخی مائل سفید رنگ اور کھنکھریا لے بالوں کے سرخی مائل شخص تھے، یہ سمجھو کہ ان کے مشابہ مردہ بن مسعود ثقفی علیہ السلام ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام قوی الجثہ، گندمی رنگ اور لمبے قد اے تھے، یہ سمجھو کہ وہ از دستہ کے افراد کے مشابہ ہیں، کثیر بالوں والے، آنکھیں پٹھنی ہوئی، دانتوں پر دانت چڑھے ہوئے، لب کسی قدر اٹھے ہوئے اور کسی قدر مسوڑھے ابھرے ہوئے تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہ سمجھو کہ وہ تو میرے مشابہ ہیں۔“

قریش نے حضور نبی کریم ﷺ کے بیان کو سن کر مستعززا یا، مطمئن نے کہا: تمہارا آج کا بیان اور گزشتہ کلام میں بڑا تضاد اور فرق ہے اور میں وثوق کے ساتھ کہتا ہوں کہ آپ جھوٹے ہیں۔ ہم تیز رفتار سرخ اونٹوں پر ایک باہنک سفر کر کے اس علاقے تک آتے اور جاتے ہیں اور آپ کہتے ہیں کہ رات کے ایک تھوڑے حصے میں جا کر واپس بھی آ گئے۔ مطمئن کا انکار سن کر حضرت ابو بکر صدیق علیہ السلام نے فرمایا:

”اے ابن عدی! تو نے نبی کریم ﷺ کو محض اپنا بھتیجا یا ایک عام عرب قریشی سمجھ کر جھٹلا دیا ہے خدا تمہارے کو طبع سلیم دے، میں ہتھ یقین کے ساتھ اعلان کرتا اور شہادت دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت محمد ﷺ سچے اور صادق ہیں۔“

قریش نے پوچھا: ”اے محمد (ﷺ) بیت المقدس کی شناخت اور کچھ مخصوص علامات تو بیان کرو؟“

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”میں رات کے کچھ تھوڑے ہی حصے میں گیا اور واپس آیا ہوں۔“ معاذ بن جبل نے ارشاد فرمایا: ”بیت المقدس کا نقشہ حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے لے آئے۔ حضور نبی کریم ﷺ اس کو دیکھ کر مشرکین قریش کو بتاتے رہے اور حضرت صدیق اکبر علیہ السلام ہر مرتبہ تاکید و تہدید کرتے رہے، پس حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اے ابو بکر علیہ السلام! آج سے اللہ تعالیٰ نے تمہارا نام ”الصدیق“ رکھ دیا۔“ پھر قریش نے کہا: ”محمد (ﷺ) ہمارے قاتلوں کے بارے میں بتاؤ۔“ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے قلائ قبیلہ کوروحا میں پایا۔ ان کا ایک اونٹ گم ہو گیا ہے اور وہ اس کی تلاش میں مگر گرداں تھے، میں ان کے کجاوہ تک گیا، مگر پڑاؤ پر کوئی موجود نہ تھا، میں نے وہاں پر پانی کا پیالہ دیکھا اور اس کا پانی پی لیا۔ اس کے بعد میں قلائ قبیلہ والوں کے قافلہ کے پاس پہنچا اور ان کے اونٹ مجھ سے ڈر کر بھاگے اور ان میں ایک سرخ رنگ کا اونٹ بیٹھ گیا، اس پر سفید و ساریوں کی چادریں تھیں، اس میں نہیں جاتا کہ اس اونٹ کی ٹانگیں ٹوٹ گئیں، یا نہیں۔ اس کے بعد میں قلائ لوگوں کے قافلہ کے پاس پہنچا، جو محکم میں ہے ان کے آگے و ساری دار اونٹ ہیں، یہ لوگ قریب ہی پہنچ گئے ہوں گے اور وہ بھیہ سے نظر

آئیں گے۔“ آپ ﷺ سے ایسی صحیح اطلاعات سن کر ولید بن مغیرہ نے کہا: ”یہ سارا حیر ہے۔“
اس کے بعد کچھ لوگ دیکھے گئے اور انہوں نے بغیر کسی ادنیٰ فرق کے سب کچھ ویسا ہی پایا جیسا
آپ ﷺ نے بیان فرمایا تھا، مگر کج فہم لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے قول کی صداقت کو چادری کا کرشمہ
قرار دیا اور اکثر لوگوں نے کہا: ”ولید بن مغیرہ نے ٹھیک کہا یہ سب جادو کا معاملہ ہے۔“

اس بارے میں ارشاد باری تعالیٰ بھی یہی ہے کہ:

وَمَا جَعَلْنَا الْوَيْلَ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ

﴿سورہ بنی اسرائیل﴾

ترجمہ: ”اور ہم نے نہ کیا وہ دکھاوا جو تمہیں دکھایا تھا مگر لوگوں کی آزمائش کو۔“

﴿ابوہلی، ابن عباسؓ﴾

بعض راویوں نے بیان کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ جب اس رات کسی کو نظر نہ آئے، تو عید المطلب
کی اولاد آپ ﷺ کی تلاش میں ادھر ادھر پھیل گئی۔ حضرت عباسؓ آپ کی تلاش میں مقام ذی لویٰ
تک پہنچے، وہ بلند آواز سے آپ ﷺ کو پکارتے جاتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے جواب میں
لیک فرمایا: انہوں نے فرمایا: اے ابن عم! تم کہاں تھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں بیت المقدس سے آ
رہا ہوں، انہوں نے کہا: ”رات ہی رات میں“ آپ نے فرمایا: ہاں!

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: نبی کریم ﷺ کو معراج میرے ہی گھر سے ہوئی ہے۔
اس رات آپ ﷺ ہمارے یہاں عشاء کی نماز پڑھ کر سو گئے اور جب صبح کا ابتدائی وقت ہوا تو نبی کریم
ﷺ نے ہمیں نماز صبح کیلئے جگایا، پھر نبی کریم ﷺ نماز کو کھڑے ہوئے جب نماز فجر ہوئی تو فرمایا: اے
ام ہانی رضی اللہ عنہا! میں نے عشاء کی نماز تمہارے یہاں پڑھی، پھر بیت المقدس گیا اور وہاں میں نے
نماز پڑھی پھر واپس آ کر صبح کی نماز تمہارے یہاں پڑھی، اس کے بعد آپ تشریف لے جانے کیلئے
کھڑے ہوئے۔ میں نے عرض کیا: اس بات کو آپ ﷺ لوگوں سے بیان نہ کریں، اس لیے کہ وہ یقین
کرتے والے نہیں نکذریب کرنے والے ہیں اور اذیت پہنچانے والے۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

نہیں، میں ان کو ضرور بتاؤں گا اور آپ ﷺ تشریف لے گئے۔ آپ نے جا کر مشرکین مکہ کو
”واقعہ اسراء“ کے بارے میں بتایا، جس کو انہوں نے خود ساختہ اور فرضی اور جھوٹی کہانی تصور کیا۔ شب
اسری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا: اے جبرئیلؑ! معراج کے واقعات سن کر
میری قوم کے لوگ تصدیق نہیں کریں گے۔

حضرت جبرئیلؑ نے جواب دیا کہ آپ کی تصدیق حضرت ابو بکرؓ کریں گے کیونکہ وہ
صدیق ہیں اور بہت سے ان لوگوں کی آزمائش ہوگی جو خود کو مسلمان کہتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”میں حجر اسود کے پاس کھڑا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے بیت
المقدس کو میرے دروبرو کر دیا پس میں اپنے مشاہدے کی مدد سے مشرکین مکہ کو نشانیاں بتلاتا رہا۔“

پھر ان میں سے کسی نے دریافت کیا: ”مسجد اقصیٰ کے کتنے دروازے ہیں؟“ چونکہ میں نے اس کے دروازوں کو شمار نہیں کیا تھا اس وجہ سے میں نے دروازوں کو گنا اور ان کو قعدہ بتائی۔ راہ میں قافلوں کی بابت ان کے سوالات کے واضح جوابات دیئے اور انہوں نے ان کو درست پایا۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَمَا جَعَلْنَا الزُّرَّاءَ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِلَّا لِفَتْحِ الْبَلَدِ

﴿سورۃ فتنہ اسرائیل﴾

ترجمہ: ”اور ہم نے نہ کیا وہ دکھاوا جو تمہیں دکھایا تھا مگر لوگوں کی آزمائش کو۔“
حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ مسجد اقصیٰ کا دیکھنا دراصل یحییٰ مشاہدہ تھا، جس کو حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے چشم سر سے دیکھا۔
❁ (اس پوری روایت کو ابن عساکر در الشیخ نے بیان کیا ہے۔)

معراج کے سلسلہ میں مرسل روایات

حضرت عمروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قریش مکہ نے واقعہ اسراء کے بیان کے موقع پر نبی کریم سے ایک سوال یہ بھی کیا کہ ہماری کیا شے گم ہو گئی ہے اور واضح طور پر ملامت بھی اس کی بیان کریں؟
حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمہارے اہل قافلہ کی خاک اونٹنی کھو گئی ہے، اس پر تمہارا تجارتی مال واسباب تھا، جب وہ قافلہ اور اس کے ساتھ نہ کوہہ خاک اونٹنی مکہ پہنچی اور نبی کریم ﷺ کی بتائی ہوئی جملہ باتوں کی تصدیق ہو گئی تو سرکش مشرکین نے ایک مزید سوال کیا کہ آپ یہ بتائیں کہ اس اونٹنی پر مرثیہ سامان میں کیا اور کون سا سامان ہے؟
حضرت جبرئیل رضی اللہ عنہ نے اونٹنی کے اوپر جو سامان تھا جو حضور نبی کریم ﷺ کی نگاہ کے سامنے لا کر مشاہدہ میں رکھ دیا اور آپ نے وہ تمام سامان دیکھ کر سامان کی قسم اور اس کی مقداد وغیرہ بتادی مگر سوالات کرنے والے کفار ہادوگری کا کرشمہ قرار دے کر رخصت ہوئے۔

﴿ابو نعیم﴾

اسحاق بن نصر، ابن عساکر، ابن عبد الرحمن رحمہما اللہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کو جس رات معراج ہوئی اور معراج سے واپس تشریف لا کر آپ نے قریش کو قافلوں کے بارے میں اور اہل قافلہ کے بارے میں خبر دی تو وہ کہتے گئے کہ یہ بتائیے کہ قافلہ کس روز یہاں پہنچے گا؟

﴿تذکرہ﴾

سورج ٹھہر گیا قافلہ مکہ آ گیا:

اسماعیل بن عبد الرحمن رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو جب معراج ہوئی اور قافلے کے بارے میں کفار کو آپ نے بتایا۔ اس وقت کفار نے کہا: ”آپ یہ تو بتائیے کہ قافلہ یہاں پر کب پہنچے گا؟“

آپ نے ارشاد فرمایا: ”بدھ کے روز“

چنانچہ بدھ کے روز قریش، قافلے کی راہ پہنچے اور آمد کا انتظار کرنے لگے، حتیٰ کہ غروب آفتاب کا وقت قریب ہو گیا اور اس وقت تک قافلہ نہیں پہنچا۔ رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی پارگاہ میں دعا کی: ”اے مہربان خالق کائنات! اپنے بندے کی بات کو سچائی اور صداقت عطا فرما اور کیڑے ٹھو اور حیلہ جو قریش کو موقع دے۔“

پس دعا مستجاب ہوئی اور ایک گھڑی دن بڑھ گیا۔

روایت ہے کہ آفتاب کی گردش کو صرف دو موقعوں پر روکا گیا ہے۔ ایک تو یہی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کے بعد اور دوسرے حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کیلئے، جب وہ اپنی قوم کے کفار جبارین کے ساتھ مصروف جہاد تھے۔

﴿یٰٰبَنیٰٓٓ﴾

ابن جریر رحمہ اللہ، عبد اللہ بن شداد رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ شبِ اسراء میں حضور نبی کریم ﷺ کی سواہی کیلئے ایک جانور استعمال ہوا جو بچر سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا تھا اور حد نظر اس کے ایک ایک قدم کی وسعت تھی، اس کا نام براق تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ مشرکین کے ایک قافلے پر گڑے تو ان کے اونٹ ہلکے گئے۔ لوگوں نے کہا: کچھ نظر تو آتا نہیں، بچر ہوا کے کیا ہو سکتا ہے۔

نبی کریم ﷺ بیت المقدس پہنچے اور آپ کے سانسے دو پیالے لائے گئے۔ ایک میں شراب اور دوسرے پیالے میں دودھ تھا۔ نبی کریم ﷺ نے دودھ کو لے لیا جس پر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا: آپ نے راہِ ہدایت کو اختیار کیا، آپ کی امت ہدایت پر رہے گی۔

﴿یٰٰبَنیٰٓٓ﴾

واقعی رحمت اللہ علیہ نے خبر دی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جنت اور دوزخ کو دیکھنے کے خواہشمند تھے اور اس کیلئے اپنے رب سے دعا کی تھی، لہٰذا آپ ہجرت سے اٹھارہ ماہ پہلے سترہ رمضان المبارک ہفت کی شب میں اپنے مکان پر محو خواب تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام اور حضرت میکائیل علیہ السلام حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا: آپ ﷺ نے اپنے رب تعالیٰ سے جس بات کے دیکھنے کی خواہش کی تھی اس کی سیر کیلئے چلے، پھر یہ دونوں کرم فرشتے نبی کریم ﷺ کو مقام ابراہیم اور چاہِ زمزم کے درمیان لائے، اس کے بعد سیرگی لائی گئی اور اس کے ذریعہ آپ ﷺ کو آسمانوں کی طرف لے چلے اور ہر آسمان کی سیر اور دوزخ کا معائنہ کیا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب میں ساتویں آسمان پر پہنچا تو بجز صریح قلم کے کوئی آواز میں نے نہیں سنی، آپ پر اور آپ کی امت پر پانچ نمازیں فرض ہوئیں، پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور رسول اللہ ﷺ کو پانچوں نمازیں ان کے مخصوص اوقات میں پڑھائیں۔

﴿اس کو ابن عباس رحمہ اللہ نے روایت کیا۔﴾

﴿ابن سعد﴾

رب سے کلام:

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی "مرئیت" اور اپنے "کلام" کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے درمیان تقسیم فرمایا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ اپنے رب تعالیٰ سے کلام کیا۔
 ﴿ما کم کتاب الرویہ﴾

شب معراج کے سلسلہ میں مزید بحث:

مصنف کتاب، امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کثیر علماء کا مذہب یہ ہے کہ معراج دو مرتبہ واقعہ ہوئی ہے۔ اس سلسلہ میں مختلف مروی احادیث کے درمیان تطبیق کی گئی ہے۔ اس کا خلاصہ ہم یہاں بیان کرتے ہیں، جن کا علماء کا یہ مذہب ہے ان میں ابو نصر قشیری، ابن عربی اور سبکی رحمہم اللہ شامل ہیں۔
 شیخ عزالدین ابن عید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ واقعہ اسراء خوب اور بیداری میں ہوا ہے اور مکہ المنکومہ اور مدینہ منورہ دونوں جگہ ہوا ہے۔ خواب میں اس کے واقع ہونے کا نکتہ واصل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آمادہ کرنا اور اس سلسلہ میں مشاہدات کرا کے مطمئن کرنا تھا کہ جب یہ حالت بیداری یہ واقع ہو تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم آسمانی مھوں کریں۔ اسی طرح جیسے بحث سے قبل ردیائے صادقہ تھے تاکہ آپ پر منصب نبوت آسان ہو جائے۔
 ابوشامہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ معراج مبارک کا واقعہ متعدد مرتبہ ہوا ہے۔ وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے استناد لیتے ہیں، جسے ہزار روایتیں نے روایت کیا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس میں کوئی شک نہیں کہ متعدد بار معراج کے واقع ہونے میں کوئی احتمال نہیں ہے کیونکہ اگر خواب میں واقع ہو تو اطمینان و تسلی کیلئے ہے اور اگر بیداری میں ہو تو اس کی موافقت و مطابقت کیلئے ہے، ہر حال یہ کوئی بعید نہیں اور فرمایا: مدینہ طیبہ میں کئی بار اسراء ہوا ہے۔

ابن المنیر رحمۃ اللہ علیہ نے ایک فقیر کتاب اسراء کے اسرار میں تالیف ہے، اسراء کی بہت سی حکمتوں کو انہوں نے اس میں بیان کیا ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے بیت المقدس تک سیر کرائی گئی۔ اس کے بعد آسمانوں کی سیر اور معراج کرائی گئی تاکہ آپ کو دونوں جہتوں کا حصول ہو جائے کیونکہ اکثر انبیائے سابقین نے بیت المقدس ہجرت کی ہے۔ لہذا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی فی الجملہ یہ سفر حاصل ہو گیا، تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں مختلف و مستشرق فضائل جمع ہو جائیں، اور یہ کہ آپ کو اپنے بیان کی صداقت کی طرف راہل جائے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت المقدس کے بارے میں ان علامتوں کو بتایا جو آپ سے منکرین حق نے امتحان اور آزمائش کے طور پر دریافت کی تھیں اور آپ کے مخالفین نے بھی ان کی سچائی کو بادل ناخواستہ تسلیم کیا تھا لہذا جب یہ باتیں صحیح اور درست ہیں تو جو اور باتیں آپ نے معراج کے سلسلے میں بتائی ہیں وہ بھی صحیح اور صادق ہیں، ان کی تصدیق بھی اس سے لازم آتی ہے، اس کے برعکس پہلے ہی آپ کو آسمانوں کی طرف لے جایا جاتا تو یہ صورت ظہور میں نہ آتی۔

اس کتاب میں ایک حکمت یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یکبارہ ہی یہ اعزاز و

اکرام برکھیل مقابلات تھا جبکہ آپ نے "بینا انا" فرما کر اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ (مطلب یہ کہ روایت الہی اور اس سے بے واسطہ ہم کلامی کا شرف اچانک آپ کو حاصل ہوا، اس کیلئے پہلے سے کوئی وقت مقرر نہیں تھا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام اچانک عالم خواب سے آپ کو بیدار کر کے لے گئے تھے) لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حق شرف ہم کلامی ایک معیار اور استعداد پر موقوف تھا، مگر رسول اللہ ﷺ سے انتظار کی تکلیف اٹھائی گئی تھی۔

اس کتاب میں ایک حکمت یہ بیان کی گئی ہے کہ ابن حبیب نے ذکر کیا ہے کہ آسمان و زمین کے درمیان ایک دریا ہے جس کا نام "مکلفون" ہے۔ زمین دریا کی نسبت اس کے ساتھ ایسی ہے جیسے بحر محیط کے ساتھ ایک قطرہ کی، مصادب کتاب فرماتے ہیں کہ اس موقع پر یہ ہوا ہوگا کہ رسول اللہ ﷺ کیلئے اس دریا کو پھاڑ کر راستہ بنایا گیا ہوگا تاکہ آپ پار جا سکیں اور اس دریا کا پھاڑنا حضرت جبرئیل علیہ السلام کیلئے دریا کے پھاڑنے سے زیادہ عظیم ہے۔

اس کتاب میں ایک نکتہ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ مروی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آسمانوں کے دروازے بند رہتے ہوں گے، جبھی تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے دستک دے کر ان کو کھلوا دیا اور اس کا اہتمام فرمایا گیا کہ آپ کے آنے سے پہلے انہیں نہ کھولا جائے، اگر وہ پہلے سے کھلے ہوتے تو یقیناً یہ گمان ہوتا کہ آسمانوں کے دروازے ہمیشہ کھلے رہتے ہوں گے۔ اس لیے ان کو بند ہی رکھا گیا تاکہ آپ جان لیں کہ ان کا کھلنا آپ کے اعزاز میں ہے اور آپ ہی کی وجہ سے اور اس لیے کہ اللہ آپ ﷺ کو آگاہ فرماتا ہے کہ آپ کا وجود گرامی آسمان والوں کے نزدیک جانا پچھانا ہے۔ سب ہی آپ ﷺ کو خوب اچھی طرح جانتے ہیں۔

اس لیے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام سے جب آسمان والوں نے پوچھا کہ آپ کے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا: حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اس پر انہوں نے صرف یہ پوچھا "کیا ان کی طرف بھیجا گیا تھا اور یہ نہیں پوچھا کہ محمد ﷺ کون ہیں؟

نبی کریم ﷺ کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح فرمانا:

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے تم کو دوبار خواب میں دیکھا۔ ایک مرتبہ مجھے دکھایا گیا کہ تم کو ایک شخص حریر کے کپڑے میں اٹھائے ہوئے ہے اور کہتا ہے یہ آپ کی زوجہ ہیں۔ وہ کپڑے کو دھا کر تمہارا بشرہ دکھا رہا تھا۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے اس کا قول سن کر کہا: "اگر اللہ تعالیٰ کو یہی منظور ہے تو پھر وہ ایسا کرے گا۔"

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت عبدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی تو نبی کریم ﷺ اپنی شریک حیات، شیرکار، دینی کوششوں میں مددگار ہوی سے جدا کی ہو جاتے پر کافی رنجیدہ تھے۔ اسی زمانے میں نبی کریم ﷺ نے یہ حالت خواب دیکھا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو ایک گہوارے میں لائے اور کہا:

”یہ تو بچہ آپ کے غم کو رفع کریں گی اور ان کے اندر آپ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی خوبیاں اور محاسن پائیں گے، یہ ان کے غم مقام ہوں گی۔“

﴿وہندی، عالم﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مجھ سے نبی کریم ﷺ نے نکاح نہیں کیا تھا کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے مجھ کو خواب میں دکھایا اور حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ میرا نکاح کیا۔ میں اس زمانے میں کم سن عیسیٰ تھی اور جب میرا نکاح ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے میرے اندر شرم و حیا کو بڑی عورتوں کی طرح پیدا فرما دیا، باوجود یہ کہ میں سفیر بن تھی۔

﴿ابو یعلیٰ ریزہ، عالم﴾

نبی کریم ﷺ کا حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح فرماتا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا، سکران بن عمرو کے نکاح میں تھیں، سکران رضی اللہ عنہ، اسلم بن عمرو کے بھائی تھے۔

ام المؤمنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے خواب دیکھا کہ ”رسول اللہ ﷺ سامنے سے تشریف لے رہے ہیں اور پھر اس قدر قریب ہوئے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ان کی گردن پر قدم مبارک رکھا۔“

”حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے اپنا خواب سکران رضی اللہ عنہ اپنے شوہر سے بیان کیا۔ انہوں نے جواب دیا کہ اگر یہ خواب سچا ہے تو میں وفات پاؤں گا اور پھر تمہارا نکاح حضور نبی کریم ﷺ سے ہوگا۔“ اس کے بعد حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے دوسرے دن خواب دیکھا۔

”آسمان سے چاند ٹوٹ کر ان پر گرا ہے اور وہ ٹپٹپ ہوئی ہیں۔“ انہوں نے پھر اپنے شوہر کو بتایا، انہوں نے کہا: میرا خیال ہے کہ تمہارا خواب سچا ہے اور میں اب جلد وفات پاؤں گا اور میرے بعد تمہارا نکاح حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہوگا۔

پس سکران رضی اللہ عنہ اسی دن بیمار ہو گئے اور تھوڑے ہی دنوں میں بارہ کوفت ہو گئے، اس کے بعد حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضور نبی کریم ﷺ سے ہو گیا۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ کا مکہ آنا اور اسلام قبول کرنا:

حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اپنے خالہ زاد بھائی حذافہ بن عقرہ کے ہمراہ ایک سفر پر روانہ ہوئے اور اسی سفر کے سلسلے میں مکہ مکرمہ پہنچے اور کچھ دنوں حرم مکہ میں قیام کیا۔ یہ واقعہ چھ انصار کے آنے سے پہلے کا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کو رفاعہ نے دیکھا اور آپ ﷺ نے اسلام کی دعوت ان کو دی اور فرمایا: ”اے مدنی مہمانو! تمہارے خیال میں آسمانوں، زمین اور ان باند پہاڑوں کو کس نے پیدا کیا ہے؟“

انہوں نے جواب دیا: ”اللہ تعالیٰ نے۔“ اس کے بعد آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”تم کو کس نے پیدا کیا ہے؟“ انہوں نے جواب دیا: ”اللہ تعالیٰ نے“ آپ نے پھر پوچھا: ”ان بتوں کو، جن کی پوجا عام طور پر کی جا رہی ہے، کس نے تراشا ہے، اور ان کے مجسمے بنائے ہیں؟ ان دونوں مدنی مسافروں نے جواب دیا: ”ہم ہی میں سے کچھ لوگوں نے پتھروں اور معدنی اشیاء سے ان کو بنالیا ہے۔“

حضور نبی کریم ﷺ نے اس کے بعد سوال کیا: ”تو ذرا انصاف کرو اور سوچو کہ خالق پر متش کے الٰہی ہے یا ادنیٰ، ہے جس اور معدنی مخلوق؟ ان سے کہیں کیا وہ محترم اور برتر تو خود انسان ہے کہ جس نے ان پر قیشہ چلا کر ان کا یہ پیکر تراشا ہے۔“

پس اے بندگانِ خدا میں تم کو اس اللہ بزرگ و برتر کی بندگی اور فرمانبرداری کی دعوت دیتا ہوں کہ جس کی فرمانبرداری میں ہم دنیا کی ہر چیز اور مادی کائنات لگی ہوئی ہے۔ ہوائیں، مادل، چاند اور سورج وغیرہ سب اس کے ہی تابع فرمان ہیں۔ اس کی ذات و صفات میں کوئی شریک ہے، نہ اس کے حقوق اور اختیارات میں۔ میں اسی خالق، مالک اور اصل حاکم و بادشاہ کا رسول ہوں، میں صلہ رحمی کرنے اور موروٹی عداوتوں کو ترک کر دینے کی تلقین کرتا ہوں۔“

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پر اثر باتیں سن کر چلا آیا اور خانہ کعبہ کا طواف کرنے کے بعد سات تیر نکالے اور ان میں سے ایک تیر کو حضور نبی کریم ﷺ کے نام کا ٹھہرایا اور خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے قال لینے کا ارادہ کیا اور دعا کی: اے اللہ! جس دین کی طرف حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ دعوت دیتے ہیں اگر وہ حق ہے تو اس تیر کو سات مرتبہ نکال دے۔ اس کے بعد میں نے تیروں کو چھوڑا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کا تیر ساتوں مرتبہ نکالا، پس مجھے الطینان ہو گیا اور میں نے پورے اخلاص اور سچی عقیدت سے پڑھا:

”اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمداً رسول اللہ“

﴿حاکم﴾

حج کے موقع پر نبی کریم ﷺ کی تبلیغ اور اس کے نتائج:

ابن شہاب بن عبد بن عقیبہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہر سال حج کے موقع پر قبائل عرب کے پاس پہنچتے تشریف لے جاتے یا جہاں پر لوگوں کا ٹکھنا دیکھتے وہاں جا کر نہایت پر اثر طریق پر دعوت اسلام دیتے اور لوگوں کو قردا فرما بھی حکیمانہ انداز پر تبلیغ فرماتے۔

ایک مرتبہ حسب دستور حج کے موقع پر قبائل ثقیف کو دعوت اسلام پیش فرمائی مگر ان کو تو فیق قبولیت نہ ہوئی، آپ ﷺ والہی تشریف لے آئے اور ایک احاطہ کے سائے میں ٹھکنے حالت میں کھڑے ہو گئے۔ وہ احاطہ خب اور شیبہ اور ان کا تھا جو ربیعہ کے بیٹے اور قریش کے سرداروں میں سے تھے۔ جب انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کو کھڑا دیکھا تو اپنے غلام کو آپ کے بلانے کیلئے بھیجا، اس کا نام عداس تھا اور نصرانیت سے تعلق رکھتا تھا۔

جب وہ آیا تو حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا: ”تم کس علاقے کے رہنے والے ہو؟“ عداس نے جواب دیا: ”میں نینوا کا باشندہ ہوں۔“ آپ نے فرمایا: ”تم اس مرد صالح حضرت یونس بن متى علیہ السلام کے شہر سے تعلق رکھتے ہو؟“ عداس نے پوچھا: ”کیا آپ یونس بن متى علیہ السلام سے واقف ہیں؟“ آپ نے ارشاد فرمایا: ”میں اللہ کا رسول ہوں اور اللہ تعالیٰ نے مجھ کو ان سے واقف کر لیا ہے۔“

یہ جواب سن کر عداس نے حضور نبی کریم ﷺ کے قدموں کو پکڑا اور پوچھنا شروع کر دیا۔ جب عقیبہ اور شیبہ نے اپنے غلام کو ایسا کرتے دیکھا تو وہ سکتہ میں رہ گئے، پھر جب وہ واپس ہوا تو ان دونوں نے کہا: ”حقے کیا ہوا ہے کہ تو ان کے پیروں کو چھو رہا تھا؟“ عداس نے جواب دیا: ”بلکہ وہ مرد خاص اور ہادی دین ہے۔ انہوں نے مجھے ایسے شے کی خبر دی ہے جسے پورے طور پر صرف رسول ہی سمجھتا ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ نے ہمارے وطن میں ہماری قوم کے اندر مبعوث فرمایا تھا اور وہ اللہ تعالیٰ کا نبی، حضرت یونس بن متى علیہ السلام کی باتیں سن کر براہِ انانیت و شیبہ بنے اور کہنے لگے یہ قریشی کا ابنِ تھہ کو تیرے دین نصرانیت سے بھیر دے گا۔ (سواء اللہ ثم ساء اللہ)“

ﷺ

طائف کا سخت ترین دن

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: ”آپ ﷺ پر اُحد کے دن سے زیادہ شدید اور ناگوار دن کوئی اور بھی آیا ہے؟“ ارشاد فرمایا: تمہاری قوم کی جانب سے سب سے زیادہ طائف میں ”یومِ بقیعہ“ مجھ پر گزرا ہے جبکہ میں ثقیف کے سردار عبد یاسیل کے پاس ہنسیں خود پہنچا اور اس نے میری طرف سے دعوتِ اسلام کو سن کر منہ پکاڑا اور بیزار ہو کر تردید کے طور پر رخ موڑ لیا مگر میں اور جہالت سے اعتراض کیے، لہذا میں واپس لوٹا۔ میرے چہرے سے انہماکی غم اور حزن و ملال ظاہر تھا جو دور رہا یہاں تک کہ میں چل کر ”قرن الثعالب“ آگیا، افرادِ غم سے میرا مریدار جھکا رہا یہاں آ کر میں نے مراغھایا تو دیکھا کہ امیر مجھ پر مایہ کیے ہوئے ہے جب میں نے غور سے دیکھا تو حضرت جبریل علیہ السلام ہیے لگن تھے۔

پھر انہوں نے کہا: ”اللہ تعالیٰ ہر بات پر نظر رکھتا ہے وہ مرد ابنِ ثقیف کے گھر اور اس روئے سے آگاہ اور واقف ہے۔ جو انہوں نے آپ کے ساتھ برتا اور آپ ﷺ کو رنج اور تکلیف پہنچائی۔ پس اللہ تعالیٰ نے آپ کے پاس پہاڑوں پر مامور فرشتے کو بھیجا تا کہ وہ آپ کے مقام کی قیاس کرے۔“ پھر فرشتہ جہاں سے آگے بڑھ کر سلام کیا اور کہا اگر آپ ﷺ فرمائیں تو اُٹھیں پہاڑوں کو ملا دوں تا کہ بنو ثقیف کچلے جائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہیں، میں ہرگز ایسا نہیں چاہتا بلکہ میری تمنا تو صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے اصحاب سے ایسی اولاد پیدا کرے جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے اور کسی کو اس کا شریک نہ بنائے۔

ﷺ بخاری، مسلم

قیامِ عرب کو تبلیغ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے براہِ راست قبا اہل عرب کو خطاب کرنے اور دعوتِ اسلام دینے کا آغاز فرمایا۔ اور تحریکِ اسلامی عوامی مرحلے میں داخل ہوئی تو ایک روز میں اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عربوں کی ایک مجلس میں پہنچے وہاں پر مغروق بن عمرو اور ہانی بن قبیصہ بھی تھا۔ مغروق نے سوال کیا کہ ”آپ کس بات کی دعوت دیتے ہیں؟“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میں تم کو اس بات کی دعوت دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں اور میں اس بات کی دعوت دیتا ہوں کہ تم میرے وفادار ہو، محبت کرو اور اخلاصِ عمل کے ساتھ کاموں میں میری مدد کرو کیونکہ اہل قریش حکمِ الہی پر غالب آتے اور اس کے اجراء کو روکنے کی اجتماعی جدوجہد جاری رکھے۔ اے ہیں حق، سچائی اور خیر کو پھیلنے، عام ہونے اور غالب آنے کو یکسر روک کر اس کی جگہ شر، فساد اور باطل کو مضبوط بنیادوں پر قائم کرنا، ابھارنا اور پروان چڑھانا چاہتے ہیں۔“ یہ سن کر مغروق نے کہا:

”واللہ! میں نے اس سے زیادہ اچھی بات کبھی نہیں سنی۔“ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تلاوت کی:

قُلْ نَسْأَلُكَ اٰتِلُ مَا خَوَّرَمْ رَبُّنَا

﴿سورۃ الاحقاف﴾

ترجمہ: ”آؤ میں تمہیں پڑھ کر سناؤں جو تم پر تمہارے رب نے حرام کیا۔“

جس کو سن کر مغروق نے کہا: اللہ کی قسم! یہ اہل زمین کا کلام نہیں ہے، اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کریمہ کی تلاوت کی:

اِنَّ اللّٰهَ يَفْعُو بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ

﴿سورۃ النمل﴾

ترجمہ: ”بے شک اللہ حکم فرماتا ہے انصاف اور نیکی کا۔“

”میں اس کچھ شبہ محسوس نہیں کرتا کہ آپ نے منکرمِ اخلاق اور فاسدِ اعمال کی نہایت ہی اعلیٰ تعلیم دی ہے۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”تم جلد ہی دیکھ لو گے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو کوسری کی سرزمین ان کے حسین شہروں اور محفوظ قلعوں کا وارث بنا دے گا۔ ان کی نیکیاں تمہارے تصرف میں ہوں گی اور تم اللہ تعالیٰ کے احسانات کے اعتراف میں اس کی حمد و ثناء اور تسبیح و تہلیل کرتے ہو گے۔“

﴿یعنی﴾

بکر بن وائل کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے فتح:

رو۔۔۔ ہے کہ بکر بن وائل کے لوگ حج کرنے آئے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپ

ﷺ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تشریف لے گئے اور ان کو قبول اسلام کی دعوت دی۔ انہوں نے کہا: ہمارے سردار عارضہ کو آنے دیجئے، عارضہ نے آنے کے بعد جواب دیا: ہم ان دونوں اہل فارس سے مصروف ہیں، جب اس سے فارغ ہو جائیں گے تو جو کچھ آپ کہتے ہیں، اس پر غور کر سکیں گے۔

جب وہ مقام ذی قار میں فارس کی مسلح اور تربیت یافتہ افواج کے بالمقابل صف آراء ہوئے تو ان کو اپنی تعداد کی کمی سامان کی قلت اور جدید اصول جنگ سے ناواقفیت کا احساس تھا۔ کچھ دیر غور کرنے کے بعد بنی بکر کے سردار نے سر اٹھایا اور اپنے جنگجو جوانوں سے وہ اس طرح سوال کرنے لگا:

”اس شریف صورت، اثر انداز شخصیت اور خوش کلام خطیب کا کیا نام تھا جس نے حرم

مکہ میں ہم کو دعوت اسلام دی تھی؟“

جوانوں نے کہا: ”محمد (ﷺ)“ سردار لشکر نے کہا کہ اسی دم تمام فوج میں منادی کرا دیا کہ ہمارے لشکر کا نشان محمد (ﷺ) اور ہمارا نعشہ ”یا محمد (ﷺ)“ ہے پس جنگ کے نتائج بنی بکر کے حق میں رہے اور فارسی لشکر ہزیمت کھا گیا، جب حضور نبی کریم (ﷺ) کو معلوم ہوا تو آپ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اسی بنا پر ان کو غلبہ دیا اور فتح مند کیا ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ آمدی کی شرح دیوانہ آشی میں اس سلسلے میں ایسی ہی تصریح کی گئی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ذی قار کی جنگ رسول اللہ (ﷺ) کی بعثت کے بعد واقع ہوئی تھی اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اس جنگ کو حضور نبی کریم (ﷺ) کے سامنے کر کے دکھایا، اس وقت بنی بکر اہل فارس پر حملہ کر رہے تھے۔ اس وقت حضور نبی (ﷺ) نے دعا کی:

اللَّهُمَّ انْصُرْ مُحَمَّدًا وَابْنِ (”ابن بکر بن وائل کی نصرت فرما“)

حضور نبی کریم (ﷺ) نے یہ دعائیہ کلمات دو مرتبہ ادا کیے۔ آپ تیسری مرتبہ کہنے کا ارادہ فرمایا رہے تھے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا: یا رسول اللہ (ﷺ)! آپ مستحب اللہ عورت ہیں، جب آپ (ﷺ) ان کیلئے یہ دعا فرمائیں گے کہ ”ان کیلئے ہمیشہ نصرت رہے۔“ تو یہ دعا ہمیشہ کیلئے ان کے ساتھ قائم رہے گی اور پھر کوئی ان پر غالب نہ آ سکے گا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابتداء میں جو وہ بار دعا فرمائی تھی اسی دم فارسیوں کو ہزیمت ہو گئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سرور ہو کر جسم فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ یہ پہلا دن ہے کہ عرب نے ہم سے بدلہ لے لیا ہے۔

﴿ابو نعیم﴾

نقیبوں کا انتخاب:

حضرت امین عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مکہ میں جب رسول اللہ (ﷺ) نے نقیبوں کو منتخب فرمایا تو اس موقع پر لوگوں کو احساس محتری سے بچانے کیلئے کہا:

”تم میں سے کوئی شخص اپنے دل میں دوسرا پیدا نہ کرے کیونکہ میں اس شخص کو منتخب

کرتا ہوں جس کی جانب حضرت جبرئیل علیہ السلام اشارہ فرمادیتے ہیں۔“

﴿ابو نعیم﴾

ہجرت کے موقعہ پر معجزات کا ظہور

حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی فرمائی کہ ان تین شہروں میں سے جس شہر میں آپ قیام کریں گے، وہی آپ کا دار ہجرت ہوگا، مدینہ، یثرب یا قیسریہ۔
 ﴿حاکم بخاری﴾
 حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں سے فرمایا: مجھ کو تمہارا مقام ہجرت دکھایا گیا ہے، میں نے اس کو ایک سنگلاخ اور نکستی علاقہ پایا اور لاجین کے درمیان ہے، جب رسول اللہ ﷺ سے مسلمانوں نے یہ خبر سنی تو مدینہ کو ہجرت شروع کر دی۔
 حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی تیاری کرنے لگے تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم ابھی انتظار کرو، امید ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ہجرت کا حکم دیدے گا۔

﴿بخاری﴾
 حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور انہوں نے سراقہ بن حشم رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مکان سے باہر تشریف لائے اور مشیت خاک ان کے سروں پر ڈال کر سورۃ النہم کی آیتیں تلاوت فرماتے ہوئے گزر گئے۔ اس وقت کسی شخص نے کہا کہ تم کس کے انتظار میں بیٹھے ہو، محمد (ﷺ) تو تمہارے سے گزر بھی گئے۔

کافروں نے کہا: خدا کی قسم! ہم نے تو ان کو نہیں دیکھا، اور وہ اپنے سروں سے مٹی جھاڑ کر کھڑے ہو گئے، اور رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ غار ثور کی طرف تشریف لے گئے جب یہ دونوں حضرات غار میں داخل ہو گئے تو کھڑی نے حکم الہی عار کے دہانے پر پیالہ بن دیا۔

﴿ابن سعد﴾
 حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قریش دار الندوہ میں جمع ہوئے اور حضور نبی کریم ﷺ کے قتل کا منصوبہ بنایا۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے آکر اس کی اطلاع حضور نبی کریم ﷺ کو دی اور خدا کا حکم پہنچایا کہ آپ ﷺ اس جگہ شب پائی نہ کریں جہاں روزانہ شب پائی فرماتے ہیں اور مکہ سے مدینہ کو ہجرت کرنے کی اجازت بھی عطا ہوئی۔

﴿بخاری﴾
 ابن اسحاق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہجرت کے وقت قریش دروازے پر تھے، آپ ﷺ بلا تامل گھر سے باہر جانے کیلئے اٹھے، ہاتھ میں مٹی لے کر ان کفار کے چہروں کی طرف پھینکی اور آپ ﷺ نے ”یسس والقرآن الحکیم“ تک آیتیں ”فَاغْشَيْنَهُمْ لُغَمٌ لَا يَبْصُرُونَ“ کی آیتیں تلاوت فرمائیں۔ ترجمہ ”اور انہیں اوپر سے ڈھانک دیا کہ انہیں کچھ نہیں سوجھتا۔“

﴿بخاری﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب ہم غار ثور میں تھے تو مشرکین دہانے پر پہنچ گئے، تب میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے کہا: ”اگر یہ لوگ پاؤں کی طرف دیکھ لیں تو ہم پر نظر پڑ جائے۔“ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَا ظَنُّكَ يَا ثُبَيْنُ اللَّهُ لَا يَنْظُرُنَا

ترجمہ: ”تم کیا گمان کرتے ہو، وہ (وہ کے ساتھ تیسرا اللہ ہے۔“

تمہیں ان دونوں سے بے خوف رہنا چاہیے، جن دو کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مشرکین نے ہمیں بہت تلاش کیا مگر کوئی ہم کو نہ پا سکا۔ بخو سراقہ بن مالک کے جو گھوڑے پر سوار تھا، اس پر میری نگاہ پڑی تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اس تلاش کرنے والے نے ہمیں پالیا ہے۔ آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا: ”اندریشہ کرو، اللہ ہمارے ساتھ ہے۔“

جب ہمارے اور سراقہ کے درمیان صرف چند تیروں کا فاصلہ باقی رہ گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دعا کی: ”اے اللہ! تو جس طرح مناسب سمجھے، ہمیں اس سے بچا۔“ تو گھوڑے کے ہر اس کے پیٹ تک زمین کے اندر دھنس گئے۔

سراقہ نے کہا: ”اے محمد (ﷺ)! میں نے جان لیا ہے کہ یہ بھی آپ (ﷺ) کا معجزہ ہے، میں جانتا ہوں کہ وہ گزر اور رواداری آپ کی قدرت ہے، پس مہربانی کیجئے اور خدا سے دعا کیجئے کہ میں جان کے ضرر اور اس غداپ سے بچوں، میرا وعدہ ہے کہ میں آپ دونوں حضرات کی خبر اور اس مقام کی اطلاع ہرگز کسی کو نہ دوں گا۔“ رحمت عالم ﷺ نے دعا کی تو اس کا گھوڑا کھل آیا اور وہ اپنی جان کی خبر سناتا ہوا واپس چلا گیا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مشرکین مکہ سے بیچ کر ہجرت کے سفر پر روانہ ہوئے، گھوڑے کی ٹانگوں بھی آواز سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مڑ کر دیکھا تو ایک سوار ان کے نزدیک ہی پہنچ چکا تھا، آپ نے کسی قدر پریشان ہو کر کہا:

”اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ کھڑ سوار ہمارے قریب آ گیا ہے۔“ پس حضور نبی کریم ﷺ نے دعا کی: اے اللہ! اس کو روک دے، اس کے بعد دیکھا تو وہ گھوڑے سے گر رہا تھا اور کہہ رہا تھا: اے اللہ کے سچے رسول ﷺ! میں اب آپ کا فرما تیرا رہوں اور اطاعت کیلئے حکم کا منتظر۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تو اپنی جگہ ٹھہر اور کسی کو بھی ہماری طرف آنے نہ دے، یہ سوار سراقہ بن مالک تھا اور اس چارے میں حسب ذیل اشعار اس نے ابوجہل کو مخاطب کر کے کہے۔

ابا حکم واللہ لو کنت شامدا لا مرجوادی اذ لسیخ قوائمه
 علمت ولم تشکک بان محمدا رسول ببرهان لمن ذابقاومه
 ترجمہ: "اے ابو حکم! خدا کی قسم! اگر تو اس وقت موجود ہوتا جب ان کے حکم سے میرے گھوڑے
 کے پاؤں زمین میں ڈھنس رہے تھے۔ اس وقت تو چان لینا اور شک نہ کرتا کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ
 برہان کے ساتھ رسول ہیں تو پھر ان کے مقابلے میں کون ٹھہر سکتا ہے۔"
 ﴿ان سعد بن مسطح ابو نعیم﴾

غار ثور میں جنت کی شہر جاری

(بہ ضعیف) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غار
 ثور میں حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے تو انہیں پیاس لگی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: غار کے دھانے پر
 چلے جاؤ، وہاں جا کر پانی پی لو۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وہاں جا کر پانی پیا، وہ پانی شہد سے زیادہ ٹھنڈا، دودھ سے زیادہ
 سفید اور کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا، پھر واپس آ گئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جنت کی نہروں
 کی حفاظت جس فرشتے کے سپرد کی گئی اسے اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ تمہاری خاطر وہ جنت الفردوس کی نہر
 کا پانی غار کے دھانے تک لے آئے۔

﴿ابن عباس﴾
 امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا میں نے ابومحمد کوئی حدیث سے سنا ہے۔ انہوں نے کہا: جب رسول
 اللہ ﷺ نے عزم مہاجر ت فرمایا تو لوگوں نے مکہ میں ایک آواز سن لی کہ ہاتھ رکھو
 ان یسلم السعد ان یصبح محمد
 من الامن یخشی خلاف المخالف
 ترجمہ: "اگر وہ نیک بخت مسلمان ہو جائیں تو محمد (ﷺ) امن و آرام کے ساتھ رہیں
 اور انہیں کسی مخالف کی مخالفت کا اندیشہ نہ رہے۔"
 قریش نے کہا: اگر ہم ان دو نیک بختوں کو جانتے ہوتے جن کے بارے میں ہم نے سنا تو ایسا
 دیا اور یہ دودھ کرتے، پھر دوسری رات کہتے سنا گیا:

لیا سعد سعد الاوس ان کنت ما نعا ویا سعد سعد الخزرجین الفطارف
 اجبا الی داعی الہدی و تمنا علی اللہ فی الفردوس زلفہ عارف
 ترجمہ: "تو اے کوش و ہوش والو! سن لو، ایک نیک بخت تو قبیلہ اوس کا سعد ہے، اگر تم اس کو
 دوک سکوا اور دوسرا نیک بخت قبیلہ خزرج کا سعد ہے جو ایک شریف سردار ہے۔ اے سعدین!
 تم ہدایت کے داعی کی طرف سے جواب دو اور اللہ تعالیٰ سے فرد جنت ووس میں مرجعہ عارفان یا
 درجہ معرفت کی تمنا کرو۔"

ام مہدی کی بکریاں دودھ سے لبریز:

حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہا سے یہ بات معلوم ہوئی، انہوں نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ نے ہجرت فرمائی تو ہم تین دن اور تین رات ٹھہرے رہے، ہمیں معلوم نہ تھا کہ حضور نبی کریم ﷺ کس طرف تشریف لے گئے ہیں، چنانچہ ایک جن مکہ کے ذریعے علاقے سے آیا اور اس نے کچھ اشعار کہلائے اور لوگ اس کے نقاب میں پلے، وہ اس کی آواز تو سنتے تھے مگر نظر نہ آتا تھا، حتیٰ کہ مکہ کے بالائی مقام تک پہنچ گئے، وہ کہہ رہا تھا:

جزی اللہ رب الناس خیر جزالہ

ولیقین قالا غیمی ام مہدی

ترجمہ: "اللہ جو لوگوں کا رب ہے، جزا دے اپنی بہترین جزا ان دونوں رفقاء کو، ان دونوں نے کہا: ام مہدی کے دو غیمے ہیں۔"

بہت سے علماء نے جن میں بخوی، ابن مندہ اور طبرانی رحمہم اللہ وغیرہ نے ابو خالد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ سے ہجرت فرمائی تو حضور نبی کریم ﷺ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عامر بن ثبیر رضی اللہ عنہ مدینہ کی سمت روانہ ہوئے۔ ان حضرات مکرم و محترم کے راہبر عبداللہ بن اسحاق تھے۔ خیر البشر و دونوں ساتھیوں کے ساتھ ام مہدی خزامیہ کے دونوں غیموں کے پاس پہنچے تو وہ عمر رسیدہ و نیکو کار خاتون اپنے خیمہ سے باہر چادر میں لپیٹ بیٹھیں تھیں۔ انہوں نے اس مختصر اور برگزیدہ تر قافلے کی کھانے پانی سے تواضع کی۔

پھر حضور نبی کریم ﷺ نے گوشت اور بگوروں کے بارے میں دریافت کیا تا کہ ان سے کچھ خرید لیں، مگر بے چاری کے پاس موجود نہ تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا: اے خاتون! یہ بکری کیسی ہے؟ انہوں نے کہا: تیار ہے اسی وجہ سے ریوڑ کے ساتھ نہیں لگی ہے اور دودھ بھی خشک ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا: اگر اجازت دو تو اس میں سے دودھ لوں؟

انہوں نے جواب دیا: "اگر آپ ایسی بکری سے دودھ کیلئے پراسید ہیں تو میرا کیا ہرج ہے میری طرف سے اجازت ہے۔" تو اس بکری کو حضور نبی کریم ﷺ کے پاس لایا گیا۔ آپ ﷺ نے اس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا اور "بسم اللہ" پڑھی اور ام مہدی کی بکریوں کے حق میں دعا کی۔ تیار بکری کے تھنوں میں دودھ اتر آیا۔ اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے ایک بڑے برتن میں دودھ دوبا۔ یہاں تک کہ وہ بھر گیا اور جھاگ کناروں سے اوپر آگئے۔ آپ ﷺ نے ام مہدی کو خوب سیر ہو کر دودھ پلایا، پھر ابوبکر اور عامر رضی اللہ عنہما کے بعد میں خود پیا اور ان سب افراد نے اس وقت تک شیر نوشی جاری رکھی جب تک برتن میں دودھ باقی رہا، جب ختم ہو گیا تو آپ ﷺ نے دوبارہ اس بکری سے دودھ نکالا اور وہ برتن بھی لبریز ہو گیا، جوام مہدی کے حوالے کر دیا گیا۔ اس کے بعد ام مہدی سے بیعت لے کر آپ ﷺ آگے جانے کیلئے سفر پر روانہ

ہو گئے۔ ام معبد کا شوہر چراگاہ سے گھر لوٹا تو کھانے میں اس کو دودھ بھی دیا گیا۔ اس نے پوچھا: بیوی یہ کہاں سے آیا ہے؟ ام معبد نے جیسے حالات بیان کیے۔ ابو معبد نے کہا: اسے اچھی بیوی! اس اچھے اور عجیب مہمان کی کچھ ملائیں اور شناخت مجھ سے بیان کرو۔

اس کے جواب میں ام معبد نے کہا شروع کیا: یہ حیثیت مجموعی وہ شخص نورانی صورت اور دل پزیر تھا۔ چہرہ وجیہہ اخلاق پاکیزہ، جسم جومند، آنکھیں روشن، قد سڈول، ٹانگیں وراز، آواز لطیف، ریش گھیاں، ابرو باریک دیا بھی پوسہ، اگر خاموشی کی حالت میں دیکھو تو ہر تمکین وید وقار نظر آئیں، اگر گفتگو فرمائیں تو رخ انور اور ہاتھ بلند فرمائیں، لوگوں میں بیٹھیں تو سب سے خوبصورت دور سے نظر ڈالیں تو یارعب نظر آئیں، مکالم شیریں، جملے جامع اور مختصر، باتوں میں بلا کار اثر، قد ناک میں عیب تعدیل نہ کوٹا، نہ طویل، ان کے ساتھی احکام کی توجہ سے سماعت کرتے اور تعمیل کرتے ہیں۔ مزاج میں اعتدال، سستی اور نہ سختی، ان کے مختصر آئیہ اوصاف ہیں۔ ابو معبد نے کہا: ”ہوں نہ ہوں وہ تو قریشی بزرگ ہیں۔ جن کے بارے میں مکہ کے لوگوں نے ہمیں بتایا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغام دینے والے ہیں۔“

﴿۱۰﴾

بھوی نے بیان کیا ہے کہ ام معبد بیان کرتی تھیں کہ وہ بکری جس کا دودھ حضور نبی کریم ﷺ نے لٹکا تھا، عہد فاروقی تک ان کے پاس رہی اور وہ ہر حالت میں ہمیشہ صبح و شام کثیر تعداد میں دودھ دیتی رہی۔

﴿۱۱﴾

مدینہ آمد پر مسلمانوں میں خوشی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سفر ہجرت کے موقع پر قبا سے چل کر مدینہ طیبہ پہنچے تو تمام مسلمانان مدینہ میں سے ہر ایک کی آواز تھی کہ آپ ﷺ اس کے مہمان رہیں وہ آگے بڑھتے اور ناتہ کی مہماں پکڑ لیتے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: دشمنی کو چھوڑ دو، یہ دشمنی مامور من اللہ ہے۔ یہ جہاں بیٹھے گی اسی جگہ ہمارا قیام ہوگا۔ اس وقت بنی نجار کی لڑکیاں مسرت و شادمانی کے گیت خوش الحانی اور ترنم کے ساتھ گاتی اور ہاتھوں سے وقف بجاتی ہوئی نکل آئی تھیں۔

نحن جوار من بی النجار

یا حبذا محمد من جار

ترجمہ: ”ہم نسل نجار سے شریف لڑکیاں ہیں اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کس قدر اچھے

نگہبان پڑوسی ہیں۔“

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جب حضور نبی کریم ﷺ مدینہ میں رونق افروز ہوئے تو ایک زاویہ پر لڑکیوں اور لڑکوں نے مل کر گایا:

طلع البدر علینا من لیلات الوداع
و جب الشکر علینا ماعدا اللہ داع
ایہا المبعوث لیلنا بالامر المطاع

ترجمہ: "چودھویں رات کا چاند ثنایات اور الوداع سے ہم پر تو اُلکھن ہوا ہے، پس ہم پر شکر خداوندی لازم ہے جب تک دعا گو خدا سے طلب دعا کریں، اے ہمارے لیے انتخاب شدہ اور تشریف فرما، آپ قابلِ عمل (اور باعثِ نجات) امور (کا تقد) نے کر تشریف فرما ہوئے ہیں۔"

﴿یعنی﴾

اے صہیب بن جحش کے تمن نفعے ہیں: (فرمانِ رسول اللہ ﷺ)

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے تمہاری (یعنی مسلمانانِ مکہ کی) ہجرت کا مقام دکھایا گیا جو سنگلاخ اور شور و زار علاقے کے درمیان ہے۔ میرے خیال میں وہ مقام ہجر ہو سکتا ہے یا مقام مدینہ۔

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے مکہ سے نکلنے کا ارادہ کیا مگر غیر مسلم قریشیوں نے مجھے نہیں جانے دیا، میں نے خواہش ہجرت کے اضطراب میں اس روز پوری رات لیٹتے کڑا رہی، یہ دیکھ کر قریش نے کہا: شاید تم ہیٹ کے شدید درد میں مبتلا ہو گئے ہو، بھر وہ شب کی نیند سو گئے۔

اس کے بعد میں پھر ایک دفعہ ہجرت کے ارادے سے نکل پڑا، اب کی مرتبہ بھی ان لوگوں نے مجھے دیکھ لیا اور پکڑ کر واپس لے جانا چاہتے تھے۔ میں نے ان سے کہا: "اگر میں چند اوقیہ ہوناقم کو دے دوں تو کیا بھرتم میرا راستہ چھوڑ دو گے؟" وہ اس پیشکش پر راضی ہو گئے۔ پس میں انہیں لے کر بھر مکہ آیا اور ان سے کہا: اس دروازے کی چوکت کے نیچے کھود کر نکال لو، پھر میں سفر پر روانہ ہو گیا اور تباہی کر رسول اللہ ﷺ سے جا کر مل گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ کی نظر مجھ پر پڑی تو ارشاد فرمایا:

اے ابوبجی رضی اللہ عنہ بنح کے تمن نفعے ہیں۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ کے پاس مجھ سے پہلے کوئی نہیں آیا جس نے آپ ﷺ کو اس کی خبر دی ہو، سوائے اس کے کہ حضرت جبرئیل رضی اللہ عنہ نے آپ کو مطلع فرمایا ہے۔

﴿حاکم رحمہ اللہ﴾

نبی کریم ﷺ کی مدینہ طیبہ میں جلوہ گری

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضور نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ میں رونق افروز ہوئے تو اکثر لوگ پہلی فرست میں آپ کے پاس حاضر ہو رہے تھے، میں بھی گیا۔ جب میں نے آپ ﷺ کو دیکھا تو یقین ہو گیا کہ ایسا چہرہ کسی جھوٹے مدعی کا نہیں ہو سکتا۔ آپ اس وقت کھڑے تھے۔

”یا ایہا الناس اطعموا الطعام واشربوا السلام و صلوا الارحام و صلوا باللیل والناس نيام فادخلوا الجنة بسلام۔“
ترجمہ: ”اے لوگو! کھانا کھلاؤ، کھل کر سلام کرو، صلہ رحمی کرو، راتوں کو تہاڑ پڑھو، جبکہ لوگ سو رہے ہوں تاکہ سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو۔“

﴿ابن سعد، ترمذی، ابن ماجہ، نسائی﴾

مغیہ بنت حمی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو دوسرے دن صبح کو میرے باپ اور چچا ابو یاسر بن اخطب حضور نبی کریم ﷺ کے پاس گئے جب وہ دونوں آئے تو میں نے اپنے چچا کو کہتے سنا وہ میرے باپ سے کہہ رہے تھے: ”کیا وہ نبی یہی ہیں؟“ انہوں نے کہا: ”ہاں۔“ خدا گواہ ہے۔ انہوں نے پھر پوچھا: ”کیا تم ان کی شہادت کے بارے میں کچھ علامات جانتے ہو؟“ انہوں نے جواب دیا: ”ہاں! یقین کے ساتھ۔“ پھر انہوں نے پوچھا: ”تمہارے دل میں ان کی عداوت ہے یا محبت؟“ تو انہوں نے جواب دیا: ”عداوت اور مرے دم تک عداوت رہے گی۔“
حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی کریم ﷺ یہود کے ایک معبد میں تشریف لے گئے، میں آپ کے ساتھ تھا، وہاں معبد کے آبادکار یہودی موجود تھے۔ آپ ﷺ نے ان سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا مجھے ایسے بارہ آدمی دکھاؤ جو گواہی دیں کہ ”لا الہ الا اللہ وان محمداً رسول اللہ“ تاکہ اللہ تعالیٰ ہر اس یہودی سے جو آسمان کے نیچے زمین پر موجود ہے اور غضب الہی سے لائق ہے، اللہ تعالیٰ اس سے اپنے غضب کو دور فرما دے۔

حضرت عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمام یہودی خاموش رہے، اور ان میں سے کسی ایک نے بھی کوئی جواب نہ دیا، پھر آپ نے دوبارہ فرمایا اور کوئی جواب نہ ملا۔ اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم انکار کرتے ہو، کچھ لوگ میں حاضر ہوں، عاقب ہوں، نبی مصطفیٰ (ﷺ) ہوں۔ اس سچائی پر تم ایمان لاؤ یا جھٹلاؤ کوئی فرق نہیں پڑتا۔ پھر آپ ﷺ لوٹ چلے، ہم معبد سے باہر آنے والے تھے کہ ایک شخص کو پیچھے سے کہتے ہوئے سنا:

”اے محمد (ﷺ)! گھر جائے، حضور ظہر جائے کے کلمات سن کر حضور نبی کریم ﷺ آواز کی جانب متوجہ ہوئے، ایک شخص نظر آیا، پھر اس نے معبد کے یہود کو مخاطب کر کے کہا: ”اے گروہ یہود! حق کوئی اور راست بائیں کو اپناؤ اور بتاؤ کہ میرے بارے میں تم کیا جانتے ہو؟“

یہود نے جواب دیا: ”انصاف کی بات تو یہ ہے کہ ہم کسی ایک شخص سے بھی واقف نہیں ہیں جو ظلم کتاب اور اس کے ذریعہ مسائل کا استنباط کرنے میں تم سے اور تمہارے آباء و اجداد سے زیادہ مہارت اور صلاحیت رکھتا ہو اور حق پرستی اور ایمان داری کے بارے میں تمہارے لیے ہمارا ایسا ہی خیال ہے۔“
اس کے بعد اس شخص نے کہا: میں محمد ﷺ کے بارے میں ان تمام صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر،

جن کے بارے میں آپ لوگوں نے ابھی اعتراف کیا ہے، شہادت دیتا ہوں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے وہی تہی ہیں جن کی بشارت تم تو دیت میں پاتے ہو اور جن کے بارے میں تم کو یہ انتقاد تھا کہ وہ مبعوث ہوں اور ہم کو حکومت کی ذلت سے نجات دلائیں۔ یہ شہادتیں سن کر یہود نے جواب دیا:

”تو جھوٹا ہے اور شاید وہین سے برگشتہ ہو چکا ہے۔“ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جیسوٹ نہ بولو اور متقار باتیں کرنے سے حجاب کرو، اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے وحی کی:

قُلْ اَرَايَكُمْ اِنْ كَانَ مِنَ عِنْدِ اللّٰهِ وَ كُفِّرْتُمْ بِهِ

﴿سورۃ الاحقاف﴾

ترجمہ: ”تم فرماؤ بھلا دیکھو اگر وہ قرآن اللہ کے پاس سے ہو اور تم نے اس کا انکار کیا۔“

﴿ابن اسحاق و ترمذی، ابونعیم﴾

یہود کے سوالات اور نبی کریم ﷺ کے جوابات:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں یہودیوں کی ایک جماعت حاضر ہوئی، انہوں نے کہا: ہم آپ سے چند باتیں پوچھتے ہیں: گنہگار ان کے بارے میں غیر غمی کچھ نہیں جانتا۔

(۱) بتائیے وہ کون سا کھانا ہے، جس کو بنی اسرائیل نے خود اپنے اوپر حرام کر لیا تھا؟

(۲) بتائیے کہ نسل انسانی میں لڑکے اور لڑکی کی تخلیق میں یہ فرق کس وجہ سے ہوتا ہے؟

(۳) بتائیے کہ عام افراد سے نبی میں امتیازی فرق کیا ہوتا ہے؟

ان کے سوالات کو سن کر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اگر تم لوگوں کے اندر کچھ بھی صداقت پسندی کی دھن باقی ہے تو تم سمجھ لو کہ بنی اسرائیل جب بیماریوں میں مبتلا ہوئے اور ان کے مرض نے شدت اور طوالت اختیار کی تو انہوں نے غدر ماتی کہ اللہ ہم کو اس موذی مرض سے شفا یاب فرمادے تو ہم رضا کارانہ طور پر اپنے اوپر ہر وہ کھانا حرام کر لیں گے جو ہمیں ہر کھانے سے زیادہ مرغوب ہے اور اس طرح انہوں نے از خود ”اذن کا گوشت اور اونٹنی کا دودھ اپنے اوپر حرام کر لیا۔“ اس پہلے سوال کا جواب پا کر یہود کے معبودی پہاڑیوں نے کہا: ”یہ حقیقت ہے، آپ نے ٹھیک فرمایا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے اور شاف فرمایا: ”میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تم نہیں جانتے کہ مرد کا مادہ غلیظ اور سفید اور عورت کا رقی اور زرد ہے، ان میں سے جو مادہ دوسرے پر غالب آ جائے گا تو سنت اللہ کے مطابق عمل تخلیق سے گزرنے والا ہے، غالب مادہ والے کی جنس اختیار کرے گا۔ معبود کے پادریوں نے برملا کہا: ”آپ نے صحیح فرمایا۔“

بعد ازاں تیسرے اور آخری سوال کے جواب میں آپ نے فرمایا: ”تمام انسانوں پر اور کل اعضاء و جوارح پر تینہ کا اثر اور غفلت طاری ہو جاتی ہے، سوائے انبیائے کرام علیہم السلام کے کہ ان کی صرف آنکھیں سوتی ہیں اور دل بیدار رہتا ہے۔ یہود نے جواب کی صحت کی تصدیق کی۔

﴿امم، بخاری﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مدینہ طیبہ کے ایک باغ میں گئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت مجور کے تنے سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے۔ کچھ دیر بعد چند یہودی ہمارے پاس سے گزرے اور ایک نے دوسرے سے کہا:

”محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے روح کے بارے میں پوچھو۔“ دوسرے نے جواب دیا: ”مت“

پوچھنا ہو سکتا ہے کہ وہ کوئی ایسی بات فرمادیں جو تمہیں ناگوار ہو۔“

ایک اور توقف کے بعد انہوں نے پوچھ ہی لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ دیر سکوت اختیار فرمایا، جس کے بعد انداز خاموشی سے ہم نے سمجھ لیا کہ وحی کا نزول ہو رہا ہے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کا نزول ختم ہوا تو فرمایا:

يَسْتَلْزِمُكَ مِنَ الرُّوحِ قُلُوبُ الرُّوحِ مِنْ أَمْرِ رَبِّي ﴿سورة نمل﴾

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن مسوریہ سے فرمایا کہ کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں شادی شدہ زانی کو رجم کرنے کا حکم دیا ہے؟ ابن مسوریہ نے جواب دیا: ہاں! خدا گواہ ہے۔ یہی حکم ہے پھر کہا: اے ابو القاسم! یہود خوب جانتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں مگر وہ قومی عصبیت کی بنا پر آپ سے حسد کرتے ہیں۔

﴿ابن اسحاق، ترمذی﴾

عقوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے دوسرے سے کہا: آؤ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس چلیں اور ان سے آیہ کریمہ

”وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَىٰ بَشْعِ أَنْبِإٍ بَيِّنَاتٍ“

(سورة اسراء)

ترجمہ: بے شک ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نور روشن نشانیاں دیں۔“

کے بارے میں پوچھیں، پس وہ دونوں آئے اور انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان نو نشانوں کے بارے میں سوال کیا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، مرقہ نہ کرو، زنانہ کرو، غیر واجب قتل نہ کرو، جادو وغیرہ نہ کرو، سود نہ لو، کسی بے گناہ کو قتل نہ کرو، نہ سزا دو، عفت مآب عورتوں پر تجست نہ دو اور ہفتہ کے روز خاص طور پر عظیم و طغیان سے اور ہر ممنوعہ کام سے پرہیز کرو۔

ان جوابات کو سن کر ان دونوں یہودیوں نے آپ کے دست مبارک کو بوسہ دیا اور کہا: ہم دونوں کو اسی دیتے ہیں کہ یقیناً آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تمہیں میری رسالت پر یقین ہے تو مجھ پر ایمان لا کر اسلام قبول کرنے میں کیا چیز مانع ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے دعا کی تھی کہ بیشان کی اولاد میں نبوت رہے گی، یہود کا اس روایت پر پختہ

یعنی ہے۔ اس لیے ہمیں خوف ہے کہ یہودی ہم کو قتل کر دیں گے۔

﴿ترجمہ: سنائی، امن، ماجہ﴾

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک یہودی عالم آیا اور اس نے پوچھا: جس روز اس زمین کو ایک دوسری زمین سے بدل دیا جائے گا، اس وقت بنی آدم کہاں ہوں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پہلے کے قریب ظلمت میں۔“

اس نے پوچھا: سب سے پہلے جو پہلے پر سے گزریں گے، وہ کون لوگ ہوں گے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”فقراء و مہاجرین۔“ اس نے پوچھا: جنت میں داخلہ کے بعد ان کیلئے سب سے پہلا تحفہ کیا ہوگا؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”زیادہ تر پھل کا جگر ہوگا۔“ اس نے پوچھا: جنتیوں کا صبح کا کھانا کیا ہوگا؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”ان کیلئے جنت کا وہ نخل ذبح کیا جائے گا جو جنت کے چراگا ہوں میں آزادانہ چرنا پھرنا ہے۔“ اس نے پوچھا: اس کے ناشتہ کے بعد وہ کیا کھائے نوش کریں گے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”هَنَ عَيْنًا لِيَهِيَ نَسْفِي سَلْسِلًا“

یہ جوابات پا کر یہودی عالم نے کہا: آپ ﷺ نے تمام جوابات درست فرمائے۔ اس کے بعد اس نے لڑکے اور لڑکی کے اسباب پیدائش کے بارے میں بھی سوال کیا اور آپ نے جواب برحق عطا فرمایا۔ ﴿مسلم﴾

حضرت یوسف عليه السلام کو سجدہ کرنے والے ستاروں کا نام:

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک یہودی آیا اور اس نے کہا:

”اے محمد ﷺ! ان ستاروں کے بارے میں بتائیے جن کو حضرت یوسف عليه السلام نے

اپنے آگے سجدہ کرتے دیکھا؟ نیز ان ستاروں کے نام بھی بتائیے۔“

حضور نبی کریم ﷺ نے اس کا جواب نہ دیا اور وہ یہودی چلا گیا۔ اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حضرت جبرئیل عليه السلام آئے اور آپ ﷺ کو یہودی کے سوال کے بارے میں تعلیم کیا، پس آپ نے یہودی کو بلایا، جب وہ حاضر ہوا تو حضور نبی کریم ﷺ نے اس سے پوچھا: ”اگر میں تیرے سوال کا جواب درست طور پر دے دوں تو کیا تو دعوت اسلام کو قبول کر لے گا؟“ اس نے اقرار کیا، پھر حضور نبی کریم ﷺ نے ان ستاروں کے نام بتائیے۔ ”حرمان، طارق، ذیال، کفان، الفرج، وہاب، محووان، قابس، شروج، صبح، بعلق، ضیاء اور لور۔“ حضرت یوسف عليه السلام نے آسمان کے افق پر ان ستاروں کو اپنے آگے سجدہ کرتے دیکھا۔ یہودی ماہر دینیات نے کہا: بے شک ان ستاروں کے نام یہ ہیں۔

﴿سید بن منصور، ابن جریر، حاکم، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز یہودی عالم بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضر ہوا،

اس وقت آپ ﷺ سورۃ یوسف کی تلاوت کر رہے تھے۔ جب آپ پڑھ چکے تو اس نے کہا: قصہ یوسف علیہ السلام آپ کو کس نے بتایا؟ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے۔ اس کے بعد اس نے بنی اسرائیل میں جا کر کہا: محمد (ﷺ) قرآن کو توریت کے مطابق ہی پڑھتے ہیں۔ اس اطلاع پر یہودیوں کو حیرت ہوئی اور وہ اپنے اس عالم کے ساتھ بڑے اشتیاق کے ساتھ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یہودیوں نے آپ کے چہرے بشرے سے پہچان لیا، وہ چادر کے ڈھلک جانے سے مہر نبوت کو دیکھ سکے۔ حضور نبی کریم ﷺ سورۃ یوسف کا بقیہ ختم کر رہے تھے، وہ سلیم الطبع لوگ تھے، بڑے متاثر ہوئے اور اسلام قبول کر کے امت مسلمہ میں شامل ہو گئے۔

﴿یعنی﴾

حضرت ابن عباس سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے کچھ یہودیوں سے فرمایا: اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے اور مخلص ہو تو پھر جنت میں تمہاری آباد کاری ضروری ہے، تو تم کہو: ”اے ہمارے پروردگار! ہمیں ابھی موت دیدے۔“ مگر میں کہتا ہوں کہ تم میں سے کوئی ایک بھی ایسا کہنے کیلئے آمادہ نہ ہوگا اور اگر کوئی یہ دعا کر لے تو میں یقین دلاتا ہوں کہ اس کا لعاب گلے میں حائل ہو جائے گا، نفس کی آمد و شد رک جائے گی، اس موقع پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: ”وَلَقَدْ يَمْنُنَ الَّذِينَ يَزِلُّونَ أَعْيُنُكُمْ يُنْزِلُ يَذَلُّونَ“ (سورۃ البقرہ) تم اگر سچے ہو تو موت کی آرزو تو کرو، لیکن ان اعمال کی وجہ سے جو ان کے ہاتھ آگے بھیج چکے ہیں۔ یہ بھی اس کی آرزو نہیں کریں گے۔

﴿یعنی﴾

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک جرمنی حضور نبی کریم ﷺ کے اصحاب کے پاس آیا اور پوچھا: تمہارے سردار کہاں ہیں جو دعویٰ نبوت کرتے ہیں؟ میں ان سے ملوں گا اور گفتگو کے بعد کچھ سکوں گا کہ وہ اپنے دعوے میں صادق ہیں یا کاذب۔ نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو وہ آپ ﷺ کے قریب بیٹھا اور کہا: اپنی منزلہ کتاب الہامی سے کچھ مجھے سنائیے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے چند آیات تلاوت کیں۔ وہ سن کر کہنے لگا: واللہ! حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ساری قورات اور آپ کا الہامی قرآن ایک ہی آفتاب کا نور ہیں۔ آپ ﷺ کا دعویٰ صادق اور اس کو نہ ماننے والے کاذب ہیں۔

﴿عبداللہ بن احمد، زاد المعاد، ص ۱۶۷﴾

نبی کریم ﷺ کی دعا سے مدینہ و باؤں سے محفوظ ہو گیا:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مدینہ طیبہ تشریف لائے تو یہ مرزبین، سب زمینوں سے زیادہ وباء رسیدہ اور امراض آلود تھی، تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کیلئے دعا کی:

”اے اللہ! مدینہ کو ہمارے لیے ایسا ہی محبوب بنا دے جیسا کہ مکہ ہے، بلکہ اے اللہ! اس سے بھی کچھ زیادہ۔ ہمارے صانع اور مد میں برکت دیدے اور اس کی مرزبین کو ہمارے لیے صحت افزا بنادے اور یہاں کی وباؤں کو جمعہ نقل کر دے۔“

﴿بخاری، مسلم﴾

ہشام بن عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ زمانہ جاہلیت میں مدینہ کے دبا مشہور تھی۔ ہجرت کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جحفہ کی طرف منتقل کرنے کی دعا کی پھر جحفہ کی حالت یہ ہو گئی کہ بچہ پیدا ہوتا اس کو صحت مند حالت میں جوان ہوتا شاؤد تاؤد ہو گیا، اس کو دبا کی بخار آتے اور پچھاڑتے رہتے۔

﴿بخاری﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے ایک سیاہ فام، بد شکل اور پریشان بالوں والی عورت کو مدینہ سے نکلے دیکھا۔ یہاں تک کہ وہ کوچ کر کے مہیج پہنچ گئی اور اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ اسے مدینہ کی دبا مہیج جو کہ مقام جحفہ کے مضافات میں ہے، پہنچ گئی ہے۔

﴿بخاری﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مدینہ طیبہ کے دہانوں پر اللہ تعالیٰ کے فرشتے مامور ہیں، اس شہر میں طاعون داخل ہوگا نہ چال۔

﴿بخاری، مسلم﴾

روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لے آئے تو اکثر مکی باشندے جو ہجرت کر کے آ چکے تھے، بے چارے مدینہ کے بخار میں مبتلا ہو گئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کیلئے دست مبارک اٹھائے اور التجا کی: ”اے العالمین! ہم سے دبا کو نکل فرما دے۔“ ان دعا یہ کلمات کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا۔ دوسرے دن صبح کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آج رات یہ حالت خواب بخار کی دبا کو مجھے دکھایا کیا، وہ کالی، کھمرے بال والی بڑھیا تھی جس کے گلے میں کپڑا بندھا ہوا تھا اور مجھے بتایا گیا کہ یہ بخار ہے، پھر دکھانے والے نے مجھ سے پوچھا کہ اس کا کیا کیا جائے تو میں نے کہا کہ اس کو خم میں بند کر دیا جائے۔

﴿ذہبی، ابن کثیر، ابن کثیر، ابن کثیر، ابن کثیر﴾

ابو ہشام عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز صبح کو مدینہ کے مضافات سے کوئی شخص حاضر خدمت ہوا۔ آپ نے اس سے دریافت کیا: ”راہ میں کسی سے تمہاری ملاقات ہوئی؟“ اس نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے تو کوئی ملا نہیں، البتہ سیاہ چہرے، برہنہ تن ایک عورت ملی تھی، جس کے بال کھمرے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا: مدینہ کا بخار تھا۔ آج کے دن کے بعد اب وہ کبھی اس شہر میں نہ آئے۔

مدینہ کیلئے برکت کی دعا:

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے جد سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کو حرم قرار دیا اور میں نے مدینہ طیبہ کو نیز میں مدینہ کے مد اور صاع میں برکت کیلئے دعا کرتا ہوں، جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام مکہ مکرمہ کیلئے دعا کرتے برکت کر چکے ہیں۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت عبداللہ بن الفضل بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اے رب کائنات! میں تجھ سے مدینہ والوں کیلئے مکہ والوں کی طرح دعا کرتا ہوں۔“

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم مطمئن ہو گئے کہ مدینہ کی زندگی اور اس کے کاروبار میں بھی مکہ کی طرح برکت ہمارے شامل حال رہے گی۔

﴿تاریخ بخاری﴾

مسجد نبوی کی تعمیر کے وقت معجزات کا ظہور:

ابن معظم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے اپنی اس مسجد کا قیلہ اس وقت رکھا جب میرے سامنے خانہ کعبہ گور کھا گیا۔

﴿زہیر بن یکار، اخبار مدینہ﴾

حضرت واؤد بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی کی بنیاد اس وقت رکھی جب حضرت جبرئیل علیہ السلام کعبہ کی سمت دیکھ رہے تھے اور اس مسجد و کعبہ کے درمیان تمام حجابات کو اٹھا دیا گیا تھا۔

﴿زہیر بن یکار، اخبار مدینہ﴾

غلیل بن عبداللہ ازومی رضی اللہ عنہ نے ایک انصاری صحابی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو مسجد کے گوشوں پر کھڑا کیا تاکہ آپ ان لوگوں سے کام لے کر سمت قبلہ کو درست فرمائیں، اسی دوران حضرت جبرئیل علیہ السلام بشریف لے آئے تاکہ آپ کو تائید خداوندی مل سکے۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا: آپ سمت کعبہ رخ کر لیجئے، آپ نے اسی طرح کیا، پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اشارہ کر کے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور بیت اللہ کے درمیان پہاڑ یا اور جو کچھ حائل تھا، اس کو رفع کر دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ کعبہ شریف پر جمی تھی۔

﴿زہیر بن یکار، اخبار مدینہ﴾

شمس بنت لہمان رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے کہا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے موقع پر تشریف لائے تو میں پذیرائی کے لئے حاضر ہوا تھا اور میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا۔ آپ نے قبا میں مسجد کی بنیاد رکھی، وہاں اقامت ہوئی اور آپ نے نماز پڑھائی۔ تعمیر مسجد کے موقع پر میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پتھر اٹھاتے بھی دیکھا، وہ پتھر آپ کا اپنے وزن سے جھکا دیتے تھے۔

﴿طبرانی الکبیر﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر یہ مسجد صنعاء میں قائم کی جاتی تو وہ میری ہی مسجد ہوتی۔

﴿زہیر بن یکار، اخبار مدینہ﴾

تحويل قبلہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ ہجرت فرمائی تو ۱۶ سال بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی، مگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش یہ رہی کہ قبلہ نماز کعبہ اللہ کو کر دیا جائے، چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے جبرئیل علیہ السلام! میں چاہتا ہوں کہ اللہ

تعالیٰ میرے رخ کو یہود کے نکل سے پھیر دے۔“

حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا: میں تو بہر حال بندہ ہوں، آپ اپنے رب سے درخواست کیجئے۔
بہر حال نماز کیلئے جب آپ ﷺ بیت المقدس کی طرف رخ کرتے تو اپنا سر مبارک آسمان کی جانب اٹھاتے، یعنی عرض دعا کے طور پر اس پر ارشاد خداوندی ہوا:

لَقَدْ قَرَّبَىٰ ثَقَلَبٌ وَجْهَكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُورِيَنَّكَ بَلَدًا تَرْضَاهَا

﴿سورۃ البقرہ﴾

ترجمہ: ”ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارا آسمان کی طرف مت کرنا تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے۔“

﴿ابن سعد﴾

فائدہ:

یہ ہے وہ اصل حکم جو تحویل قبلہ کے بارے میں دیا گیا تھا، یہ حکم رجب یا شعبان ۱۲ ہجری میں نازل ہوا۔ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بشر بن براہ معذور رضی اللہ عنہ کے پاس دعوت پر گئے ہوئے تھے۔ ظہر کا وقت ہو گیا اور آپ ﷺ لوگوں کو نماز پڑھانے کھڑے ہوئے۔ دو رکعتیں پڑھا چکے تھے کہ تیسری رکعت میں یکایک بذریعہ وحی مذکورہ بالا آیت نازل ہوئی، پس اسی وقت آپ ﷺ اور آپ کی افتاء میں جماعت کے تمام لوگ بیت المقدس سے کیجے کے رخ پھر گئے۔ اسی کے بعد مدینہ طیبہ اور اطراف مدینہ میں اس کیلئے عام منادی کی گئی۔ حضرت براہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ ایک مقام پر منادی کی آواز اس حالت میں پہنچی کہ ایک جماعت رکوہ میں تھی حکم سنتے ہی سب کے سب اسی وقت اور اسی حالت میں کیجے کی سمت پڑ گئے۔ (ازمترجم)

نماز کیلئے اذان کا طریقہ:

روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرا ارادہ ہوا کہ اوقات نماز پر گھروں سے لوگوں کو بلائے کیلئے کچھ افراد کو مقرر کر دوں اور ایک طریقہ یہ بھی خیال میں آیا کہ کچھ لوگوں کو اس کام پر مقرر کر دوں کہ وہ چھتوں پر چڑھ کر مسلمانوں کو نماز کیلئے آواز دیں، پھر اصحاب انصار میں سے ایک شخص آیا اور اس نے کہا:

میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک بہتر پیش فرض مسجد کے دروازے پر کھڑا تھا، پھر اس نے اذان دی پھر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ پھر کھڑا ہوا اور اذان کے کلمات کو دہرایا مگر اس مرتبہ نے اس ”قلہ قامت الصلوٰۃ“ کا اضافہ کر دیا اور اس مشاہدہ کے وقت میری حالت یہ تھی کہ اگر مجھے لوگوں کا ڈر نہ ہوتا تو بتا دیتا کہ دیکھنا یہ حالت خواب نہ تھا، بیداری میں تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ٹھیک ہے، اللہ تعالیٰ نے تم کو خیر کو دکھا دیا لہذا اب تم جلال سے کہہ دو کہ وہ اذان دیں۔

اس کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا: ”جو کچھ میرے اس انصاری بھائی نے دیکھا اور بیان کیا ہے وہی میں بھی دیکھ چکا ہوں، مگر چونکہ یہ اس کے اظہار و بیان میں کھل کر پچھے تھے، اس لیے مجھے حیا آئی کہ میں بھی فوراً بیان کرنے لگوں۔“

﴿ایوداد و بنی﴾

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بغرض اعلان صلوة ہوق اور قرآن کے استعمال کا ارادہ فرمایا۔ میں نے اس موقع پر ایک سبز پوش شخص کو خواب میں دیکھا جس کے پاس ناقوس تھا۔ میں نے اس سے کہا: اے بندہ خدا! کیا ناقوس کو بیچے گا؟ اس نے پوچھا: ”تم اس کا کیا کر دے گے؟“ میں نے جواب دیا: ”اس سے اقامت صلوة کیلئے اعلان کروں گا۔“ اس نے کہا: کیا میں تم کو اس سے بہتر بات نہ بتاؤں، اور وہ یہ کہ تم آوازوں سے کہو:

اللہ اکبر، اللہ اکبر اور پوری اذان گئی۔ پھر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر دی، اتنے میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے کہا: خدا کی قسم! میں نے بھی وہی دیکھا ہے جو انہوں نے دیکھا ہے۔

﴿ابن ماجہ﴾

مختلف غزوات میں نصرت الہی اور معجزات کا ظہور:

غزوہ بدر میں معجزات کا ظہور:

❁ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ بِبَدْرٍ

﴿سورۃ آل عمران﴾

ترجمہ: ”اور بے شک اللہ نے بدر میں تمہاری مدد کی۔“

❁ اور فرمایا:

إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ

﴿سورۃ آل انفال﴾

ترجمہ: ”جب تم اپنے رب سے فریاد کرتے تھے۔“

❁ ایک اور جگہ ارشاد فرمائی ہے

إِذْ يَوْمَ يَكْفُرُ لَكُمْ إِذَا أَلْقَيْتُمْ فِي غَيْثِكُمْ فَلَيَلًّا

﴿سورۃ آل انفال﴾

ترجمہ: ”جب لاتے وقت تمہیں کافر تھوڑے کر کے دکھائے۔“

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ عمرہ کرنے لگے تو وہ

امیہ بن خلف بن صفوان کے پاس ٹھہرے، کیونکہ سلطنت کے سلسلہ میں جب وہ مدینہ سے گزرتا تو وہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے پاس ٹھہرا کرتا تھا۔

ایک روز امیہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے کہا: ”آپ تھوڑی دیر توقف فرمائیں، تاکہ دوپہر ہو جائے اور لوگ غافل ہو جائیں، اس موقع پر جا کر آپ طواف کر لیں۔“

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ دوپہر میں مصروف طواف تھے کہ اتفاقاً ابو جہل پہنچ گیا اور اس نے کہا نہ معلوم کون شخص طواف کر رہا ہے؟ اس کا یہ قول حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے سن لیا اور فرمایا: میں سعد بن معاذ ہوں۔ ابو جہل نے کہا: ”کس قدر بے خونی کے ساتھ تم طواف کر رہے ہو؟ باوجود یہ کہ تم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھیوں کو اپنے شہر میں ٹھہرایا اور منظم کرنے کا موقع دیا ہے۔“ اس کے بعد دونوں میں تہارت برہمی کے ساتھ تیز کلائی ہوئی۔ یہ صورت حال دیکھ کر امیہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے کہا:

”اے سعد! اس قدر جذباتی نہ بنو اور ابوالہکم کے مقابلے میں اپنی آواز کو بلند نہ کرو، کیونکہ یہ اس وادعی کا سردار ہے۔“

اس کے بعد حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”اگر تم لوگ مجھ کو طواف کرنے سے روکتے ہو، تو میں بھی تمہارے لیے ملک شام کی گزرگاہ کو بند کر دوں گا۔“ امیہ (میزبان حضرت سعد رضی اللہ عنہ) برابر توجہ دلاتا رہا اور آواز کو بلند نہ کرنے اور خاموش ہوجانے کی تلقین کرتا رہا۔ اس کے اس طرز عمل پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو فضا گہما گہما اور آپ نے امیہ سے فرمایا: تو ان باتوں سے باز رہ اور خبردار ہو جا کہ اللہ تعالیٰ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتا دیا ہے کہ یہ ابوالہکم تیرا قاتل ہے۔

امیہ نے کہا: ”کیا یہ مجھے قتل کرے گا؟“ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”ہاں! یقیناً۔“

امیہ کے ذہن کو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی اطلاع نے خاصا متاثر کر دیا کیونکہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال کے بارے میں زندگی بھر کا تجربہ رکھتا تھا۔

وہ مکان پر اپنی بیوی کے پاس گیا اور اس سے کہا: تمہارے مدنی ابن معاذ رضی اللہ عنہ نے ایک خاص خبر مجھے سنائی ہے۔ اس نے پوچھا: کیا بتایا ہے؟ امیہ نے کہا: محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بتاتے ہیں کہ انہوں نے کہا ہے: ”اسی کا قاتل ابوالہکم ہے۔“ بیوی نے جواب دیا: محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی بات غلط نہیں ہوتی۔

چنانچہ مشرکین مکہ نے جب مدینہ پر حملہ کرنے کیلئے تیاریاں شروع کیں اور لوگ امیہ کے پاس آئے تو اس کی بیوی نے کہا: تمہیں وہ بات یاد نہیں جو تم سے مدنی بھائی نے کہی تھی؟ امیہ نے جواب دیا: یاد ہے اب نہ جاؤں گا۔ امیہ کے انکار کرنے پر ابو جہل نے کہا: تم قریش کے سرداروں میں ہو، تمہارے نہ چلنے سے عوام بددل اور بے حوصلہ ہو جائیں گے، خواہ چند روز میں لوٹ آنا مگر ساتھ میں میں چلنا ضروری ہے، لہذا وہ لشکر کفار کے ساتھ آگیا اور بدر میں مارا گیا۔

حضرت عمرو بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قریش جب بدر کی طرف ہجرت ہو کر آئے اور رات میں حنفہ میں قیام کیا تو ان میں بنی عبد المطلب بن عبد مناف کا ایک شخص تھا، جس کا نام جہم بن الصلت تھا۔ جہم نے اپنے سر کو ٹیک دیا اور وہ سو گیا۔ عمروہ جو تک پڑا اور اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا: کیا تم نے اس سوار کو دیکھا ہے جو ابھی ابھی میرے پاس سے کھڑا تھا۔

لوگوں نے کہا نہیں! کیا پاتل بن کی باتیں کر رہے ہو، اس نے کہا: میرے پاس ابھی ابھی ایک سوار کھڑا تھا، اس نے کہا: ابو جہل، عقبہ، ثعبان، زبیر، ابو الکتر، امیہ بن خلف اور مشرکین مکہ کے بہت سے سردار قتل ہوں گے، اس کے ساتھیوں نے کہا: شیطان نے تیرے ساتھ کھیل کیا ہے اور یہ بات ابو جہل سے بیان کی۔ اس نے کہا: بنی مطلب کے بھولنے کے ساتھ بنی ہاشم کے بھٹ کو تم نے ملا دیا ہے۔ کل تم دیکھ لو گے کہ کون قتل ہوتا ہے۔

﴿سنن﴾

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ہاشم کیا کرتے تھے کہ اہل بدر کے مسلمانوں کی تعداد میں سو گئی۔ اتنی ہی تعداد تھی کہ اصحاب طاہر کی تعداد تھی، جنہوں نے طاہر کے ساتھ نہر کو عبور کیا تھا۔

﴿بخاری﴾

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا: بدر کے دن ہمارے ساتھ صرف دو سو گھوڑے تھے، ایک گھوڑا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا اور دوسرا حضرت مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہ کا۔

﴿حاکم، سنن﴾

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے بدر کے موقع پر دو کافروں کو پکڑا جن میں سے ایک تو بھاگ گیا، ہم نے گرفتار کر دیا۔ مشرک سے پوچھا: تمہاری کل تعداد کتنی ہے؟ اس نے کہا: قریش کی تعداد بہت زیادہ ہے اور وہ جنگجو اور بہادر ہیں۔ ہم نے اسے نزد کوپ بھی کیا مگر وہ برداشت کر گیا۔ اس کے بعد ہم اسے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آئے، مگر اس نے اپنے لشکر کی تعداد بتانے سے صاف انکار کر دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم لوگ کتنے اونٹ ذبح کرتے ہو؟" اس نے جواب دیا: "روزانہ دس اونٹ ذبح کرتے ہیں۔" اس پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہ لوگ ایک ہزار ہیں، اس لیے کہ ایک اونٹ سو افراد کو کافی ہوتا ہے۔"

﴿سنن﴾

حضرت یزید بن رومان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیدی سے دریافت کیا: کتنے اونٹ ذبح کرتے ہو؟ اس نے جواب دیا: ایک دن نو اور ایک دن دس۔ آپ نے فرمایا: یہ لوگ نو سو اور ہزار کے درمیان ہیں۔

﴿ابن اسحاق﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بدر کے روز مشرکین مکہ کی تعداد ہمیں بہت کم نظر

آ رہی تھی حتیٰ کہ میں نے اپنے برابر والے مسلمان سے پوچھا تمہیں کافروں کی تعداد کس قدر معلوم ہوتی ہے؟ اس نے کہا: سو سے زیادہ نہیں، جب ہم نے ان کے ایک شخص کو قید کیا تو اس کے ذریعہ سے مظلوم ہوا کہ وہ تو ایک ہزار ہیں۔

﴿نبیؐ، ابن مسعودؓ، ابن عباسؓ، ابن مسیحؓ﴾

ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت عمروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بدر کے دن لیٹ گئے اور ارشاد فرمایا: ”جنگ شروع نہ کرنا، جب تک میں اجازت نہ دوں۔“ پھر آپ ﷺ گہری نیند سو گئے، اور پھر بیدار ہوئے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو خواب میں ان کی تعداد بہت کم دکھائی اور مشرکین کی آنکھوں میں مسلمان بہت کم نظر آئے، یہاں تک کہ ایک دوسرے پر لڑنے میں حریص ہوا۔

﴿نبیؐ﴾

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ بدر کے موقع پر جب ہم صف بندی کر رہے تھے، تو رسول اللہ ﷺ کی نظر مشرکین میں اس شخص پر پڑی جو سرخ اونٹ پر اپنے لشکر میں ادھر سے ادھر پھر رہا تھا، چونکہ وہ زیادہ قریب نہ تھا، اس لیے آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ وہ کون ہے؟ تھوڑی دیر بعد حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور بتایا کہ وہ شتر سوار عقبہ ہے، وہ لوگوں کو جنگ سے باز رہنے کی تلقین کر رہا ہے، اور واپس ہونے کا مشورہ دے رہا ہے۔

وہ کہہ رہا ہے: ”اے قریشی سردار! تم آج کے دن میرے سر پر پٹی باندھ دو اور کہہ دو عقبہ بن ربیعہ بزدل ہو گیا ہے۔“ مگر ابو جہل اسکے مشورہ کو قبول کرنے کیلئے راضی نہیں ہے۔

﴿نبیؐ، رضی اللہ عنہ﴾ اس روایت کو ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت عمروہ رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی روایت کیا ہے۔ اس میں اس قدر زیادہ ہے کہ وہ لوگ اگر اپنے بوڑھے کا کہا مان لیں گے تو بیچ نکلیں گے۔

﴿نبیؐ﴾

ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت عمروہ بن زہیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب بدر کی طرف روانہ ہوتے کیلئے سرفروشان اسلام کو حکم دیا تو فرمایا: اللہ تعالیٰ کا نام لے کر قدم بڑھاؤ، میں مشرک مشقولین میں سے ہر ایک کے گرنے اور مرنے کی جگہ دیکھ چکا ہوں۔

﴿نبیؐ﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر کے موقع پر مشرکین پر نظر کی اور پھر ارشاد فرمایا: ”اے دشمنانِ دین حق! تم نے راہِ نجات اختیار نہ کی اور ایسے لوگوں کو مارنے اور مٹانے آ گئے جو ہر انسان کی بھلائی کیلئے حریص ہیں، خیر اب تم اس سرخ پہاڑ کے پہلو میں مارے جاؤ گے۔“

﴿ابو نعیم﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کسی دعا کو کو حق تعالیٰ سے اتنا پر زور الفاظ میں دعا کرتے نہ دیکھا جیسا کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو بدر کے معرکہ کے وقت دیکھا۔

﴿نبیؐ﴾

غزوہ بدر میں فرشتوں کا نزول

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ جب بدر کا دن ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکوں کے لشکر کی طرف دیکھا، ان کی تعداد ایک ہزار تین سو سترہ تھی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رو بہ قبلہ ہو کر دعا کیلئے دست حوال دراز کیے، اس قدر دراز کہ روائے مبارک شانوں سے نیچے ڈھلک گئی۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور چار درگودرست کیا اور پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کھڑے ہو گئے اور اس غیر معمولی حالت میں نہایت ادب و احترام اور عزم و یقین کے جذبات کے ساتھ عرض کیا: "اے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم! اظہار دعا میں آپ نے رب سے بہت اصرار کر لیا، یقیناً اللہ تعالیٰ نصرت فرمائے گا۔" اس موقع خاص پر اللہ تعالیٰ نے جو نصرت فرمائی اس کا ذکر مندرجہ ذیل آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اس طرح فرمایا:

إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُمْ بِالْفَلِيقِ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْسِلِينَ

﴿سورۃ الانفال﴾

ترجمہ: "جب تم اپنے رب سے فریاد کرتے تھے تو میں نے تمہاری مدد میں تمہیں مدد دینے والا ہوں، ہزاروں فرشتوں کی قطار سے۔"

﴿مسلم بخاری﴾

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے میدان بدر میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دواہنے اور آگے پیچھے چار اشخاص کو دیکھا اور یہ سب جارحانہ شان سے کفار پر حملے کر رہے تھے۔

﴿واقعی، ابن عباسؓ﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنی نضار کے ایک شخص نے بتایا کہ میں اور میرا چچا معرکہ بدر کے موقع پر موجود تھے، ہم نے اس وقت تک اسلام کو سمجھا تھا نہ قبول کیا تھا۔ ہم دونوں پہاڑ پر چڑھے انتظار کر رہے تھے کہ دونوں فریقوں میں سے کوئی ایک ہزیمت کھا کر بھاگے اور ہم جا کر چابک دستی سے مال کو لوٹیں۔ اسی دوران قضا میں ایک طرف سے ابر بلند ہوا جب وہ آگے تک پہنچ کر پہاڑ کے نزدیک ہوا تو ہم نے گھوڑوں کے ہنبھانے کی آوازیں سنیں۔ پھر کسی کی آواز سنی "القدم حیزوم" یعنی حیزوم آگے بڑھ۔

﴿ابن اسحاق، ابن جریر، بخاری﴾

ابو قتیبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا میں بدر کے دن مقابلے سے ایک مفرد مشرک کا تعاقب کر رہا تھا، جی کہ وہ میری زور پٹا اور میں اس پر وار کر رہا تھا کہ کسی نادیہ طاقت نے اسے قتل کر دیا۔

﴿ابن اسحاق، بخاری﴾

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بدر کے دن جس طرح مشرکین کی گردن زدنی ہوئی۔ میں حیران تھا کہ کون اس طرح ان کو قتل کر رہا ہے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ واصل قریشی لوگوں کی جانی پہچانی صورت انسانی میں، مجاہدین اسلام کو ثابت قدم رکھنے اور ہمیشہ بندھانے آئے تھے۔ وہ کسی جانے پہچانے شخص کی صورت اختیار کر کے آتے اور بتاتے کہ کافر محبوب ہیں ان میں جرات جنگ اور تاب مقابلہ نہیں ہے یا ان کے رہنماؤں اور سرداروں میں اتحاد اور اتحاد خیالی نہیں ہے۔ اس بارے میں ارشاد خداوندی بھی ہے:

إِذْ يُوْحِي رَبُّكَ إِلَى الْمَلَأَةِ اِقْبَىٰ مَعَكُمْ فَتَبَيَّنَ لَهُمُ الَّذِي كَانُوا يُخْفَوْنَ

﴿سورۃ الاحزاب﴾

ترجمہ: ”جب اے محبوب تمہارا رب فرشتوں کو وحی بھیجتا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تم مسلمانوں کو ثابت رکھو۔“

﴿واقعی، بتائی﴾

سائب بن ابی یوش سے روایت ہے وہ کہتے تھے کہ مجھے کسی انسان نے قید نہیں کیا۔ لوگ پوچھتے کہ پھر کس نے قید کیا؟ تو وہ بتاتے، جب قریش نے ہزیمت اٹھائی وہ لٹل ہوئے اور بھاگے تو میں بھی بھاگ کھڑا ہوا وقت ایک گورے رنگ، دراز قامت شخص سفید گھوڑے پر سوار میرے سامنے آیا اور پانچہ کر ڈال دیا۔ اس کے بعد حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے مجھے بندھایا کہ اسلامی لشکر میں اعلان کیا کہ اس کو کس نے باندھا ہے مگر سب نے لاپٹی کا اظہار کیا پھر وہ مجھے اسی حالت میں اٹھا کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آئے۔ آپ نے پوچھا تم کو کس نے باندھا؟ میں نے جواب دیا کہ میں اس کو نہیں جانتا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو کسی فرشتے نے قید کیا ہے۔

﴿واقعی، بتائی﴾

حضرت حکیم بن خرام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے بدر کے دن دیکھا ہے کہ آسمان سے وادی غلیس میں ایک چادر گرہی ہے۔ جس نے سارے افق کو گھیر لیا ہے اور میں نے دیکھا کہ وادی میں ہر طرف چوٹیاں ہی چوٹیاں ہیں۔ فوراً میرے دل میں یہ خیال آیا ضرور آسمان سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید میں کوئی چیز آئی ہے۔ پھر موائے ہزیمت کے کچھ نہ تھا۔ وہ چادر فرشتے تھے، جو بدر کے لیے آئے تھے۔

﴿واقعی، حکم، بتائی﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک پسہ قد انصاری، بنی ہاشم کے طویل قد شخص کو پکڑ کر لائے۔ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی روایت میں حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اس قیدی کا نام بھی بتایا ہے۔ اس ہاشمی قیدی نے کہا مجھے اس نے کرا آنے والے شخص نے گرفتار نہیں کیا بلکہ ایک ایسے شخص نے گرفتار کیا تھا۔ جس کے سر پر بال نہ تھے اور وہ ایک خوبصورت اور وجہہ آوی تھا اور ابلق گھوڑے پر سوار تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ ملک کریم تھے۔

﴿ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو گرفتار کرنے والے ابو ایسر کعب بن عمرو رضی اللہ عنہ ایک ٹھوس اور گھٹسے ہوئے جسم کے آدمی تھے اور انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا

کہ ایک انہی نے اس کام میں میری مدد کی ہے۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوہ بدر میں جب گھمسان کا دن پڑا تو ہم میں سے اکثر جنگی دار اور شجاع لوگ جن میں میں خود بھی شامل ہوں، صرف یہ اتفاق لڑائی لڑ رہے تھے اور حضور نبی کریم رضی اللہ عنہ سارے اسلامی لشکر میں سب سے زیادہ قوت اور شجاعت سے مشرکوں کو پیچھے دھکیلتے ہوئے برابر آگے بڑھ رہے تھے۔

﴿احمد، طبرانی اور طحاوی﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میدان بدر میں منوں کی ترتیب اور درستی کے بعد رسول اللہ رضی اللہ عنہ نے ننگر یوں کو لے کر مشرکین کے چہروں کی طرف پھینکا جس سے ان کی بسمارت اور مدافعت کی قوتیں زائل ہو گئیں۔ اسی بات کو قرآن حکیم نے ”وَمَا رَمَيْتْ إِذْ رَمَيْتْ وَلَكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ“ (سورۃ الانفال) ترجمہ: ”اے محبوب! وہ خاک جو تم نے ننگی تم نے نہ ننگی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی۔“ کے الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت عبداللہ بن علیہ بن صیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یوم بدر میں ابو جہل نے جہالت سے مملو دماغی، اس نے کہا:

”اے اللہ! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہماری قرابت کو توڑ دیا، قبیلوں میں تفرقہ ڈال دیا، اور ہمارے سامنے اس دین کو لائے جس سے سب ہی ناواقف ہیں، ابھی سچائی ہمارے ساتھ ہے اور ہمیں ہی غالب آتا ہے۔“ پس وہ کچھ ہی دیر بعد مارا گیا اور اس کے بارے میں کلام الہی بتا رہا ہے کہ ”إِنْ نَشَأْ يُخْزَا“ (سورۃ الانفال) ترجمہ: ”اے کافرو! اگر تم فیصلہ مانگتے ہو تو وہ فیصلہ تم پر آچکا۔“

﴿ابن اسحاق، حاکم، بیہقی﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے ان ننگر یوں کی آوازیں سنی تھیں، جو بدر کے دن آسمان سے ماری گئی تھیں، گویا کہ وہ طشت میں گر رہی ہیں، پھر جب لوگوں نے محسوس درست کیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ننگر یوں کو لے کر مشرکوں کے چہرے پر پھینکا اس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس طرح فرمایا ہے۔

وَمَا رَمَيْتْ إِذْ رَمَيْتْ وَلَكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ

ترجمہ: ”اے محبوب! وہ خاک جو تم نے ننگی تم نے نہ ننگی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی تھی۔“

﴿ابو نعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قریش کا قافلہ حسب معمول تجارت کیلئے ملک شام گیا ہوا تھا۔ امیر قافلہ ابوسفیان تھے اور تیس اور چالیس افراد ان کے ساتھ تھے۔ تجارتی کاروبار سے فارغ ہو کر جب اپنے وطن مکہ کو لوٹ رہے تھے تو مدینہ منورہ کے قریب ان کے مقرر کردہ چاسلوں نے خبردار کیا

کہ محمد (ﷺ) مع اپنے اصحاب کے تمہارے قافلے پر حملہ کرتے آ رہے ہیں۔ اس خبر سے طلحہ بن ابوسفیان نے فوراً ایک تیز رفتار سوار کو روانہ کیا کہ مکہ پہنچ کر پوری صورتحال قریش کے سامنے رکھے اور کہے کہ وہ جلد از جلد پوری تیاری کے ساتھ مدد کو پہنچیں، ورنہ نقصان مال کے ساتھ ہی جانوروں کا بھی خطرہ ہے۔

یہ اطلاع پا کر قریش مکہ نہایت جوش و خروش کے ساتھ روانہ ہو گئے۔ ادھر ابوسفیان ساحل کجورے سے اپنے قافلے کو احیاط اور تیزی سے نکال کر لے گئے اور قریش کو اپنی خیریت کے ساتھ یہ بھی کہا: بیجا کہ "ظاہر ہے کہ خطرہ نکل گیا" اب تم لوگ واپس ہو جاؤ، مگر ابو جہل نے ازراہ غوت (تکبر) انکار کیا اور کہا کہ "میدان بدر میں جہاں عرب کا سالانہ اجتماع ہوتا ہے جا کر ٹھہریں گے، تین روز تک پر تکلف کھانے اور پکوان پکائیں گے اور جشن منائیں گے یہ اس لیے کہ ان غریب الدیاد اور لاجواہر مسلمانوں کے دل دل چائیں اور آئندہ ان کو قافلے لوٹنے کا خیال تک نہ آئے۔ طانیہ تمام قبائل عرب میں ہمارے آنے کی شہرت اور ہماری طاقت کا چرچا ہو جائے۔"

نبی کریم ﷺ فوراً مسلمانوں کے ساتھ مدینہ سے نکلے۔ جب حضور نبی کریم ﷺ "وادی زقران" میں پہنچے تو معلوم ہوا کہ قافلہ تو نکل گیا مگر اہل مکہ کا عظیم الشان لشکر بدر کی طرف بڑھ رہا ہے۔ آپ نے صحابہ کرام سے مشورہ کیا۔ چونکہ جنگ کے ارادے سے نہ نکلے تھے اس وجہ سے بعض لوگوں نے اس بے سرو سامانی کے ساتھ قریش کے مقابلے میں جانا پسند نہ کیا۔ اس موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ دونوں گروہوں میں سے ایک پر فتح ضرور دے گا۔ چونکہ قافلہ تو نکل گیا اس لیے لشکر قریش پر ہماری کامیابی یقینی ہے۔"

حضور نبی کریم ﷺ کے ارشاد کے جواب میں حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت مقداد رضی اللہ عنہم نے کہا: ہم کو جو حکم ہو تعمیل کیلئے حاضر ہیں، لیکن حضور نبی کریم ﷺ کا روئے سخن دراصل انصار کی طرف تھا کیونکہ ان ہی کی طاقت اور تعداد زیادہ تھی اور ان سے سابق میں جس معاہدہ پر بیعت لی گئی تھی۔ وہ یہ تھی "اگر کوئی دشمن اسلام مدینہ پر چڑھائی کرے گا تو وہ اپنی پوری قوت کے ساتھ حملہ آور سے جنگ کریں گے۔" یہ بات نہیں کہی گئی تھی کہ باہر دوسرے مقامات پر جا کر دشمنوں پر حملہ آور ہوں گے۔

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ ہمیں انصار سمجھ گئے اور فوراً عرض کیا:

"اے اللہ کے رسول اللہ ﷺ! شاید آپ کا خطاب ہماری طرف ہے، اللہ جانتا ہے اگر

آپ حکم دیں تو ہم بلا تامل اور بلا خوف سمندر میں کود پڑیں۔"

ان کا یہ بہترین جواب سن کر حضور نبی کریم ﷺ کو خوش ہوئی، حاضرین نے دیکھا کہ آپ ﷺ کا چہرہ مبارک چمک اٹھا اور سب نے نعرہ بھیر بلند کیا۔

(یعنی: برہنہ)

اکثر علماء حدیث نے حضرت حباب بن منذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ معرکہ بدر کے موقع پر چونکہ کامیابی کا یقین تھا۔ اس وجہ سے اسی مختصر جماعت اصحاب - ساتھ بدر کی جانب روانہ ہو گئے

اور مدینہ سے لوگوں کو مزید جاننے کی ضرورت نہ تھی۔ بدر کے مقام پر پہنچ کر پہلے چشمہ آب پر حضور نبی کریم ﷺ نے اترنے کا حکم فرمایا: جناب بن منذر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: ”یہاں پر اترنے کا حکم الہامی ہے کہ جس میں اظہار رائے، مشورے اور چون و چرا کی گنجائش نہیں۔ یا حضور نبی کریم ﷺ نے خود اپنی رائے سے جنگی تدبیر کا لحاظ اور ضرورت کا تقاضا سمجھ کر اختیار فرمایا ہے؟“

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”یہ خود میری رائے ہے۔“ حضرت جناب رضی اللہ عنہ نے کہا: ”میرے خیال میں یہ مقام موزوں نہیں بلکہ مناسب تو یہ تھا کہ اور آگے بڑھ کر ہم قریش کی فرد گاہ کے قریب ترین چشمہ پر قبضہ کر لیں اور اپنے لیے حوض بھر کر ارد گرد کے کنوؤں اور چشموں کو پاٹ دیں تاکہ اسلام اور اس کے حامیوں کے دشمن جو کہ اپنی ساری قوت اور شوکت کو مسیت کر اور پھر اس کو اپنے سروں پر رکھے ہوئے نمائش کر رہے ہیں، ایک قطرہ آب نہ پاسکیں۔“ حضور نبی کریم ﷺ نے ان کی تجویز کو سراہا اور اسی کے مطابق عمل کیا۔ میدان کے اس حصہ میں جس میں نسل انسانی کا سب سے محترم اور با عظمت قائد فروکش ہوا، اسی میں ایک جانب صاحب خلق عظیم کیلئے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے مشورے سے ایک سات بان بنایا گیا تاکہ حضور نبی کریم ﷺ اپنے جانثاروں کے درمیان اس میں استراحت فرمائیں۔

غزوہ بدر میں بارانِ رحمت کا نزول:

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس دن تمام مسلمان اونگھ سے رہے تھے اور میدان بدر کے ریگ زار میں اترے ہوئے تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے بارش کر دی تو وہ ریگ زار ایک ہموار سطح اور منجمد میدان بن گیا۔ ہم محفوظ ہو کر بہت مزے سے اس پر چلنے لگے اور قریش کے بڑاؤ اور اس کے قریب کا حصہ زمین جو انہوں نے ریت سے محفوظ رہنے کیلئے پختہ جلی مٹی کا اپنے لیے منتخب کر لیا تھا۔ بارش سے لیس وار دلدل بن گیا، وہ چلتے ہوئے اس پر ضرور پھسلتے اور بغیر گرے نہ جتے، معرکہ بدر میں ان کی یکسر جہاں اور بربادی کی یہ بھی ایک بڑی وجہ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں مسلمانوں پر اپنے اس انعام کا تذکرہ فرمایا ہے:

اذ بغضبکم النعاس امنہ منہ و ينزل علیکم من السماء ماء لیطہرکم بہ و
يلعب بکم رجز الشیطن و لیربط علی قلوبکم و بنیت بہ الاقدام۔

﴿سورۃ الانفال﴾

ترجمہ: ”جب اس نے تمہیں اونگھ سے گھیر دیا تو اس کی طرف سے چیلن (تسکین) بھی اور آسمان سے تم پر پانی اتارا کہ تمہیں اس سے سہرا کر دے اور شیطان کی ٹاپا کی تم سے دور فرما دے اور تمہارے دلوں کو زحار سے بندھائے اور اس سے تمہارے قدم بچا دے۔“

﴿ابن سعد﴾

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی نکلی آنکھ درست:

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوہ بدر میں حضرت قتادہ بن نیمان رضی اللہ عنہ کی آنکھ کو

ایسا صدمہ پہنچا کہ آنکھ کا پورا ڈھیلہ نکل کر رخسار پر آ پڑا تو حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے دست مبارک سے اس کو آنکھ کے حلقے میں رکھ دیا اور ان کی آنکھ بالکل درست ہو گئی۔

﴿ابن سعد﴾

مقتول مشرکین سے رسول اللہ ﷺ کا خطاب:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مشرکین مکہ کے اس گڑھے پر کھڑے ہوئے جن میں ان کے مقتول بھروائے گئے تھے اور کہا: "اے قلاں بن فلاں جو وعدہ ہمارے رب نے ہم سے فرمایا تھا، وہ تو ہم پا چکے اور جو وعید تم کو ملی تھی ضرور اس سے تمہارا سابقہ ہوگا۔"

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: "اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ تو ایسے اجسام سے خطاب فرما رہے ہیں کہ جن میں روح اور زندگی نہیں ہے۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے جواب دیا: "میرے قول کو جتنا وہ سن رہے ہیں، تم اس سے زیادہ سننے والے نہیں ہو۔" حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے ان کو زخمہ کر دیا تھا۔ یہاں تک کہ انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کی مرضی کو سنا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بدو کے روز دعایا لگی: خدایا! مجھے نوح بن خولید سے محفوظ رکھ۔ اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کسی کو نوح کی خبر ہے؟ یہ سن کر حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں نے اسے قتل کر دیا ہے۔ یہ سن کر حضور نبی کریم ﷺ نے نعرۂ تکبیر بلند کیا اور فرمایا: "اللہ تعالیٰ کا شکر ہے، اور اسی کیلئے صحابہ نے میری دعا کو قبول فرمایا۔"

وَأَصْبَرَ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَ أَهْجَرَهُمْ شَجَرًا جَمَلًا ۖ وَ ذُرْنِي وَ النَّكَالِينَ
أُولَئِی السَّعْبَةِ وَ مَهْلَهُمْ لِلْبَلَاءِ

﴿سورۃ مزمل﴾

ترجمہ: "اور کافروں کی باتوں پر صبر فرماؤ اور انہیں اچھی طرح چھوڑ دو اور مجھ پر چھوڑ دو، ان جھٹلانے والے مالداروں کو اور انہیں تھوڑی مہلت دو۔"

﴿واقعی، نسائی﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ یہ سورۃ نازل ہونے کے بعد تیرہ یا دو وقت گزرنے نہ پایا تھا کہ مشرکین مکہ اور ان کے سارے سردار میدانِ بدو میں جمع کر دیئے گئے اور پھر رشتہ کو ذرا سی دیر میں ان کی پوری قوت کو جس پر وہ مسلمانوں کے مقابلے میں فخر کرتے تھے، بیش کیلئے توڑ دیا۔

﴿نسائی﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کعبہ کے پاس نماز پڑھ رہے تھے، قریش کی ایک جماعت آپ ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھ رہی تھی، ان بدقماشوں کو شرارت سوچھی، کہنے لگے:

ہم میں سے کوئی ایک شخص جائے اور فلاں مقام پر جو اوچھڑی پڑی ہے اسے لا کر محمد ﷺ کے شانوں پر رکھ دے۔ پھر ان میں سے ایک بد بخت افغا اور اس کو لا کر بحالت جسدہ حضور نبی کریم ﷺ کے شانوں پر رکھ دیا۔ جس کی جسدہ سے حضور نبی کریم ﷺ جسدہ سے نہ اٹھے اور کافر قلب و ذہن اور مسخ فطرت لوگوں کو اپنے عمل اور حرکت کے بعد اس قدر مرہ آیا، اس قدر بنے کہ کثرت انہی سے بے قابو ہو کر ایک دوسرے پر گر پڑتے تھے۔ کسی بندہ خدا نے جا کر حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کو بتایا وہ لڑکی اہی تھیں، آئیں اور بڑی مشقت کے بعد آپ نے اسے علیحدہ کیا اور مشرکین کی اس قدر تازیبا حرکت پر ملامت کرنے لگیں۔ جب حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی نماز پوری کر لی تو اپنے رب سے کہا: ”اے میرے اللہ! قریش کو اپنی گرفت میں لے لے“ تین مرتبہ اس نکل کو عرض کیا اور اس کے بعد نام بنام بدو عاکی:

”اے اللہ! عمرو بن ہشام (ابو جہل)، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ، امیہ بن خلف، عقیلہ بن معیط اور عمار بن ولید کو اپنی گرفت میں لے لے“

﴿بخاری، مسلم﴾

ابو جہل عذاب میں گرفتار

ضعفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: کہ میں میدان بدر سے گزرا تو میں نے دیکھا کہ ایک شخص زمین سے نکلا ہے اور اسے ایک شخص اپنے ہتھوڑے سے مار رہا ہے یہاں تک کہ وہ زمین میں غائب ہو جاتا ہے، اس کے بعد وہ پھر نکلا ہے اور اس کے ساتھ وہی نکل گیا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم نے ابو جہل کو دیکھا ہے اس پر قیامت تک یونہی عذاب ہوتا رہے گا۔

﴿ابن ابی الدنیا، بیہقی﴾

یوم فرقان

موسیٰ بن عقبہ اور ابن شہاب رحمہما سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فتح بدر کے سبب مشرکوں اور منافقوں کی گردنوں کو پست و فوار کر دیا۔ اس کے بعد مدینہ طیبہ میں کوئی یہودی اور منافق ایسا نہ رہا جس کی گردن بدر کی ٹھکست کی بنا پر نہ جھک گئی ہو، گویا یہ دن ”یوم فرقان“ تھا کہ اس دن اللہ تعالیٰ نے کفر و ایمان کے درمیان فرق و امتیاز پیدا کر دیا۔

﴿بیہقی﴾

لکڑی تلواریں بن گئی

حضرت عمر بن عثمان رضی اللہ عنہ نے والد سے اور انہوں نے اپنی بہو بھی سے حدیث بیان کی کہ عکاشہ بن محض رحمہما نے کہا کہ بدر کی جنگ میں جب میری تلوار ٹوٹ گئی تو حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے ایک لکڑی عطا فرمائی۔ میں نے دیکھا تو وہ چمکدار تلوار تھی۔ میں اس تلوار سے لڑتا رہا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کو ٹھکست دی اور وہ تلوار ان کے انتقال تک ان کے پاس رہی۔

﴿اے نبیؐ اور ایمان مسا کر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی روایت کیا ہے۔﴾

﴿وہ القدی﴾

اسامہ بن زید نے داؤد بن حفص سے انہوں نے عبداللہ شہل کے بہت سے لوگوں سے حدیث روایت کی۔ انہوں نے کہا: حضرت سلمہ بن اسلم بن حریش رضی اللہ عنہ کی گوار بدو کے دن ٹوٹ گئی اور وہ بغیر ہتھیار کے رہ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے وہ شاخ انہیں عطا فرمادی جو اس وقت آپ کے دست مبارک میں تھی وہ مجبور کی ٹہنی تھی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس سے لڑو تو لڑتے وقت وہ گوار بن گئی، وہ گوار بدستوران کے پاس رہی حتیٰ کہ وہ شہید ہو گئے۔

﴿وہ القدی﴾

حضرت عطیہ بن ابی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے "وَالْمَغْلِبَةِ الرُّومِ" (سورۃ الروم) "رومی مغلوب ہوئے۔" کے بارے میں دریافت کیا۔ انہوں نے کہا: اول قاریوں نے رومیوں پر غلبہ پالیا تھا پھر اس کے چند سال بعد رومی قاریوں پر غالب آ گئے۔ کچھ عرصہ کے بعد مسلمان بدو میں مشرکوں کے ساتھ اور پھر ایمان کے مجوسیوں اور روم کے نصاریٰ سے بھی ہمیں لڑنا پڑ گیا، تو اللہ تعالیٰ نے ہماری مدد فرمائی، چونکہ مسلمانوں کے مشرکوں کے غلبے پر اور اہل کتاب کے مجوسیوں کے غلبے پر ہم کو خوشی ہوئی۔ اسی بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"يَوْمَئِذٍ يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ بِنَصْرِ اللَّهِ"

﴿سورۃ الروم﴾

ترجمہ: "اس دن ایمان والے خوش ہوں گے اللہ کی مدد سے۔"

حضرت عمیر رضی اللہ عنہ کی شہادت:

عمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ بدو میں اپنے قبے کے اندر تشریف فرما تھے۔ اس وقت آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس جنت کی طرف چلو جس کا عرض زمین و آسمان کے برابر ہے اور جو متقیوں کیلئے تیار کی گئی ہے۔ یہ سن کر حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے کہا: "واہ! واہ!" حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا: تم نے یہ اگھار مسرت کس وجہ سے کیا ہے؟ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: "اس آرزو میں کاش میں اہل جنت میں شامل ہو جاؤں اور پھر وہاں کی نعمتوں میں گھوسوں اور پھروں۔" حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: انشاء اللہ تم وہیں پر ہو گے، پھر آپ نے قبیلے سے کچھ مجبورین نکالیں اور حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے ان کو معذہ میں رکھنے ہوئے کہا:

خدا کی قسم! اگر زندہ رہا تو ان کو کھانا ہوں گا۔ ورنہ جنت کی حیات تو دائمی ہے، پھر کچھ خیال آیا اور ہاتھ کی جگہ روں کو پھینک دیا۔ سینہ تان کر جھومتے غرور و تکبر کی چال چلتے دن کی طرف بڑھے۔ یا کس ہاتھ کی احوال کو زمین پر چھوڑ دیا اور دشمنان اسلام پر آفت نازل کیا، بن کر ٹوٹ پڑے اور پھر حیات عارضی سے ابدی زندگی کی طرف طرف متکل ہو گئے۔

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ ۚ بَلْ أَعْيَاءٌ وَلَكِنْ لَا تَشْعُرُونَ ۝

﴿سورۃ البقرہ﴾

ترجمہ: ”اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں ہاں تمہیں خبر نہیں۔“

﴿ابن سعد﴾

گستاخ عقبہ بن ابی معیط واسطی جہنم:

یہ متبرج حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عقبہ ابن ابی معیط نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے بیٹاں کھانے پر بلایا۔ آپ ﷺ تشریف لے گئے اور فرمایا: اے عقبہ! میں تو کھانا نہ کھاؤں گا جب تک کہ رسول اللہ تعالیٰ کی توحید اور میری رسالت کی گواہی نہ دے گا۔ عقبہ نے گواہی دی اور آپ ﷺ نے کھانا تناول فرمایا۔ کچھ دن بعد عقبہ کا ایک دوست آیا اور اس کو قبول اسلام پر ملامت کی اور کہا جو کچھ وہ کہہ سکا۔ عقبہ کی مصیبت پیدا ہو گئی، اپنے دوست سے کہنے لگا:

”مجھ کو شرمندہ کرنے والے میرے دوست اب یہ بتاؤ کہ میں کیا کروں کہ اس عمل کی وجہ سے قریش کے دلوں میں میری طرف سے جو کمزورت پیدا ہو گئی ہے۔ وہ صاف ہو جائے اور میری گئی ہوئی عزت لوٹ آئے؟“

اس نے بتایا: ”اس صورت یہ ہے کہ تو محمد (ﷺ) کی مجلس میں جا اور ان کے چہرے پر تھوک دے۔“ عقبہ بد نصیب نے ایسا ہی کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے چہرہ مبارک کو صاف کر لیا اور فرمایا اگر میں تجھے مکہ کے پہاڑوں کے باہر پاؤں گا تو میری گردن میرے ہتھیار سے اڑا دوں گا، تو جب بدر کا دن آیا اور اس کے ساتھی لٹکے مگر عقبہ نے انکار کیا اور لوگوں کو بچانے کا ارادہ کیا۔ کہا: مجھ سے محمد (رسول اللہ ﷺ) نے کہا کہ اگر مکہ کے پہاڑوں کے پرے وہ مجھے پائیں گے تو میرے ہتھیار سے میری گردن اڑا دیں گے۔

لوگوں کے اس کے اطمینان کیلئے کہا: ”تم تمہاری سواری میں سرخ ناتھ دیتے ہیں۔ پھر وہ کس طرح پا سکیں گے؟“ پس وہ ان کے اصرار اور انتظام کی وجہ سے ساتھ ہو گیا اور جب اس کے ساتھیوں کو ہزیمت ہوئی اور وہ اپنی مخصوص ناتھ پر راہ فرار اختیار کرنے لگا تو اسی اونٹنی نے اس کو ایک پھیل زمین پر لا کر ڈال دیا اور وہ گرفتار کر لیا گیا اور مسلمانوں نے اس کی گردن اڑا دی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: صبر نے اس کی گردن بار دی۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا ایمان لاؤ:

زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ جب بدر کے قیدیوں سے فدیہ لیا جانے لگا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: میں بے سرمایہ اور جی و ست ہوں، فدیہ کہاں سے دوں؟ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”وہ مال کہاں ہے جسے تم نے اور ام الفضل رضی اللہ عنہا نے دھن کیا ہے اور تم نے ام الفضل رضی اللہ عنہا کے بارے میں وصیت کی ہے اور اگر مارا جاؤں تو یہ مال میرے قیوں بچوں فضل، عبد اللہ اور حم کا ہے۔“

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: میں یقین کے ساتھ سمجھ چکا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور مال و من گرنے والی بات میرے اور میری بیوی کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

﴿ابن اسحاق، مسند﴾

ابولہب کے عذاب میں تخفیف:

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: ابولہب نے ثویبہ کو آزاد کیا تھا اور ثویبہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلایا تھا جب ابولہب مر گیا تو اس کے گمراہوں میں سے کسی نے اسے یہ حالت خواب بری حالت میں دیکھا تو ابولہب سے پوچھا کس حال میں ہوا؟ جواب دیا کہ تم لوگوں سے جدا ہونے کے بعد کوئی راحت بھی نہ پائی، مجھ اس کے کہ ثویبہ کو آزاد کرنے کے سبب میں نے اتنا پانی پیا ہے یہ کہہ کر اس نے اپنے ہاتھ کے انگوٹھے کی جز اور انگلیوں کے درمیان کڑھے کی طرف اشارہ کیا۔ یعنی صرف چند قطرے پانی مل سکا ہے۔

○ (ثویبہ ابولہب کی لوثی تھی جسکو اس نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی میں آزاد کر دیا تھا۔)

﴿بخاری، مسلم﴾

قباث بن اشیم لیش کا ایمان لانا:

حضرت ابان بن سلمان رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ قباث بن اشیم لیش کے قبول اسلام کا واقعہ یہ ہے کہ عرب کے کچھ لوگ اس کے پاس گئے اور اظہار واقعہ کے طور پر بیان کیا کہ مکہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دعویٰ نبوت کیا ہے اور وہ ایک نئے دین کی دعوت دیتے ہیں۔ قباث یہ باتیں سن کر کھڑا ہو گیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ نے اس سے فرمایا: ”قباث بیٹو! تو وہ تم زودہ اور خاموش بیٹہ گیا۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: ”تم بھی سمجھتے ہو نا کہ اگر خواتین قریش ہی اپنی پردہ پوش چادروں میں لپٹ کر نکل آتیں تو وہ بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب کو میدان سے بھاگ دیتیں۔“ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سن کر قباث نے عرض کیا: اس ذاتِ جل و علی کی قسم! گزارش کرتا ہوں کہ جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ ہمدردی ہدایت کیلئے بھیجا کہ ان باتوں کیلئے میری زبان نے حرکت کی تہ لب بے میری آواز نکلی تہ کسی نے اسے سنا۔

اسے واقعہ اسرارِ الہیہ تو ایک وجدانی تاثرِ ضمیر کی کیفیت اور دل کے زلزلوں میں بند شدہ بات کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ذکر فرما رہے ہیں۔ بے شک و شبہ آپ خدا کے رسول ہیں۔ اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمدا عبده و رسوله

﴿مسند﴾

حضرت عمیر رضی اللہ عنہ کا دشمنی کے ارادہ سے مدینہ آنا اور اسلام قبول کرنا:

حضرت موسیٰ بن عقبہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، دونوں بزرگوں نے

بیان کیا کہ جب مشرکین کا سفیر مکہ والہاں پہنچا تو اطلاع پا کر عمیر بن وہب بھی آیا اور امیہ مقتول کے بیٹے صفوان کے قریب حجر اسود کے نزدیک بیٹھ گیا۔ صفوان نے کہا: ”بدر میں مرنے والوں کی وجہ سے زندگی بدرزہ اور بے کیف ہے۔“ عمیر نے اس کی بات سن کر آہ سرد بھری اور بولا:

”سچ کہتے ہو، زندگی میں کوئی لطف باقی نہیں رہا، ہر شے اجنبی اور منظر سستناں اور زمین و آسمان ادا اس معلوم ہوتے ہیں۔“

تھوڑی دیر توقف کے بعد عمیر نے پھر سکونت اور خاموشی کو توڑتے ہوئے کہنا شروع کیا: ”اے اخی صفوان! اگر میری گردن پر بار قرض نہ ہوتا اور اہل و عیال کی کفالت اور ضروریات کیلئے امدود نہ ہوتا تو پھر میں یقیناً مدینہ پہنچتا اور محمد (ﷺ) کو موت کے گھاٹ اتارتا (نعوذ باللہ) اور اگرنا معلوم وجہ کوئی مانع آجاتی تو ایسی صورت میں میرے خیال میں ایک بات ہے، میں اس کا سہارا لے کر حیلہ سازی کر لیتا۔ وہ بات یہ ہے کہ ان سے میں کہہ دیتا کہ اپنے قیدی بیٹے سے ملنے آیا ہوں۔“

عمیر کی یہ منجیدہ باتیں سن کر صفوان خوش ہو گیا اور کہنے لگا:

”اے شریک رنج اور راز دار عمیر! تیرا کل قرض میرے ذمہ اور تیرے اہل و عیال کا نقد دہی ہوگا جو میرے اہل و عیال کا ہے اور اس کے علاوہ جس قدر گنجائش میں ہرگز اس سے دریغ نہ کروں گا۔“

اس کے بعد صفوان نے عمیر کیلئے ایک گھوڑے کا انتظام کیا، رخت مٹو دیا اور ایک عمدہ کھوار مستحل کرنے اور دھوا بنانے کیلئے آہنگر کے حوالے کی۔ عمیر نے صفوان سے کہا: ”اس منصوبے کو میرے لوٹ آنے تک راز رکھنا اور ہرگز کسی کو کوئی بات نہ بتا دینا۔“ اس کے بعد عمیر روانہ ہوا، یہاں تک کہ مدینہ منورہ پہنچ گیا اور مسجد نبوی کے دروازے پر اتر کر اپنی سواری کو بانٹھا اور کھوار لے کر رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں پہنچنے کا ارادہ کیا۔ اتفاقاً اسی وقت حضرت عمرؓ بھی آگئے اور حضرت عمرؓ اور وہ دونوں ایک ساتھ داخل ہوئے۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا: ”آؤ عمر بیٹو، پھر عمیر سے مخاطب ہو کر ارشاد کیا: ”عمیر تمہارا آنا کیونکر ہوا؟ عمیر نے جواب دیا: ”اپنے قیدی سے ملنے جو آپ کے پاس قید ہے۔“ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جھوٹ بولنا بری بات ہے اور عمیر مردانگی کے خلاف۔“ عمیر نے پھر کہا: ”میرا مقصد اپنے قیدی بیٹے کو دیکھنے کے لیے تھا۔“

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”تم نے صفوان بن امیہ سے حجر اسود کے پاس کچھ قول و قرار کیا ہے؟“ عمیر نے حیرانی اور سرگردانی کے عالم میں کہا: ”کیا کہہ رہے ہیں، آپ؟ میں نے تو اس سے کچھ بھی نہ کہا۔“ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”کیا تمہیں صفوان نے ایک خاص مقصد کیلئے اس شرط یا قیمت پر آمادہ نہیں کیا ہے کہ وہ تمہارے اہل و عیال کا قفل اور تمہارے اوپر جو قرض ہے اس کی ادائیگی کا ذمہ دار ہے؟“ عمیر نے حیرت زدہ ہو کر عرض کیا: ”یا رسول اللہ ﷺ میں تو راسم ہو گیا اور شہادت دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ صفوان اور میرے مابین یہ قرارداد راز دارانہ معاملہ کی ایک اعلیٰ ترین مثال

ہے، میرے اور اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے اس وجہ پر سر بستہ راز سے آپ ﷺ کو مطلع فرما دیا۔ پس میں اللہ تعالیٰ پر اور آپ کی نبوت و رسالت پر سچے دل سے ایمان لانا ہوں۔" اس کے بعد حضرت عمیر رضی اللہ عنہ مکہ معظمہ واپس ہو گئے اور جا کر دعوت دین میں مصروف ہو گئے جس کے نتیجے میں جن کو توفیق الہی ہوئی مسلمان ہو گئے۔

﴿تنبی، ابو نعیم، طبرانی﴾

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر مکہم زندہ ہوتے اور وہ مجھ سے گرفتارانِ بدر کے بارے میں کہتے تو میں قیدیوں کو رہا کر دیتا۔

﴿تنبی﴾

حضرت جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بدر کے قیدیوں کے بارے میں گفتگو کرنے آیا۔ آپ ﷺ اس وقت صحابہ کرام کو نماز پڑھا رہے تھے۔ میں نے جب آپ ﷺ کی زبان سے سنا: اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَالِيعٌ ۝ مَّالَهُ مِنْ ذَالِعٍ ۝ (سورۃ الطور) ترجمہ: "بے شک تیرے رب کا عذاب ضرور ہونے والا ہے، اسے کوئی ٹالنے والا نہیں۔"

﴿ابو نعیم﴾

غزوہ عطفان کے موقع پر معجزات کا ظہور

محمد بن زیاد، شہاک بن عثمان اور عبدالرحمن بن ابی بکر رحمہم اللہ وغیرہ بہت سے راویوں نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ کو خبر دی گئی کہ عطفان کے لوگ ذی امر میں جمع ہوئے ہیں اور ان کا ارادہ ہے کہ مسلمانوں کو چاروں طرف سے گھیر لیں اور یہاں جماع دشوَرینِ حارث کی قیادت میں ہوا ہے۔

رسول اللہ ﷺ چار سو پچاس صحابہ کے ساتھ روانہ ہوئے تو وہ بدوی لوگ پہاڑیوں میں روپوش ہو گئے اور آپ اپنے اصحاب کے ساتھ ذی امر میں ٹھہر گئے۔ اس موقع پر کثرت سے بارش ہوئی اور رسول اللہ ﷺ رفعِ حاجت کے لئے تشریف لے گئے اور بارش کا پانی آپ ﷺ کے کپڑوں سے چھنے لگا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے وادی کے ایک درخت کے پاس جا کر کپڑے اتارے اور نچوڑ کر خشک ہونے کیلئے پھیلا دیئے اور خود زیرِ درخت لیٹ گئے، بدوی پہاڑ کی چٹانوں میں سے دیکھ رہے تھے، انہوں نے اپنے قائدین ابنِ حارث سے کہا:

"اے دشوَر! تو ہمارا سردار اور ایک قوی و بہادر شخص ہے، اس وقت تو عمر (رضی اللہ عنہ) پر

قابو پاسکتا ہے کیونکہ وہ اپنے ہمراہیوں سے دور ہیں۔"

دشوَر نے اپنی گوارلی اور اپنی سرواری کا بھرم رکھنے کیلئے چلا آیا، یہاں تک کہ تنوار کھینچ کر حضور نبی کریم ﷺ کے در وے آیا اور کہا: اے محمد (ﷺ) تم کو اس وقت مجھ سے کون بچا سکتا ہے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے بڑے ہر وقار لہجہ میں فرمایا: "اللہ"

اسکے اعصاب میں لرزش ہوئی اور دل میں دہشت، ہاتھ سے تلواریں چھوٹ کر گر پڑی، آپ ﷺ نے تلوار اٹھ لی اور اس کے سر کو زو میں لے کر فرمایا: ”تجھے بھی ہے کوئی بچانے والا؟“ دشمنوں نے عاجزانہ نیاز مندی کے لہجے میں جواب دیا: اے اعلیٰ ترین انسان کوئی بھی نہیں۔“ پھر اس نے توحید اور رسالت کا اقرار و اعتراف کیا اور کلمہ شہادت ”اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمد عبده و رسولہ“ صدق دل سے پڑھا حضور نبی کریم ﷺ نے اس کی تلوار کو واپس کر دیا اور وہ بھی اجازت لے کر اپنے ساتھیوں کی طرف چل دیا۔

خاندانِ بدوش بدوشوں نے کہا: ”اُفسوس ہے کہ تو جا کر کھڑا ہوا، کچھ باتیں بتائی ہوں گی اور پھر لوٹ آیا، حالانکہ تو مسلح تھا اور وہ بحالتِ آرام بے خبر تھے۔ دشمنوں نے کہا: ”اے ملامت کرنے والا مجھے جو کچھ میں نے دیکھا اور جس حالت سے مجھ کو سابقہ پڑا، کاش تم لوگ اس کا کچھ اندازہ کر سکتے۔“ لوگوں نے پوچھا: ”ہمیں بتاؤ“ دشمنوں نے بتایا: ”جب میں تلوار کھینچنے لگا (ﷺ) کے قریب پہنچا تو دفعۃً ایک گورے رنگ کا لمبے قد والا شخص جس کا چہرہ بھی پر جلال تھا نمودار ہوا اور اس نے میرے سینے پر مکا مارا اور میں نیچے گر پڑا۔“

بھائیو! خدا نے واحد نے ان کو بچایا ہے بے شبہ محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ اس موقع پر یہ آیت گریحہ نازل ہوئی:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا مِمَّا مَنَعَتْ أَفْئِدُكُمْ أَنْ تُسَلِّطُوا عَلَى النَّفْسِ أَلْفُهَا
أَلْفُهَا فَكُنْتُمْ أَقْدَرُ عَلَىٰ حَرْثِ الْغَيِّبِ

﴿سورۃ المائدہ﴾

ترجمہ: ”اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو جب ایک قوم نے چاہا کہ تم پر دست درازی کریں تو اس نے ان کے ہاتھ تم پر سے روک دیئے۔“

﴿واقعی﴾

یہود کی عہد شکنی اور جلا وطنی:

یعقوب بن سفیان رضی اللہ عنہ نے تین واسطوں سے ابن شہاب رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی کہ غزوہ بدر کے چھ ماہ بعد رسول اللہ ﷺ نے یہود کا محاصرہ کیا۔ حتیٰ کہ وہ جلا وطنی پر راضی ہو گئے، انہیں اجازت دیدی کہ مقتولہ جاہلاد میں سے اونٹوں پر بٹتا اور جس قدر لے چاہو، البتہ اسلحہ کے لئے جانے کی ممانعت کر دی تھی، پھر وہ شام چلے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان یہود کے اس غلط چنار کے بارے میں کہ ہم عالم اور کتاب آسمانی یعنی توریت موسوی کے وارث ہیں اور اس وجہ سے ہم مسلمانوں سے افضل ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کی اس دلیل کا جواب قرآن کریم میں عنایت فرمایا ہے:

مَنْ أَلْفَنَ خَلَقُوا التَّوْرَةَ، إِلَىٰ قَوْلِهِ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ

﴿سورۃ الحجہ﴾

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنی نضیر کے اموال ”فی“ کی قبیل سے تھے اور اموال فی خاص رسول اللہ ﷺ کے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ اپنے اہل و عیال کا سالانہ خرچ اس سے

چلا تے اور جو کچھ پتا اس کوئی مکمل اللہ استعمال فرماتے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

موسیٰ بن عقبہ زہری، رشید اور حضرت عمرو بن زہر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کلابوں کی دیت میں ان سے مدد حاصل کرنے کیلئے بنو نضیر کی طرف گئے، بنو نضیر کے یہودیوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا:

”ابوالقاسم ﷺ! آپ تشریف رکھیں، ہمارے ساتھ کھانا کھائیں اور ہماری جانب سے امداد و تعاون کی رقم لے کر تشریف لے جائیں۔“

حضور نبی کریم ﷺ کچھ دیر کیلئے ٹھہر گئے اور اپنے اصحاب کے ساتھ ایک عمارت کے سامنے میں بیٹھ گئے اور بنو نضیر نے موقع کو قیمت سمجھ کر مشورہ کر کے طے کیا کہ فلاں یہودی عمارت کی چھت پر چڑھ کر حضور نبی کریم ﷺ کے سر پر پتھر گرا دے، اس طرح آپ ہلاک ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بذریعہ ان کے منصوبے سے آگاہ کر دیا اور آپ اٹھ کر چلے آئے۔ بعد ازاں یہ آئیہ کریم نازل ہوئی

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ هُمْ قَوْمٌ ابْطَلُوا إِلَيْكُمْ أَيْدِيَهُمْ

﴿سورۃ المائدہ﴾

ترجمہ ”اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو۔ جب ایک قوم نے چاہا کہ تم پر دست درازی کریں تو اس نے ان کے ہاتھ تم پر سے روک دیئے۔“

ان کی بار بار کی اور مسلسل ریشہ دوانیوں سے تنگ آ کر حضور نبی کریم ﷺ نے یہود کو مدینہ سے نکلنے کا حکم دیا۔ منافقین مدینہ نے یہود کو اپنے تعاون و امداد کی پیشکش کی اور کہا جنگ و صلح میں ہم ایک ہیں اور تمہارے یہود نے اس امداد کو خوش آمدید کہا اور حضور نبی کریم ﷺ سے گھبرایا کہ ہم اپنے وطن اور دیار کو گھریار گونہیں چھوڑ سکتے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے محاصرہ کر لیا، مکانات ٹراد دیئے اور باغات کو کاٹ کر آگ لگا دی۔ منافقین نے یہود کے ساتھ بھی اتفاق کا رویہ اختیار کیا اور کوئی امداد انہیں کی چنانچہ یہود نے اپنے خود مدینہ چھوڑ دینے کی درخواست کی اور حضور نبی کریم ﷺ نے مذاہم ہتھیاروں کے قابل منتقلی سامان گناہوں پر ہمراہ لے جانے کی اجازت دیدی۔

﴿بخاری، ابوداؤد﴾

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مدینہ منورہ سے اٹھ کر بنو نضیر کی طرف گیا تھا کہ اسی موقع پر عمرو بن سعدی آیا اور کھنڈرات دیکھ کر بنی قریظہ کی طرف گیا اور کہا: میں عبرت کے مناظر دیکھ کر آ رہا ہوں۔ میں نے بزرگی اور شرافت، علم و عزت اور برتری و عظمت کے بعد اپنے بھائیوں کے خفیات کی جگہ کو میران، مسلمان اور وحشت ناک صورت میں دیکھا، وہ اپنے اموال و چاندیہ کو چھوڑ کر ذلت و خواری کے ساتھ نکل گئے اور اللہ تعالیٰ کسی قوم پر مہر ذلت و خواہی بغیر کسی وجہ کے ملاحظہ نہیں کرتا۔ میرا مشورہ مانو تو چلو ہم محمد مصطفیٰ ﷺ کی دعوت اسلام قبول کر لیں، خدا کی قسم! تم خوب جانتے ہو کہ وہ نبی برحق ہیں۔

﴿ابوداؤد﴾

ابن السہیان ابو عمرو اور ابن جواس دونوں نے جو کہ یہود کے بہت بڑے عالم تھے۔ ان کی نبوت اور آنے کی بشارت دی اور یہ دونوں یہودی بزرگ اپنے وطن بیت المقدس کو چھوڑ کر اس بے آب و گیاہ علاقہ میں آ گئے تھے اور ان ہی نبی بشر کے انتظار میں یہ سب کچھ وہ کر رہے تھے۔ ان دونوں بزرگوں کا سلام ان نبی کو پہنچا نہیں، پھر وہ دونوں فوت ہو گئے، اور ہم نے ان کے جسموں کو اسی سنگلاخ زمین میں دفن کر دیا۔ مروی یہ ترغیب بن کر زہیر بن یاطا نے کہا: میں نے حضور نبی کریم ﷺ کے اوصاف باطا کی، اس کتاب توریت میں پڑھے ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی اور ان نسخوں میں موجود نہیں ہے، جو ہمارے پاس اب ہیں اور ہم جنہیں پڑھتے ہیں۔ یہ من کر اس سے کعب بن اسد نے کہا: ”پھر کون سے اسباب اور وجوہ ہیں جو تم کو ان نبی کی اطاعت سے روکے ہوئے ہیں؟“ اس نے کہا: ”بس تم مانع ہو!“

کعب نے پر زور لہجے میں کہا: ”یہ تم کس طرح کہتے ہو، میں تو تمہارے اور ان کے درمیان کبھی حائل نہیں ہوا۔“ زہیر نے کہا: ”تم ہی ہمارے پیش رو ہو، اگر تم ان کی پیروی کر لو تو پھر ہمارے لیے آسان ہو جائے اور کوئی رکاوٹ نہ رہے۔“ اس کے بعد عمر بن سعدی کعب کے رو برو کھڑا ہوا اور اس سلسلے میں دونوں کے درمیان سخت کلامی ہونے لگی۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو تفسیر کے محاصرو کے زمانہ میں جبکہ وہ طویل ہو گیا تھا، ایک روز حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے، حضور نبی کریم ﷺ اس وقت سر دھو رہے تھے۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا: ”عفا اللہ عنک“ اے اللہ کے نبی! مسلمان اتنی جلدی ملول ہو گئے اور ہم نے تو اب تک اپنے جسموں سے ہتھیار نہیں اتارے ہیں، جب سے آپ نے ان کا محاصرہ کیا ہے۔ اٹھئے اور اپنے ہتھیاروں کو لگائیے، خدا کی قسم! میں ان کو کچل دوں گا جیسا صاف پتھر پر اٹھا اچلا جاتا ہے، تو ہم نے ان پر چھ عالی کی اور فتح عطا ہوئی۔

﴿ابو نعیم﴾

کعب بن اشرف کی اسلام دشمنی اور اسلام کی ہجو کرنا بالآخر واصل جہنم ہونا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان صحابہ کرام کے ساتھ ”فتح القرد“ تک تشریف لے گئے، جن کو کعب بن اشرف کو قتل کرنے کیلئے روانہ فرمایا تھا، اور حضور نبی کریم ﷺ نے وصیت فرمائی، بسم اللہ کہہ کر یاؤ اور رسول اللہ ﷺ نے ان کیلئے دعا فرمائی کہ اے خدا ان کی مدد فرما۔

﴿ابن اسحاق، ابن راہویہ، احمد، نسائی﴾

حضرت عبداللہ بن معتب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمارت بن اریس رضی اللہ عنہ کو کعب بن اشرف کو قتل کرنے کے سلسلے میں ایک زخم آ گیا، جب وہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں واپس آئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے ان کے زخم پر اپنا عاب و ہن لگا دیا، اس کے بعد زخم میں تکلیف نہ رہی، (اسی حدیث کو ائدی رحمہ اللہ نے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔)

﴿نسائی﴾

غزوہ احد میں معجزات کا ظہور

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خواب میں دیکھا میں نے مکہ مرتد زمین نخلستان کی طرف بھرت کی ہے، تو میں نے خیال کیا کہ شاید تمام یا بھر کی طرف بھرت ہوگی، مگر وہ سرزمین نخلستان مدینہ کی سرزمین تھی۔ اس کے بعد میں نے ایک خواب دیکھا: "میں نے کھوار کو گھمایا تو وہ درمیان سے ٹوٹ گئی۔" اس کی تعبیر یوم احد کی مصیبت ہے، اسی سلسلہ میں خواب میں پھر "میں نے اسی شکست کھوار کو گھمایا تو وہ کھوار بہت اچھی درست حالت میں ہو گئی۔" تو یہ بات وہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آخر میں ہم کو فتح یاب فرمایا اور مسلمان پھر مجتمع ہو گئے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی اور مثلاً فرمایا کہ میں نے اس خواب میں ایک گائے بھی دیکھی اور دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے خیر بھیجی ہے، گائے سے مراد تو وہ غلت ہے جو یوم احد مسلمانوں میں پیدا ہو گئی تھی اور وہ خیر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئی، اس سے مراد وہ حقیقی خیر و ثواب ہے جو اللہ تعالیٰ نے یوم احد سے بعد ہمیں مرحمت فرمائی۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ احد کے موقع پر جب مشرکوں کے آنے کی اطلاع ملی تو رسول اللہ ﷺ کا خیال تھا کہ مدینہ ہی میں رہا جائے اور یہیں مشرکین سے جنگ کی جائے، مگر جو لوگ بدر میں شریک نہ ہو سکے تھے وہ چاہتے تھے کہ مدینہ سے باہر آگے جا کر دشمنوں کو روکا جائے، اور وہیں جنگ کی جائے اور وہ لوگ برابر اپنی بات پر اصرار کرتے رہے، پھر حضور نبی کریم ﷺ نے جسم پر ہتھیار لگائے اور لشکر اسلام کو کوچ کا حکم دینے لگے تو پھر وہ لوگ شرمندہ ہوئے اور کہنے لگے:

"اے اللہ کے یہ گزیرے! یہ رسول ﷺ! آپ کا خیال درست اور آپ کی رائے دقیق ہے۔

آپ مدینہ سے باہر نہ جائیے اور یہیں جنگ کیجئے۔"

فرمایا: "مسلمانو! کسی نبی کیلئے مزاوار نہیں کہ اپنے جسم پر ہتھیار لگانے کے بعد اس سے پہلے ہی اتار دے کہ ابھی جنگ اور اس کا انجام سامنے نہ آیا ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے اس دن جسم القدس ہتھیار باندھتے سے پہلے ذنگہ کے دوران فرمایا تھا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک محفوظ قلعہ میں ہوں تو اس کی تعبیر مجھے یہی ملی ہے کہ وہ محفوظ قلعہ مدینہ ہے اور میں نے خواب میں یہ بھی دیکھا کہ میں ایک ونبہ کا تعاقب کر رہا ہوں تو میں نے وہبہ (کیش) سے مراد مردار لشکر لی ہے اور میں نے دیکھا کہ میری کھوار ذوالفقار میں رخصا گیا ہے تو میں نے اس سے مراد یہ لی کہ تم میں رختہ پڑ گیا ہے اور میں نے دیکھا کہ میں ایک گائے نے قح کر رہا ہوں تو گائے خدا کی قسم خیر ہے۔

﴿احمد، دار، طبرانی﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا میں

ایک کیش کے پیچھے ہوں اور میری تلوار کا کنارہ ٹوٹ گیا ہے۔ میں نے اس کی تعبیر یہ لی کہ میں قوم کے کیش (سردار) کو قتل کروں گا اور اپنی تلوار کے کنارے ٹوٹ جانے کی یہ تعبیر لی کہ میری عزت میں سے کوئی شہید ہوگا۔ چنانچہ حضرت حمزہ ؓ شہید ہوئے اور رسول اللہ ﷺ نے طلحہ بھی کو قتل کیا کہ وہ لشکر کفار کا علم بردار تھا۔

﴿احمد، تفسیر، ۱/۲۱۰، حاکمی﴾

موسیٰ بن عقبہ ؓ جب ابن شہاب ؓ روایت کرتے ہیں کہ اکثر علمائے حدیث کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی تلوار کے سلسلے میں جو بات خواب میں مشاہدہ فرمائی تھی وہ وہ صدہ تھا جو جنگ احد میں آپ کے چہرہ انور کو پہنچا۔

﴿تفسیر﴾

گستاخ ابی بن خلف واصل جنم

حضرت سعید بن المسیب ؓ سے روایت ہے کہ ابی بن خلف نے جب اپنا فدیہ ادا کیا تو اس نے کہا: میں اپنے گھوڑے کو سولہ رطل دانہ کھلاؤں گا اور (نحوۃ اللہ) رسول اللہ ﷺ کے قتل کے موقع پر اس کو استعمال کروں گا، آپ کے سامنے جب اس کا ذکر ہوا تو فرمایا: انشاء اللہ میں اسے قتل کروں گا۔

پھر احد کے موقع پر ابی بن خلف زرہ اور خود اور دوسرے اسلحہ و سامان حفاظت سے لدا ہوا گھوڑے پر سوار ہوا اور کہنے لگا کہ "محمد ﷺ اگلی مرتبہ توبیخ گئے مگر اب کو ہرگز نہ چھوڑوں گا۔"

احد کا میدان کارزار گرم تھا کہ اس نے حضور نبی کریم ﷺ کی جانب گھوڑا دوڑایا، اس کے تیر دیکھ کر جان نثاران رسول اللہ ﷺ نے اس کو اللہ موت چکھانا چاہا مگر آپ ﷺ نے فرمایا: اس کا راستہ چھوڑ دو اور رسول اللہ ﷺ نے اس کے جسم پر سوار زرہ کے درمیان ترقوہ نیزے کی آئی کا چمکا لگایا، اپنی زخمی ہو کر گھوڑے سے نیچے راہ و مد طریقہ تک آندہ پہنچ سکا۔ راستے میں ہی دم توڑ دیا۔ ابی بن خلف جب زخمی ہو کر گرا تو اس کے کچھ ساتھی اسے پوچھنے آئے تھے۔ وہ تل کی طرح ذکر رہا تھا، انہوں نے کہا کہ کیوں اتنا شور مچا رہا ہے۔ تجھے تو ایک معمولی حراثت آئی ہے، تو اس نے ان سے رسول خدا ﷺ کے اس اوشاد کا ذکر کیا کہ "میں ابی کو قتل کروں گا۔" اس کے بعد اس نے کہا: قسم اس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جو تکلیف مجھ پر گز رہی ہے اگر وہ اہل ذی الجوار پر ہوتی تو وہ سب کے سب مر جاتے اور اسی طرح کہ مکرر پہنچنے سے پہلے ہی راستہ میں مر گیا۔

﴿تفسیر، ۱/۲۱۰، حاکمی﴾

شہاب ؓ حضرت سعید بن المسیب ؓ سے بیان کیا ہے۔

﴿تفسیر﴾

حضرت عبداللہ بن جبیر ؓ کے ماتحت تیر اندازوں نے دیکھا کہ تمام مشرکین میدان چھوڑ گئے تو انہوں نے کہا: غنیمت اے لوگو! غنیمت! مسلمان بھالی غالب آ گئے، تم کس انتظار میں کھڑے ہو؟ اس اب چلو غنیمت لو! "حضرت عبداللہ بن جبیر ؓ نے فرمایا: "تم رسول اللہ ﷺ کی تاکید کو بھول گئے

کہ آئندہ حکم ملے تک اپنی جگہ کو نہ چھوڑنا۔

انہوں نے کہا: ”جنگ ختم ہو چکی ہے اب ضرورت نہیں ہے، ہم کو مال غنیمت ضرور لوٹنا چاہیے۔“
جب وہ وہاں سے بڑے تو مشرکوں کے منہ پھر گئے اور وہ بھاگنے والے مقابلے پر آگئے اور پھر صورتحال بدل گئی، یہی وہ صورتحال ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:
وَالَّذِينَ يَدْعُونَ يَدْعُوا غَوًى كُمْ هِيَ أَغْرَتْكُمْ

﴿سورہ آل عمران﴾

یہ رسول تم کو آخرت کی طرف بلاتے ہیں، اس وقت رسول اللہ ﷺ کے پاس بارہ افراد کے سوا کوئی اور نہیں تھا اور ہم میں سے ستر افراد شہید ہو گئے۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام نے بدر کے دن ایک سو چالیس مشرکوں کو ہٹا لیا تھا اور ستر مشرکین قید ہوئے اور ستر مشرکین مارے گئے۔
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی نصرت جیسی جنگ احد میں ہوئی تھی ایسی کسی جگہ نہیں ہوئی۔ لوگوں نے اس کا انکار کیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس کا انکار کرنے والوں کے درمیان اللہ تعالیٰ کی کتاب موجود ہے۔

○ اللہ تعالیٰ یوم احد کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے:

وَلَقَدْ خَدَعَكُمْ اللَّهُ وَعَدَهُ أَذْ تَحْسُرُونَ لَهُمْ يَاقُيُ

ترجمہ: ”اور بے شک اللہ نے تمہیں جگ کر دکھایا اپنا وعدہ جبکہ تم اس کے حکم سے کافروں کو قتل کرتے تھے۔“

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: جس کا مطلب قتل ہے۔ حَتَّىٰ إِذْ فَسَلْتُمْ (سورہ آل عمران)
”کہ جب تم نے بزدلی کی۔“ (اس سے مراد وہی تیر انداز ہیں۔)

اس کا واقعہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے تیر اندازوں کو ایک جگہ قائم کر کے فرمایا: ”تم ہماری پشت کی حفاظت کرنا اگر تم یہ بھی دیکھو کہ ہم قتل ہو رہے ہیں تو ہماری مدد کو آنا اور اگر تم دیکھو کہ ہم غنیمت جمع کر رہے ہیں تب بھی تم ہمارے شریک آکر نہ بٹنا۔ جب رسول اللہ ﷺ قائم ہوئے اور مشرکوں کے لشکر کو تہہ و بالا کر دیا تو تمام تیر انداز لشکر میں آکر مال غنیمت حاصل کرنے لگے اور وہ تیر انداز رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کی صفوں میں شامل ہو کر ان سے کھل مل گئے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنے ہاتھ کی انگلیوں کو ملا کر بتایا اور ایک دوسرے میں غم ہو گئے۔ جب تیر اندازوں نے اس جگہ کو خالی کر دیا، جہاں ان کو متعین کر دیا گیا تھا، تو اس جگہ یعنی نبی کریم ﷺ کے اصحاب کی پشت سے مشرکوں کے تھوڑے سے سوار داخل ہو گئے، ایسی حالت میں بعض نے بعض کو قتل کیا اور مسلمانوں میں سے بہت سے لوگ شہید ہو گئے۔

رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب کیلئے ان کا ابتدائی پہرہ (کامیابی کا پہرہ) تھا، یہاں تک کہ مشرکوں کے ساتھ یا نوحہ و رمارے ہوئے، اس وقت شیطان نے آواز لگائی: ”فَبَلِّغْهُمْ نِعْمَتَكَ“ (نعمت با اللہ) اس آواز کے صحیح ہونے میں کسی نے شبہ نہیں کیا، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ، صحابہ کے درمیان

ظاہر ہوئے اور وہ ہم نے آپ کے جھک کر چلنے کے سبب سے پہچانا۔ اس وقت ہمیں اتنی خوشی ہوئی کہ اب تک جو مصیبت ہمیں پہنچی تھی کو یا ایسا معلوم ہوا کہ کوئی مصیبت ہی ہمیں پہنچی۔ حضور نبی کریم ﷺ ہماری طرف بلندی پر صعود فرما رہے تھے اور فرماتے تھے کہ اس قوم پر اللہ تعالیٰ کا غضب شدید ہو گیا ہے۔ جس قوم نے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کے روئے تاباں کو لہو لہان کیا ہے اور دوسری مرتبہ آپ نے فرمایا: "وَاللّٰهُمَّ لَئِنْ لَمْ يَغْلُوْنَا" ترجمہ: "الہی ان کیلئے سزاوار نہیں کہ یہ ہم پر غلبہ پائیں۔"

﴿امور نبوی﴾

نبی کریم ﷺ جبرئیل و میکائیل علیہم السلام کی محافظت میں:

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ یوم اُحد میں میں نے رسول اللہ ﷺ کی داہنی اور بائیں جانب سفید لباس میں دو شخصوں کو دیکھا کہ وہ آپ ﷺ کی طرف سے شدید لڑائی لڑ رہے تھے، میں نے ان دونوں شخصوں کو تھام کر اس سے پہلے دیکھا، نہ اس کے بعد دیکھا، یعنی یہ حضرت جبرئیلؑ اور حضرت میکائیلؑ تھے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

شیعی روایت نے مجاہد رضی اللہ عنہ کی روایت سے اس حدیث کو اس طرح بیان کیا ہے کہ بدر کے سوار فرشتوں نے کسی اور جگہ (جگہ میں) قتال نہیں کیا اور کہا کہ ان کی مراد یہ ہے کہ فرشتوں نے یوم اُحد مسلمانوں کی طرف سے قتل نہیں کیا، جبکہ مسلمانوں نے رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کی اور وہ حضور نبی کریم ﷺ کے حکم پر قائم نہ رہے، اور القدی رضی اللہ عنہ نے اپنے مشائخ سے آیت کریمہ: "لَقَدْ اِنْ تَضْبِرُوْا وَتَقْتُلُوْا" (سورہ آل عمران) ترجمہ: "ہاں کیوں نہیں اگر تم صبر و تقویٰ کرو۔" کی تفسیر میں روایت کی ہے کہ انہوں نے صبر نہیں کیا اور قتل کئے تو ان کی مدد نہیں کی گئی۔ (اسے بخاری رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے۔)

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے صبر و تقویٰ پر مسلمانوں سے پانچ ہزار نشان فرشتوں کے ذریعہ ان کی مدد کا وعدہ فرمایا تھا اور اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی کیا بھی! مگر جب مسلمانوں نے رسول اللہ ﷺ کے حکم کی نافرمانی کی اور اپنی منوں کی جگہ کو چھوڑ دیا اور دنیا کا ارادہ کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے ان سے فرشتوں کی مدد کو اٹھالیا۔

﴿بخاری﴾

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی شہادت:

القادی رضی اللہ عنہ نے اپنے مشائخ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب مشرکین میں بھگدڑ مچ گئی اور شیر اندازوں نے جگہ چھوڑ کر مال نیست کو جمع کرنا شروع کر دیا تو مشرکین پلٹ پڑے اور ان کو شہید کرنا شروع کر دیا، مسلمانوں کی صفیں درہم برہم ہو گئیں اور ان کی ہچک چلنے لگی۔ ہوا حاکم ہو گئی اور وہ پلٹ کر چلنے لگی حالانکہ اس سے قبل صبا چل رہی تھی۔ ابلیس نے منادی کر دی کہ (معاذ اللہ) محمد (ﷺ) قتل کر دیے گئے اور اسی طرح مسلمان آپس میں مل گئے اور غیر شعوری طور پر انہوں ہی کو قتل کرتے گئے۔

جلدی دور و بشت میں بغیر امتیاز کے ایک دوسرے کو مارنے لگے۔ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ جو لشکر اسلام کے علمبردار تھے اس گیر و دار میں شہید ہو گئے تو ایک فرشتے نے حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کی صورت میں علم کو پکڑ لیا۔ اس دن فرشتے تو موجود تھے مگر انہوں نے قتال نہیں کیا۔

﴿ابن سعد﴾

فرشتوں کا مدد کرنا:

محمود بن سید رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عمارت بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے بارے میں دریافت فرمایا اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک گھائی میں تشریف فرما تھے میں نے عرض کیا: ”میں نے ان کو پہاڑ کے پہلو میں دیکھا ہے۔“ یہ سن کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ان کے ساتھ فرشتے کافروں سے قتال کر رہے ہیں۔

حضرت عمارت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں یہ سن کر میں حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا تو میں نے ان کے پاس (مشرکوں) سات لاشوں کو پڑ پایا۔ میں نے ان سے کہا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھ کو فتح مندی عطا کرے گا۔ ان سب کو تم نے قتل کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ اس کو اور اس کو تو میں نے قتل کیا ہے۔ (لاشوں کی طرف اشارہ کر کے کہا) اور بتایا کہ اس نے قتل کیا ہے۔ جس کو میں نے نہیں دیکھا! یہ سن کر میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا۔

﴿طبرانی، ابن سعد، ابن مساکر﴾

محمد بن شریف بن عبد ربی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ یوم اہد میں حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ علم کو اٹھائے ہوئے تھے۔ ان کا داہنا ہاتھ قطع ہو گیا تو بائیں ہاتھ میں علم لے لیا۔ اس وقت ”وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الوبسل“ ان کی زبان پر تھا۔ ان کا بائیں ہاتھ بھی کٹ گیا۔ لیکن انہوں نے علم کو گرنے نہیں دیا اور اپنے دونوں بازوؤں سے جن سے خون کے سائے جاری تھے، پرچم اسلام کو بندھ سے لگا لیا۔ اس کے بعد وہ شہید ہو گئے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ جب کٹ کر گرا تو اس وقت شدت تکلیف سے کہ ”آہ“ ان کی زبان سے نکلا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے طلحہ! اگر تم اللہ تعالیٰ کا نام لیتے تو تم کو فرشتے اٹھا لیتے اور لوگ اس منظر کو دیکھتے ہوتے اور تم قضائے آسمانی میں کم ہو جاتے۔

﴿نسائی، طبرانی، نسبی﴾

حضرت عبد اللہ بن عوان رضی اللہ عنہ حضرت عمیر بن اسحاق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ہٹ کر لوگ پھیل گئے اس وقت حضرت سعد رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے کھڑے ہوئے تیر اندازی کرتے رہے تھے اور ایک جوان ان کو تیر دے رہا تھا، جب کوئی تیر ان کی

ہو گئیں اور فرمایا الہی! اللہ کو محفوظ رکھ جس طرح کہ اس نے اپنے چہرے سے تیرے نبی کے چہرے کو بچایا ہے اور اس کی آنکھ کو دوسری آنکھ سے زیادہ حسین اور تیز نظر بنادے۔

﴿طبرانی، المعجم﴾

حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی شہادت:

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے احد کے دن مجھے حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی تلاش میں بھیجا اور ہدایت فرمائی اگر وہ مل جائیں تو ان کو میرا سلام کہنا اور پوچھنا کہ تم نے معاملات خداوندی کو کیسا پایا۔ میں ان کو شہدائے احد میں تلاش کرتا ہوا، ایسے عالم میں پہنچا کہ ان کی جان لبوں پر تھی، ان کے جسم پر تیر، تگوار اور نیزوں کے ستر زخم تھے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے بے انتہا کرب اور غمگینی کی حالت میں کہا تم حضور رسالت مآب ﷺ کی خدمت میں عرض کرنا۔

”اے اللہ کے رسول ﷺ؟ میں اس حال میں ہوں کہ جنت کی ہوائیں میرے لیے آ رہی ہیں۔“ اور میرے مدنی انصاری بھائیوں سے کہنا کہ ”اگر حضور نبی کریم ﷺ کے حکم پر جان فدا کرنے میں سستی بھی ہوگئی، تو اس کے لیے بارگاہ الہی میں کوئی عذر نہ چلے گا۔“ یہ بیانات دیتے کے بعد ان کے مجروح جسم سے روح عالم بالا کو پرواز کر گئی۔

﴿عالم، سنن﴾

واقعی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خیمہ رضی اللہ عنہ کے واقعہ میں بیان کیا کہ انہوں نے احد کے موقع پر رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: افسوس کہ میں بدر کے موقع پر پیچھے رہ گیا تھا، باوجود کہ میں شرکت بدر کے لیے بہت حریص تھا۔ آپ نے میرے لڑکے کی بدر میں شرکت کے لیے قہر اندازی فرمائی، اس کا نام نکل آیا، وہ شریک ہوا اور مرتبہ شہادت پایا۔ آج رات میں نے اسے خواب میں دیکھا کہ

”وہ نہایت اچھی صورت میں ہے اور انہار جنت اور سبزہ زار جنت میں معروف گل

گشت ہے اس نے مجھے دیکھ کر کہا: والد محترم! میرے پاس آ جائیے! ہم دونوں ان

آرائش گاہوں میں رہیں گے۔ میں نے ان سب وعدوں کو پایا جن کی خیر مجھ کو اللہ تعالیٰ

کے رسول ﷺ کے ذریعہ ملی تھی۔“

تو اسے رحمت عالم ﷺ! میں خواب کے بعد سے اپنے بیٹے کی رفاقت کا امیدوار ہوں۔ براہ کرم آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے میری شہادت کے لیے دعا فرمادیتے اور جنت میں اس کی رفاقت کی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی اور وہ احد کے روز شہید ہوئے۔

﴿سنن﴾

شوق شہادت

حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صحابی کو حضرت عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے احد سے ایک روز پہلے یہ دعا مانگتے سنا

”اے اللہ تعالیٰ! کل دواہی احد میں جب معمر لہ کارزار کرم ہو تو ایک بہت صاحب قوت کافر سے مجھے لڑا دینا وہ سینے پر چڑھ کر مجھے قتل کرے، ہیٹ چاک گروے، میرے ناک کان کاٹ لے۔ پھر اے میرے پروردگار! میں تیرے حضور اس حالت میں پہنچوں تو پھر تو مجھ سے پوچھے کہ یہ کس وجہ سے ہوا ہے؟ تو میں عرض کروں کہ یہ تیری راہ میں ہوا ہے۔ دوسرے دن جب جہاد کیا گیا تو دشمنوں نے ان کے ساتھ ان کی دعا کے مطابق عمل کیا اور ان کے اعضاء کا شلہ کیا گیا۔“

﴿ابن سعد، ماکم، بتنی﴾

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے والد کی شہادت:

حضرت عمرو بن سائب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ احد کے دن جب رسول اللہ ﷺ زخمی ہوئے تو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے والد حضرت مالک رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے زخموں کو چات کر صاف کیا اور جب ان سے کہا گیا خون کو تھوک دو، تو انہوں نے کہا: میں حضور نبی کریم ﷺ کے خون کو کبھی نہ تھوکوں گا۔ اس کے بعد وہ لڑنے میں مصروف ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر کوئی جنتی شخص کو دیکھنا چاہے تو وہ مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھ لے۔ پھر وہ شہید ہو گئے۔

﴿بتنی﴾

عہد شکنی کی سزا:

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ بدر کے قیدیوں میں جن لوگوں کو بغیر فدیہ کے چھوڑا گیا، ان میں سے ایک ابو عزمہ تھی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس کو اس کے بیٹے کی وجہ سے چھوڑ دیا تھا اور اس سے عہد لیا گیا تھا کہ آئندہ کبھی جنگ میں شریک نہ ہوگا۔ مگر اس نے عہد شکنی کی اور لشکر کفار کے ساتھ احد میں آیا۔ رسول اللہ ﷺ کی خواہش تھی کہ قتل اور واپسی کے بجائے اس کی حراست عمل میں آئے۔ چنانچہ احد میں صرف ایک قیدی بنایا گیا اور وہ ابو عزمہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو قتل کرا دیا۔

﴿بتنی﴾

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے احد کے دن ارشاد فرمایا کہ ”آج کے بعد مشرکین اس طرح کی گزند نہ پہنچا سکیں گے۔“

﴿بتنی﴾

واقفی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مشائخ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس دن یعنی یوم احد کے بعد مشرکین ہم سے بازی یعنی غلبہ نہ لے سکیں گے، یہاں تک کہ ہم رکن کو بوسہ دیں گے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ معمر کہ احد میں جب مید العہد ام حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا انہیں زخموں نے لکھیں، ”ان کو یہ معلوم نہ تھا کہ ان کے ساتھ کیا

محاصرہ ہوا ہے۔ تلاش کے دوران حضرت علی المرتضیٰؑ اور حضرت زبیرؓ ملے، ان حضرات سے دریافت کیا: "حزہ کہاں ہیں؟" ان دونوں حضرات نے ایسا جواب دیا کہ جیسے وہ خود بے خبر ہیں، پھر وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئیں، رسول اللہ ﷺ کو اندیشہ تھا کہ میری بیوی بھی جب اپنے بھائی کو اس حالت دیکھیں گی تو بے تاب اور بے قابو ہو جائیں گی۔ آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک ان کے سینے پر رکھا اور دعا کی تو انہوں نے "اِنَّهٗ وَاَنَا اِلَيْهٖ رَاجِعُوْنَ" پڑھا اور بغیر آواز نکالے روئے گئیں۔

﴿اِنْ سَعِدَ عَامِلٌ مِنْكُمْ﴾

حضرت عوف بن محمدؓ سے روایت ہے کہ بعد از جنگ تبہ بن ربیعہ احد میں یہ خبر مان کر آئی تھی کہ اگر میں نے حضرت حمزہؓ پر قابو پایا تو ان کے جگر کو نکال کر چبائوں گی، تو اس نے سید الشہداءؑ اور اشیخ اور ان حضرت حمزہؓ کے جگر کا پارچہ لے کر چبایا اور صلیبی سے اتارنا چاہا مگر نہ اتار سکی، تو اس نے اُگل دیا، جب یہ خبر رسول اللہ ﷺ کو ہوئی تو آپؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آتش و دوزخ پر حرام کر دیا ہے کہ وہ حضرت حمزہؓ کے جسم کے کسی حصے کو بھی جلائے۔

﴿اِنْ سَعِدَ عَامِلٌ مِنْكُمْ﴾

واقعی برائے نے اپنے مشائخ سے روایت کی ہے کہ قبل اسلام سوید بن سمات نے زیاد ابوہریرہ کو ایک جنگ میں جبکہ وہ دونوں مقابلے پر آئے قتل کر دیا تھا، کچھ دنوں کے بعد ہجڑہ نے اپنے باپ کے انتقام میں سوید کو قتل کر دیا۔ قتل اول سے دوم تک، یہ واقعات اسلام سے پہلے کے ہیں، پھر جب حضور نبی کریم ﷺ نے ہجرت فرمائی اور مدینہ میں رونق افروز ہوئے تو حارث بن سوید اور ہجڑہ بن زیادؓ دونوں اسلام لے آئے اور دونوں بدر میں شریک ہوئے تو حارث اپنے باپ سوید کے انتقال کیلئے ہجڑہ کی گھات میں رہا مگر حارث ہجڑہ پر قابو نہ پاسکا۔ ایک سال بعد احد کا معرکہ آیا اور حارث اور ہجڑہ مسلمانوں کے لشکر میں صف آراء ہوئے اور گھسان کے دن کے موقع پر حارث ہجڑہ کے پیچھے آیا اور اس کی گردن ازادی، پھر جب رسول اللہ ﷺ صحراء الاسد سے واپس تشریف لائے تو حضرت جبریل علیہ السلام نے آکر خبر دی کہ حارث بن سوید نے ہجڑہ بن زیاد کو دھوکے سے قتل کر دیا ہے اور حکم پہنچایا کہ حارث کو قتل کر دیا جائے۔

رسول اللہ ﷺ اسی وقت سخت گرمی میں روم ہر کے وقت مدینہ منورہ کے مضافات علاقے قبا تشریف لے گئے، مسجد قبا میں جا کر نماز پڑھی۔ باشندگان قبا نے جب یہ سنا کہ حضور نبی کریم ﷺ تشریف لائے ہیں تو وہ مقام و نیاز کیلئے حاضر ہونے لگے۔ حارث بن سوید درس سے رنگی ہوئی چادر اوڑھے آیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جب اسے دیکھا تو عدیم بن ساعدہ کو بلا کر کہا کہ حارث بن سوید کو سجدہ کے دروازے پر لے جا کر ہجڑہ بن زیاد کے قصاص میں گردن مار دو، کیونکہ ہجڑہ کو اس نے دھوکے سے قتل کیا ہے۔

حارث نے عرض کیا: مجھے اقرار ہے کہ میں نے ہجڑہ کو قتل کیا ہے اور میرا یہ فعل ہر گز اسلام سے انحراف کی بناء پر نہ تھا اور نہ ہی اسلام کے حق ہونے میں مجھے کوئی شک و شبہ تھا، لیکن یہ قتل شیطان کے فریب اور نفس کی افواہ کی نظام پر ہوا ہے اور میں اپنے اللہ تعالیٰ کے حضور میں اس محسیت کے ارتکاب کی بنا پر استغفار کرتا

اور دیت ادا کرتا ہوں، یا پے در پے دو مہینے کے روزے رکھتا ہوں اور ایک غلام آزاد کرتا ہوں، جب اس نے اپنی پوری بات کہی تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اے عدیم! اسے لے جاؤ، اور گردن اڑا دو۔“ تو وہ لے گئے اور اس کی گردن مار دی، اس بارے میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے یہ اشعار کہے:

یا حارب فی سنة من نوم اولکم ام کت و یحک مطرا بجبریل
ام کوف یابن زباد حین نقتله نطرة فی قضاء الارض مجهول
ترجمہ: ”اے حارث! تم زمانہ جاہلیت کی نیند میں غرق رہے اور اپنی عداوت میں تم نے ابن زیاد کو قتل کر دیا، تم پر افسوس ہے، تم حضرت جبریل علیہ السلام کی وحی سے دھوکے میں رہے، اس وقت تمہاری کیا حالت تھی جب تم نے ابن زیاد کو دھوکے سے ایسی زمین میں قتل کیا جس میں کوئی مفرگ راہ نہ تھی۔“

﴿ابن سعد﴾

شہداء اُحد کے جسم چالیس سال بعد صحیح سلامت:

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے بتایا: میرے والد حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو پہر زمانہ حضرت معاویہ بن صفیان رضی اللہ عنہ ان کی قبر سے نکالا گیا تو ان کو اسی حالت میں پایا جس حالت میں انہیں دفن کیا گیا تھا۔

﴿بخاری﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُحد کے شہداء پر ایک مرتبہ اور تالہ و شیون کی آوازیں بلند ہوئیں، جس زمانے میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مہر کھدائی تو بہت سے لوگ قبر کھودنے پر مامور ہوئے اور انہوں نے بعض شہیدوں کو ان کی قبروں سے نکالا تو چالیس برس کے بعد بھی ان کی وہی حالت تھی، جیسی کہ اُحد کے روزِ وفات کے وقت تھی، نہ مٹی سے ان کے جوڑ ڈی روح اجسام کی طرح مڑ رہے تھے۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے جسم پر کھدائی کے دوران کدال پڑ گیا تو اس سے خون جاری ہو گیا۔ اسے نبی کریم ﷺ نے دوسری سند کے ساتھ نقل کیا ہے اور اسی میں یہ طریق واقعہ دی رضی اللہ عنہ ان کے مشائخ سے مروی ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد ماجد حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو اس حال میں پایا کہ ان کا ہاتھ زخم پر تھا، ہاتھ ہٹایا گیا تو زخم سے خون بہنے لگا، ہاتھ کو پھرویں رکھ دیا گیا تو خون رک گیا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد کو ان کی قبر میں اس طرح دیکھا کہ گویا وہ خوابِ استراحت میں ہیں اور وہ یمنی چادر جس میں انہیں کفن دیا گیا تھا، اس کا ایک تار یا ایک ڈورہ تک نہ بدلا تھا اور جو چیز ان کے پاؤں پر ڈالی گئی تھی، اسی حالت اور صورت میں تھی۔ یہ پانی کی نکاسی کی غرض سے کھدائی ۳۰ ہجری میں ہوئی تھی۔

﴿ابن سعد، بخاری، ابوسعید﴾

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے شہداء اُحد کی قبور کی کھدائی کے بارے میں فرمایا کہ جب تریارت

شہداء کا عام مشاہدہ ہو چکا ہے تو ان کے ”احیاء“ کے بارے میں اب کسی منکر کو خیال انکار نہیں ہو سکتی۔
ایک روایت میں ہے کہ جب قبروں کو کھودا گیا تو مٹی سے ایک لطیف خوشبو مثل مشک ہر طرف پھیل گئی۔

شہداء احد کے مزارات سے سلام کا جواب:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شہدائے احد کے بارے میں فرمایا:
میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ سب بارگاہ الہی میں ہیں، تو تم جاؤ اور ان کی زیارت کرو، قسم ہے اس ذات کی جس
کے قبضے میں میری جان ہے، قیامت تک جو بھی ان پر سلام بھیجے گا وہ ان کو سلام کا جواب دیں گے۔

﴿سنن بیہقی﴾

ابن فرودہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے احد کے دن قبور شہداء کی زیارت کی اور فرمایا:

اللہم ان عبدک و نسیک بشہد ان هؤلاء شہداء و انه من زارہم او سلم
علیہم الی یوم القیمۃ ردوا علیہ

﴿ماکم سنن بیہقی﴾

عطاف رحمۃ اللہ کہتے ہیں مجھ سے میری خالہ نے بیان کیا کہ انہوں نے شہدائے احد کے مقابر کی
زیارت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ میرے ہمراہ صرف دو غلام تھے جو سواری کی حفاظت کر رہے تھے۔ میں
نے صاحبان قبور شہداء کو سلام کیا۔ میں نے اپنے سلام کا جواب سنا اور پھر آواز کی: ہم تم کو اسی طرح
پہچانتے ہیں، جس طرح ہم آپس میں ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں۔

وہ بیان کرتی ہیں اس کے بعد میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور میں لوٹ آئی۔

واقعی رحمۃ اللہ سے روایت ہے کہ فاطمہ خراعیہ رحمۃ اللہ علیہا نے بیان کیا کہ میں نے سید شہداء
حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت کی اور کہا: ”السلام علیک یا عم رسول اللہ“ (اے اللہ کے رسول کے
عم محترم! آپ پر سلام ہو۔) تو میں نے اس کے جواب میں سنا: ”وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ“
﴿سنن بیہقی﴾

قبر سے تلاوت قرآن کی آواز:

ابن مندہ نے حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں نے اپنے اس مال کے
پاس پہنچنے کا ارادہ کیا جو بنی میں تھا تو مجھے رات نے آیا اور میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو ابن حزام
رضی اللہ عنہ کی قبر کے پاس پناہ لے لی اور میں نے قبر سے قرأت کی آواز سنی۔ پھر جب میں لوٹا تو میں نے
حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس واقعہ کو بتایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: قرأت کرنے والے
عبداللہ رضی اللہ عنہ تھے۔ شاید تم کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی روحوں کو قبض کر کے زبرد و یا قوت کی
قدیلوں میں رکھتا ہے، پھر ان کو جنت کے وسط میں لٹکا دیتا ہے، رات بھر کیلئے رو میں اپنے جسموں کے
پاس آتی ہیں اور فجر تک رکتی ہیں، پھر اپنے مقامات پر واپس ہو جاتی ہیں۔

حَمْرَاءُ الْأَسَدِ کا معجزہ:

ابن اسحاق رحمہ اللہ نے کہا: مجھ سے عبد اللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم رحمہ اللہ نے حدیث بیان کی کہ ابوسفیان نے عبد القیس کے ان سواروں سے جو مدینہ جا رہا تھا کہا کہ محمد (ﷺ) کو بتا دینا کہ ہم ان پر پٹ آنے والے ہیں تاکہ ہم ان کا قلع قح کر دیں جب وہ سوار رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور ابوسفیان کا پیغام دیا تو آپ ﷺ نے اور اصحاب کرام نے کہا: "حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ"۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جب سیدنا حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کو غزوہ بدر کے دن میں ڈالا تو انہوں نے کہا تھا: "حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ" اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے بھی انہی کلمات کا ذکر کیا۔

قائد:

غزوہ اُحد سے فارغ ہو کر جب مشرکین کئی منزل دور چلے گئے تو انہوں نے سوچا اور آپس میں تبادلہ خیال کرتے ہوئے کہ ہم نے یقیناً قابلِ ملامتی حاکم کی ہے اور وہ یہ کہ محمد (ﷺ) کی طاقت کو توڑ دینے کا جو ہمیں سنہری موقع تھا اس سے فائدہ اٹھاتے بغیر چلے آئے اور وادی اُحد میں قنصلت جب دست چکے تھے تو اس کے فوراً بعد بڑھ کر مدینہ کے گھروں اور عورتوں اور رہے سے مسلمانوں کو قسم کر دینا چاہتے تھے۔ کچھ کافروں نے کہا: اب لوٹ کر مدینہ پر حملہ کیے دیجئے ہیں مگر ہمت نہ ہوئی۔ راستہ میں قریش مکہ کو عبد القیس کا قافلہ ملا جو مدینہ کی طرف آ رہا تھا اس کے ذریعہ یہ ہوائی پیغام دینے پر اتفاق کیا جس کا ذکر اوپر متن میں ہے۔

ادھر حضور نبی کریم ﷺ کو بھی اندیشہ تھا کہ یہ دشمن اسلام کہیں مدینہ پر نہ ٹوٹ پڑیں، اس لیے ابھی تھکے ماندے مسلمانوں نے ہتھیار بھی نہ کھولے تھے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: قریش کے تعاقب میں چلو ہنس وہ اطاعت کیلئے کمر بستہ ہو گئے اور حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ حراء الاسد تک گئے جو مدینہ سے آٹھ میل پر ہے۔ قرآن پاک میں اجمالاً اس طرح فرمایا گیا:

لَقَدْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ لَعَنَّاهُمْ فَسَلَوْنَ كَيْدَهُمْ إِلَىٰ قَوْمِهِمْ ۚ فَلَمَّا أَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ الْأُولَىٰ أَوَّاهُوا وَنَادَوْا رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هَٰذَا ۖ لَمْ نَجْعَلْ لَكَ الْإِيمَانُ ۖ وَلَمْ نَكُنْ لَكَ الْوَكِيلُ ۚ

﴿سورۃ آل عمران﴾

ترجمہ: "وہ جو اللہ و رسول کے بلائے پر حاضر ہوئے بعد اس کے انہیں رخم بکھی چکا تھا ان کے نیکو کاروں اور پرہیزگاروں کیلئے بڑا ثواب ہے، وہ جن سے لوگوں نے کہا کہ لوگوں نے تمہارے لیے جتنا جواز تو ان سے ڈر تو ان کا ایمان اور ترائد ہوا اور بولے اللہ ہم کو پس ہے اور کیا اچھا کارساز۔" ﴿از سترجم﴾

مسلمانوں کی ایک جماعت پر بنی ہدیل کا حملہ اور معجزات کا ظہور:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے ایک چھوٹی سی جماعت کو دیکھ بھال کیلئے بھیجا اور اس جماعت پر حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کیا۔ یہ جماعت مغوضہ خدمت انجام دینے کے سلسلہ میں عسکان اور مکہ کے درمیان تھی اور بنی ہدیل کو معلوم ہوا اور ایک سو سے زیادہ افراد مسلح ہو کر مسلمانوں کے تعاقب میں روانہ ہوئے اور نشانہات قدم پر چلتے رہے حتیٰ کہ انہوں نے جماعت مسلمین کو پالیا اور محاصرہ میں لے کر کہا:

”ہم وعدہ کرتے ہیں اگر تم خود کو ہمارے حوالے کر دو گے تو پھر ہم تم سے نہ کسی کو قتل کریں گے نہ کوئی ایذا دیں گے۔“

حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے کہا: ”ہم کافروں کے عہد اور ضمان میں آنا گوارا نہیں کر سکتے۔“ پھر دعا کی: ”اے ہمارے پروردگار! اس صودہ تعالٰی کی خیر اپنے نبی ﷺ کو دیدے۔“

اسکے بعد کافروں نے تیر اندازی شروع کر دی۔ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ لڑتے رہے۔ بالآخر شب شہید ہو گئے اور تین مسلمان جن میں حضرت ضعیب رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن وحشہ رضی اللہ عنہ اور ایک اور صحابی باقی رہ گئے۔ ان حضرات کرام سے کافروں نے قول و قرار کے بعد لڑائی بند کر دی۔ جب کافروں نے ان پر قابو پا لیا تو کمانوں سے چلوں کو اتار کر باندھ دیا۔ ان مسلمانوں میں سے ایک نے کہا: یہ ان کافروں کی پہلی خلاف ورزی اور دھوکہ ہے انہوں نے چند مسلمانوں کو قتل کر دیا اور حضرت ضعیب و زید رضی اللہ عنہ کو مکہ میں لے جا کر فروخت کر دیا۔

حضرت ضعیب رضی اللہ عنہ کو حارث بن عامر بن نوفل کے بیٹوں نے خرید لیا چونکہ پدر میں حضرت ضعیب رضی اللہ عنہ نے حادثہ کو قتل کیا تھا، چند روز ابن حارث کی قید میں گزارے تھے، ایک روز گھر کے کسی فرد سے حضرت ضعیب رضی اللہ عنہ ایک استرہ کو دیکھ رہے تھے کما تھا تا ایک چھوٹی بچی ان کے پاس چلی گئی، حضرت ضعیب رضی اللہ عنہ نے ازراہ شفقت بچی کو ران پر بٹھا لیا۔ بچی کی ماں نے دیکھا تو وہ لڑ گئی۔ حضرت ضعیب رضی اللہ عنہ اس عورت کے اضطراب کو سمجھ گئے اور انہوں نے کہا: اے خاتون! تم کو اندیشہ ہے اور خوف ہے کہ میرے پاس استرہ ہے اور بچی اتنا قیمتی ہے کہ اس بچے کی بچہ ہوگی ہے اب میں اس بچی کو قتل کر دوں گا، یہی بات ہے نا؟

بچی کی ماں کچھ نہ بولی، البتہ اس کی نگاہیں رحم طلب اور لطف کی بچی تھیں، چنانچہ حضرت ضعیب رضی اللہ عنہ نے یہ تاثر لینے کے بعد فرمایا: ”اے اس معصوم کی ماں! تو اطمینان رکھ، میں انشاء اللہ ہرگز ایسا نہیں کروں گا، مسلمان ایسا نہیں کرتے۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ بچی بھی تمام عرب اور قبائل عرب کی طرح آنکھوں چند برسوں میں مسلمان ہو گئی تھی اور کہا کرتی تھی: ”میں نے ایسا عجیب اور اچھا قیدی کبھی نہ دیکھا اور میں نے اپنے زمانے میں کہہ میں کسی کا بھی کوئی بچل نہ تھا اور ہمارا قیدی اتنی زنجیروں سے بندھا ہوا،

مگر بایں برہان کے پاس تازہ ترین انگوروں کے خوشے ہوتے، وہ انہیں کھاتے اور کبھی میں سامنے آجاتی تو کچھ مجھے بھی دے دیتے۔"

راوی حدیث نے فرمایا: وہ جنت کے انگور تھے جو اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندے کی بھوک اور پیاس کو رفع کرنے کیلئے عطا فرماتا تھا۔

حضرت ضعیف رحمۃ اللہ علیہ کو جب ابن حارث اور اس کے اہل خاندان حرم سے لے کر چلے تو انہوں نے فرمایا: مجھے اتنا موقع دو کہ میں دو رکعت نماز پڑھ لوں اور پھر انہوں نے نماز پڑھ کر اپنے رب سے دعا کی، "اے اللہ! ان فاجر مانوں، سجدے سجاوڑ ہونے والوں اور اسلام کے دشمن خالوں کو گھیر لے اور پھر انہیں جدا جدا کر کے قتل کر دے اور اس درجہ سنگدل خاندان میں سے کسی ایک کو باقی نہ رکھ۔"

اسی روایت میں بیان ہو چکا ہے کہ حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شہادت سے قبل دعا کی تھی کہ اپنے پروردگار حضور تعالیٰ کی خبر اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیدے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور اس واقعہ کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچا دی۔

نبی بذیل کے کچھ لوگ حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ کی نعش کو شناخت کرنے کیلئے ان کے قریب آنا چاہتے تھے، اس کی وجہ یہ تھی کہ بدر کے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سے سردارانِ قریش کو قتل کیا تھا، اور بذیل والے اس کا رد مسخریہ کی خوشنودی حاصل کرنا چاہتے تھے، مگر اللہ تعالیٰ نے شہد کی ٹکھیوں سے مدافعت فرمائی اور وہ شناخت کیلئے آپ کی نعش کے نزدیک نہ پہنچ سکے۔

﴿بخاری، بیہقی﴾

شہد کی ٹکھیوں کا لاش کی حفاظت کرنا:

حضرت عاصم بن عمر بن قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ بذیل کے لوگوں نے جب حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ کو شہید کر دیا تو ان کا ارادہ ہوا کہ آپ کا سر کاٹ کر سلاقہ بنت سعد قرشی کی کے ہاتھ میں لے کر دیں، کیونکہ سلاقہ نے نذر مانی تھی کہ اگر میں نے عاصم پر قابو پا کر اس کو قتل کر کر دیا تو میں اس سے کافہ میں شراب نوش کروں گا۔ پس اللہ تعالیٰ نے مقتول کی ٹکھیاں اللہ تعالیٰ نے عاصم رحمۃ اللہ علیہ کی نعش کی حفاظت اپنے شہد کی ٹکھیوں کو بھیج دیا۔

﴿بخاری، بیہقی﴾

حضرت بریدہ بن ربیع رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت ضعیف رحمۃ اللہ علیہ کو جب خاندان حارث کے لوگ قتل کرنے کیلئے جا رہے تھے، تو انہوں نے اپنے خدا سے عرض کیا:

"اے رب کائنات! میں نہیں سمجھتا کہ کسے قاصد بناؤں اور وہ میرا آخری سلام تیرے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے جائے۔"

"پس اے واحد و بے ہمتا، الرحمہ الراحمین معبود! تو ہی اس کام کو کر دے۔" خدا کی پیام رسانی

کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا کہ اہل حرم میں تھے کہ معاف فرماتے ہیں، ولیکم السلام

صحابہ کرام نے عرض کیا: ”یا رسول اللہ ﷺ! کس کے سلام کا جواب عطا فرما رہے ہیں؟“ صحابہ کرام کے سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا:

”تمہارے بھائی حضرت خبیبؓ کو کافر قتل کرنے کیلئے لے جا رہے ہیں اور وہ ایک آخری سلام خلوص و محبت سے مجھے کر رہے ہیں۔“

بھر وہ دور کے تختے پر دعا کیلئے قیام رہے، ایک شاہد نے بعد میں بیان کیا کہ جب میں نے ان کو طلب کرتے دیکھا تو میں زمین پر لیٹ گیا، اس واقعہ کو ایک سال نہیں گزرا تھا کہ بجز ان لوگوں کے جو زمین پر لیٹ گئے تھے، وہ سب سر کیسں ہلاک ہو گئے۔

﴿یعنی، اوجیم﴾

بے موسم انگورو:

ماویہ باندی سے روایت ہے کہ حضرت خبیبؓ مکہ میں میرے گھر میں قید کیے گئے۔ میں ایک روز ان کے پاس گئی تو میں نے ان کو ایک بڑے تر تازہ اور عمدہ انگوروں کے خوشے کو کھاتے دیکھا حالانکہ اس زمانے میں انگور کا موسم تھا نہ بازار میں اس کا کوئی دان۔

﴿ان احاق﴾

میرے رب نے مجھے آگاہ کیا ہے:

واقفی رحمہ اللہ نے متعدد راویوں سے جن میں حضرت ابوایر ایم اور عبدالواحد بن ابی عون رحمہما اللہ وغیرہ شامل ہیں سے روایت ہے کہ ایک روز ابوسفیان بن حرب نے مکہ میں قریش کے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا:

”اے قریشیو! ایک عجیب مشکل مجھے درپیش ہے کہ جس کا کوئی حل میرے خیال میں نہیں آتا اور وہ مشکل یہ ہے کہ میں پوری قوم میں کسی ایک شخص کو بھی نہیں پاتا جو ہند منورہ پہنچ کر محمدؐ کو قتل کر دے اور بدر کے بعد میرے امداد اور میرے اندر کیا بلکہ پوری قوم کے اندر جو ہند بہ انتقام جو بڑن ہے وہ اس کارروائی کے بعد کچھ سرزد نہ جائے، حالانکہ وہ بغیر کسی امداد و خوف کے تمہائیوں میں اور بازاروں میں بھرتے ہیں۔“

اس کی یہ جذبات انگیز تقریر سن کر ایک اجڑا دیہاتی سفیان کے پاس آیا اور اس کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے بعد اس نے کہا:

”اے سردار! یہ کیا بڑی بات ہے، اگر تم تعاون کرو تو مدینہ پہنچتا ہوں اور محمدؐ کے قتل کرنے کی ذمہ داری لیتا ہوں۔ میں تمہارے بھرپور طریقہ ان اور اطلاع کے طور پر یہ بتا دینا بھی مناسب سمجھتا ہوں کہ میں اس نوعیت کے کاموں کی انجام دہی کیلئے تمام گھاتوں اور پیتروں سے بالکل واقف ہوں اور میرے پاس ایک کرگس کے خافیہ کے انداز کا ایک مہلک ٹیگر بھی ہے۔“

ابوسفیان انگوروں کے دوران اس کے چہرے اور لہجے کا بہ غور جائزہ لیتا رہا تھا۔ اس نے جواب دیا:

”تو میرا دوست ہے، نہیں پوری قوم کا درو مند ہے لو۔“ پھر اس کو ایک تیز رفتاراؤٹ اور سفر شروع دیا اور مدبرانہ انداز میں نصیحت کے طور پر کہا: ”تو اپنے ارادہ کو بہر صورت پوشیدہ رکھنا، کیونکہ ہو سکتا ہے کہ کوئی مطلع ہو جائے اور محمد ﷺ کو جا کر بتا دے۔“ بدو نے اتفاقاً اور رازداری کے خیال سے رات کو سفر کا آغاز کیا اور پانچ راتیں سفر کر کے چھ دن صبح کو ظہر الحمرۃ میں آیا اور پھر وہاں سے مدینہ پہنچ گیا اور رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں آیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام کو بتایا یہ شخص نیت بد کے تحت یہاں آیا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ اس کے اور اس کے ارادہ کے درمیان حائل ہے۔

اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا:

اے شخص! کیا تو صحیح صحیح نہ بتائے گا کہ تو کون ہے اور کس ارادہ سے آیا ہے اگر تو نے صداقت بیانی اور راست گوئی سے کام لیا تو سچائی تجھے نفع دے گی اور اگر تو نے جھوٹ بولا تو تجھے مظلوم ہونا چاہیے کہ میرے رب نے مجھے اس بات سے آگاہ کر دیا ہے جس کا تو نے ارادہ کیا ہے۔

بدو نے کہا: ”اے نادار انسان! مجھے موقع و بچنے اور میرے قول کو نامرست نہ سمجھئے۔“ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”مجھے سب کچھ بتا دیا گیا ہے اگر اس اختلاف کہے گا، نامرست ہوگا۔ پس ہماری طرف سے اطمینان رکھ اور صحیح صحیح صورت حال بیان کر دے۔“

بدو نے پوری صورت حال بلا کم و کاست بیان کر دی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں تجھے امان دے چکا ہوں تو جا سکتا ہے مگر اس سے زیادہ بہتر تیرے لیے ایک شے ہے؟ اس نے دریافت کیا وہ کیا؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وہ یہ کہ قول سے یقین اور زبان سے اقرار کر لے کہ ”اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور میں اللہ کا رسول ہوں۔“

تو اس نے ایسا ہی کیا اور مسلمانوں کے زمرے میں شامل ہو گیا۔ اس کے بعد اس نے کہا: ”میں لوگوں سے نہیں ڈرتا، میرا دل ہمیشہ قوی اور ارادہ مضبوط ہے، مگر یہاں آ کر جب آپ ﷺ پر نظر پڑی تو میرا فہم فائر اور رہنمائی سے عاجز ہو گیا اور اپنے قلب میں مجھ کو ضعف معلوم ہونے لگا۔ حیرت ہے آپ ﷺ میرے ارادہ سے باخبر ہو گئے، حالانکہ میں تیز رفتاراؤٹ میں تھا ہر ساواہاں کو پیچھے چھوڑتا ہوا آیا ہوں، اور میرے ارادے سے نہ کوئی باخبر ہے نہ میرا کوئی رازدار۔“

ظاہر ہے کہ اس پر امرار قومیت کے معاملہ سے آپ ﷺ کا واقف ہونا اللہ تعالیٰ کی مشیت سے ہوا ہے، اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کا کمر اس اور کھولا ہے اور یہی ایک بات اخی بڑی بات ہے جو آپ ﷺ کی سچائی اور نبی برحق ہونے کی بین دلیل ہے۔“

ستر (۷۰) قراہی کی شہادت کا واقعہ:

اشام بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بتایا میرے والد بیان کرتے تھے کہ جب مسلمان بیرو معونہ میں شہید ہوئے اور عمرو بن امیہ خمیری رضی اللہ عنہ نے گرفتار ہو گئے، تو ان سے عامر بن

ظہیل نے پوچھا یہ کون ہے اور اس نے ایک شہید مقتول کی طرف اشارہ کیا ہے۔ عمرو بن امیہ نے جواب دیا۔ یہ عامر بن لہیرہ ہیں۔ ان کا جواب سن کر عامر بن ظہیل نے کہا: ان کو شہید ہونے کے بعد میں نے آسمان کی طرف لے جاتے ہوئے دیکھا ہے۔ میں ان کے اور زمین کے درمیان آسمان تک دیکھتا رہا۔ اس کے بعد ان کو روک دیا گیا۔

رسول اللہ ﷺ کو جب ان شہداء کی خبر پہنچی تو آپ نے صحابہ کرام کو ان کی شہادت کی اطلاع دی اور یہ بھی بتایا کہ انہوں نے بارگاہ خداوندی میں عرض کی:

”اے ہمارے سربراہ! اتنا! ہمارے بھائی کو ہماری شہادت کی اور نیز اس بات کی کہ ہم تجھ سے اور تو ہم سے راضی ہو گیا ہے، خبر پہنچا دے“ اور میں ان کی دعا کی مقبولیت کے سلسلے میں تم کو اطلاع دے رہا ہوں۔ ﴿بخاری﴾

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں آئے اور عرض کیا: کچھ لوگوں کو ہمارے یہاں بھیجیں تاکہ وہ ہمیں قرآن سکھائیں۔ تو آپ ﷺ نے ان کے قبیلے کو تعلیم دینے کیلئے ستر انصاری قراء کو روانہ فرمایا، مگر ان لوگوں نے راستے ہی میں گھیر کر ان سب کو شہید کر دیا، ان قراء نے بدوقت شہادت دعا کی:

”اے پروردگار! رسول اللہ ﷺ کو ہماری حالت کی خبر کر دیجئے۔“ عین اسی وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”اے مسلمانو! تمہارے بھائیوں کو شہید کر دیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ان دستوں نے یہ دعا مانگی ہے۔“

”اللهم بلغ عنا نبينا ان قد لقيناك فوصنا عنك و رخصت عنا“

﴿مسلم، ترمذی﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک چھوٹا سا لشکر روانہ فرمایا۔ چند ہی روز گزرے تھے کہ رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف لائے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا: ”اے لوگو! تمہارے بھائیوں پر مشرکین حملہ آور ہو گئے ہیں اور ان کو کھڑے کھڑے کر دیا ہے اور ان میں سے کوئی باقی نہیں رہا ہے۔ ان کی دعا تھی:

اے رب! ہمارے حالات کی اطلاع ہمارے مسلمان بھائیوں کو کر دے اور بے شک ہم اللہ تعالیٰ کے سایہ عاطفت میں ہیں اور اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہے تو میں تمہارے ان بھائیوں کی طرف رسول ہوں اور تمہیں خبر پہنچاتا ہوں کہ وہ خدا سے راضی ہو گئے اور خدا ان سے راضی ہو گیا۔“

﴿بخاری﴾

واقفی رحمہ اللہ نے کہا: مجھ سے مصعب بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بروایت ابو الاسود رضی اللہ عنہ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی کہ حضرت منذر بن عمر رضی اللہ عنہ روایت ہوئے اور مذکورہ بالا قصہ بیان کیا اور کہا کہ عامر بن ظہیل نے حضرت عمرو بن امیہ ضمیری رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا تم اپنے ساتھیوں کو پہنچاتے ہو؟

انہوں نے کہا: ہاں! تو اس نے انہیں صراہ لے کر شہیدوں میں چکر لگایا اور ان سے ہر ایک کے بارے میں معلومات لیتا رہا۔

آخر میں دریافت کیا، کیا تم ان شہداء میں کسی کو غیر موجود پاتے ہو؟ جواب دیا کہ ہاں! میں ایک صاحب کو جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے غلام ہیں، ان میں نہیں پاتا اور ان کا نام عامر بن لہیرہ رضی اللہ عنہ ہے۔

اس نے پوچھا: وہ تم لوگوں میں کیسے تھے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: وہ ہم میں سب سے زیادہ صاحب فضیلت تھے۔ عامر نے کہا: کیا میں تمہیں ان کا حال بتاؤں؟ انہیں بھلا مارا گیا۔ پھر اسے نکال لیا تو ایک شخص ان کو اٹھا کر آسمان میں لے گیا اور وہ پھر مجھے نظر نہ آئے اور جبار بن سلمیٰ کلابی نے ان کو بھلا مارا تھا۔

وہ بیان کرتا ہے کہ جب نیزے کی اہلی ان کے جسم کو توڑ کر اندر داخل ہوئی تو انہوں نے نعرہ مارا: "فزت واللہ" یعنی قسم خدا کی! میں کامیاب ہو گیا۔

اس شخص نے کہا: اس کے بعد میں حضرت شہاک بن سفیان کلابی کے پاس آیا اور اسے سارا واقعہ بیان کیا۔ مجھے اس مشاہدہ نے دعوت اسلام دی اور مجھ پر اسلام اور مسلمانوں کی صداقت اور ثبات و پامردی کا بہت گہرا اثر ہوا اور یہ ایک فطری اور قدرتی تاثر تھا، لہذا میں پورے اذعان و یقین کے ساتھ مسلمان ہو گیا۔

اس کو قتل کرنے کے بعد بتلی رشتہ نے کہا: ممکن ہے کہ انہیں اٹھا لیا گیا ہو اور پھر رکھ دیا گیا ہو، اس کے بعد وہ مفقود ہو گئے ہوں اور اگر اس طرح روایت کو مان لیا جائے تو بخاری رشتہ کی حضرت عمروہ رضی اللہ عنہا والی روایت سے تطبیق ہو جائے گی۔

ہم نے مولیٰ بن عقبہ رضی اللہ عنہ کی کتاب "مغازی" میں اس روایت کے ضمن میں دیکھا ہے کہ حضرت عمروہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت عامر بن لہیرہ رضی اللہ عنہ کا جسم نہ پایا گیا اور لوگ گمان کرتے ہیں کہ فرشتوں نے ان کو دفن کر دیا ہے۔

ایک اور روایت بتلی رشتہ نے بہ سند حضرت عمروہ رضی اللہ عنہا ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول ان لفظوں میں روایت کی کہ میں نے قتل کے بعد دیکھا کہ وہ آسمان کی طرف اٹھائے گئے اور میں نے ان کو آسمان و زمین کے درمیان دیکھا۔ اس میں یہ نہیں ہے کہ پھر انہیں رکھ دیا اور متعدد سندیں تو یہی بتاتی ہیں کہ آسمان پر لے جا کر ان کو پوشیدہ کر دیا گیا۔

اور ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ہم سے واقعہ رضی اللہ عنہ علیہ نے کہا کہ مجھ سے محمد بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بروایت حضرت عمروہ رضی اللہ عنہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ انہوں نے فرمایا کہ حضرت عامر بن لہیرہ رضی اللہ عنہ کو آسمان کی طرف اٹھایا گیا اور کسی نے ان کے جسد کو نہیں پایا۔ فرشتوں نے ان کو روپوش کیا۔

غزوہ ذات الرقاع کے موقع پر معجزات کا ظہور

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نجد کی جانب ایک غزوہ میں گئے۔ واپسی کے دوران اعضا کے کثیر درختوں کی واوی کے درمیان حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قیلوہ کا وقت ہو گیا اور آپ سرہ کے سایہ دار درخت کے سایہ میں لیٹ گئے اور کھوار درخت میں لٹکا دی اور دوسرے لوگ جھٹوں کی شکل میں اپنی اپنی پسند کے مطابق مختلف درختوں کے نیچے دراز ہو گئے اور ہم میں سے اکثر سو گئے کہ اچانک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو بلایا، جب پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک صحرائی اہل (بدو) بیٹھا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس شخص نے میری کھوار اٹھائی اور پھر مجھے بیدار کر کے برہت کھوار دکھا کر کہنے لگا: اب کوئی ہے جو تم کو مجھ سے بچا سکتا ہے؟ میں نے کہا: ”ہاں! اللہ تعالیٰ، تو اس کے ہاتھ سے کھوار گر گئی، اس نے اپنی کھوار نیام میں کر لی اور وہیں بیٹھ گیا۔ اس کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کچھ سرزد نش نہیں فرمائی۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نجد کے قحطان میں غزوہ کیا۔ ایک وقت مسلمانوں کو غافل دیکھ کر اس جنگل کا ایک شخص جس کا نام عورت بن عارث تھا آیا اور کھوار سوخت کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگا: ”بولے اب مجھ سے آپ کو کون بچائے گا؟“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اللہ تعالیٰ پھر اس کے ہاتھ سے کھوار گر پڑی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کھوار کو ہاتھ میں لے لیا اور فرمایا: ”اب تجھ کو میرے ہاتھ سے کون بچائے گا؟“ اس نے کہا: آپ کھوار کا صحیح استعمال کرنے والے اور اس کے اہل ہیں۔

مطلب اس کا یہ تھا کہ مجھ کو کوئی بھی نہیں بچا سکتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قابو میں ہوں مگر امید ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود کرم سے کام لیں گے۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چھوڑ دیا۔ وہ دیہاتی اپنے گاؤں میں چلا گیا اور جا کر لوگوں سے کہا: میں تمہارے پاس خیر الناس (بہت شفیق) کے پاس سے ہو کر آیا ہوں، اس کے بعد راوی نے قمار خوف کا ذکر کیا۔

﴿حاکم، بیہقی﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ماہ صفر میں تشریف لے گئے اور ایک درخت کے نیچے قیلوہ فرمایا اور اپنی کھوار کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے درخت سے لٹکا دیا۔ ایک یہودی آیا اور کھوار تان کر سر ہانے کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا:

”اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ کو مجھ سے کون بچائے گا؟“ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ! یہ سن کر وہ کانپنے لگا اور کھوار رکھ کر چلا گیا۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام کے ساتھ نخلستان میں ظہر کی نماز پڑھی تو مشرکوں نے تمنا کے اور ان حملہ کا ارادہ کیا پھر ان میں سے کسی نے کہا کہ ابھی ٹھہر جاؤ، اس نماز کے بعد مسلمانوں کی ایک نماز اور ہے اور جو ان کو اپنی اولاد سے زیادہ محبوب ہے (نماز عصر) اس وقت ہم ان پر بھرپور حملہ کر دیں گے۔

اسی وقت حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور خبر دی تو پھر آپ ﷺ نے تمنا خوف پڑھائی۔

﴿یعنی﴾

مسلم رحمہ اللہ نے ان لفظوں سے روایت کی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حبشہ کے لوگوں پر غزوہ کر رہے تھے اور انہوں نے بہت بہادری سے ہمارا مقابلہ کیا۔ ظہر کا وقت ہو گیا اور حضور نبی کریم ﷺ نے نماز پڑھائی۔ مشرک کہنے لگے اگر ہم ان پر یہ حالت نماز دفعہ ٹوٹ پڑیں، تو ان کے گلے کے گلے کر دیں اور پھر وہ کچھ سوچ کر کہنے لگے کہ ان کی اگلی نماز ایسی آ رہی ہے، جو ان کو اپنی اولادوں سے زیادہ محبوب ہے، پس حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آکر رسول اللہ ﷺ کو مطلع کیا اور حضور نبی کریم ﷺ نے ہم کو بتا کر نماز خوف پڑھائی۔

ابو یاس زرقی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عسفان کے علاقے میں تھے اور مشرکوں پر خالد بن ولید رضی اللہ عنہ امیر تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے نماز ظہر ادا کی۔ اس کے بعد مشرکین نے کہا: مسلمان ایسی حالت میں تھے کہ اگر ہم ارادہ کرتے تو اچانک تمنا کی حالت میں ان پر حملہ کر دیتے، چنانچہ آیت خوف ظہر اور عصر کے درمیان نازل ہوئی۔

﴿اسم یعنی﴾

الکلیوں سے پانی کے توارے پھوٹ پڑے:

واقعی رحمہ اللہ نے اپنی اشاد کے ساتھ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے ان کے قبول اسلام کے واقعہ میں بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ حدیبیہ کیلئے تشریف لے گئے تو میں مشرکین کے رسالہ سواروں میں تھا اور رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب میں مقام امقان میں تشریف فرما تھے تو میں حملہ کیلئے مسلمان لشکر کے سامنے آیا مگر حضور نبی کریم ﷺ نے ہمارے مقابلے کیلئے نہ کوئی کارروائی کی نہ اندیشہ اور خوف بلکہ آپ نے اصحاب کے ساتھ نماز پڑھنی شروع کر دی، ہم تمام مسلمانوں کو نماز میں مصروف پا کر حملہ کا ارادہ کرنے لگے تھے مگر پھر کچھ سوچ کر ہم ہیرا کرنے سے باز رہے اور اللہ تعالیٰ نے ہمارے اس ارادے سے حضور نبی کریم ﷺ کو مطلع کر دیا اور اس کے بعد عصر کی نماز آپ ﷺ نے ”صلوۃ خوف“ کے طریق پر پڑھائی۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ ذات الرقاع میں گئے اور ایک وسیع میدان میں ٹھہرے۔ رسول اللہ ﷺ تعاضے حاجت کیلئے تشریف لے گئے اور میں پانی کا آئینہ لے کر آپ کے پیچھے روانہ ہوا۔ ہم نے ہر طرف نگاہ دوڑائی کہ کوئی آڑ کی پوشیدہ جگہ مل

جائے تو ہمیں وادی کے کنارے دو درخت نظر آئے اور رسول اللہ ﷺ ان میں سے ایک درخت کے قریب تشریف لے گئے اور حضور نبی کریم ﷺ نے اس کی ایک ٹہنی پکڑ کر فرمایا:

”اللہ تعالیٰ کے حکم سے میرا حکم مان۔“ تو وہ درخت نبی کریم ﷺ کے ساتھ چل دیا، جس طرح کوئی اونٹ کو ٹکیل پکڑ کر لے جاتا ہے۔ پھر آپ ﷺ اسی طرح ایک دوسرے درخت کے پاس آئے اور اس کی ٹہنیوں کو پکڑ کر فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کے حکم سے میری فرمانبرداری کر۔“ تو وہ دونوں درخت مل گئے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں بیٹھ گیا اور اپنے دل سے باتیں کرنے لگا۔ اچانک میری نظر اٹھی تو درخت جدا ہو کر اپنی اپنی جگہ کھڑے ہیں اور میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک جگہ توقف فرمایا اور اپنے سر مبارک سے واسطے اور باتیں اشارہ فرمایا۔ پھر روانہ ہوئے اور میرے پاس آئے اور فرمایا: اے جابر! کیا تم نے میرے کھڑے ہونے کی جگہ کو دیکھا ہے؟

میں نے عرض کیا: ”جی ہاں! یا رسول اللہ ﷺ“ پھر آپ نے فرمایا: ”تم ان دونوں درختوں کے پاس جاؤ اور دونوں میں سے ایک ایک ٹہنی کاٹ لو اور ان دونوں ٹہنیوں کو جہاں میں کھڑا ہوا تھا ایک دہلی جانب اور دوسری بائیں جانب نصب کر دو۔“

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں یہ سن کر میں اٹھا اور ایک پتھر کو لے کر توڑا اور اس کی دھار بنائی اور دونوں درختوں سے ایک ایک ٹہنی کاٹی اور گسیٹا ہوا لایا اور حضور نبی کریم ﷺ کے کھڑے ہونے کے مقام پر ایک ٹہنی دہلی جانب دوسری بائیں جانب گاڑ دی۔ میں نے واپس آ کر حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں نے حسب ارشاد ٹہنیاں گاڑ دیں، مگر اے ہادی عالم ﷺ! کیا مجھ سے فرمائیں گے کہ اس قل سے کیا ہوگا؟

چنانچہ میرے سوال پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”اے جابر رضی اللہ عنہ میں آ رہا تھا کہ میں نے دیکھا کہ ان دونوں قبروں کے مردوں کو

عذاب دیا جا رہا ہے تو میں نے یہ پسند کیا کہ میری شفاعت سے ان عذاب قبر اس وقت

تک دور رہے، جب تک یہ ٹہنیاں تر ہیں۔“

پھر ہم لشکر میں آ گئے، مجھ سے حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جابر رضی اللہ عنہ! اعلان کر دو کہ لوگ وضو کریں، پس میں نے منادی دی: ”اے بھائیو! وضو کرو، مسلمانو! وضو کر لو۔“ میں نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! لشکر میں تو پانی نہیں ہے۔“ (حضور نبی کریم ﷺ کے واسطے ایک دہلی صحابی کچھ پانی لگا رکھتے تھے تاکہ نضد بھی رہے اور اگر کسی وقت پانی موجود نہ ہو تو فوراً ہلاتا خیر مہیا کر دیا جائے۔)

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جابر! افلاں انصاری کی قیام گاہ پر جاؤ وہ ہمارے لیے پانی کی ضرورت کا خیال رکھتے ہیں، ان سے دریافت کرو مشکیزہ میں کچھ پانی ہے؟“ میں گیا اور دریافت کیا دیکھنے پر معلوم ہوا کہ اتفاقاً اس میں بھی پانی ختم ہو گیا ہے اور اس کے دہانے پر چھ قطرہ آپ اس کی سلوٹ میں ٹھہرے ہوئے ہیں مگر اگر مشکیزہ کے دہانے کو سیدھا کیا جائے تو وہ اس کے جوف میں ڈھلکتے ہوئے بدب

ہو جائیں، پھر میں لوٹ کر آیا، اور صورتحال حضور نبی کریم ﷺ کو بتائی۔

میری باتیں سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: جاؤ اور اس مشکیزہ کو لے آؤ، میں گیا اور لے آیا اور حضور نبی کریم ﷺ نے اسے اپنے ہاتھ میں لے کر کچھ پڑھا اور دیا پھر میرے حوالے کر دیا اور فرمایا: لیکن لانے کا اعلان کرو وہ لوگ فوراً لگن لے آئے، جس کو آپ ﷺ کے آگے رکھ دیا گیا۔ آپ ﷺ نے دست مبارک کو اس کے اندر مستقیم شکل میں اس کے پتیدے تک اس طرح پہنچا دیا کہ اگلیوں کے سرے اس سے جا ملے۔ پھر فرمایا: ”اب بسم اللہ پڑھو کر پانی ڈالو۔“ میں نے قلیل کی، پس آپ کے اگلیوں کے پوروں سے پانی کے سوتے جاری ہو گئے اور تھوڑی دیر میں لگن لہاب بھر گیا، اب حضور نبی کریم ﷺ نے حکم دیا: ”اے جابر رضی اللہ عنہ! اعلان کرو، جن لوگوں کو ضرورت ہو وہ آئیں اور اپنی پانی کی تمام ضروریات پوری کر لیں۔“

لوگ آگے پیچھے آتے رہے، پیٹے اور دھوکہ کرنے کی ضرورتوں میں استعمال کرتے رہے، مگر لگن جوں کا توں بھرا ہوا تھا۔ پھر کچھ لوگ آئے اور حضور نبی کریم ﷺ سے کمرنگی کی شکایت کی، جواب دیا گیا: بہت جلد اللہ تعالیٰ کھانے کا انتظام فرما دے گا۔ ہم میں سے کچھ لوگ جنگل میں نکل گئے اور تھوڑی سی چلے ہوں گے کہ ایک بڑا جانور ہم کو مل گیا، جس کو گھیر کر مارا اور ذبح کر کے پکالیا اور سب نے شکم سیر ہو کر کھایا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم فلاں فلاں پانچ آدمی اس کی آنکھ کے عقدہ میں داخل ہوئے تو ہم پانچویں میں سے کوئی کسی کو نظر نہیں آیا، ہم بھر پھر نکل آئے اور ہم نے اس کی ایک پالی نکالی اور اس کی کمان کی مانند کھڑا کیا، ہم نے لشکر کے سب سے بلند قامت شخص کو بلایا اور سب سے اونچے اونٹ پر بٹھا کر اس کے نیچے سے گزرا تو سوار کو اپنا سر جھکانے کی ضرورت پیش نہیں آئی۔

﴿مسلم بخاری﴾

گزر و اونٹ کی تیز رفتاری:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ میں گیا تو میرا اونٹ مست رفتار ہو گیا اور اس نے مجھے تھکا دیا تو رسول اللہ ﷺ میرے قریب سے گزرے اور پوچھا کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا: اونٹ نہیں چلتا، اس نے مجھے تھکا دیا اور میں پیچھے رہ گیا ہوں، میری شکایت سن کر حضور نبی کریم ﷺ نے پھڑی سے اونٹ کو کچھ کا دیا اور مجھ سے فرمایا: اب چلو تو پھر میں نے راہ سفر اختیار کی اور وہ اونٹ اس قدر سبک رفتار ہو گیا کہ پورے لشکر سے آگے جا رہا تھا اور میں اس کو احتیاطاً حضور نبی کریم ﷺ کی ساری سے پیچھے رکھنے کی کوشش کرتا تھا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک تاریک رات میں میرا اونٹ کھو گیا، میں حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا: ”جابر! کہو کیا حال ہے؟“ میں نے عرض کیا: ”یا رسول اللہ ﷺ! میرا اونٹ کھو گیا ہے۔“ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”وہ ہے تمہارا

اونٹ جا کر اسے پکڑ لو۔"

وہ کہتے ہیں کہ میں اس طرف گیا جس طرف آپ نے ارشاد فرمایا تھا: مگر میرا اونٹ مجھے نہ ملا، میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں آیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے پھر یہی فرمایا: میں گیا وہ نہ ملا، پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم میرے ساتھ آئے اور ہم اونٹ کے پاس پہنچ گئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اونٹ کو پکڑ کر مجھے دے دیا۔

ہم اسی سفر میں تھے، میرا اونٹ چھوٹے چھوٹے قدم رکھ رہا تھا، میں نے کہا: "لَهْفَ الْهَقَافِ"۔ "افسوس ہے اس کے آہستہ چلنے پر" قدم نہیں بڑھتا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور پوچھا تم نے کیا کہا: میں نے اپنے اونٹ کی ست رفتاری کی شکایت کی۔ آپ نے اونٹ پر چھڑی سے کھوکھار دیا اور وہ اتنا تیز رفتار ہو گیا کہ وہ اس سے پہلے کبھی ایسا تیز رفتار نہ تھا اور وہ مجھ سے اپنی مہار کھینچنے لے جاتا تھا۔

﴿احمد﴾

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جب غزوہ ذات الرقاع کا ارادہ فرمایا تو حضرت علیہ بن زید حارثی رضی اللہ عنہ شتر مرغ کے تین اغڑے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں لائے اور کہا: میں نے یہ اغڑے اس کے آشیانے سے لیے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: جابر ان اغڑوں کو پکالو، پھر میں انہیں پکا کر ایک کاسہ میں رکھ کر لایا۔ میں نے روٹی بھی تلاش کی مگر نہ ملی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے ان اغڑوں کو بغیر روٹی کے خوب سیر ہو کر کھایا اور کاسہ میں بریاں اغڑے اسی مقدار میں موجود تھے۔

﴿والقدی، ابونعیم﴾

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ غزوہ بنی النمار میں گیا، ایک موقع پر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایک شخص کے بارے میں فرمایا: اسے کیا ہوا ہے، اس کی گردن گئے۔ یہ بات متعلقہ شخص نے من لی اور کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! میری گردن راجہ خدا میں گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: ہاں! راجہ خدا میں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ وہ شخص جنگ یمامہ میں شہید ہوا۔

﴿بخاری﴾

○ (غزوہ بنی النمار اور غزوہ ذات الرقاع ایک ہی جنگ ہے۔)

غزوہ خندق میں معجزات کا ظہور

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یوم احزاب میں فرمایا: اس جاہلیت کے بعد قریش کبھی منکرم اور پھر پور جنگ اور جارحانہ کارروائی نہ کر سکیں گے، چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی یہ بشارت درست ثابت ہوئی۔

﴿بخاری﴾

حضرت سلیمان بن مرد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم الاحزاب کے موقع پر فرمایا کہ قریش نے جب اپنے حریف قبائل کو ناخوش کروایا تو وہ انشاء اللہ اب ہم سے جنگ نہ کریں گے۔
 ﴿ابو نعیم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اسی مضمون کی روایت بیان کی۔﴾

﴿بخاری﴾

کھانے میں برکت:

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم غزوہ خندق کے موقع پر گڑھے کھود رہے تھے کہ ایک چٹان اس میں آگئی۔ تو لوگوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ابھی چٹا ہوں، آپ کے حکم اقدس پر پتھر بندھا ہوا تھا اور تین وقت سے کھانا نہیں کھایا تھا، میں سردار کو نہیں کھال لے کر تشریف لائے، چنانچہ چٹان پر ضرب لگائی اور وہ شکستہ ہوگئی، پھر مزید چوٹیں ماریں حتیٰ کہ وہ پاش پاش ہوگئی۔

میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں ایک ضرورت سے گھر جانا چاہتا ہوں، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم والدہ وسلم اجازت عطا فرمادیں۔ فرمایا: جاؤ! میں گھر آیا اور بیوی سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اچھے دلوں سے کچھ نہ کھانے کا ذکر کیا۔ انہوں نے جواب دیا: کچھ نہ ہیں اور ایک بکری کا بچہ ہے۔ میں نے بچہ کو ذبح کیا اور بھکا آٹا پھوایا، گوشت پکے کو رکھ دیا، پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے کچھ کھانا تیار کیا ہے، براہ کرم آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک یا دو اشخاص کے ہمراہ گھر پر چلے کی رحمت فرمائیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: ”جابر رضی اللہ عنہ! کھانا کتنا ہے؟“ میں نے مقدار بتادی۔ آپ نے ارشاد فرمایا: بہت خوب! جب تیار ہو جائے تو میری قیام گاہ پر لے آنا، میں لے آیا، آپ نے اس پر چادر ڈال دی اور احاطہ کر دیا کہ تمام مجاہدین اسلام باری باری آکر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کھانا حاصل کریں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چادر کے نیچے ہاتھ ڈالتے اور روٹیاں اور پوریاں گوشت تقسیم فرماتے رہے۔ حتیٰ کہ سارا لشکر بہرہ یاب ہو گیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو دے کر خود بعد میں لیا اور پھر فرمایا: باقی ماندہ گھر پر لے جاؤ اور اس پاس کی عورتوں میں بدیہ کے طور پر تقسیم کر دو کیونکہ سب لوگ بھونکے ہیں۔

﴿بخاری﴾

عبید اللہ بن علی، حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک روز غزوہ خندق کے زمانے میں ایک طباق کے اندر بکری کا بریاں گوشت لایا گیا، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابو رافع! مجھے بازو دے دو۔

میں نے دے دیا، اس کے بعد پھر فرمایا: بازو دے دو اور میں نے دے دیا۔ تیسری بار پھر فرمایا: بکری کا بازو دے دو، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! بکری کے بازو دو ہی ہوتے ہیں۔ آپ نے

فرمایا اگر یہ بات نہ کہتے تو جتنی بار میں طلب کرتا، تم برابر دیتے رہتے۔

﴿ابو موسیٰ، ابن مسعود﴾

نمودار پتھر پر تین ضربیں اور تین بشارتیں:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ غزوہ اہزاب کے موقع پر خندق کی کھدائی کیلئے تشریف لے گئے، کدال سے ضرب ماری اور فرمایا ہے یہ ضرب وہ ہے جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ روم کے خزانوں کو مسلمانوں کیلئے مفتوح کرے گا۔ اس کے بعد دوسری ضرب ماری اور فرمایا: یہ ضرب وہ ہے جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ فارس کے خزانوں کو اپنے مسلمان بندوں کیلئے مفتوح کرے گا، پھر تیسری ضرب ماری اور فرمایا: یہ ضرب وہ ہے جس کے سبب اللہ تعالیٰ اہل یمن کو یمن و مدینہ و گارہائے گا۔

﴿ابو جہم﴾

حضرت ابن عوف مرثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ غزوہ اہزاب میں خندق کی کھدائی کے وقت ایک بڑا سفید پتھر نکل آیا، اس نے ہمارے لوہے کے آلات اور کدال توڑ ڈالے اور اس کا توڑنا ہم پر دشوار ہو گیا، تو ہم نے حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: آپ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے کدال لے کر اس پر ضرب لگائی اور وہ یکا یک پاش پاش ہو گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے تعمیر بلندی اور دوسری ضرب لگائی اور پھر اسی طرح تیسری ضرب لگائی، اس کے بعد آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اے لوگو! پہلی ضرب کے بعد میں نے حیرہ اور مدائن کے محلات دیکھے جو چمک رہے تھے اور حضرت جبرئیل ﷺ نے بتایا: آپ کی امت ان کو فتح کرے گی اور دوسری مرتبہ میں نے روم کے محلات دیکھے اور مجھ سے حضرت جبرئیل ﷺ نے کہا: ان کو بھی مسلمان فتح کریں گے اور میں نے تیسری مرتبہ کی ضرب میں منشاء کے محلات دیکھے اور پھر حضرت جبرئیل ﷺ نے بتایا کہ آپ ﷺ کے اتباع کرنے والے ان کو بھی فتح کر لیں گے۔

تو اے پرستار! حق اتم کو نصرت خداوندی اور تائید ایزادی کی یہ بشارت ہے۔ منافقین نے کہا: مسلمانوں کو محمد ﷺ خوشخبری دیتے ہیں کہ وہ مدینہ سے حیرہ اور مدائن کسری کے محلات دیکھ رہے ہیں اور یہ کہ تم ان کو فتح کرو گے، حالانکہ تم لوگ خندق میں کھود رہے ہو، اور اتنی قوت بھی تمہارے اندر موجود نہیں کہ میدان میں نکل کر مقابلہ کر سکو، تو اس موقع پر آیت کریمہ نازل ہوئی:

وَاِذْ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُولُهُ اِلَّا غُرُوًا ۝

ترجمہ: ”اور جب کہتے گئے منافق اور جن کے دلوں میں روگ تھا، ہمیں اللہ و رسول نے وعدہ نہ دیا تھا مگر فریب کا۔“

﴿ابن جریر، ابن سعد، ابن ابی عاصم، ابی ہاشم﴾

حضرت بل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوہ اہزاب میں خندق کھودی گئی تو ایک پتھر نکلا اسے

دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے تبسم فرمایا۔ کسی نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! تبسم کی وجہ کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: مجھے ان لوگوں پر ہنسی آئی جن کو مشرق سے قید کر کے جنت کی راہ پر لے جائیں گے، مگر وہ اس کو برا سمجھیں گے۔

﴿الترجمہ﴾

یہ شہیث ہے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آل مغیرہ کے ایک شخص نے کہا: میں محمد ﷺ کو سرورِ قتل کروں گا اور پھر اس نے اپنے گھوڑے کو خندق پار کرنے کیلئے ایڑ لگائی، وہ اتنی جست نہ لگا سکا اور خندق میں گر پڑا۔ لوگوں نے کہا: اس کو ہمیں ہی دے دیجئے ہم اس کی دیت ادا کیے دیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ اس کو چھوڑ دو، یہ شہیث ہے اور اس کی دیت بھی مکروہ ہے۔

﴿الترجمہ﴾

☆ حضرت ثناء اللہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ قَدْ خَلَوَا الْجَنَّةَ وَلَمْ يَأْتِ بِكُمْ مَثَلُ الْيَتِيمِ خَلَوْا مِنْ لِبَائِكُمْ
مَسْتَهْجِمِ الْبِئْسَاءُ وَالضُّوَاءُ زُرُّوْا حَتَّى يَقُولَ الْوُصُولُ وَالْيَتِيمِ أَسْأَوْا مَعَهُ
مَنْ نَصَرَ اللَّهَ طَ إِلَّا أَنْ نَصُرَ اللَّهُ فَرُبُّهُ

اور جب مسلمانوں نے احزاب کو یعنی قبائل اور جماعتوں کو بڑی تعداد میں اپنے خلاف اٹھتے دیکھا اور ہر طرف سے دھمکتے ہوئے ان کی جانب بڑھتے گئے تو انہوں نے اس آیت کو پڑھ کر کہا کہ یہ ہے وہ وعدہ اور اس کا سامان اور یہ ہے وہ "زُرُّوْا" کی کیفیت جس سے ہم دوچار ہیں اور "نصر اللہ" کے ہم منتظر ہیں۔

﴿یسنی﴾

ہوا سے مدد کی گئی:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فر "مبا" سے میری مدد فرمائی گئی اور قوم عدا کو "خَبُور" سے ہلاک کیا گیا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرمایا: جس وقت "احزاب" کی رات ہوئی تو شمالی ہوا بنے کہا جنوب کی طرف جا اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کے ماننے والوں کی مدد کر تو جنوبی ہوا نے کہا: رات کو گرم ہوا نہیں چلتی ہے تو کانروں پر مبا کو بھیجا گیا اور اس نے ان کی آگ بجھا دی۔

﴿الترجمہ، ابن ابی حاتم﴾

فقہی نے مجاہد رحمہ اللہ سے "فَلَا زَلْنَا عَلَيْهِمْ رَيْحًا" (سورہ تم السجدہ) "تو ہم نے ان پر ایک آندھی بھیجی۔" کی تفسیر میں روایت کی کہ اس ریح یعنی ہوا کی نوعیت "مبا" تھی، جو غزوہ خندق کے موقع پر مختلف احزاب کفر پر بھیجی گئی۔ ان کے مائلن کے دیگ چلوں پر سے اڑ گئے۔ ٹیموں کی رسیاں ٹوٹ

تکلیں، اور وہ جنگوں کی طرح ہوا میں لہرانے لگے: "وَجُنُودُ الْاِمْنِ قَرُوبًا" کے بارے میں فرمایا وہ نظر نہ آنے والا لشکر فرشتوں کا تھا اور فرشتوں کا قاتل کرنے کی ضرورت ہی پیش نہ آئی۔
مشرکین کی جاسوسی:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوہ احزاب کی آخری شب بہت زیادہ سرد تھی اور طوفانی ہوا چل رہی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
 "کون ہے جو ابھی جائے اور مشرکین احزاب کے ارادوں اور محالات کی خبریں لا کر ہمیں دے اور قیامت کے روز وہ میری معیت قبول کرے۔"
 اس بات کا ہم میں سے کسی نے جواب نہ دیا: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری سرتیجہ پھر وہی بات ارشاد فرمائی اور پھر تیسری بار بھی اس کے بعد فرمایا:
 "اے حذیفہ رضی اللہ عنہ! تم اٹھو اور یہ کام انجام دو۔"
 میں جب لشکر کفار میں پہنچا تو یوں محسوس ہوا جیسے میں حمام میں پہنچ گیا ہوں اور جب واپس آیا تو ایسا تھا جیسے نخلستان طائف میں شب ماہ کا موسم۔

﴿تتبعی﴾

حضرت حذیفہ کی حفاظت کیلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا:

تتبعی روایت نے ایک دوسری سند کے ساتھ جو روایت کی ہے اس میں ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے "احزاب الکفر میں اضطراب پیدا ہوا ہے، تم پہنچو اور خبریں لا کر دو۔" حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں لوگوں میں کم ہمت بھی تھا اور میرے اعصاب میں سردی وغیرہ کا احساس بھی زیادہ تھا، میں اطاعت و قیام کے جذبہ سے روانہ ہوا اور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پروردگار عالم سے دعا کیلئے لیوں کو جہش دی کہ "اے رب العالمین! حذیفہ رضی اللہ عنہ کو اس کے آگے، اس کے پیچھے، اس کے دائیں، اس کے بائیں، اس کے اوپر اس کے نیچے سے محفوظ رکھ۔"

انہوں نے بیان کیا: اس روز میں "خبر دینے والا جاسوس، خون کے پیاسے دشمنوں کی مسلح عسکری تنظیم کے تھکے اجلاس میں گھس کر ان کے اسرار و سوز کا پتہ لگانے کیلئے جانے والا تھا۔" ہاں ہمہ میرے اندر قطعی ہر اس پیدا نہ ہوا بلکہ میرے اندر کچھ اس نوع کی طمانیت تھی جیسے بحر میں کے چراغی منصوبے کا سراگ لگانے کیلئے ایک خبری جاسوس روانہ ہو رہا ہو، سردی کا تو ذکر ہی کیا۔

میں کفار کے لشکر میں پہنچا اور میں نے سنا لوگ کہہ رہے تھے: "کوچ کرو، کوچ کرو۔" کوئی کہہ رہا تھا: "ہم یہاں کیسے ٹھہر سکتے ہیں اور وہاں ہواؤں کا شدید ترین طوفان لشکر اور اس کے متعلقات کو زیر و زبر اور تپت کر چکا تھا۔ یہ سب کچھ سننے اور دیکھنے کے بعد واپس ہو رہا تھا کہ مجھے کچھ سوار ملے، ان کے سروں پر عمامے تھے اور جن کی تعداد شاید بیس ہوگی، مجھے دیکھ کر رک گئے اور کہنے لگے:

”اے ایمان اور سرور سے کہہ دینا کہ اللہ تعالیٰ نے اشرار کے شر سے آپ کو محفوظ رکھا۔“ اس کے بعد مجاہدین اسلام کے پر سکون ماحول سے گزر کر رسالت مآب ﷺ کے مستقر پر آیا اور یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا كُنْتُمْ يَاجِزَةً لِّلْعَمَةِ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ إِذَا جَاءَ تَكْمُ جُنُودٌ لَّارْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا وَجُنُودًا لَّمْ تَرَوْهَا

﴿سورہ الاحزاب﴾

ترجمہ ”اے ایمان والو! اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو جب تم پر کچھ لشکر آئے تو ہم نے ان پر آنکھی اور وہ لشکر بھیجے جو تمہیں نظر نہ آئے۔“

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک رات غزوہ احزاب کے موقع پر ارشاد فرمایا: ”کون ہے جو میرے پاس مشرکوں کی خبریں لائے اور اللہ تعالیٰ اسے جنت میں میرا رفیق بنائے۔“ حضور نبی کریم ﷺ نے یہ بات تین مرتبہ فرمائی، مگر کسی نے کوئی جواب نہ دیا چنانچہ اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اے حدیفہ رضی اللہ عنہ“

”بھیک یا رسول اللہ ﷺ“ حدیفہ رضی اللہ عنہ نے جواب میں کہا۔

”کیا تم نے میری بات سنی ہے؟“ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

”جی ہاں یا رسول اللہ ﷺ“ حدیفہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔

”پھر کیا تمہیں اس کی تعمیل میں ہچکچاہٹ ہے؟“ حضور نبی کریم ﷺ نے سوال کیا۔

”نہیں تو! صرف سردی بہت محسوس کروا تھا۔“ حدیفہ رضی اللہ عنہ نے جواب میں عرض کیا۔

”تمہیں سردی محسوس نہ ہوئی، انشاء اللہ۔“ حضور نبی کریم ﷺ نے جواب دیا۔

حضرت حدیفہ رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے اور قبریں لے کر لوٹے۔ حضرت حدیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے

مجھ کو بالکل سردی محسوس نہیں ہوئی، مگر وہاں ہی کے بعد پھر میں ٹھنڈ محسوس کرتے لگا۔

﴿ابو نعیم﴾

غزوہ احزاب میں رسول اللہ ﷺ کی دعا اور مشرکین کو عبرتناک شکست:

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے احزاب کیلئے بددعا کی

کہ: ”اللّٰهُمَّ فَنِّرْ لِّلْكِتَابِ سَرِيعَ الْحِسَابِ أَخْزِمِ الْآخِزَابِ اَللّٰهُمَّ اَخْزِمِ الْآخِزَابِ اَخْزِمِ الْآخِزَابِ اَخْزِمِ الْآخِزَابِ“

”اے اللہ! کتاب کو نازل کرنے والے اور حساب میں قبیل فرمانے والے! تو احزاب

کو ہریمت دے، ان کے منصوبے کو خاک میں ملا دے اور ان کو ہلا مار۔“

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، خندق کی محسوری ہی سخت طوفانی ہوائیں دیکھ کر آپ

ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”أَيُّشْرُو الْمُؤْمِنِينَ“ مسلمانوں خوش ہو جاؤ۔ تمہیں بار فرمایا۔

پھر ہواؤں نے ان کے قیموں اور ڈیروں کو اکھاڑ پیچھا، دیکوں کو الٹ دیا، مٹاپوں کو توڑ دیا، ان

کے خوابوں کو پریشان اور ان کے حوصلوں کو خاک میں ملا دیا۔ وہ وادی کے پڑاؤ سے اسی طرح سدھارے کے ایک نے دوسرے کو پلٹ کر بھی نندہ کیا۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں غزوہ احزاب کے موقع پر پورے سال اور بدھ کے روز دعائیں کیں اور حضور نبی کریم ﷺ کی دعا تیسرے روز ظہر اور عصر کے درمیان قبول فرمائی گئی اور ہم نے آپ ﷺ کے چہرے پر چمک اور مسرت کے آثار دیکھ کر پہچان لیا۔

﴿ابن سعد﴾

واللہ! بیشک! اپنے مشائخ سے روایت کرتے ہیں کہ عمرو بن عبیدہ نے خندق کے زمانے میں ایک روز کھوڑے کو بھیڑ لگا کر پار کر لیا اور کہا: ”کوئی تم میں کوئی مرنے کا خواہش مند ہو تو وہ میرے سامنے آجائے، بے شک اس کو ایسا قاتل کہیں نہ ملے گا۔“

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ سے مقابلہ کی اجازت چاہی تو آپ ﷺ نے ان کو اجازت کے ساتھ اپنی گھوڑا اور تلوار مرحمت فرمایا اور دعا کی: اے اللہ! اس مغرور پر علی رضی اللہ عنہ کی مدد فرما۔“

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تیزی اور بے تابی کے ساتھ اس کی طرف بڑھتے گئے، حتیٰ کہ وہ بالکل قریب ہوئے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایسی پرت زور آواز سے نکیر کہی کہ راوی کا خیال ہے عمرو کا دل کانپ گیا ہوگا۔ وہ کچھ پیچھے ہوا اور پھر دونوں کا غبار پھیلا اور عمرو دو پارہ ہو کر اس طرح گرا کہ اس کا سر کھوڑے کے ایک طرف اچھل رہا تھا اور دوسری طرف ٹپ رہا تھا۔

﴿ابن سعد﴾

غزوہ بنی قریظہ کے موقع پر معجزات کا ظہور

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب غزوہ خندق سے واپس ہوئے اور ہتھیار اتار کر غسل فرمایا تو حضرت جبرئیل رضی اللہ عنہ آئے اور کہا: آپ ﷺ نے تو ہتھیار اتار دیئے اور ہم یعنی فرشتوں نے ابھی ہتھیار نہیں اتارے ہیں، لہذا آپ تشریف لے چلئے، آپ نے پوچھا: کس طرف؟ کہا: وہاں اور بنی قریظہ کی سمت اشارہ کیا اور آپ پھر اسی طرف روانہ ہو گئے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تھے کہ ایک شخص نے باہری سے سلام کیا اور رسول اللہ ﷺ تیزی سے باہر تشریف لے گئے۔ میں بھی دو دروازے تک گئی، میں نے دیکھا تو وہ یہ کہیں ﷺ تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ کچھ وقفہ کے بعد اندر آ گئے اور فرمایا: اس وقت حضرت جبرئیل رضی اللہ عنہ تشریف لائے تھے اور ہمیں بنی قریظہ کی طرف پہنچنے کا حکم دے گئے ہیں۔ میں نے کہا: آپ نے تو ہتھیار اتار دیئے، مگر ہم نے اسارے اور شرکوں کا تعاقب کیا حتیٰ کہ ان کو حراہ الاسد پہنچا دیا۔

﴿ماکم، بخاری﴾

فرشتوں کی مدد:

ابن جریر رحمہ اللہ نے کہا ہے اور انہوں نے حضرت عبداللہ بن ابی اونی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب تک چاہائی قرظہ اور بنی نصیر کا محاصرہ ہم سے کر لیا اور بغیر فتح ہم لوٹ کر آتے رہے۔ ایک روز حضور نبی کریم ﷺ نے پانی طلب فرمایا اور سر دھویا۔ اسے میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کے پاس تشریف لائے اور کہا: آپ نے اٹھیا رکھ دیجئے، فرشتوں نے اٹھیا نہیں رکھے ہیں۔ پس حضور نبی کریم ﷺ نے سر میارگ کو دھوئے بغیر ایک کپڑا طلب فرما کر سر سے لپیٹ لیا۔ ہم کو طلب فرمایا اور جب لوگ آ گئے تو بنو قرظہ اور بنو نصیر کے قلعوں اور آبادیوں کی طرف کوچ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے ہماری مدد فرمائی اور بہت آسانی کے ساتھ مسلمانوں کو فتح یاب کیا اور ہم بار تعالیٰ کے فضل کے ساتھ واپس آئے۔

حضرت عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن خرم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنو قرظہ کی عورتوں میں سے اپنے لیے ریحانہ بنت عمرو کو منتخب فرمایا مگر اس خاتون نے مسلمان ہونے سے ساق انکار کر دیا۔ اس لیے آپ ﷺ نے اس سے علیحدگی اختیار فرمائی۔ اس وجہ سے آپ ﷺ کی طبیعت پر کچھ اثر بھی ہوا۔ اسی عرصہ میں ایک روز آپ ﷺ مجلس محراب میں رونق افروز تھے۔ آپ ﷺ نے پیچھے سے کسی کے آنے کی آواز سنی فرمایا: آواز کسی نیک بخت کے فرزند کی ہے جو مجھے ریحانہ کے اسلام کی بشارت دے گا۔

﴿نبی﴾

بنی قرظہ کے ایک شیخ سے روایت ہے۔ اس نے ہمارے پاس ملک شام سے ایک یہودی آیا۔ اس کا نام ابن الہیمان تھا اور ہم نے اپنی زندگی میں اس سے بہتر شخص نہ دیکھا۔ وہ بزرگ ہمارے یہاں آ کر ٹھہرا۔ جب بارش نہ ہوئی تو ہم اس سے کہتے کہ دعا کرو اور وہ ہمیشہ یہ کہتا کہ دعا کیلئے نکلنے سے پہلے صدقہ دید اور ہم ایسا ہی کرتے، پھر وہ ہمیں لے کر حرہ کے مقام پر آتا اور اللہ ہم مجلس دعا سے اٹھتے بھی نہ تھے کہ بارش ہوتے لگتی اور ہماری گساٹیاں اور نالے پانی سے بھر جاتے اور یہ بات کوئی ایک دوسرے نہیں کئی بار ہوئی۔ اس نے مرنے سے کچھ پہلے کہا:

”اے بنی اسرائیل اتم خیال کرتے ہو گے میں شام کی خوش منظر اور شاداب زمین اور وادیوں

کو چھوڑ کر اس خشک، بے آب و گیاہ، بھراؤ بھوک والا اس کے علاقہ میں کس وجہ سے آ گیا۔“

ہم نے جواب دیا کہ اس بات کو آپ ہی بہتر طور پر سمجھتے ہیں۔ اس کے بعد اس نے کہا: ”منوا اے صاحبو! یہ سب ترک وطن وغیرہ اس امید پر میں نے کیا کہ نبی آخر ظہور فرمانے والے ہیں اور یہ مقام اور علاقہ ان کی ہجرت کر کے آنے کا مقام ہے۔ میرا خیال تھا کہ شاید میری زندگی میں ایسا ہو کہ انبیاء علیہم السلام کی دعاؤں اور بشارتوں کے مطابق وہ آنے والے نبی مبعوث ہو جائیں۔

اس نبی کے قبضین کا خون بہایا جائے گا ان کی عورتوں کی بیوہ اور بچوں کو یتیم کیا جائے گا۔ ان کو ہر طرح سے خوف زدہ کیا جائے گا۔ ان کے باغ اور بھل رہ جائیں گے اور ان پر خدا پھرے ہوئے لوگ

متصرف ہو جائیں گے۔ اب یہود ان قرظہ! میں تو محروم رہا، البتہ تم کو مشورہ دیتا ہوں کہ اگر تم کو وہ عہد سعادت ملے تو تم اس سے استفادہ کرنا، اس کے بعد وہ فوت ہو گیا۔

﴿نبیؐ - ابوہمیر﴾

یزید بن رومان اور عاصم بن عمر وجمہا اللہ وغیرہ سے روایت ہے کہ حضرت کعب بن اسد رضی اللہ عنہ نے نبی قرظہ سے کہا کہ اے گروہ یہود! محمد (ﷺ) کا اتباع اور دعوت قبول کرلو، یہ نبی ہیں اور وہی نبی جن کا ذکر تم کتب آسمانی میں پڑھتے رہے ہو اور جن کے بارے میں ابن مریم ﷺ نے بشارت دی۔ یہودی نے اپنے پیشوا کعب سے کہا: آپ نے ساری باتیں درست فرمائیں اور وہ دوسری علامات بھی جو آپ ﷺ کی ذات سے متعلق ہیں، ہم نے ان کے مطابق آپ (ﷺ) کو پایا ہے مگر اتباع و تقلید اور ان کی دعوت اسلام کی قبولیت پر ہمارے دل مطمئن نہیں ہیں۔

یہودی پیشوا کی یہی باتیں سعید کے دونوں بیٹوں ثعلبہ و اسید اور اسد بن عبید رضی اللہ عنہم کے اسلام لانے کا سبب بنیں، جس رات قرظہ پر فتح پائی تھی اسی رات ان لوگوں نے اسلام قبول کر لیا۔ اس روایات کے ماخذ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت واثقہ البراء بن اسماعیل بن ابی حبیہ واذن صہبہن ابوسفیان مدنی بن ابی اسد رحمہم اللہ روایت کی ہے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت ثعلبہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سعید کے دونوں بیٹے ثعلبہ و اسید اور ان کے علاوہ اسد بن عبید رضی اللہ عنہ نے کہا: اے نبی قرظہ کے لوگو! خدا کی قسم! تم خوب جانتے ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ ہیں اور ان کے اوصاف ہمارے علماء اور نبی تفسیر کے علماء نے بیان کیے ہیں اور یہ جی بن اخطب ان کا اول درجہ کا پیشوا ہے اور ابن السہمان دونوں عالم ہمارے نزدیک لوگوں میں سب سے زیادہ سچے ہیں۔ ابن السہمان نے تو اپنی موت کے وقت ان (رسول کی) یہی صفت ہم سے بیان کی ہے۔

یہودیوں نے کہا: ہم تو ریت کو نہیں چھوڑ سکتے، جب ان لوگوں کو انہوں نے انکار کرتے دیکھا تو وہ اسی رات اتر کے آگئے، جس کی صبح بنو قرظہ باہر اتر کے آئے تھے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت سعد بن معاذ کی شہادت کی وعاد قبول:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ خندق کی جنگ میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو حیر لگا جسے حبان بن عرقمہ نے ان کی انگلی میں مارا تھا تو تمی کریم ﷺ نے مسجد خندق میں نبی ان کا خیر نصیب کرا دیا تھا تا کہ مزاج پر سی قریب سے ہوتی رہے، پھر جب رسول اللہ ﷺ خندق سے واپس آئے اور اٹھیا جسم اقدس سے الگ کر کے غسل فرمایا تو اچانک حضرت جبریل ﷺ آئے، اس وقت آپ سر اقدس عیار سے پاک و صاف فرما رہے تھے، انہوں نے عرض کیا: ”آپ ﷺ نے تو اٹھیا رہا مار دئے حالانکہ خدا کی قسم! ہم نے ابھی نہیں اتارے ہیں، ان کی طرف

چلے، رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: کدھرا

حضرت جبریل علیہ السلام نے بنی قریظہ کی طرف اشارہ کیا تو رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور یہود آپ کے علم پر اتر کے آئے اور حضور نبی کریم ﷺ نے حکم کو حضرت سعد بن معاذ علیہ السلام کی طرف پھیر دیا۔ حضرت سعد علیہ السلام نے فرمایا: میں علم دیتا ہوں کہ ان کے جنگجو لوگوں کو قتل کیا جائے اور ان کی عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لیا جائے اور ان کی اموال تقسیم کر دی جائیں، یہ حکم دے کر حضرت سعد علیہ السلام نے دعا مانگی: اے العالمین! تو خوب واقف ہے کہ میرے نزدیک اس سے زیادہ محبوب چیز کوئی نہیں کہ میں اس قوم سے جہاد کروں جس نے میرے رسول اللہ ﷺ کو جھٹلایا اور وطن سے نکالا۔

اے اللہ! میں یقین سے کہتا ہوں کہ تو نے ان کے اور ہمارے درمیان جنگ جاری کر دی ہے اور اے میرے اللہ! اگر قریش سے یا کچھ دوسرے مخالفین اسلام سے سلسلہ جنگ اگر جاری ہے تو مجھ کو اس میں حصہ لینے کیلئے زندہ رہنے دے اور اگر عرب اور قبائل کو تو نے اسلام کیلئے مغلوب کر دیا ہے تو پھر میرے اکمل سے خون کو رواں رکھ، تاکہ وہ سارا خون تیرے دین کی جدوجہد میں بہہ جانے والا ہو جائے۔“

حضرت سعد بن معاذ علیہ السلام کی رگ اکمل سے خون اسی طرح بہتا رہا یہاں تک کہ تمام خون بہہ گیا اور وہ قول خداوندی کے مطابق ”زئدۃ جاوداں“ ہو گئے۔

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ ط بَلْ أَمْوَاتٌ وَلَٰكِنْ لَا تَشْعُرُونَ ۝

﴿سورۃ البقرہ﴾

ترجمہ: ”اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں ہاں تم نہیں خبر نہیں۔“

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت جابر علیہ السلام سے روایت ہے کہ خندق کے دن حضرت سعد بن معاذ علیہ السلام کے تیر لگا اور ان کی رگ اکمل کٹ گئی اور خون جاری ہو گیا تو اس وقت انہوں نے دعا کی:

”اے میرے پروردگار! میری روح کو قبض نہ کر جب تک میری آنکھیں بنو قریظہ سے ٹھنڈی نہ ہو جائیں۔“

اس دعا کے بعد رگ کا خون بند ہو گیا، حتیٰ کہ حضرت سعد علیہ السلام ان کے معاملہ میں ”سخم“ ہوئے، ان کے فیصلے پر عمل درآمد ہوا، پھر اس کے بعد رگ اکمل سے دوبارہ خون جاری ہو گیا اور ان کی شہادت واقع ہو گئی۔

﴿بخاری﴾

حضرت سعد علیہ السلام کیلئے آسمان کے دروازے کھل گئے:

حضرت ابن عمر علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعد علیہ السلام کے بارے میں فرمایا کہ ان کی وفات پر عرش الہی کو جنبش ہوئی اور ستر ہزار فرشتے ان کے جنازے کے ساتھ گئے اور حضرت

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جبریل علیہ السلام بارگاہ نبوت میں آئے اور عرض کیا: وہ کون بندہ صالح ہے جس نے وفات پائی ہے کہ اس کے لیے آسمان کے لیے آسمان کہ دروازے کھول دیئے گئے ہیں اور عرش الہی جنش میں ہے؟ تھوڑی ہی دیر میں معلوم ہوا کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی ہے۔

﴿یعنی﴾

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے جنازہ میں فرشتوں کی شرکت:

حضرت سلمہ بن اسلم بن حریش رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس حال میں داخل ہوئے کہ گھر میں سوائے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے کوئی نہ تھا اور وہ چادر اوڑھ کر لیٹے تھے۔ میں دیکھ رہا تھا کہ حضور ﷺ نے قدم مبارک بڑھا کر دیکھا اور مجھ سے اشارہ فرمایا کہ ٹھہر جاؤ، تو میں ٹھہر گیا اور کچھ پیچھے بھی ہٹ گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ کچھ دیر ٹھہرے اس کے بعد باہر تشریف لے آئے۔ میں نے عرض کیا: "یا رسول اللہ ﷺ! میں نے تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے گھر میں کسی کو موجود نہ پایا، مگر میں نے آپ ﷺ کو بڑی احتیاط سے قدم بڑھاتے دیکھا۔ یا رسول اللہ ﷺ! اس کی کیا وجہ ہے؟" ارشاد فرمایا: میرے لیے بیٹھنے کی جگہ نہ تھی، تمام جگہ فرشتوں سے پر تھی۔ یہاں تک کہ ایک فرشتے نے اپنے بازوؤں کو سمیٹ کر میرے لیے جگہ نکالی۔

﴿ابن سعد﴾

عمرو بن لبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہم نے کسی کی میت کو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی میت سے زیادہ ہلکا کبھی نہ اٹھایا۔ ارشاد فرمایا کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے ہلکے اور سبک ہونے میں کون سی چیز مانع ہوتی۔ ان کے جنازے میں تو اس قدر فرشتے اترے کہ اس سے پہلے کبھی نہ آئے۔ وہ میت کو تھامے ساتھ اٹھائے ہوئے تھے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ جب فوت ہوئے تو وہ ایک نومند، قوی جیش اور جسیم فحش تھے۔ منافقین کہنے لگے ہم نے اس سے زیادہ ہلکی میت کسی کی نہ دیکھی۔ مسلمانوں نے کہا تم کو ہلکے ہونے کی وجہ معلوم؟

اس کی وجہ عاتبا ان کا وہ فیصلہ ہے جو ہنقرہ کے بارے میں انہوں نے دیا۔

ان باتوں کا ذکر کسی نے رسول اللہ ﷺ سے کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ملائکہ ان کے جنازے کو اٹھائے ہوئے تھے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت محمد بن ثریل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی قبر سے کسی نے ایک مٹی خاک اٹھالی اور اپنے ساتھ لے گیا پھر جب کسی دوسرے وقت اس نے دیکھا تو شکل خشک کے تھی۔ اس واقعہ کو سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سبحان اللہ، سبحان اللہ اور مسرت و انبساط کی کیفیت کو آپ

ﷺ کے چہرہ پر دیکھا گیا اور فرمایا:

الحمد لله، اگر کوئی قبر کے سقف سے نجات پاتے والا ہوتا تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ ضرور اس سے نجات پاتے۔ قبر نے ان کو ضم کیا پھر اللہ تعالیٰ نے اسے کشادہ فرمادیا۔

﴿ابن سعد، ابو نعیم﴾

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بتایا کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی قبر مکہ و نہ والوں میں ایک میں بھی تھا اور ہم کھدائی کے دوران مٹی سے خوشبو پاتے تھے۔

﴿ابن سعد﴾

الوارثین یہودی کے قتل پر معجزے کا ظہور:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عقیق رضی اللہ عنہ جب الوارثین یہودی کو قتل کر کے نیچے اتارے تو اس کے گھر کی سیڑھی سے گر کر زمین پر آ رہے اور پنڈلی ٹوٹ گئی تو انہوں نے کہا۔ جب رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا تو فرمایا اپنا پاؤں پھیلاؤ! تو میں نے پھیلا دیا۔ آپ ﷺ نے اس پر دست مبارک پھیرا تو میری پنڈلی ایسی ہو گئی، جیسے اس پر کوئی ضرب ہی نہ لگی ہو۔

﴿بخاری﴾

سفیان بن یحییٰ ہذلی کے قتل کے سلسلہ میں معجزے کا ظہور:

حضرت عبداللہ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو بلا کر فرمایا۔ مجھ کو معلوم ہوا ہے کہ ابن یحییٰ ہذلی مجھ سے جنگ کرنے کے لیے لوگوں کو جمع کر رہا ہے۔ وہ غلہ یا عرنہ میں ہے تو تم جا کر اسے قتل کر دو۔

میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے اس کی پہچان بتا دیجئے تاکہ شناخت کر سکوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کی شناخت یہ ہے کہ جب وہ تم کو دیکھے گا تو لرزے اور کاہنے لگے گا۔ میں روانہ ہو کر اس کے پاس پہنچ گیا اور جب میں نے اسے اور اس نے مجھے دیکھا تو وہ کاہنے لگا۔ پھر میں کچھ دور اس کے ساتھ چلا اور جب میں نے اعجازہ کر لیا کہ میں پر قابو پا سکا ہوں، تو میں نے تلوار کا وار کر کے اسے قتل کر دیا۔ جب میں اپنے کام سے فارغ ہو کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ خدا تمہیں سرخرو کرے۔ میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ میں نے اسے قتل کر دیا۔ فرمایا تم نے ٹھیک کیا اور مجھے ایک عطا دیا اور ہدایت فرمائی کہ اسے پاس رکھو۔

میں نے کہا بہت اچھا۔ مگر یا رسول اللہ ﷺ یہ کیا کوئی خاص کاموں میں مدد دے گا؟ فرمایا یہ قیامت کے روز میرے اور تمہارے درمیان نشانی ہوگی تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے عصا کو اپنی تلوار کے ساتھ ملا کر رکھا اور جب انتقال ہوا تو وصیت کی کہ عصا کو کفن میں رکھ دیا جائے۔

﴿تبیعی، ابو نعیم﴾

غزوہ بنی مصطلق میں معجزات کا ظہور

واللہدی رحمہ اللہ علیہ نے کہا مجھ سے حضرت سعید بن عبد اللہ بن ابی الہیثم رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ سے انہوں نے ان کی دہری سے جو حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کی باندی تھیں یہ حدیث بیان کی کہ میں نے جویریہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم اپنے قبیلے میں تھے۔ اس موقع پر میں نے اپنے باپ کو جو قبیلہ کے ہر دول عزیز سردار اور بڑے شجاع تھے یہ کہتے سنا "ہمارے مقابلہ میں وہ لوگ آئے ہیں، جن سے خشنے کی ہم میں تو طاقت نہیں۔"

باد جو یہ کہ اہل قبیلہ بڑے جیالے اور حوصلے والے تھے۔ میں نے اسی وجہ سے مخالفین پر پوری توجہ سے نظر ڈالی اور پہ غور جائزہ لیا تو میری نگاہیں خیرہ ہو گئیں وہ تو بہت ہی زیادہ تھے پھر جب میرے باپ کو شکست ہو گئی اور میں اسلام قبول کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئی اور مسلمانوں کا لشکر واپس ہوا تو میں نے لشکر کا پھر جائزہ لیا تو وہ زیادہ نہ تھا۔ میں چونکہ مسلمانوں میں ان کی ہر ادا میں، ان کی طرز معاشرت میں بڑی خوبیاں مشاہدہ کر رہی تھی جو اسلام کی عظمت میرے دل میں پیدا کر رہی تھیں۔ لہذا مسلمانوں کی تعداد کم و بیش نظر آنے کے بارے میں مجھے یہ خیال ہوا کہ ضرور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کا رعب اور خوف پیدا کرنے کے لیے ایسا کیا ہے۔

مدینہ کا چاند میری گود میں آ گیا:

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے سے تین دن پہلے خواب دیکھا کہ ایک چاند مدینہ منورہ سے روانہ ہوا ہے اور میری گود میں آ کر ٹھہر گیا ہے۔ میں نے اس خواب کو بہتر نہ سمجھا کہ لوگوں کو بتاؤں۔ تیسرے روز مسلمانوں کی آمد، جنگ، خود تین قبیلہ کی گرفتاری اور میرا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح ہونا یہ تمام واقعات رونما ہوئے اور اس طرح مجھے خواب کی تعبیر مل گئی۔
﴿تکلیف، الوجہ، واللہ ہی یحکم﴾

منافقین کی موت پر تیز ہوا:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سر سے تشریف لا رہے تھے جب مدینہ کے قریب پہنچے تو ہوا ایسی تیز ہوئی کہ احتمال تھا کہ سواروں کو گرد و غبار ڈھانپ لے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ آٹھ می کسی منافق کی موت کی علامت ہے پھر جب ہم مدینہ پہنچے تو معلوم ہوا منافقین کا پیشوا فوت ہو گیا ہے۔

﴿مسلم﴾

منافقوں کی غیبت پر فرمایا وہاں اونٹ ہے لے آؤ:

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوہ بنی مصطلق سے واپسی میں جو آمد می جلی تھی کہ وہ بعد

میں دن کے آخری حصے پر سکون ہو گئی۔ لوگوں نے اپنی اپنی سواریوں کی خیر خبر لی جس کے بعد معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم ﷺ کی سواری کا اونٹ غائب ہے پھر اس کی تلاش میں لوگ ہر طرف نکل گئے۔ ایک منافق چند انصاری صحابہ کے ساتھ مصروف کلام تھا۔ جب اونٹ کی تلاش کے بارے میں اسے معلوم ہوا تو کہنے لگا: ”اے مدینے والو! کیا اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم ﷺ کو یہ نہ بتلائے گا کہ تمہارا اونٹ کہاں ہے؟“ حالانکہ حضور نبی کریم ﷺ کی تو عادت ہے کہ وہ بہت بڑی بڑی باتوں کو بتا دیا کرتے ہیں۔ ”یہ کہہ کر وہ وہاں سے اٹھا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس باتیں سننے کیلئے آ گیا۔ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اس کے اقوال بے ہودہ سے آگاہ فرما دیا تھا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”ایک جھوٹے مسلمان نے اس طرح بدگوئی کی ہے“ اور اس کا قول انہیں الفاظ میں لوگوں کو بتا کر فرمایا: ”من لو اور تم میں اگر وہ بھی پہنچ گیا ہے تو وہ بھی من لے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے بتا دیا ہے جہاں وہ اونٹ ہے، اے لوگو! جاؤ اور چا کر دیکھو۔“ وہ سانسے کی گھاتی میں ہے، اس کی ٹکیل ایک بھاری میں الجھ گئی ہے۔

لوگ گئے اور اونٹ کو لے آئے، منافق اس ”دیدار شنید“ کے بعد بہت زیادہ اور دکھائی تیزی کے ساتھ ان لوگوں کے پاس گیا جہاں بیٹھ کر اس نے حضور نبی کریم ﷺ پر طنز کیا تھا۔ ان انصاری لوگوں کو اس نے وہیں پر موجود پایا، منافق نے سوال کیا: ”میں تم کو قسم دیتا ہوں۔“ کیا آپ حضرات میں سے کوئی رسول اللہ ﷺ کے پاس اٹھ کر گیا تھا اور میں نے جو کچھ کہا تھا وہ حضور نبی کریم ﷺ کو جا کر بتایا ہے؟“ لوگوں نے کہا: ”بھئی! ہم تو جب سے اسی طرح اور اسی جگہ بیٹھے ہیں، حضور نبی کریم ﷺ کی بعض اوقات میں بتائی ہوئی در پردہ غیبی نویت کی باتوں پر شبہ تھا، ہم اللہ وہ رفیع ہو گیا اور میرا یقین آپ کی نبوت و رسالت پر راسخ ہو گیا۔“ ﴿الہویم﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے تو نہایت تیز اور بدبودار ہوا چلی نبی کریم ﷺ نے فرمایا کچھ منافق لوگوں نے مسلمانوں کی غیبت کی ہے، اس وجہ سے یہ بدبودار ہوا چلی ہے۔

﴿الہویم﴾

حضرت عبداللہ بن ثریا رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوہ بنی مصطلق میں ام المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا حضور نبی کریم ﷺ کو قیدی عورتوں میں ملیں۔ ان کا باپ فدویہ لے کر آ رہا تھا جب وہ واوی مصطلق میں پہنچا تو اس نے فدویہ کے اونٹوں پر نظر ڈالی، ان میں دو اونٹ اچھے لگے جو ہر لحاظ سے عمدہ تھے۔ پھر اس نے ان دونوں اونٹوں کو ہادی عقیق میں کسی طرف باندھ دیا اور باقی اونٹوں کو لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا:

”میری بیٹی کو میرے حوالے کر دیجئے اور اس کے فدویہ میں یہ اونٹ حاضر ہیں۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”وہ اونٹ کب لاؤ گے جو تم کو زیادہ پسند تھے اور تم

انہیں وادی عقیق میں باندھ آئے ہو؟“

حضرت حارث رضی اللہ عنہ نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہ راز میرے سوا کوئی نہ جانتا تھا۔ وہ بہت اچھے خلص اور باصلاحیت مسلمانوں میں سے ایک تھے۔
﴿ابن مساکر﴾

حدیث افک

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنی ازواجِ مطہرات کے درمیان قرعہ ڈالتے جس زوجہ کا نام ان میں سے نکل آتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو غرض میں ساتھ لے جاتے۔ ایک مرتبہ آپ نے جہاد کیلئے غزوہ کا ارادہ فرما کر ہم سب ازواج کے درمیان قرعہ ڈالا اور اس میں میرا نام نکل آیا۔ اس سے پہلے آیت حجاب نازل ہو چکی تھی۔ پس میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ گئی۔ میری سواری کا بندوبست ہودج میں ایک اونٹ پر تھا اور مجھے یہ حالت پر وہ ہودج میں بیٹھا کر اس کو رمیوں سے باندھ دیا جاتا اور پڑا یا منزل پر رسیاں کھول کر مجھ کو ہودج میں بیٹھے ہوئے نیچے اتار لیا جاتا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ سے فارغ ہونے کے بعد واپس کیلئے روانہ ہو گئے اور وہینہ پہنچنے سے پہلے پڑاؤ فرمایا۔ پھر شب میں لشکر کو روانگی کا حکم فرما دیا، میں انھی اور قضاے حاجت کیلئے ذرا قاصطے پر لشکریوں کے پڑاؤ اور ٹھہراؤ سے باہر چلی گئی اور فراغت پا کر اپنی قیام گاہ پر لوٹ آئی، اتفاق سے میرا ہاتھ سینے پر گیا تو مجھے پتہ چل گیا کہ میرا ہار گلے میں نہیں ہے جو جزع غفار کا بنا تھا۔ تو میں اسی راستہ میں اسی جگہ پر پہنچ کر ہار کو تلاش کرنے لگی جس میں ویرگی، ادھر وہ لوگ آئے جو ہودج کو اونٹ پر رکھتے اور باندھتے تھے۔ میں ایک ہلکی اور سبک جسم کی عورت تھی وہ کہنے لگی کہ میں ہودج میں بیٹھ چکی ہوں۔ پس انہوں نے نعل کو باندھ دیا اور لشکر روانہ ہو گیا۔ میں ہار تلاش کر کے اقامت گاہ لوٹی تو وہاں کوئی پکارنے والا تھا نہ جواب دینے والا۔ میں اپنی قیام گاہ پر پہنچی جہاں میرا ڈیرہ تھا بیٹھ گئی۔ میرا خیال تھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مجھ کو نہ پائیں گے تو کسی کو بھیج کر مجھے بلوائیں گے، بیٹھے ہوئے آنکھیں جو جھل ہوئیں، نیند کا غلبہ ہوا اور میں سو گئی۔ صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ لشکر کے پیچھے مقبب کارواں پر مامور تھے۔ صبح کے وقت اس مقام پر پہنچے اور مجھ کو سوتا پایا۔ چونکہ احکامات حجاب سے قبل جب عورتوں کے شرعی پردے نہ تھے انہوں نے مجھ کو دیکھا تھا، اس لیے انہوں نے مجھ کو پہچان لیا۔ اس کے استرجاع (یعنی اللہ اللہ وانا اللہ وارجعون پڑھا) سے میں بیدار ہوئی اور چہرے اور جسم میں نے چادر میں اور تریا دھ چھپا لیا۔ استرجاع کے علاوہ انہوں نے کچھ کہا نہ سنا۔ وہ اونٹنی سے اترے، اس کو بٹھایا اور میں جا کر سوار ہو گئی اور حضرت صفوان رضی اللہ عنہ اونٹنی کو کھینچ کر چل دیئے، ہم نے چل کر لشکر کو سخت گرمی اور دھوپ کے وقت ٹھہراؤ میں پایا، پھر ہناک ہوا جس کو میرے معاملے میں ہلاک ہونا تھا اور جس خلص نے سب سے بڑھ کر اس کی

تشیہ اور اتہام طرازی کی وہ عبد اللہ بن ابی بن سلول منافی تھا۔

ہم مدینہ منورہ آگئے اور میں بہ شیت ایزدی ان ہی دنوں میں بیمار ہو گئی اور علالت کا سلسلہ ڈیڑھ ماہ سے کچھ کم چلتا رہا۔ مجھے فتنہ پردازوں کے الزام کا کچھ پتہ نہ تھا البتہ حضور نبی کریم ﷺ کا میں وہ التفات نہیں پاتی تھی جو ہمیشہ میرے لیے مخصوص تھا اور یہ بات مجھے کسی وقت زیادہ محسوس ہوئی اور میں غیر ارادی طور پر رنجیدہ سی بھی ہو جاتی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ رویہ جس اس حد تک تھا کہ آپ ﷺ تشریف لاتے اور اسلام علیکم فرما کر دریافت فرماتے: ”تمہارے بیمار کا کیا حال ہے؟“ اور پھر وہاں تشریف لے جاتے۔“

یہ فضل خداوندی بیماری ختم ہوئی اور ضعف و فلأست باقی تھی کہ میں مسلح کی بوڑھی ماں کے ساتھ قضائے حاجت کیلئے اسی جگہ گئی، جو اس ضرورت کیلئے خواتین مدینہ کیلئے مخصوص تھی اور ہم عورتیں عموماً رات ہی کو اس ضرورت کیلئے نکلا کرتی تھیں۔

اتفاقاً ام مسلح رضی اللہ عنہا اپنے چادر کے بلو سے الجھ کر گئیں، اور ان کے منہ سے نکلا ”مسلح ہلاک ہو“ یہ سن کر میں نے کیا اتم نے ایک بہت بڑی بات کہہ دی، کیا اتم ایسے شخص کو برا کہتے ہو کہ جو پدر میں شریک ہو چکا ہے؟ ام مسلح رضی اللہ عنہا نے کہا: ”حیرت ہے تم ایسا کہتی ہو؟ کیا اتم نے وہ باتیں نہیں سنی جو مسلح بنا تا ہے؟“ میں نے ام مسلح سے پوچھا: ”مجھے یہ بتاؤ وہ کیسی باتیں بنا تا ہے۔“ پھر انہوں نے الزام تراشیوں اور اتہام سازیوں کے بارے میں ساری باتیں مجھ سے بیان کیں جنہیں سن کر میں پہلے سے زیادہ بیمار ہو گئی۔ رسول اللہ ﷺ ایک روز تشریف لائے اور حسب سابق میرے پاس تشریف لائے اور اسلام علیکم کر کے فرمایا: ”تم کیسی ہو؟“ اس وقت میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: ”اگر آپ اجازت دیں تو میں اپنے والدین کے گھر چلی جاؤں؟“ میرا ارادہ تھا کہ میں اپنے والدین سے ان بے ہودہ خبروں کے بارے میں دریافت کروں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اجازت دیدی اور پھر میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر چلی گئی۔

میں نے واپسی والدہ سے دریافت کیا: ”اے اماں! لوگ کیسی باتیں بنا رہے ہیں؟“ انہوں نے جواب دیا: ”اے بیٹی اتم خود پر زنی کرو، بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ کوئی شوہر اپنی ایک خوبصورت بیوی سے محبت کرتا ہو اور اس کے بارے میں باتیں نہ بنائی گئی ہوں۔“

میں نے کہا: سو کنوں نے تو باتیں نہیں بنائیں، مجھے تو مسلح وغیرہ کے بارے میں دریافت ہوا ہے۔ میں تمام رات روتی رہی اور صبح ہو جانے پر میرے آنسو تھمتے ہی نہ تھے، تمام شب جاگتی رہی پک تک نہ بھیکا۔

رسول اللہ ﷺ کو وحی کا انتظار تھا اور جب اس کے آنے میں تاخیر ہوئی تو آپ ﷺ نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں مشورہ کرنے کیلئے حضرت علی بن ابی طالب اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو بلوایا۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں ایک

گمان اور اچھی رائے کا اظہار کیا اور اشارہ بتایا کہ میں ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں اپنی اس رائے کی وجہ سے انہوں کو ہرگز باور نہیں کرتا۔ الفاظ یہ تھے:

”یا رسول اللہ ﷺ آپ کے اہل میں ہم تو بجز خیر و خوبی کے اور کچھ نہیں جانتے۔“

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ نے آپ پر کوئی سنگی نہیں فرمائی ہے۔ ان کے سوا اور عورتیں بہت ہیں اور آپ کو غری سے پوچھئے وہ صحیح باتیں آپ کو بتا دے گی۔ ”حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور ارشاد فرمایا:

”اے بریرہ! تم نے کبھی کوئی ایسی بات دیکھی ہے جو عائشہ رضی اللہ عنہا کے کردار کو شبہ میں ڈالتی ہو؟“ بریرہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: ”میں سچ کہتی ہوں، کوئی بات میں نے دیکھی ہے نہ ان میں ہے کہ جس کی وجہ سے میری آنکھیں بند ہوں، بجز اس کے کہ وہ کم سن بچی ہیں، نیند زیادہ آتی ہے، آٹا گوند کر رکھ دیتی ہیں اور اس سے غافل ہو کر سو جاتی ہیں، بکری آتی ہے اور آٹا کھا جاتی ہے۔“

اس شور وے اور تحقیق کے بعد رسول اللہ ﷺ عبد اللہ بن ابی کے پاس پوچھ کچھ کیلئے تشریف لے گئے اور میں ون بھر مسلسل روتی رہی، میرے آنسو تھمتے نہ تھے اور نیند نام کو نہ تھی، مجھ کو خیال ہوا کہ شدت کر یہ سے شاید میرا بکھر پھٹ جائے گا۔

یہی حال تھا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور بیٹھ گئے۔ آپ نے جب سے یہ افواہیں سنی تھیں، میرے پاس نہ بیٹھے تھے۔ ایک مہینہ گزر چکا تھا اور آپ ﷺ کو وحی کا انتظار تھا۔ بہر حال آپ ﷺ بیٹھ گئے۔ کلمہ توحید و رسالت پڑھا اور بعد فرمایا:

”اے عائشہ! تمہارے بارے میں مجھے یہ اور یہ باتیں بتائی گئی ہیں، اب اگر تم پاک اور بری ہو تو انشاء اللہ بہت جلد تمہاری برأت ہو جائے گی اور اگر تم کسی گناہ سے آلودہ ہو تو پھر تم کو چاہیے اللہ تعالیٰ سے استغفار کرو، تو یہ کرو کیونکہ جب بندہ اعتراف معصیت کر کے تادم اور شرمسار ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ رحمت سے متوجہ ہوتا ہے۔“

جب حضور نبی کریم ﷺ نے گنگو شتم فرمائی تو میرے آنسو بھی شتم ہو گئے، اب میری آنکھوں میں ایک قطرہ بھی آنسو کا نہ تھا، میں نے اپنے والد سے کہا: ”میری طرف سے آپ وکالت کریں اور رسول اللہ ﷺ کو جواب دیں۔“ انہوں نے کچھ تامل اور تھوڑے سے سکوت کے بعد فرمایا: ”میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں کیا عرض کروں؟“ پھر میں نے اپنی والدہ سے درخواست کی، آپ یہ جواب دیجئے۔ تو انہوں نے بھی یہی کہا: ”سمجھتا ہوں کہ اس لیے میں نہیں جانتی کہ رسول اللہ ﷺ کو کیا جواب دوں۔“

بلا آخر مجھے کہنا پڑا میں انھی، باوجود کہ میں کم سن لڑکی تھی اور میں نے زیادہ قرآن بھی نہ پڑھا تھا۔ میں نے کہا: ”میں جان گئی ہوں کہ جن افواہوں کو آپ نے سنا ہے وہ دل میں چبک کر گئی ہیں اور ان کو سچ سمجھ لیا ہے۔ اب اگر میں یہ کہوں بھی کہ میں بری ہوں، تو آپ ﷺ باور نہ فرمائیں گے اور اگر میں ان باتوں کا اعتراف کر لوں اگرچہ اللہ تعالیٰ واقف اسرار و حالات ہے اور وہ جانتا ہے کہ میں ان اتہامات

سے بری ہوں، تو آپ تائید و تصدیق فرمائیں گے۔ میں اپنے اور آپ کے درمیان کوئی مثال موجود نہیں پاتی بجز اس کے کہ جس طرح والد حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا تھا: "الْقَصِيرُ خَيْرٌ لِّكَ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ" (مورۃ یوسف) ترجمہ: "اور اللہ تعالیٰ ہی سے مدد چاہتا ہوں ان باتوں پر جو تم بتا رہے ہو۔" اس کے بعد میں نے اپنا رخ اور پہلو بدلا اور بستر پر دراز ہو گئی۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں امید رکھتی تھی کہ اللہ تعالیٰ میری برأت فرما دے گا لیکن مجھے یہ خیال بھی نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ میرے اس معاملہ میں نزول وحی فرما دے گا کیونکہ میں اپنے آپ کو اپنے سواطع کو اس قابل نہیں سمجھتی تھی، البتہ مجھے کو صرف اس بات کی توقع تھی کہ رسول اللہ ﷺ شاید خواب دیکھیں گے اور اس ذریعہ سے مجھ بے چاری کی غفلت و غصمت پر کواسی مل جائے گی۔ اللہ تعالیٰ کا کرم دیکھئے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی جگہ سے نہ ہونے لگے اور افراتفرات سے نہ کوئی باہر نکلتے پایا تھا کہ آپ ﷺ پر نزول وحی ہونے لگا اور جو شدت ایسے موقع پر ہوتی تھی وہ شروع ہوتی جی کہ پیشانی مبارک پر سوتیلوں کی مانند پسینہ چمکنے لگا۔ آپ ﷺ پر موسم سرما میں بھی شدت وحی سے پسینہ وغیرہ کی یہ کیفیت طاری ہو جاتی تھی، آپ نے نزول وحی سے فارغ ہو کر تبسم فرمایا،

اور پھر کلام کی ابتدا ان الفاظ سے کی:

يَا قَاتِلَةُ مَا أَفْعَا اللَّهُ فَعَلْتُ بِكَ أَمْرًا

ترجمہ: "اے عاتش! سنو اللہ تعالیٰ نے تم کو بری فرما دیا۔"

اب میری ماں نے مجھ سے کہا: "عاتش! اٹھو، حضور نبی کریم ﷺ کے پاس جاؤ۔" میں نے ماں کو جواب دیا: "اے میری ماں! اللہ کی قسم! میں تو اٹھ کر ان کے پاس نہ جاؤں گی اور میں اپنے اللہ کے سوا کسی کی شہادت نہ کروں گی۔" حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اس موقع پر "إِنَّ الدِّينَ بَعْدُ" یا بالافک" سے دس آیتوں تک وحی ہوئی۔

﴿بخاری، مسلم﴾

علامہ زحمری رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ افک کے سلسلہ میں قرآن کریم کا انداز بیان بڑا جامع اور پرزور ہے اس میں اعجاز و ایمان اور احکامات و تنبیہات اس اسلوب سے بیان کی گئی ہیں کہ مصیبت کے کسی دوسرے وقوع اور موقع پر اس انداز سے بیان نہیں کی گئیں۔

تہمت طرازی اور سخن سازی کو منافقین کی طرف سے جو مظاہرہ ہوا جس سے اہل بیت و رسول اللہ ﷺ اور خود رسالت مآب ﷺ کو جو انتہائی صدمہ اور دکھ پہنچا، اس کی وجہ سے اعجاز بیان میں شدت ہوئی ہے۔ ان کا یعنی زحمری رحمہ اللہ کا یہ قول بھی ہے کہ بت پرستی اور شرک کے بارے میں جو تنبیہات ہیں وہ بھی مقابلہ اس سے کچھ کم ہی ہیں کیونکہ یہ ایک پاک ہاتھ زجر رسول ﷺ کی طہارت و برأت کی حامل ہیں۔

قاضی ابوبکر باقلائی رحمہ اللہ نے فرمایا: قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اس بات کا ذکر فرمایا کہ جس کو مشرکین حق تعالیٰ کی جانب مغلوب کرتے ہیں، اس کے بعد اپنی پاک و خوب بیان فرمائی جیسے:

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَنُ وَلَدًا مَبْهَغًا

﴿سورۃ الاحقاف﴾

ترجمہ: ”وہ بولے رحمن نے بیٹا اختیار کیا پاک ہے وہ۔“

اس کے علاوہ بہ کثرت آیات تحمید و تہکیر میں وارد ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے جب اس کا ذکر فرمایا کہ منافقین جس بات کو پاک عاتقہ رضی اللہ عنہا کی طرف منسوب کرتے تھے تو کہا: ”لَبَّخَاتِكُمْ هَذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ“ (سورۃ النور) ترجمہ: ”اگلی پاک ہے تجھے یہ بڑا بہتان ہے۔“ تاکہ عصمت آب خاتون نفس کی شہادت ہو جائے۔ سبحان اللہ و بحمدہ

محمد بن عبد اللہ بن جحش رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور ام المؤمنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے مابین اتفاق سے اتھار تھاخر پر ہاتھ ہونے لگیں، حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں وہ ہوں کہ میرے عقد کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا۔ اس کے جواب میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اور میں وہ ہوں کہ میرے عذر کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں مذکور فرمایا جبکہ حضرت صفوان بن معطل رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے سواری پر سوار کیا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے ان سے پوچھا: ”اے عائشہ (رضی اللہ عنہا)! یہ تو بتاؤ جب تم حضرت صفوان رحمۃ اللہ علیہ کے اونٹ پر سوار ہو رہی تھیں تو کیا تم نے کچھ پڑھ لیا تھا؟“

انہوں نے جواب دیا کہ میں نے ”حَسْبِيَ اللَّهُ وَ اِلَیْهِ اَرْغَبُ الْوَجْهِلُ“ پڑھا تھا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے کہا: تم نے بڑے اعتماد کا کلمہ پڑھا۔

﴿ابن جریر﴾

☆ حضرت ابن عباس رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا:

اِنَّ الْبَلَدَيْنِ يَوْمَئِذٍ الْمُحْصَنَاتِ الْهَاتِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ

﴿سورۃ النور﴾

ترجمہ: ”بے شک وہ جو عیب لگاتے ہیں ایمان پارہ ایمان والیوں کو۔“

کے بارے میں نقل فرمایا گیا۔

﴿ابن ابی حاتم﴾

سعید بن منصور اور ابن جریر رحمہما اللہ نے ایک دوسری روایت کے ذریعہ حضرت ابن عباس رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا کہ انہوں نے اس آیت ”اِنَّ الْبَلَدَيْنِ يَوْمَئِذٍ الْمُحْصَنَاتِ الْهَاتِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ“ (سورۃ النور) کو پڑھ کر کہا کہ یہ آیت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور دوسری الزاہج مطہرات کے بارے میں ہے اور جن لوگوں نے انک میں حصہ لیا ان کی توبہ قبول نہیں ہوئی۔ انہوں نے اپنے قول کی دلیل میں آیت ”مَعْدُودَةُ ذِلِّ عِلَادَتِ كِي“

وَالْبَلَدَيْنِ يَوْمَئِذٍ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ يَأْتُوا بِآيَةٍ شَهَادَةٍ فَاُجِلَّتْ أَرْهَمُ لَعْنَتَيْنِ

جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ۝

﴿سورۃ النور﴾

ترجمہ: ”اور جو پیارے عورتوں کو عیب لگائیں پھر چار گواہ معائنہ کے نہ لائیں تو انہیں اتنی کوڑے لگاؤ اور ان کی کوئی گواہی کبھی نہ مانو اور وہی فاسق ہے۔“

اس کے بعد انہوں نے اس کے آٹھ کی آیت تلاوت کی:

إِنَّ الَّذِينَ يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَأُضِلُّوا فَأِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝

﴿سورۃ النور﴾

ترجمہ: ”مگر جو اس کے بعد توبہ کریں اور مستور ہائیں تو بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا ہے۔“

اس کے بعد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ ان لوگوں کی توبہ کے بارے میں ہے جنہوں نے کسی اور عام عورت پر قذف (”قذف“ تہمت لگانا، گالی دینا) کیا ہے اور وہ ان لوگوں میں سے نہ ہو جنہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ کی طرف قذف کو منسوب کیا ہو، کیونکہ حقیقت حال کے ظاہر اور عام ہونے سے پہلے جس کو اللہ تعالیٰ نے یزید و جی ظاہر اور عام کیا، ان لوگوں نے نہ توبہ کی اور نہ قذف کے ثبوت میں شہادتیں دیاں کیں۔

تھیں، رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ”زنا“ اور ”قذف“ میں کون سا عمل زیادہ سخت اور کبیرہ ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ان دونوں میں بدترین فعل زنا ہے۔ میں نے کہا اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے:

إِنَّ الَّذِينَ يَرْفَعُونَ الْمُفْضِلَاتِ الْفَاحِشَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ

﴿سورۃ النور﴾

انہوں نے جواب دیا کہ یہ آیت کریمہ حضرت عائشہ صدیقہ مرضی اللہ عنہا کے بارے میں خاص ہے۔

﴿طبرانی﴾

نحاک بن مزاحم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: یہ آیت خاص سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے حق میں نازل ہوئی۔ ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ کسی نبی کی زوجہ مطہرہ نے کسی بدکاری نہیں کی۔

﴿طبرانی﴾

قبائل عربیہ اور عسکری کا اسلام قبول کرنا اور سرور ہوتا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قبائل عسکری عربیہ کے کچھ افراد مدینہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کلمہ اسلام پڑھا اور کہنے لگے کہ اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! ہم اونٹ، بکریوں والے چرواہے ہیں اور کھیتی باڑھی کرتے والے کسان نہیں ہیں یہ لوگ مدینہ میں رہ گئے لیکن مدینہ کی آب و ہوا اور اس شہر کی آبیاری اور پتہ ہوا۔

رسول اللہ ﷺ نے ان کو مدینہ کے باہر بھیج دیا، وہاں مسلمانوں کے جانوروں کو ایک چراگاہ میں حضور نبی کریم ﷺ کے چرواہے چراتے تھے۔ آپ ﷺ نے ان کو تو مسلمانوں سے فرمایا کہ تم لوگ بھی دیکھ بھال کرو اور اونٹوں کا دودھ وغیرہ پیو رہے۔ وہ لوگ چلے گئے اور مقام حرہ پہنچ کر اسلام سے پھر گئے اور مرتد ہو گئے اور مسلمان چرواہے کو قتل کر کے اونٹوں کو ہانک کر لے گئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے کچھ مسلمانوں کو ان کے تعاقب میں بھیجا اور انہیں علم دیا کہ ان کی آنکھیں نکال کر ہاتھ پاؤں کاٹ کر حرہ کے گھوٹ میں چھوڑ دینا یہ سب لوگ اسی امر میں مر گئے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

مریہ دومۃ الجندل کیلئے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو سردار بنایا:

واقفی، تصنیف سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک چھوٹا سا لشکر حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں بنو نضیل کی طرف، دومۃ الجندل روانہ فرمایا اور ہدایت کی کہ اگر وہ دعوت اسلام قبول کر لیں تو تم ان کے سردار کی بیٹی سے نکاح کر لینا۔ وہ روانہ ہو گئے، تین روز قیام کیا اور ان کو دعوت اسلام دی، جس کے نتیجے میں ان کا سردار امیع بن عمرو کھلی نے جو نصرانی تھا، اسلام قبول کر لیا اور اس کے ساتھ ہی بنو نضیل کے بہت سے لوگ بھی وائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ کچھ لوگوں نے اسلام قبول کرنے کے بجائے جزیہ ادا کرنے پر آمادگی کا اظہار کیا، چنانچہ ان پر جزیہ قائم کر دیا گیا اور جزیہ کی وصولی کا بھی انتظام کر دیا۔ حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے تماضر بنت امیع سے نکاح کر کے اپنے ہمراہ مدینہ لے آئے۔

﴿ابن سعد﴾

واقفی، تصنیف اس روایت کے مطابق ایک اور حدیث بیان کی ہے جس کے آخر میں اتنا اور مزید ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اور تم اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرنا، امید ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھ پر اس کو فتح کرا دے، اگر تمہارے ہاتھ پر فتح ہو جائے تو ان کے سردار کی بیٹی سے نکاح کر لینا۔“

﴿ابن عساکر﴾

واقعہ حدیبیہ میں معجزات کا ظہور

حضرت مسور بن مخزوم رضی اللہ عنہ اور مروان بن الحکم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان دونوں حضرات نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ حدیبیہ کے موقع پر ایک ہزار سے کچھ اوپر صحابہ کرام کے ساتھ روانہ ہوئے، جب آپ ﷺ ذوالنحیدہ پہنچے تو ہدی کے جانوروں کے گلوں میں قلاؤں سے ڈالے اور ان کا اشعار کر کے عمرہ کا احرام باندھا اور دیہانی کیلئے خزاہ کے ایک شخص کو روانہ کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ چاوا شطاط پر پہنچے تھے تو وہ خزاہی دیدیاں حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں واپس پہنچا اور بتایا:

”قریش نے آپ کے اور مسلمانوں کے مقابلے کیلئے بہت بڑی جمعیت کو فراہم کر لیا

ہے اور اس پاس کے مختلف قبائل کے لوگ بھی ان کے حلیف اور شریک بن گئے ہیں وہ لوگ آپ سے جنگ کریں گے راستہ روکیں گے اور مزاحمت کریں گے۔

یہ اخطار پا کر آپ ﷺ نے فرمایا: مسلمانو! مجھے راتے دو گز میں ان لوگوں کے اہل و عیال اور ان کے بچوں کی طرف متوجہ ہوں، جو ہمیں بیت اللہ سے روکنے کا ارادہ رکھتے ہیں یا ہم بیت اللہ کا علی قصد کریں اور جو ہمیں اس سے روکنے کا مقابلہ کریں۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: "یا رسول اللہ ﷺ! ہم تو یارِ رت، بیت اللہ کا ارادہ کر کے نکلے ہیں، جنگ و قتال کے ارادہ سے نہیں آئے ہیں، تو آپ بیت اللہ ہی تشریف لے جائیں، ہم کو اگر کوئی زیارت سے روکے گا تو ہم اس کی رکاوٹ کو سیل ارم بن کر راہ سے ہٹا دیں گے، اگر کوئی مقابل آئے گا تو ہم اس سے جنگ کریں گے۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "بسم اللہ پڑھ کر چل دو۔"

اثنائے راہ میں حضور نبی کریم ﷺ نے مطلع کیا کہ "حضرت خالد بن ولید قریش کے رسالہ کا قائل اس وقت طلوع پر ہے اس لیے دشمنی جانب کا راستہ اختیار کر لو۔"

پس خالد کو پتہ نہ چلا کہ مسلمانوں کی جمعیت دفعۃً کافر سواروں کے سر پر پہنچ گئی، جب رسالہ نے گردہ غبار دیکھا تو قریش کو ہوشیار اور خبردار کرنے کیلئے اٹھنے قدم مکہ کی طرف بھاگا۔ رسول اللہ ﷺ مسلسل مکہ کی جانب بڑھتے رہے اور پھر ایک سطح عریض پر حضور نبی کریم ﷺ کی اونٹنی بیٹھ گئی، لوگوں نے اٹھایا، چلانے کیلئے بھٹکایا مگر وہ اس سے مس نہ ہوئی، کچھ لوگ کہنے لگے: قصویٰ سرکشی کر رہی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قصویٰ نے سرکشی نہیں کی ہے، وہ طبعاً ایسی نہیں ہے، بلکہ اس کو اسی قوت نے روکا ہے، جس نے ہاتھی کو روکا تھا، پھر فرمایا: "قسم ہے اس ذات اعلیٰ کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، قریش مجھ سے ایسی بات کو نہیں منوا سکتے جس میں اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کی جاتی ہے، اس کے سوا وہ جس بات کو کہیں گے، میں ان کی بات مان لوں گا۔"

اس کے بعد آپ نے اپنی اونٹنی کو تہیہ فرمائی اور وہ کچھ اچھل اور سیدھی ہو گئی۔ آپ سوار ہو کر حدیبیہ میں اس مقام پر آئے جہاں ایک گڑھے میں تھوڑا سا پانی تھا، لوگوں نے کفایت کے ساتھ پانی لے کر استعمال کیا اور تھوڑی دیر بعد وہ پانی استعمال کر لیا گیا اور گڑھے میں پانی نہ رہا، اصحاب نے پانی کی صورت حال سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آگاہ فرمایا۔

پس آپ نے ترکش سے ایک حیر نکالی کر دیا اور فرمایا: "اس چیز کو اس گڑھے میں گاڑ دو جس کا پانی ختم ہو چکا ہے چنانچہ قبیل ارشاد کی گئی، اس کے بعد خدا کی قسم! اس میں اتنا پانی جوش مارتا رہا کہ تمام مسلمان اس پانی سے سیراب ہوتے رہے، گویا گڑھے میں پانی کے سوتے پھوٹ گئے تھے۔" قریش کی جانب سے بدیل بن ورقاء خزاعی جو بنو خزاعہ کا سردار تھا چند افراد کے ہمراہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا:

”میں نے بنی کعب اور عامر بن لوی کو حدیبیہ کے چشموں پر پڑاؤ ڈال دیکھا ہے، ان کے ساتھ دو دھوئے والی اونٹیاں ہیں، وہ تم کو بیت اللہ سے روکنے اور باز رکھنے کیلئے وہاں موجود ہیں اگر تم ضد اور اصرار کرو گے تو وہ جنگ کریں گے۔“

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب میں فرمایا: ”ہم لڑنا چاہتے ہیں نہ لڑنے کے ارادے سے آئے ہیں، ہمارا مقصد زیارت کعبہ اور طواف عمرہ ہے۔ بلا جو یہ کہ کفار قریش بار بار کی لڑائیوں، ہزیمتوں اور مسلسل جادو جادوئی کا روایوں سے کشتہ اور مضروب ہو چکے ہیں، پھر بھی وہ ایسے لوگوں سے جو امن و سلامتی کے پیٹھی ہیں، بلاویہ لڑنا اور جنگ کی دھمکیاں دینا پسند کرتے ہیں۔“ اس کے بعد آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”اے نمائندہ قریش! بدیل! اگر وہ لوگ یعنی قریش پسند کریں تو میں ایک مدت معذور کروں اور اس مدت میں وہ ہمارے کاموں اور سرگرمیوں میں مزاحم نہ ہوں، اگر اس مدت میں ہم کامیاب اور غالب ہو جائیں تو وہ اگر پسند کریں، ہمارے اندر نیک نیتی سے غم ہو جائیں یعنی طاعت اسلام میں شامل ہو جائیں، ورنہ وہ جنگ کی مصیبتوں سے تو بہر حال محفوظ رہیں گے اور اگر قریش نے میری اس پیشکش سے فائدہ نہیں اٹھایا اور ہم پر جنگ مسلط کر دی تو قسم ہے اس ذات اعلیٰ کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ کہ میں دین حق کی خاطر اس وقت تک جنگ جاری رکھوں گا جب تک میں زندہ ہوں اور دین خداوندی غالب ہو جائے اور اس پر الہی نافرمان ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ کے پرستاروں کیلئے موانعات باقی نہ رہیں۔“

بدیل نے واپس جا کر قریش سے کہا: میں نے تم (ﷺ) سے یہ اور یہ کہا مگر وہ کچھ بھی مرعوب اور متاثر نہ ہوئے البتہ انہوں نے ایک اور تجویز تمہارے سامنے رکھی ہے۔ بدیل کا قطع کلام کرتے ہوئے بعض جذباتی اور پست ذہیت لوگ بول اٹھے: ”ہمیں ضرورت نہیں ہے۔“ کچھ تنبیہ، معتدل مزاج اور اہل الرائے اصحاب نے پوچھا وہ کون سی تجویز ہے، بتاؤ تو سنی؟ بدیل نے آپ ﷺ کی ساری گفتگو اور مدت معین کرنے کی تجویز کو ان سے بیان کیا۔

عروہ بن مسعود نے ساری باتوں کو بغور سنا اور پھر مجمع کو خطاب کرتے کیلئے کھڑا ہوا، اس کی تقریر کا خلاصہ یہ تھا کہ: ”اے لائق احترام قریشیو! کیا آپ میرے بڑے اور بزرگ نہیں؟“ جواب آیا: بے شک! کیوں نہیں پھر عروہ نے پوچھا: ”اور کیا میں بن طفیل کی ابتدا ہی سے آپ کے اندر نہیں رہا؟“ (یعنی بچپن سے میرا پرانا دوستی اور زندگی کے سارے مراحل تمہاری نظروں کے سامنے سے نہیں گزرتے رہے ہیں؟)“

جواب ملا: بے شک ہم تمہاری پوری زندگی سے باخبر ہیں، اس کے بعد عروہ نے سوال کیا: ”کیا میں نے کبھی اور کسی وجہ سے کوئی ایسا کام کر لیا ہے کہ آپ بزرگوں اور بھائیوں کے نزدیک میں ساقط الاعتبار ہو گیا ہوں؟“ لوگوں نے کہا: نہیں! تم نے کوئی ایسا کام نہیں کیا جو اعتماد کو بحروح کرنے کا سبب بننا۔ یہ سن کر عروہ بن مسعود نے ان کو اپنا ایک واقعہ پھر روئی گویا دلاتے ہوئے کہا:

”کیا آپ حضرات گویا دہے کہ میں نے آپ کی مدد کیلئے عکاظ والوں کو آواز دی اور

جب وہ میرے جانے سے نہیں آئے تو پھر میں اپنی بیوی اور بچوں کو اور ان لوگوں کو بھی جنہوں نے میری بات مانی، آپ کے سامنے لے آیا تھا۔“
لوگوں نے مانا اور اعتراف کیا۔ اسے سوالات کر کے جب عروہ بن مسعود نے قریش کی رائے کو اپنے حق میں موافق اور ہموار کر لیا تو وہ مقصد اصلی کی طرف آیا اور کہا:

”اے میری قوم کے بزرگو اور دانشور! میرے خیال میں محمد (ﷺ) نے جو تجویز ہمارے سامنے رکھی ہے وہ ہرگز نامناسب اور نادرست نہیں ہے۔ اس وجہ سے اسے ماننا لو اور مجھے اجازت دو کہ میں اس بارے میں مزید دریافت طلب امور پر گفتگو کروں۔“

عروہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور باتیں کیں، آپ نے ان سے وہ باتیں فرمادیں جو اس سے پہلے خزانہ کے سردار بدیل سے کہی تھیں۔ عروہ نے کہا: ”محمد (ﷺ)! کیا آپ یہ پسند کریں گے کہ آپ کی قوم آپس ہی میں لڑکر اپنا انفرادی وجود کھو بیٹھے اور فنا ہو جائے، کیا اس سے پہلے عرب کی قوی تاریخ میں کبھی اس نوع کا الہ ملتا ہے، یا جزیرہ نمائے عرب کے خاکدان سے کوئی ایسی شخصیت ابھری ہو جس نے اس طرح کی خاتہ جنگی کو ہوا یا تحریک دی ہو اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے انہوں نے یہ بھی کہہ دیا کہ اگر قریش مکہ زور آزمائی میں غالب آجائیں تو میں آپ کے حلقہ اور جماعت میں ایسے چہروں کو دیکھ رہا ہوں جو یقیناً بھاگ جائیں گے اور آپ کو کمپرسی کے عالم میں بے یار و مددگار چھوڑ دیں گے۔“

سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ موجود تھے۔ وہ اپنی فطری رواداری، تحمل اور غیر معمولی قوت برواشت کے باوجود پھر گئے، غصہ سے بے تاب ہو گئے، مد و ملت کرتے ہوئے عروہ کو مخاطب کیا اور نہایت ہی تحقیر آمیز لہجے میں فرمایا:

امصص بنظر الات اور کہتے والے! تو اپنے بت لات کی شرمگاہ کو چاٹ۔

کیا اول قول کہتے آگیا ہے؟ واقعی کیا تو عقل سے اس درجہ عاری ہے کہ یہ سمجھ بیٹھا ہے کہ ہم بھاگ جانے والے اور حضور نبی کریم ﷺ کو چھوڑ جاتے والے ہیں۔

عروہ ہکا بکا رہا گیا، دریافت کیا: ”یہ کون صاحب ہیں؟“ بتایا گیا کہ یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رفیق سفر و ہجرت ہیں۔ عروہ نے حضرت ابوبکر صدیق کو جواب دیا: ”اے عبد الکعبہ! واللہ! اگر آپ کا وہ احسان مجھ پر نہ ہوتا اور جس کے جواب میں ہنوز کوئی احسان میں آپ کے ساتھ نہیں کر سکا ہوں، اگر یہ معاملہ نہ ہوتا تو شاید آپ کی بات کا جواب اس سے زیادہ سخت ہوتا۔“

راوی کا بیان ہے۔ عروہ گفتگو کے دوران اپنا ہاتھ حضور نبی کریم ﷺ کی ریش مبارک سے چھو رہا تھا۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ ایک ہی کھڑے تھے، ان کے ہاتھ میں لکڑا اور سر پر خود تھا، جب بھی عروہ اپنے ہاتھ کو حضور نبی کریم ﷺ کی ریش مبارک کی طرف بڑھاتا۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کو اس کی یہ طرزِ ادا نہایت ناگوار گزرتی تھی، لہذا وہ عروہ کے ہاتھ پر لکڑا کا دست مارتے ہوئے کہتے: ”اپنے ہاتھ کو سرکار کی ریش مبارک سے علیحدہ رکھو۔“

عروہ نے نظر اٹھائی، حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا اور حاضرین میں سے پوچھا: یہ کون ہیں؟ بتایا گیا یہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ عروہ نے کہا: "اے احسان فراسوش مغیرہ! کیا تیری بے وقائی اور ظلم رسائی کے سلسلے میں، میں نے بھاگ دوڑ نہیں کی تھی؟"

عروہ اپنی آنکھوں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور رفقاء کے انداز و اطوار دیکھتے جاتے تھے، ان کا بیان ہے کہ خدا کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کھنکارتے تو لعاب دہن پاک زمین پر نہیں گرتا تھا بلکہ وہ کسی نہ کسی کے ہاتھ میں پہنچ جاتا تھا اور وہ جس کے ہاتھ میں پہنچتا تو وہ اس کو اپنے چہرے اور جسم پر مل لیتا تھا جب آپ کسی کو حکم فرماتے تو وہ اس کی تعمیل میں عجلت و سہقت دکھاتا اور جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رو برو ہاتھ کرتے تو اپنی آوازوں کو بہت ہی پست کر لیتے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احترام کے باعث کوئی نظر بھر کر آپ کو نہیں دیکھتا، ان کے لبوں میں، غمزہ اور الفاظ میں نرمی ہوتی تھی، یہ تمام انداز و اطوار دیکھ کر عروہ اپنے ساتھیوں کے پاس واپس گئے اور ان سے کہا: لوگو!

خدا کی قسم! میں قیصر و کسریٰ کے درباروں میں جو دنیا کے عظیم الشان افراد ہیں، دردمند اور ایران بھی گیا ہوں اور اس کے علاوہ بارگاہوں میں بھی، انہوں نے اپنے خادموں کو آداب خدمت سکھائے ہیں، انہوں نے اپنے دانشوروں سے منصوبے تیار کرا کر خاص قسم کے لوگوں کو آداب سکھائے ہیں مگر وہاں یہ بات کہاں؟ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب تو پروانہ ہیں وہ ہر وقت اطاعت و حکم کی بجا آوری میں لذت محسوس کرتے ہیں۔ اللہ کی قسم! میں نے نہیں دیکھا کہ کسی بادشاہ کی تعظیم اس کے اصحاب ایسی بجالاتے ہوں جیسی اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بجالاتے ہیں۔

اسکے بعد اصل موضوع گفتگو اور سفارتی امور کے بارے میں اس نے بتایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسی تجویز پر قائم ہیں اور میرا مشورہ ہے کہ آپ لوگ اسے جلاتا مل قبول کر لیں کیونکہ اس میں امن و سکون کی ضمانت ہے۔

یہی کتناہ کا ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا: اگر آپ لوگ پسند کریں تو میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانا چاہتا ہوں، قریش نے اجازت دی تو وہ مسلمانوں کے پڑاؤ پر آیا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر اس پر پڑی تو فرمایا: یہ فلاں شخص اس قبیلہ کا ہے، یہ لوگ قربانی کے جانوروں کی تعظیم کرتے ہیں، اس کے سامنے سے قربانی کے جانوروں کو گزاردو اور لپیک پڑھتے ہوئے گزر دو، جب اس نے یہ منظر دیکھا تو کہنے لگا: ان حضرات کو زیارت بیت اللہ سے روکنا ہرگز مناسب نہیں، واپس چلا گیا اور جا کر بتایا میں نے ان جانوروں کو دیکھا جو مسلمان قربانی کیلئے لائے ہیں، تمام جانور قلاوے ڈالے اور اشعار کہے ہوئے تھے میں تو خیال کرتا ہوں انہیں زیارت بیت اللہ سے نہ روکا جائے۔ یہ باتیں سن کر ایک شخص جس کا نام مکرز بن حفص تھا، اس نے آنے کیلئے اجازت طلب کی جب وہ آیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ ایک برا شخص ہے اور اس کا نام مکرز ہے۔ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں کر رہا تھا کہ سہیل بن عمرو آگیا اسے دیکھ کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اب تو تمہارا معاملہ آسان ہو گیا۔

مصر راوی نے بیان کیا کہ زہری رحمہ اللہ نے ایک حدیث کو نقل کیا کہ سہیل بن عمرو آیا اور اس نے کہا: ہمارے درتہا درے درمیان صلح نامہ تحریری ہوتا چاہیے تو رسول اللہ ﷺ نے کاتب کو بلوایا اور کہا لکھو:

”بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ“

سہیل نے کہا: ”میں رخصت کو نہیں جانتا کہ وہ کون ہے؟ لہذا آپ ”بِاسْمِكَ اللَّهُمَّ“ لکھئے، جیسا کہ پہلے لکھا کرتے تھے۔ مسلمانوں نے کہا: ہم تو تسمیہ ہی لکھیں گے، مگر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”بِاسْمِكَ اللَّهُمَّ“ ہی لکھ دو۔

○ اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو املاء کیلئے بتایا:

”هَذَا مَا صَلَّحَ عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ“

اس پر بھی سہیل کو اعتراض ہوا اور اس نے کہا: ”اگر آپ کو اللہ کا رسول مانتے تو پھر جھڑا ہی کیا تھا۔ آپ کو محمد بن عبد اللہ لکھوانا چاہیے۔“ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں بلاشبہ اللہ کا رسول ہوں، مگر تم تسلیم نہیں کرتے۔“ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس کے بعد آپ ﷺ نے ”محمد بن عبد اللہ“ لکھوادی۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اس تحریر کی پہلی شرط یہ ہے کہ ہمارے اور بیت اللہ کے درمیان قریش مکہ حائل نہ ہوں گے اور ہمیں بیت اللہ کا طواف اور زیارت کرنے سے نہ روکیں گے۔“

سہیل نے کہا: ”ہم یہ ننگ گوارا کرنے کیلئے تیار نہیں کہ سارے عرب میں چرچا ہو کہ ہمارے دشمن زہر دہنی مکہ آکر عمرہ کر گئے۔ اگر آپ ﷺ اور دوسرے مسلمان آئندہ سال آکر طواف و زیارت کرنا چاہیں تو قریش مزاحمت یا ممانعت نہیں کریں گے۔“ اس پر اتفاق کر لیا گیا اور پہلی شرط قرار دے کر صلح نامہ تحریر کر دی گئی۔ اس کے بعد سہیل نے کہا: ”دوسری شرط یہ ہے کہ ہم میں سے کوئی شخص آپ ﷺ کے پاس نہ جائے گا اگرچہ وہ آپ کا دین قبول کر چکا ہو، اگر کوئی شخص آجائے گا تو اسے ہمارے پاس واپس کرنا ہوگا۔“ صحابہ نے کہا: ”واہ! یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جو شخص اسلام قبول کر کے ہمارے پاس آجائے، ہم اس کو امن تعاون اور سہارا دینے کے بجائے مشرکوں میں دھکیل دیں۔“

ابھی اس دوسری شرط پر بحث و گفتگو جاری تھی کہ اچانک سہیل بن عمرو نما سجدہ قریشی کے فرزند ابو جہل رضی اللہ عنہ بیڑیوں سے پاؤں نکال کر پڑتے یہاں آ پیٹے، یہ اسفل مکہ سے قید سے فرار ہو کر آئے تھے۔ مسلمانوں کے درمیان پہنچ کر وہ ناتوانی سے گر پڑے، سہیل نے اپنے بیٹے کو دیکھ کر کہا: اے محمد (ﷺ)! یہ پہلا شخص ہے جس پر میں آپ سے اس شرط کے تحت فیصلہ طلب کرتا ہوں، اب اس کو میری طرف پھیر دیجئے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ابھی تو صلح نامہ کی تحریر مکمل نہیں ہوئی ہے اور نہ اس کا نفاذ کیا گیا ہے۔ سہیل نے کہا: اللہ کی قسم! اب میں آپ سے کبھی کسی چیز پر صلح نہیں کروں گا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سہیل اس کو اجازت دے دو، سہیل نے کہا کہ میں اس کو مسلمانوں میں رہنے کی اجازت نہیں دوں گا، بالآخر ابو جہل رضی اللہ عنہ کو ان کے نالہ و شیون و ادبلی اور انصاف خواہی کے

باوجود ان کے باپ کیل بن عمرو کے حوالہ کر دیا۔

ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: مسلمانو! کیا تم مشرکوں کے حوالے مجھے کرتے ہو حالانکہ میں مسلمان ہو کر آیا ہوں تم نہیں دیکھ رہے کہ مجھ پر کیا کچھ گزری ہے اور کیا شدید عذاب میں اللہ کی راہ میں الشاہد ہوں۔ مسلمان یہ منکر دیکھ کر تپ اٹھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تو تاب ضبط نہ رہی، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ نبی برحق نہیں ہیں؟“ آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا: ”بے شک میں نبی برحق ہوں۔“ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ”کیا ہم مسلمان نہیں ہیں؟“ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: ”بے شک تم مسلمان ہو۔“ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ”کیا وہ لوگ مشرک اور دشمن دین حق نہیں ہیں؟“ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بلاشبہ وہ مشرک کرتے والے اور دین الہی کے دشمن اور کفر و سرتابی کی روش پر قائم ہیں۔“

ان سوالات کا جواب پانے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ادب و تعظیم کے لہجے میں گزارش کیا: ”اے اللہ کے بچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! براؤ کرم مجھے بتائیے کہ جب حقیقت یہ ہے تو پھر ہم دین کے معاملے میں یہ ذلت کیوں گوارا کریں؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اے عمر! میں اللہ کا رسول ہوں، اس کے حکم کے خلاف نہیں کر سکتا، وہ واثق اللہ مجھے ہرگز خوار نہیں کرے گا۔“

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اکثر فرمایا کرتے کہ میں اس بے تابانہ جوش کے فرد ہونے پر اپنی جرأت پر بہت پشیمان ہوا، اور مجھے ہمیشہ افسوس رہے گا، آپ اس کے کفارے کیلئے توبہ و استغفار کے علاوہ صدقات و خیرات اور پردے آراہ کر رہے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوالات کرنے کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے اور وہی سوالات ان سے بھی کیے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان کو جوابات دینے کے بعد فرمایا: اے عمر رضی اللہ عنہ اسنو۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یقیناً اللہ کے رسول ہیں اور وہ اپنے رب کی نافرمانی نہیں کرتے اور ان کا مددگار ہے لہذا تم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رکاب کو مضبوطی سے پکڑے رہو، اللہ کی قسم! حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حق پر ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے یہ نہیں فرمایا تھا کہ ہم بیت اللہ جا آئیں گے اور اس کا طواف کریں گے۔ انہوں نے کہا: یقیناً فرمایا تھا لیکن کیا یہ بھی فرمایا تھا کہ ہم اسی سال جا آئیں گے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ تو نہیں فرمایا تھا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو تم ضرور جاؤ گے لیکن اس وقت نہیں آئندہ سال۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عہد نامے کی کتابت سے فارغ ہوئے تو مسلمانوں سے فرمایا: اب قربانی کے جانوروں کو ذبح کر کے طاق کر لو۔

راوی حدیث نے بیان کیا کہ اس حکم کی تعمیل میں ایک مسلمان بھی نہ اٹھا اور پھر اس بات کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار دہرایا۔ جب کوئی نہ اٹھا تو آپ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے

پاس تشریف لے گئے اور مسلمانوں کی حالت محمود و مسکت کو ان سے بیان فرمایا۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ اپنے جانوروں کی قربانی شروع کریں، سر موٹنے والے کو ہلا کر حلق کرالیں اور اب کسی سے کچھ نہ کہیں۔

رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے اور کسی سے کچھ نہ کہا۔ پھر اپنے اونٹ کو ذبح کیا حلق کر لیا، جب مسلمانوں نے یہ دیکھا تو وہ بھی اٹھے، مسکوں نے اپنے اپنے جانور ذبح کیے اور باہم ایک دوسرے کا سر موٹنے لگے، ان کاموں میں اب بے حد کھانسی اور حرکت پیدا ہو گئی تھی۔ مردوں کے بعد عورتیں آئیں اور اپنی قربانوں سے فارغ ہوئیں۔

اس مرحلہ پر ان عورتوں کے بارے میں جو ہجرت کر کے مدینہ آئیں اور ان کے دلوں میں ایمان رائج نہ ہوا ہو تو ان کی آمد اور ان کا وجود مسلمانوں کیلئے حضرت رسال بھی ہو سکتا تھا۔

اس لیے ان کے متعلق ارشاد خداوندی ہوا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمْ الْمُؤْمِنَاتُ مِنْهَا جَاءَتْ لَمْ تَحْتَوْنَ اللَّهَ اعْلَمْنَ
بِإِيمَانِهِنَّ فَإِنْ عَلِمْتُمُوهُنَّ مُؤْمِنَاتٌ فَلَا تَرْجِعُوهُنَّ إِلَى الْكُفَّارِ لَا هُنَّ حِلٌّ
لَهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّونَ لَهُنَّ ۝

(سورہ الممتحہ)

ترجمہ: ”اے ایمان والو! جب تمہارے پاس مسلمان عورتیں کفرستان سے اپنے گھر چھوڑ کر آئیں، تو ان کا امتحان کرو اللہ ان کے ایمان کا حال بہتر جانتا ہے، پھر اگر تمہیں ایمان والیاں معلوم ہوں تو انہیں کافروں کو واپس نہ دو، نہ یہ انہیں حلال نہ وہ انہیں حلال۔“

سورہ ممتحہ کے اس حکم کے نزول کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی ان دونوں بیویوں کو طلاق دیدی جو بنو مشرکہ تھیں، ان میں سے ایک کے ساتھ معاذ بن ابی سفیان نے اور دوسری سے صفوان بن امیہ نے شادی کر لی۔

جب حضور نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لے آئے تو ایک دن ابوبصیر رضی اللہ عنہ نامی مسلمان مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ میں مسلمانوں کے پاس آ گئے، ان کو واپس بلانے کیلئے قریش نے دو افراد کو مدینہ بھیجا چنانچہ معاہدے کے بموجب حضرت ابوبصیر رضی اللہ عنہ کو ان کے حوالے کر دیا گیا، اور وہ دونوں آدمی ان کو اپنے ساتھ لے کر مکہ کے سفر پر روانہ ہو گئے، دوران سفر میں ذوالخلیفہ پر رکے اور کھجوریں کھاتے گئے۔ ابوبصیر رضی اللہ عنہ نے ایک ساتھی سے کہا:

”اے فلاں! واللہ! تیری ٹکوار نہایت عمدہ معلوم ہوتی ہے۔“ یہ سن کر اس کے دوسرے ساتھی نے ٹکوار کو نیام سے کھینچے ہوئے کہا ”واقعی یہ ایک عمدہ ٹکوار ہے اور مجھے خوشی ہوئی کہ ابوبصیر تمہاری شناخت اچھی ہے اور میں نے تو اس کو یار یار دیکھا اور تجربہ بھی کیا ہے۔“

ابوبصیر رضی اللہ عنہ نے کہا: ”ذرا مجھے دینا۔“ اور ٹکوار لے کر اسے قتل کر دیا اور دوسرا شخص بھاگ کر

مدینہ آیا اور مسجد نبوی میں بے چین اور پریشان ٹپکنے لگا۔ رسول اللہ ﷺ کی نظر اس پر پڑی تو آپ نے اس کی حالت دیکھ کر کہا: شاید اس نے کوئی وحشت ناک منظر دیکھا ہے۔ پھر وہ حضور نبی کریم ﷺ کے قریب آیا اور کہنے لگا: ”میرا ساقی قتل کر دیا گیا اور میری جان بھی محفوظ نہیں ہے۔“

اتفاقاً اسی وقت حضرت ابوبصیر رضی اللہ عنہ بھی پہنچ گئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ میرے بارے میں ایسا سے عہد کر چکے ہیں کیونکہ میں ان کے حوالے کر دیا گیا تھا۔ اب میرے خدا نے مجھے ان کے پیچھے سے نجات دیدی ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (ابوبصیر رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھ کر) یہ جگہ الو ہے۔ (پھر فریادی شخص کی طرف دیکھ کر کہا) کاش اس کا کوئی مددگار ہوتا۔

ابوبصیر رضی اللہ عنہ سمجھ گئے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے کاروائے سخن کس طرف ہے، انہوں نے سوچا اگر میں تھوڑی دیر ٹھہر گیا تو پھر آپ کوئی بددوست کر کے مجھے واپس اسی شخص کے ساتھ کر دیں گے، لہذا وہ آنکھ پچا کر نکل کھڑے ہوئے اور سمندر کے ساحل پر مقیم ہو گئے۔

کچھ دنوں بعد ابو جندل بن اکیل رضی اللہ عنہ جن کو حدیبیہ سے واپس کر دیا تھا، قریش کے پنجے سے دو بارہ پھونکارا پا کر ابوبصیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل گئے۔ اس کے بعد یہ سلسلہ چاری ہو گیا اور مکہ کے مسلمانوں کو یہ معلوم ہو گیا کہ ہمارے بھائی ابوبصیر رضی اللہ عنہ اور ابو جندل رضی اللہ عنہ نے اپنی جرأت اور قوت بازو سے اپنی پناہ گاہ بتائی ہے تو مکہ کے ظلم رسیدہ اور ستم کش مسلمان خلاصی پا کر ایک ایک دور کی شکل میں ابوبصیر رضی اللہ عنہ وغیرہ سے ملنے گئے اور جب ان کی کچھ جمعیت ہوئی تو قریش کے کاروان تجارت پر حملے کرنے لگے۔ مجبور ہو کر قریش نے حضور نبی کریم ﷺ کو لکھا کہ ہم معاہدہ کی اس شرط سے باز آئے، اب جو مسلمان مدینہ چلا جائے گا ہم اس کی واپسی کا مطالبہ نہیں کریں گے اور مہربانی فرما کر آپ ابوبصیر رضی اللہ عنہ اور ابو جندل رضی اللہ عنہ کو مدینہ بلا لیں چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ان مسلمانوں کو ساحلی مقام سے مدینہ منورہ بلا لیا اور خود قریش کی درخواست پر یہ شرط عہد نامہ سے خارج ہو گئی۔

✽ صلح حدیبیہ کے واقعہ کو یہ تعبیر الفاظ اس طریق پر بھی بیان کیا گیا ہے:

حضرت عبد اللہ بن مسفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس درخت کے سائے میں تھے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے۔ اس درخت کی شاخیں حضور نبی کریم ﷺ پر سایہ کیے ہوئے تھیں اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت اسماعیل بن عمرو حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”لکھو“ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اسماعیل نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا: ”ہم رخصت کو جانتے ہیں نہ رجم کو۔ ہمارے قصہ میں اتفاقاً لکھو جنہیں ہم جانتے ہیں۔“ ”باسمک اللہم“ لکھو۔ پھر انہوں نے وہی لکھ دیا اور لکھا کہ: ”هَذَا مَا صَلَّحَ عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ“ تو اس پر بھی نمائندہ قریش اسماعیل کو اعتراض ہوا اور کہنے لگا: اگر آپ اللہ کے رسول ہیں تو پھر تو ہم نے آپ ﷺ پر ظلم کیا۔

آپ عرب کے عام دستور کے مطابق تحریر لکھیں اور اسی سے ہم واقف ہیں۔ بالآخر آپ نے فرمایا: لکھ دو۔ ”ہذا ما صالح علیہ محمد بن عبد اللہ“ اسی دوران میں جو ان آئے یہ مسلح تھے، یہ حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے آکر شور و غوغا کرنے لگے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ان کیلئے بددعا کی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی سماعت سلب کر لی اور وہ بہرے ہو گئے، پھر ہم نے ان کو پکڑ لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا: کیا تم لوگ ایمان یافتہ ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ نہیں۔ پھر آپ نے ان کو چھوڑ دیا۔ ﴿احمد نسائی، مام﴾

تمام لشکر کی مغفرت:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حدیبیہ کے سال گئے۔ اٹھائے راہ میں ہم عقبہ ذات حقل میں آئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: آج رات اس ٹیلے سے گزرنا ایسا ہے، جیسا کہ بنی اسرائیل کیلئے اس دروازے سے گزرنا تھا، جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُولُوا حِطَّةٌ نَغْفِرْ لَكُمْ خَطِيئَتَكُمْ

﴿سورۃ البقرہ﴾

ترجمہ: ”اور دروازہ میں سجدہ کرتے داخل ہو اور کہو ہمارے گناہ معاف ہوں تم تمہاری خطائیں بخش دیں گے۔“

تو جو کوئی آج کی رات اس ٹیلے سے گزرے گا بخشا جائے گا، جب ہم اس ٹیلے سے گزرے تو کچھ دیر ٹھہر گئے، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! قریش ہماری آگ کی روشنی کو دیکھ لیں گے، آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوسعید! ہرگز ایسا نہ ہوگا۔

صبح کو حضور نبی کریم ﷺ نے ہمیں نماز فجر پڑھائی اور اس کے بعد حمد و ثنا کے بعد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے آج کی رات تمام سواروں کو بخش دیا مگر ایک شتر سوار جو سواروں کے ساتھ ہی ٹیلے سے گزرے ہیں وہ نہیں بخشا گیا۔ ہم لوگ یہ ارشاد سن کر اس شتر سوار کی تلاش میں لگے حتیٰ کہ ہم نے اس کو پایا۔ وہ ایک بدوی غیر مسلم ساربان تھا۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عنقریب ایک قوم ایسی آئے گی جن کے اعمال کو دیکھ کر تم اپنے کارناموں کو حقیر سمجھو گے، ہم نے پوچھا: ”یا رسول اللہ ﷺ! جس قوم کے بارے میں آپ نے مطلع فرمایا کیا وہ بنو قریش ہوں گے؟“

جواب میں فرمایا: ”نہیں! وہ یمنی لوگ ہوں گے، وہ رقیق القلب اور انسان و بہت ہوں گے، ایمان میں ظلم اور اعمال میں سرگرم۔“

لوگوں نے سوال کیا: ”اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا وہ لوگ ہم سے بہتر ہوں گے؟“ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اگر کوئی ایک پہاڑ پر ابر سوار راہ خدا میں خرچ کرے تو وہ تم سے ایک مند یا اس کے نصف

کے برابر حیثیت نہ رکھے گا۔ سن لو! یہی وہ فرق ہے جو تمہارے اور بعد کے مسلمانوں کے درمیان ہے۔
﴿ابو نعیم﴾

کنواں پانی سے بھر گیا:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: آپ لوگ فتح مکہ کو عربوں پر فتح تصور کرتے ہیں، اگرچہ یہ غلط نہیں ہے، مگر ہم حدیبیہ کے دن بیعت رضوان کو فتح مکہ قرار دیتے ہیں۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چودہ مسلمان تھے۔ حدیبیہ کے مقام پر ایک کنواں تھا، ہم نے اس کا پانی نکال لیا اور ایک ٹھکڑا اس میں نہر بنایا۔ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور کنوئیں کے کنارے پر بیٹھ گئے۔ ایک برتن میں پانی طلب فرمایا، دھو کے دوران اس میں کلی کی اور دعا فرمائی، کچھ دیر توقف کے بعد ہم اپنی اور چانوروں کی تمام ضروریات اس کے پانی سے پوری کرتے رہے مگر اس میں پانی ختم ہوتا تو کیا کم بھی نہ ہوا۔

﴿بخاری﴾

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حدیبیہ پر آئے، ہم چودہ مسلمان تھے اور ان کے پاس پچاس بکریاں تھیں، جن کو میراب نہیں کر سکتے تھے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کنوئیں کے مندر پر بیٹھے اور دعا فرمائی یا لعاب و بن اقدس اس میں ڈالا، اسی دم کنواں جوش مارنے لگا اور پانی بھر گیا۔ ہم نے اس سے اپنی اور چانوروں کی تمام ضروریات پوری کیں۔

﴿مسلم﴾

واقفی سے روایت ہے کہ حضرت ناجیہ بن انعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیبیہ کے موقع پر جب پانی کے ختم ہو جانے کی شکایت کی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا اور اپنے ترکش سے تیر نکال کر مجھے دیا اور ایک ڈول پانی منگایا اور دھو کر کے ایک کلی کنوئیں میں ڈال دی۔ اس کے بعد فرمایا: ڈول کے پانی کو ڈال کر تیر سے اسے کھودنا۔ پانی نکل آئے گا۔

حضرت ناجیہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے ایسا ہی کیا اور فوراً بہت تیزی سے پانی اگلنے لگا اور وہ اس طرح جوش مارنے لگا جیسے ہانڈی جوش مارتی ہے حتیٰ کہ پانی کنوئیں کے کنارے پر آ گیا اور لوگ کناروں سے پانی لے کر پیتے لگے اور تمام ضروریات پوری کیں۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: حدیبیہ کے روز ان لوگوں کو پیاس لگی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک برتن کے پانی سے دھو کر مارے تھے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں تشریف لائے اور پوچھا کیا حال ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: ہمارے پاس پانی نہیں ہے دھو کر سکتے ہیں نہ پی سکتے ہیں۔ صرف یہ ایک پیالے میں پانی ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دست اقدس پیالے میں ڈالا تو انگلیوں کے درمیان سے پانی جوش مار کر

ٹکٹے لگا جس طرح کہ چشمے سے نکلتا ہے، پھر ہم سب نے پیا اور وضو کیا۔
راوی حدیث سالم بن ابی جعدہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضرت چاہر رضی اللہ عنہ سے
پوچھا: تم وہاں کتنے مسلمان تھے؟ انہوں نے جواب دیا اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو وہ پانی سب کو
کفایت کرتا، ہم صرف چودہ سو آدمی تھے۔

﴿بخاری﴾

کھانے میں برکت:

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ کے لیے
رواہ ہوئے۔ گرسنگی نے اس قدر ستایا کہ ہمارا ارادہ ہوا کہ اپنی سواری کے اونٹوں کو ذبح کر دیں۔ عین اسی
وقت حضور نبی کریم ﷺ نے حکم دیا کہ تمام کھانا ایک جگہ جمع کر دیا جائے۔ پھر ہم نے دسترخوان بچھایا اور
لوگوں نے جو کچھ بھی ان کے پاس تھا لا کر رکھ دیا۔

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ بیان ہے میں نے جہانم کر دیکھا کہ کھانے کی کتنی مقدار ہوگئی ہے تو وہ مجھ کو
ایک بکری کے بچے کے برابر اونچا اظہیر نظر آیا۔ پھر ہم کو کھانے کا حکم دیا گیا اور ہم سب چودہ سو مسلمان
تھے۔ ہم سب نے حکم سیر ہو کر کھایا اور پھر باقی ماندہ کھانے کو لوگوں نے گوشدانوں میں بھر لیا۔ پھر فرمایا کیا
ہاتھ دھونے کو پانی ہے؟ تو ایک شخص مشکیزہ لایا جس میں تھوڑا سا پانی تھا۔ آپ نے اسے پیالے میں لوٹا اور
ہم سب نے وضو کیا اور چودہ سو افراد نے اس کو باری باری سے مشکیزوں میں بھر لیا۔

﴿مسلم﴾

حضرت ابو نعیم غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ غزوہ تہامہ
میں گیا۔ جب ہم غطفان پہنچے تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے شدت بھوک کی شکایت کی اور عرض کیا کہ ہمیں اجازت
دیجئے تاکہ ہم اپنی سواری کے اونٹوں کو ذبح کر دیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اگر ہم نے سواری کے اونٹوں کو کھاتیا تو
پھر سواری کرنے سے مجبور اور پریشان ہو جائیں گے۔ لیکن آپ ان کو حکم دیں کہ وہ اپنے بقیہ تو شے ایک
کپڑے میں جمع کریں اور آپ ان کیلئے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں چنانچہ آپ نے ان کو حکم دیا۔ انہوں
نے اپنے تو شے جمع کیے اور نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے اسکی برکت عطا فرمائی کہ تمام
لوگوں نے حکم سیر ہو کر کھایا اور دوسرے اوقات کے لیے گوشدان بھر لیے۔

﴿بزاز طبرانی، بیہقی﴾

بیعت رضوان:

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے حدیبیہ میں قیام کے
دوران حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کو قریش کی طرف بھیجا اور فرمایا: تم انہیں خبر دے دو کہ ہم ارادہ
جنگ سے نہیں آئے ہیں، نہ لڑائی مقصود ہے۔ ہم صرف عمرہ کرنا چاہتے ہیں۔ انہیں اگر دوستانہ ماحول

میں باتیں ہوں تو دعوت اسلام دینا اور جو مسلمان مرد اور عورتیں مکہ میں ہیں انہیں چاکر فتح قریب کی بشارت دینا اور بتا دینا کہ بہت جلد مکہ مسلمانوں کے قبضہ میں آنے والا ہے اور پھر کسی مکی مسلمان کو اپنے اسلام اور عقیدہ کو چھپانے کی ضرورت نہ ہوگی۔

چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مکہ میں قریش کے پاس پہنچے۔ انہیں مسلمانوں کی آمد کا مقصد بتایا اور دعوت اسلام دی۔ مگر قریش نے انکار کیا اور جنگ کی دھمکیاں دیں۔

رسول اللہ ﷺ نے یہ باتیں سن کر اصحاب کو بیعت کے لیے بلایا۔ منادی کو حکم ہوا کہ وہ ان الفاظ سے اعلان کرے:

”آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کے پاس روح القدس نازل ہوئے ہیں اور بیعت کے لیے چلا رہے ہیں۔“

تمام مسلمانوں نے بیعت کی کہ پشت نہ دکھائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے مشرکین پر رب ڈالا اور انہوں نے جن مسلمانوں کو یا بلجبر روک رکھا تھا انہیں چھوڑ دیا اور مصالحت کی باتیں شروع کر دیں۔

اور مسلمانوں نے حدیبیہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے واپس تشریف لانے سے پہلے کہنا شروع کر دیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تو طواف کعبہ کریں گے۔ یہ باتیں سن کر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”میرا خیال ہے کہ اس صورت میں کہ ہم سب کو تو طواف و زیارت سے روک دیا گیا ہو، وہ بیعت اللہ کا طواف نہ کریں گے۔“

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی واپسی کے بعد لوگوں نے ان سے پوچھا: ”آپ نے قاعد کعبہ کا طواف کر لیا؟“

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا:

”اے برادرانِ ملت! میرے بارے میں شاید آپ لوگوں نے حسن ظن سے کام نہیں لیا، واللہ اگر میں مکہ میں کسی وجہ سے ایک سال بھی مقیم رہتا تو میں بغیر رسالت مآب ﷺ کے ہرگز طواف نہ کرتا بلاشبہ مجھے قریش نے دعوت طواف دی تھی۔ مگر میں نے اسی وجہ سے انکار کر دیا۔“

اس بارے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا بیان سن کر صحابہ نے کہا آپ ﷺ نے درست فرمایا اور بے شک حضور نبی کریم ﷺ سب کے بارے میں تو یاد بہتر طور پر جانتے ہیں۔

﴿تیسری﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حدیبیہ کے دن ستر اوتھ فریج کیے گئے۔ بکریوں کی تعداد اس کے علاوہ تھی۔

﴿چوتھی﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس شب ہم حدیبیہ پہنچے اور پھر ہمیں روک دیا گیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کون پہرہ دے گا؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں دوں گا۔

آپ نے فرمایا: تم موجد ہو جاؤ گے اس کے بعد وہ پارہ فرمایا: ”ہمارا پہرہ کون دے گا؟“

میں نے پھر عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں دوں گا۔ ارشاد فرمایا اچھا تم ہی دو۔ پھر میں پہرہ

دینے لگا حتیٰ کہ شب کے اختتام اور طلوع فجر کا وقت ہوا تو حسب ارشاد رسول اللہ ﷺ کہ ”تم تو سو جاؤ گے۔“ نیند نے غلبہ کیا اور میں سو گیا۔ اس وقت بیدار ہوا کہ جب سورج طلوع ہو چکا تھا، جب ہم بیدار ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ نہ چاہتا تو تم ہرگز نہ سوتے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے نماز پڑھائی اور کہا جو شخص مسلمانوں میں سو جائے اس کے لیے میرا یہی عمل سنت ہے۔

اس کے بعد مسلمان اپنی سواریوں کی تلاش میں نکلے اور ہر ایک اپنی سواری کے جانور کو ہانک لایا مگر حضور نبی کریم ﷺ کی ناقہ نہ ملی۔ جب حضور نبی کریم ﷺ کو معلوم ہوا تو مجھ سے فرمایا: وہ قلاں مقام پر ہے اسے ہانک لاؤ۔ پس آپ نے جس طرح فرمایا تھا، میں پہنچا تو دیکھا کہ اونٹنی کی رسی ایک جھازی میں الجھ گئی ہے۔ میں نکال کر لے آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں نے اس کی ٹیکل کو الجھا ہوا پایا اور وہ بغیر چمڑے نہیں آسکتی تھی۔

﴿پیشی﴾

حضرت عبد الرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے آپ کریم ﷺ سے ”وَآلَانَهُمْ فَتَنَّا قُرَيْبًا“ (سورۃ الفتح) ترجمہ: ”اور انہیں جلد آنے والی فتح کا انعام دیا۔“ کی تفسیر میں روایت کی کہ اس سے فتح خیر عرادر ہے۔

﴿پیشی﴾

مجاہد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے قیام حدیبیہ کے دنوں میں خواب دیکھا کہ آپ ﷺ اور صحابہ کرام مکہ مکرمہ میں اسر منڈائے ہوئے امن کے ساتھ داخل ہوئے ہیں تو صحابہ نے حضور نبی کریم ﷺ سے جس وقت آپ حدیبیہ میں اونٹوں کو ذبح کر رہے تھے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ کے خواب کی تعبیر کیا ہے؟ اس وقت نزول وحی ہوا کہ:

لَقَدْ صَدَّقَ اللَّهُ رَسُولَهُ الْوُثْيَا بِالْحَقِّ لَنُدْخِلَنَّكَ الْبَيْتَ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ
أَمِينٌ لَا مُخْلَفِينَ رَأَوْا وَسَكُنُوا مَقَصْرِينَ لَا تَخَافُونَ ۝

﴿سورۃ الفتح﴾

ترجمہ: ”بے شک اللہ نے سچ کر دیا اپنے رسول کو سچا خواب بے شک تم ضرور مسجد حرام میں داخل ہو گئے اگر اللہ چاہے امن و امان سے اپنے سروں کے بال منڈاتے یا ترشواتے بے خوف۔“

جب حدیبیہ سے واپس تشریف لائے تو مسلمانوں نے خیر کو فتح کیا اور آئندہ سال احرام عمرہ یا نہما اور مسجد حرام میں داخل ہوئے اور آپ ﷺ کا خواب پورا ہو گیا۔

﴿پیشی﴾

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو جندل رضی اللہ عنہ کے واقعات کے سلسلے میں بنو مضر کے لیے بددعا کی کہ اے اللہ! مضر پر ایسا قحط مسلط کر دے جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے عہد میں الی مضر پر مسلط کیا تھا۔ چنانچہ مضر کے لوگ قحط کے شکار ہو گئے اور عقد اول کی کم یابی؟

حد کو پہنچی کہ انہوں نے علیہ یعنی اونٹ کے خون کو اس کے بالوں سمیت پکا کر کھایا اور ایوسنیان حضور نبی کریم ﷺ کے دربار میں بھوک اور ناقوں کی شکایت کرنے پہنچا۔

﴿یعنی﴾

حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا بدر میں جب ابو العاص مارا گیا تو میں اپنے بچا ابان بن سعید کی کفالت اور تربیت میں تھا۔ ابان بن سعید ایک مرتبہ تجارت کی غرض سے شام گیا اور وہاں اس کو ایک سال لگ گیا، پھر وہ واپس آ گیا۔ وہ جہالت اور عصبیت کی وجہ سے حضور نبی کریم ﷺ کو برا بھلا کہا کرتا تھا۔ اس نے سفر سے واپس آ کر پوچھا ”محمد (ﷺ) کا کیا حال ہے؟“ میرے چچا عبداللہ نے جواب دیا: ”و تو پہلے سے زیادہ معزز، با اثر اور جماعت عظیم کے پیشوا ہیں۔“ ابان نے توجہ سے اس بات کو سنا اور خاموش ہو گیا حضور نبی کریم ﷺ کو برا نہ کہا۔ اس کے بعد اس نے کھانا تیار کرایا اور کھانے پر بنو امیہ کے سرداروں کو بلوایا۔ جب وہ کھانے سے فارغ ہوئے تو ابان نے ان سے خطاب کیا کہ:

”اے سرداران آہل امیہ! میں جو کچھ کہوں اسے غور سے سنیے اور صحیح نتائج اخذ کیجئے میں ایک ایسی ہستی میں تھا وہاں میں تے پکا رہا ہوں کہ وہ ایک مرد مرتاض اور بڑا عبادت گزار تھا۔ چالیس برس سے زمین پر نہ اترتا تھا۔ ایک روز نیچے آیا تو اس کی زیارت کے لیے لوگ جمع ہو گئے۔ دیکھنے والوں میں، میں بھی تھا۔ میں نے اس سے کہا: ”مجھے آپ سے ایک بات دریافت کرنی ہے۔“ اس نے میرے لیے تحلیہ کر دیا۔ پھر میں نے اس سے کہا:

”اے مرد بزرگ! میں ایک عربی قریشی ہوں، میری قوم کا ایک شخص ”نبی“ ہونے کا مدعی ہے۔“ راہب نے پوچھا: ”اس کا نام کیا ہے؟“ میں نے جواب دیا: ”ان کا نام محمد (ﷺ) ہے۔“ اس نے پوچھا: ”کب سے اس کا ظہور ہوا ہے؟“ میں نے جواب دیا: ”میں سال سے؟“ اس نے کہا: ”میں اس کا علیہ اور سراپا اگر تم کو بتایا کروں؟“ میں نے کسی قدر حیرت سے کہا: ”ضرور۔“

پھر اس زاہد، واقف حال نے محمد (ﷺ) کا سراپا بیان کر دیا اور تعجب ہے کہ وہ بالکل درست ہے۔ اس کے بعد اس نے مجھ سے کہا یقین کرو یا نہ کرو بہر حال ان کا دعویٰ نبوت صحیح اور درست ہے۔ کسی کا یقین کرنا اور کسی دوسرے کا بے یقینی میں جھلا ہونا، اس کی ذات اور اس کے مقاصد میں فرق اور حرج پیدا نہیں کرتا۔ دنیا بھر کی مخالفتوں اور محاسنوں کے باوجود تم دیکھ لو گے کہ وہ غالب ہو کر رہیں گے۔

ہماری باتیں ختم ہوئیں، راہب صومعہ کے بالا خانے پر چڑھ گیا۔ پھر اس کا خیال آیا اور اس نے بالائی منزل سے بھانک کر کہا:

”اے تاجر عرب! خدا تم کو راہ راست کی توفیق دے، اگر تمہارا چانا محمد (ﷺ) کے شہر

میں ہو، تو مجھ غریب فقیر کا سلام کہنا۔“ (یہ واقعہ حدیبیہ کے زمانہ کا ہے۔)

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا:

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: جب اللہ تعالیٰ نے میرے لیے خیر کا ارادہ فرمایا تو اس نے میرے دل میں اسلام کی محبت ڈال دی اور توفیق ہدایت بخشی۔ اللہ تعالیٰ نے صحیح رخ پر سوچنے کا انداز عطا فرمایا تو میرے دل نے کہا:

اے خالد تو محمد ﷺ کے خلاف ہر معرکہ میں شریک رہا اور ہر مرتبہ غیر متوقعہ طور پر انوکھے اور حیرت فرزا فتح پر ان کو نمایاں کامیابی ہوئی۔ ہر معرکہ کے حالات کا تجزیہ کر کے میری فکر نے بتایا۔ ان کی تعداد بہت کم، اسلحہ بہت کم، رسد اور دوسرا ضروری سامان بہت کم، افراد کی تربیت اور ان میں صلاحیت جنگ بہت کم، ان تمام کوتاہیوں اور بے ظاہر محرومیوں کے باوجود، ہر رزم پر، ہر موقع پر، ہر مہم پر، ہر مہم پر، ہر مہم پر اور ہر حملہ عام پر ان کی خلافت اسباب، خلافت امید اور خلافت حالات، نمایاں اور غیر معمولی کامیابیاں تو خدا کی نصرت و امداد کا یقین دلاتی ہیں۔ ان شعوری اور باطنی افکار کی روشنی میں پھر میں سوچتا رہتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیبیہ میں پڑاؤ کیا اور میں مقابلہ و مقاتلہ کے لیے ماتحت سواروں کو لے کر نکلا، پس مجھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ فسطاط میں ملے۔ میں قریب پہنچ گیا اور متحاصر ہونے کا راؤ کر لیا۔

ادھر حالات کی نزاکت اور خطرہ جنگ ہونے کے باوجود آپ ﷺ نے اپنے اصحاب کو ہمارے سامنے نماز دو پہر پڑھائی۔ جنگ میں شدید مطلب جیلوں کا رواج ہے، پس میں نے سوچا اس موقع کو ہاتھ سے جانے نہ دوں اور حملہ کروں، مگر شاید خدا سارے بات (یعنی اللہ نے مدد فرمائی یا اللہ نے بات بنا دی) تھی، میں یہ سوچتا ہی رہ گیا اور حملہ کرنے سے باز رہا اور اللہ تعالیٰ نے ہمارے ولی ارادے اور ایسے خیال کو کہ جو صرف ذہن میں تھا اس سے آپ ﷺ کو باخبر کر دیا اور اس کے بعد نماز عصر آپ ﷺ نے نماز خوف کے طریقہ پر پڑھائی اور نماز خوف کے طریقے کو اختیار کرتے کی وجہ سے پھر ہمارے لیے موقع نہ رہا اور میرے دل نے کہا یہ شخص اور اس کے ہمراہی مصون و مامون ہیں۔

اس کے بعد ہم جدا ہو گئے اور حضور نبی کریم ﷺ نے ہماری ناکہ بندی کیے ہوئے راستوں کو چھوڑ کر ایک علیحدہ دوسرا راستہ اختیار فرمایا اور ذات الیمین کی راہ پر چل پڑے۔ پھر جب قریش سے صلح نامہ ہو گیا اور حالات پر امن و پرسکون ہوئے تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ اب کون سی شے باقی رہ گئی ہے اور کیا طریقہ ہو سکتا ہے؟ عزت و کامرانی سے میں اور میری قوم بہت دور ہیں۔ جسد کے نجاشی نے دین اسلام اختیار کر لیا ہے اور اس کے ملک میں بھی مسلمان موجود ہیں۔ مجھے ہر قل کے پاس روم جانا چاہیے اور اس مشرکاتہ دھرم کو چھوڑ کر مجھے نصرانی یا پھر یہودی ہو جانا چاہیے۔ کیونکہ اب تو اپنی بے بشاعتی بھی مجھ پر واضح ہو گئی ہے لہذا ان کمزوریوں کی بناء پر مجھے عجیبوں کا ہی زیر دست اور تان ہو جانا چاہیے۔

پاکھرجو لوگ باقی رہ گئے ہیں ان کے ساتھ اپنے گھر میں پڑا رہوں۔ بہر صورت میں شش و پنج میں تھا اور اپنی زندگی اور اس کے مقصد کے بارے میں کوئی فیصلہ نہ کر سکا تھا۔ یکبارگی مجھے رسول اللہ ﷺ کے مکہ میں داخل ہو جانے کی اطلاع ملی کہ آپ عمرہ اور طواف کرنے اپنے اصحاب کے ساتھ تشریف لائے ہیں۔ میں اس خبر کو سن کر فوراً روپوش ہو گیا۔ میرا بھائی ولید بن ولید رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ عمرہ کے لیے مکہ آیا اس نے مجھے تلاش کیا کہ میں قریش کے ہمراہ کس طرف نکلا ہوں، مگر وہ کسی سے پتہ نہ چلا سکا۔ پھر بے چارے نے میرے پاس خط روانہ کیا۔ اس میں لکھا تھا:

”بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ“

ابا بعد!

میں تم سے نکل سکا اور اسلام کے بارے میں ہنوز تمہاری بے خبری اور غفلت شکاری پر مجھے خیریت بھی ہے اور افسوس بھی کیونکہ اسلام تو اب عملاً نافذ ہے اور اس کی خیر و برکت اور دوسرے فلاحی نتائج مشاہدہ میں ہیں۔ جن کو دیکھا جا رہا اور محسوس کیا جا رہا ہے۔ تمہارے بارے میں اللہ تعالیٰ کے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہاں ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ انہیں لائے گا۔

اس کے بعد ارشاد ہوا۔ اس مانتہ ذی قہم اور سلیم اطمینان کوئی نہیں جواب تک اسلام سے غافل اور باہر ہوا۔ اگر وہ اسلام کی صفوں میں آکر مشرکوں اور سر بھرے لوگوں کی ذلت و خواری کا موجب ہوتا تو یہ اس کے لائق تھا۔ تو اے بھائی! جو کچھ اس تاخیر سے فوت ہو گیا، اس کی حتمی کرد میرے خط کو بہ غور پڑھ کر تم کو اقدام کرنا چاہیے۔ میں خط کو پڑھ کر متاثر ہوا اور جانے کے لیے تیار ہو گیا۔ اسی دوران میں نے خواب دیکھا کہ قحط زدہ، تنگ شہروں میں سرسبز و شاداب اور بارانی شہروں کی جانب رواں دواں ہوں۔ میں نے سوچا، یہ خواب ایک بشارت ہے۔ یہ پہنچ کر اس خواب کو میں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بیان کیا تو انہوں نے فرمایا: تمہارا انکشاف ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو قحطی اسلام کی اور قحط زدہ تنگ حالت، کفر کی زندگی تھی۔ بہر حال حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے میں صفوان بن امیہ سے ملا اور اس سے کہا: اے ابو وہب! کیا تو اس حالت کو محسوس کرتا ہے جس میں ہم مبتلا ہیں۔ ہم سب آپس میں دانتوں کی مانند ہیں اور تم دیکھ رہے ہو کہ محمد (ﷺ) نے عرب و عجم پر غلبہ پالیا ہے۔ اگر ہم ان کے پاس جا کر ان کی اطاعت کر لیں تو ان کی عظمت ملے گی۔ صفوان نے منہ ہلایا اور انکار کر دیا، کہا اگر سارا عرب مسلمان ہو جائے تب بھی میں محمد (ﷺ) کے طریقوں کو اختیار نہ کروں گا۔

میں نے سوچا یہ وہ شخص ہے کہ جس کا باپ اور بھائی بدر میں مارے گئے ہیں۔ اس وجہ سے یہ سوختہ دل ہے۔ اس کے بعد میں عکرمہ بن ابی جہل سے ملا اور اس سے وہی باتیں کہیں جو صفوان بن امیہ سے کہی تھیں اور اس نے بھی وہی کفر و انکار کا رویہ اختیار کیا۔ پھر میں نے عکرمہ سے کہا بھائی! کر کے تم ان باتوں کا ذکر کسی سے نہ کرنا۔

اس نے اقرار کیا اور کہا میں کسی کو نہ بتاؤں گا، حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے کہا اب میں گھر آیا اور خادم

سے سواری نکالنے کو کہا اور تاکید کر دی کہ جتنی دیر میں تیار ہو جائے کہ میں عثمان بن طلحہ کے پاس سے آ جاؤں۔ اب کچھ خیالات میرے دماغ میں حرکت کرنے لگے: عثمان میرا گہرا دوست ہے میں اس سے اپنے ارادے کا اظہار کروں تو کیا برائی ہے؟

میں یہ سوچ رہا تھا کہ مجھے اس کے باپ طلحہ اور واداکا مارا جانا یاد آ گیا۔ اس کے بعد میں نے پتہ نہ کیا کہ اس سے اپنا ارادہ ظاہر کر کے رازدار بناؤں۔ یہ سوچ ہی رہا تھا کہ دماغ کے ایک دوسرے زاویے میں ایک دوسرا خیال ابھرا جو یہ تھا کہ جب میں اسی لمحے کوچ کا ارادہ اور تیاری کر چکا ہوں تو پھر ذکر کر دینے سے کیا فرق پڑتا ہے اور اس میں کیا حرج ہے۔ میں نے عثمان کے پاس جا کر اپنا ارادہ بیان کیا نیز وہی باتیں کیں جو اس سے پہلے عثمان اور عکرمہ سے کی تھیں۔ مزید یہ بھی کہا کہ ”ہم اپنی حالت کے اعتبار سے لومزی کے سوراخ کے ماتہ ہیں کہ اس میں ڈول پانی ڈالا جائے مگر سارا نکل جائے۔“ میری باتیں توجہ سے سن کر وہ تو بلاتر دو میرے خیالات سے پورا اتفاق کرتے ہوئے اسی وقت چلنے پر آمادہ ہو گیا۔ اس نے کہا: ”تم میری اس افواہ کو راستہ میں بیٹھا پاؤ گے۔“

خالد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نے ایک دوسرے سے طے کر لیا اور مقام یانج میں ملنے کا پروگرام بنالیا۔ ہم علی الصبح روانہ ہو کر مقام بدہ پہنچ گئے۔ وہاں ہم کو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ مل گئے۔ انہوں نے ہم کو اور ہم نے ان کو مر دیا کہا۔ اس کے بعد ہم نے آپس میں ارادہ سفر کے بارے میں سوال و جواب کیے اور دونوں نے دعوت اسلام کو قبول کرنے کا ارادہ اور خود کو اخلاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں دینے کا مقصد بیان کیا ہم تینوں کو بڑی خوش ہوئی اور ساتھ میں سفر کر کے مدینہ میں داخل ہوئے، اپنے اونٹوں کو ظہر حرہ میں باغہ حاتھا کہ کسی نے ہماری آمد کی اطلاع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کر دی۔ جس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسرت ہوئی۔ دربار سرور کو نہیں صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہونے کے لیے میں نے غسل کر کے عمدہ کپڑے پہنے ہی تھے کہ میرا بھائی ولید ملنے آ گیا۔ مزاج پری اور نیک تمناؤں کے اظہار کے بعد انہوں نے کہا۔ آپ کی آمد اطلاع حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہو چکی ہے جلدی چلو وہ انتظار فرما رہے ہیں۔ میں نیز قدموں سے روانہ ہوا۔ حتیٰ کہ میں نزدیک ہی پہنچ گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور مجھے نظر آنے لگا آپ کی نظریں مجھ پر تھیں اور قسم فرما رہے تھے۔ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ کر سلام عرض کیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خندہ روئی اور گفتار انداز میں جواب سلام عطا فرمایا:

اس کے بعد میں نے کہا: ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ“ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: ”الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَذَا أَكْبَرُ“ اس کے بعد ارشاد فرمایا:

خالد رضی اللہ عنہ! میں تمہارے اندر جو ہر ذاتی اور دعاتی پاتا تھا اور میرا خیال تھا کہ جب کبھی تم نے اپنی ان خداداد صلاحیتوں سے کام لیتے ہوئے دعوت اسلامی پر فکر و تدبیر کیا، تم اس کو قبول کر لو گے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ تعالیٰ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ جانتے ہیں کہ میں بہت مرتبہ اسلام کے لیے رکاوٹ بنا ہوں اور دین حق کے علم برداروں اور خادموں کے مقابلے میں آیا ہوں اور گھڑ سواروں کو لایا

ہوں۔ آپ ﷺ میرے اس عمل کی معافی کے لیے اللہ رب العزت سے دعا فرما دیجئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اسلام بالکل کے تمام گناہوں کو ختم کر دیتا ہے۔

﴿ابن سعد، تہذیب﴾

○ (حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ فتح مکہ سے قبل آٹھ (۸) ہجری کو شہرت باسلام ہوئے۔)

غزوہ خیبر میں معجزات کا ظہور

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خیبر کی طرف روانہ ہوئے، ہم رات میں سفر کر رہے تھے ایک شخص نے حضرت عامر بن اکوع رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا تم ہمیں اپنا فقر نہیں سناؤ گے؟ تو وہ اترے اور مسلمانوں کو حدی سناتے لگے۔ انہوں نے کہا:

اللهم لو لا انت ما اعتدینا ولا نصنعنا ولا صلینا
لما غفر لنا لك ما بقینا و لبت الالدام ان لالینا
ترجمہ: ”اے اللہ! اگر تو نہ ہوتا تو ہم نہ ہدایت پاتے اور نہ ہم صدقہ دیتے اور نہ نماز پڑھتے، تو ہمیں بخش دے، ہم تجھ پر قربان ہوں، جب تک ہم زندہ رہیں ہم کو ثابت قدم رکھ اگر ہم دشمنوں سے جنگ کریں۔“

اس فقرہ کو سن کر سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ احمد یحییٰ علیہ السلام نے دریافت فرمایا: حدی گا کرو انہوں کو کون ہانک رہا ہے؟ لوگوں نے بتایا: عامر رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”یہ خیمۃ اللہ“ اس شخص نے کہا: رسول اللہ ﷺ آپ نے عامر رضی اللہ عنہ کیلئے شہادت واجب کر دی، کاش ہم اس سے مزید فائدہ اٹھاتے۔
راوی کا بیان ہے کہ جب مسلمان صف بستہ ہوئے تو حضرت عامر رضی اللہ عنہ نے اپنی گوارلی کہ یہودی پر وار کریں، تو ان کی گوار کی نوک ان کے ہیر کے کٹنے پر لگ گئی اور وہ شہید ہو گئے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت سہیل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے دن فرمایا: کل اس جہنم کے کو میں ایسے شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح دے گا۔ دوسرے دن صبح کو آپ ﷺ نے فرمایا: علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟ صحابہ کرام نے عرض کیا: وہ آشوب چشم میں مبتلا ہیں۔ آپ نے انہیں بلا کر اٹھا لعاب دہن ان کی آنکھوں میں لگایا اور دعا فرمائی، تو ان کا آشوب چشم رفع ہوا، کوئی تکلیف نہ رہی۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ آشوب چشم کی وجہ سے خیبر کے غزوہ میں لشکر سے رخصت ہو گئے اور خیبر میں پہنچ کر مل گئے۔ فتح خیبر کی رات میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کل میں پرچم اسلامی ایسے شخص کے سپرد کروں گا، جو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کو محبوب

رکھتا ہے۔ صحابہ کرام شب میں باہم بیتہ کر رہے تھے کہ دیکھیں وہ کون خوش نصیب ہے جس کو حضور نبی کریم ﷺ کل صبح پر جم اسلام عطا کرتے ہیں۔ چونکہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ آشوب جہنم میں مبتلا تھے لہذا ان کی طرف کسی کا خیال بھی نہیں گیا، جب صبح ہوئی تو آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلوایا اور علم ان کے سپرد کر دیا اور پھر اسی روز اللہ تعالیٰ نے خیر فتح کروادیا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیر میں فرمایا: کل میں ایسے شخص کو جنت اداں کا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کو محبوب رکھتا ہے اور وہ محصور یہود کے قلعہ کو فتح کرے گا، اس موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ موجود نہ تھے اور اس اعلان کے بعد لوگوں میں حصول علم کیلئے حسرت و اشتیاق پیدا ہو گیا۔

دوسرے روز حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا، ان کی پر آشوب آنکھوں میں لعاب و ہمن لگایا اور وہ ٹھیک ہو گئے، اس کے بعد علم جنگ عطا فرمایا۔

﴿بخاری، ابوداؤد، ابویوسف﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب سے حضور نبی کریم ﷺ نے لعاب و ہمن لگایا ہے میری آنکھیں ہر بیماری سے محفوظ ہیں۔

﴿ابوہریرہ، ابویوسف، ابوداؤد، ابویوسف﴾

خواہش کے مطابق شہادت:

حضرت شداد بن الہاد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی شخص ایمان لایا اور ہجرت کی اور جب غزوہ خیبر واقع ہوا اور نصیحت ملی تو رسول اللہ ﷺ نے اسے تقسیم فرمایا اور اس میں اعرابی کو حصہ دیا۔ اس نے عرض کیا: میں نے حلقہ اسلام میں شمولیت اس مال کیلئے نہیں کی ہے بلکہ میں نے تو آپ ﷺ کا اتباع اس لیے کیا ہے کہ میرے اس جگہ تیرے یہ کہتے ہوئے اس نے اپنے سلق کی طرف اشارہ کیا، پھر سلسلہ کام کو جاری رکھتے ہوئے اس نے کہا اور پھر اس تیر کے گھنے سے میں مر جاؤں اور جنت میں پہنچایا جاؤں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تم اللہ تعالیٰ کی تصدیق کرتے ہو، تو وہ تمہاری خواہش ضروری پوری کرے گا۔ اس کے بعد لشکر مجاہدین کفار سے لڑنے گیا تو اس اعرابی کے وہیں سلق میں تیر آ کر لگا۔ جہاں اس نے اشارہ کیا تھا، رسول اللہ ﷺ کو بتایا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس نے اللہ تعالیٰ کی تصدیق کی، اللہ تعالیٰ نے اسے سچا کر دیا۔

﴿حاکم، بیہقی﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی آنکھ میں ہیزی دیکھی تو اس کے بارے میں پوچھا: یہ کیسے ہوا؟ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے بتایا میں ابن ابی اہیق کی کود میں سر رکھے لیٹی تھی کہ سو گئی، اسی حالت میں، میں نے بحالت نیم بیداری ایک خواب دیکھا۔

”چاند میری گود میں آ گیا ہے۔“ میں نے یہ واقعہ خواب اسے بتایا، جسے من کر اس نے میرے من پر طمانچہ مارا اور کہا: ”تو مدینہ کے بادشاہ کی تسار کھتی ہے۔“

﴿سنائی﴾

حمید بن ہلال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت مقید رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس اس حال میں آئی کہ آپ ﷺ مجھ کو تمام لوگوں میں سب سے زیادہ ناپسند تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمہاری قوم نے ایسا اور ویسا کیا ہے، اس کے بعد میں امی اپنی جگہ سے کھڑی بھی نہ ہوئی تھی کہ میرا دفعتہ اندازہ پسند بدل گیا اور آپ ﷺ مجھ کو تمام لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب معلوم ہونے لگے۔

﴿ابو یعلیٰ﴾

ابو یمن ہندی یا ابی قلادہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ خیبر میں تشریف لائے تو اس زمانے میں کھجوریں تیار نہ تھیں بلکہ کچی اور خام کھجوریں درختوں میں لگی تھیں۔ مسلمانوں نے کچی کھجوروں کو یا نیم پختہ کھجوروں کو کھایا اور انہیں بخار ہو گیا، جب حضور نبی کریم ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ نے یہ طور طریقہ علاج فرمایا کہ خاصی مقدار میں پانی کو مشکیزوں کے ذریعہ ٹھنڈا کیا جائے اور صبح کی دلوں اذانوں کے درمیان وہ ٹھنڈا کیا ہوا پانی ان پر ڈالا جائے اور اللہ تعالیٰ کا نام لیتے رہیں اور اس کی جانب سے شفا کی امید رکھیں۔ پس اصحاب نے ایسا ہی کیا چنانچہ وہ سب بیمار حضرات بھلے رسالت بنائے ﷺ صحت یاب ہو گئے۔

﴿سنائی﴾

حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوہ خیبر کے سفر میں میرے ساتھ میری زوجہ زمانہ صل میں تھیں۔ اتفاقاً راہ میں نفاس سے ہو گئیں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا تو آپ نے بتایا: کھجوروں کو پانی میں بھگو دو، پھر وہ پانی پلاؤ تو میں نے اس پر عمل کیا اور میری بیوی کو کوئی ناگوار بات پیش نہ آئی۔

﴿واقعی سنائی﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم غزوہ خیبر کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ ایک روز حضور نبی کریم ﷺ نے رفع حاجت کیلئے ارادہ فرمایا اور کہا: اے عبداللہ! دیکھو کوئی پردے کی چیز نظر آتی ہے؟ میں نے دیکھا تو ایک درخت نظر آیا۔ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے جا کر عرض کر دیا، فرمایا اور غور سے دیکھو، میں نے یہ غور دیکھا تو ایک دوسرا درخت نظر آیا جو پہلے درخت سے بہت فاصلہ پر تھا۔ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: آپ نے فرمایا: ان دونوں درختوں سے جا کر کہو کہ اللہ تعالیٰ کا رسول ﷺ حکم دیتا ہے کہ دونوں کھجا ہو جاؤ، میں نے جا کر کہا اور دونوں مل گئے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان درختوں کے پاس تشریف لائے ان دونوں درختوں نے آپ ﷺ کو پردے میں لے لیا، اس کے بعد جب حضور نبی کریم ﷺ ان سے الگ ہوئے تو پھر دونوں درخت اپنی اپنی جگہ چلے گئے۔

﴿ابو جیم﴾

جیسے ہوئے ظروف کی نشان دہی:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہل خیبر جب شکست خوردہ اور مغلوب ہو گئے تو ان کے سامنے یہ شرطیں رکھیں کہ وہ اپنی جانوں اور اہل و عیال کو لے کر نکل جائیں۔ ان کے ساتھ سونا یا نیکے گانہ چاندی، پھر کتانہ اور ریش خاصہ ہوئے ان دونوں سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تمہارے وہ ظروف کہاں ہیں جن کو اہل مکہ کو عاریہ دیا کرتے تھے؟“ ان دونوں نے کہا: ”ہم لوگ اس حال میں بھاگے کہ ایک زمین ہمیں کمزور بناتی اور دوسری زمین ہمیں عزت دیتی تھی، تو ایسی زمینوں میں ہم نے ان تمام ظروف کو فروغ کر ڈالا، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں سے فرمایا:

”اگر تم لوگ مجھ سے ذرہ برابر چھپاؤ گے اور مجھ کو اپنی قریب کاری سے اور چرب زبانی سے دھوکا اور چمک دینے کی کوشش کرو گے تو اسکی سزا تم کو ملے گی۔“

دونوں نے یک زبان ہو کر کہا: ”آپ ہمارے بارے میں ایسا خیال نہ فرمائیں جو کچھ ہم نے کہا ہے اگر اس کے خلاف ہو تو سزا کے بارے میں آپ کا فیصلہ ہم کو منظور ہوگا۔“

اس کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری صحابی کو بلایا اور فرمایا: تھلاں میدان میں ایک درخت ہے اور اس درخت کی داخلی جانب یا بائیں جانب ایک اور اس سے بلند درخت نظر آئے، اس کے نیچے جو کچھ ہے وہ نکال کر لے آؤ وہ گئے اور ظروف وغیرہ لے کر آ گئے، پھر ان کو گرفتار کر لیا گیا۔
(ابن سعد)

حکم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خلاف ورزی کا وبال:

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انشاء اللہ ہم آج رات سفر کریں گے، ہمارے ساتھ کوئی ایسا شخص سفر نہ کرے کہ جس کا اونٹ کمزور یا سرکش ہو۔ اس کے باوجود ایک شخص اپنے سرکش اونٹ پر ہی روانہ ہو گیا، چنانچہ اونٹ نے اس کو گرا دیا، ران ٹوٹ گئی، بالآخر وہ مر گیا۔ اس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے اعلان کر دیا کہ مرنے والے نے حکم عدولی کی، جنت اس کیلئے حلال نہ ہوگی۔

(بخاری)

ابوبکر بن محمد بن عمر بن مزم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں مجھے لکھا کہ کثیفہ (ایک مقام کا نام ہے جو خیبر کے نواح میں تھا) کے بارے میں تحقیق و تفتیش کر کے مجھے اطلاع دو کہ وہ خیبر کے اموال میں سے رسول اللہ کا حق تھا یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے خاص تھا۔ میں نے اس بارے میں عمرہ بنت عبدالرحمن سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ابن ابی الحقیق سے صلح فرمائی تو نطاة اور شق کے پانچ حصے کیے اور کثیفہ کو اس کا ایک جزو قرار دیا اور اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ گولیاں بنائیں، ایک گولی پر لفظ ”لہ“ یعنی اللہ کیلئے لکھا اور بارگاہ خداوندی میں دیا اور التجا کی: ”اے اللہ! اپنے حصہ میں کثیفہ کو قبول فرما لے۔ قرعہ اندازی میں سب سے پہلے جو

کوئی ٹہلی۔ وہ کھینچے برائے اللہ تھی۔ اس وجہ سے کھینچ جتنا رسول اللہ ﷺ کا نفس قرار پایا اور وہ جسے خالی تھے، جن میں کوئی نشان نہ تھا، اور وہ مسلمانوں میں افکار و مساوی حصوں میں مشترک تھے۔
راوی حدیث حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کو اپنے راجح تحقیق سے مطلع کر دیا۔

﴿ابن سعد﴾

وہ دوزخی ہے: (فرمان رسول اللہ ﷺ)

حضرت بل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک غزوہ میں مسلمان اور مشرکین کے درمیان نہایت گھمسان کا دن پڑا، مجاہدین اسلام میں ایک مرد شجاع ایسا تھا جس نے ہر مقابل کو ہچکاڑا اور جس کسی پر حملہ آور ہوا، اس کو زندہ نہ چھوڑا، اگر وہ بھاگا تو اس نے تعاقب کیا اور تلے کیے بغیر نہ لوٹا۔ آخر جنگ کے بعد غازیان اسلام کی کارگزاریوں کا ذکر ہو رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ سے کسی نے کہا:
”آج جس قدر ثواب فلاں شخص نے حاصل کیا ہے اتنا تو کسی کو ملنے کی امید نہیں۔“ یہ بات سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ شخص تو دوزخی ہے۔“ مجلس صحابہ میں حضور نبی کریم ﷺ کے اس انکشاف پر تمام لوگ ششدر رہے اور حیران رہ گئے اور اپنی مجاہدانہ سرگرمیوں پر غور کرتے ہوئے ان کی زبان سے نکل گیا، جب وہ شخص دوزخی ہے تو پھر ہم کیسے جنتی ہو سکتے ہیں۔

ایک صحابی نے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا: ”میرا تو خیال ہے وہ شخص اس حالت پر ہرگز نہیں مرے گا۔“ حضرت اہل بیت رضی اللہ عنہم راوی حدیث نے بتایا کہ میں اس کے بعد اس شخص کے تجسس حال میں لگ گیا، ایک مرتبہ وہ مجروح ہو گیا اور زخم پھیل کر بڑے شدید اور تکلیف دہ ہو گئے اور درد و کرب کی تاب نہ لا کر اس نے خودکشی کا ارادہ کر لیا۔ اس کے بعد اس نے کموار کے قبضہ کو زمین پر ٹیک کر کھڑا کر لیا اور نوک کو اپنی چھاتیوں کے مابین رکھ کر زور لگادیا جس سے وہ ہلاک ہو گیا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے بیان کیا ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خیبر میں تھے تو آپ نے ایک مدئی اسلام کے بارے میں فرمایا: ”یہ ایک دوزخی ہے۔“ جب میدان کارزار گرم ہوا تو اس شخص نے بڑی جرات اور جاں فروشی کا مظاہرہ کیا۔ حتیٰ کہ اس کے جسم پر بہت شدید زخم آ گئے، وہ مضطرب تھا، اس کا جسم جنبش اور حرکت کی پروا نہ تھا اور جس کے باعث وہ سخت کرب میں گرفتار تھا۔ اصحاب میں سے کسی نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے فلاں شخص کو دیکھا جس کے بارے میں آپ نے فرمایا تھا کہ وہ اہل نار سے ہے۔ اس نے جان کی پروا کیے بغیر فی الجملہ اللہ جہاد کیا اور میدان جنگ میں اس کی جرات مندانہ کوششیں نتیجہ خیز ہیں، بڑی کثرت سے زخم آئے ہیں اور شدید ٹیسیں اور تکلیف ہے۔

فرمایا: سنو! وہ اہل نار سے ہے، پھر اس مجروح نے دو دوزخ کی تاب نہ لا کر خودکشی کر لی، لوگوں

نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ کا ارشاد کس قدر صحیح ہوتا ہے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خیمہ کے موقع پر ایک صحابی فوت ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے نماز جنازہ نہیں پڑھی اور فرمایا: تم اپنے ساتھی کی نماز پڑھ لو، یہ من کر لوگوں کے چہروں کے رنگ اتر گئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمہارے ساتھی نے اللہ کی راہ میں شہادت کی ہے، تو پھر ہم نے متوفی کے سامان کو دیکھا تو اس میں یہود کے مشکوں میں سے ایک مشکا سو جو پایا، جس کی حیثیت دو درہم بھی نہ ہوگی۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خیمہ گئے ہمیں نفیست میں سونا اور چاندی نہ ملا۔ البتہ کپڑے، سامان اور دیگر اموال ملے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے وادی قریٰ کی جانب متوجہ ہوئے تو آپ ﷺ کی خدمت میں ایک حبشی غلام جس کا نام مدغم تھا بطور پیش کش بھیجا گیا تھا۔ وہ حضور نبی کریم ﷺ کا کام کاج کرتا رہتا۔ ایک موقع پر وہ حضور نبی کریم ﷺ کی سواری کس رہا تھا کہ اچانک اس کے ایک تیر آگیا اور وہ مر گیا۔ مسلمانوں نے کہا: اسے جنت مبارک ہو، یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انہیں ایسا نہیں ہے کیونکہ اس نے خیمہ کے اموال میں سے قبل تقسیم ایک چادر پوشیدہ کر لی تھی، وہ مدغم پر جہنم کی آگ بھڑک رہی ہے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

یہود کا بکری کے گوشت میں زہر ملانا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فتح خیمہ کے بعد ایک زہریلی بکری یہودی طرف سے جہیز میں پیش کی گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے تمام یہودیوں کو بیک وقت طلب فرمایا: چنانچہ سب یہودی حاضر ہوئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ان سے کہا: "میں تم لوگوں سے کچھ سوالات کروں گا، تم ان کے جوابات نفی یا اثبات (انکار یا اقرار) میں دینا۔"

یہود نے کہا: "بہت اچھا" حضور نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا: تمہارا باپ کون ہے؟ "یہود نے کہا: "ہمارا باپ فلاں ہے۔" حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "تم نے جھوٹ کہا تمہارا باپ وہ نہیں بلکہ فلاں ہے۔" یہود نے کہا: "بلاشبہ! آپ نے صحیح فرمایا۔" حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا: "تم نے مجھ کو سوغات اور تحفہ میں ایک بکری بھیجی ہے، اس کو تم نے زہر آلود کیا تھا؟" یہود نے اثبات میں جواب دیا، کہا: "ہاں! کیا تھا۔" حضور نبی کریم ﷺ نے سوال کیا: "تمہیں اس کام پر ابھارنے کا کیا سبب ہوا؟" یہود نے کہا: "ہمیں خیال ہوا کہ اگر آپ (ﷺ) جھوٹے مدعی نبوت ہیں، تو آپ ﷺ کو ہمارے اس زہر ملانے کا علم نہ ہوگا، آپ اس بکری کا دودھ یا گوشت جو کچھ استعمال کریں گے، وہ موت کا سبب بن جائے گا اور ہم آپ ﷺ سے نجات پالیں گے اور اگر آپ واقعی سچے رسول ہیں، تو پھر ظاہر آپ کو نقصان نہ ہوگا۔"

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بکری کا سالن لے کر حاضر ہوئی، تو آپ ﷺ نے اس میں سے تموزا سا ہی لیا تھا کہ اللہ نے آپ ﷺ کو آگاہ فرما دیا۔ وہ یہودی عورت ہلاکی گئی اور اس سے پوچھا گیا تو اس نے جو بیان دیا وہ یہ تھا:

”میں نے ارادہ کر لیا تھا کہ آپ (ﷺ) کو ہلاک کر دوں اور اس ارادے کی تکمیل کیلئے میں نے یہ ہر خورانی کا طریقہ اختیار کیا۔“

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میرے غلط ارادے کی زد میں اپنے نبی (ﷺ) کو بچا لیا۔ ﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت عمارہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے مقام حرت میں رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپ نے فرمایا: تمہارا عشاء کے بعد لوگوں کے پاس نہ جاؤ۔ قبیلہ کا ایک شخص کے باوجود رات کو اپنی بیوی کے پاس گیا مگر اس نے بیوی کو قاتل احتراض اور لائق ملامت میں دیکھا۔ وہ ہٹ گیا اور قرض کیا نہ مستعمل ہوا، البتہ وہ بے حد دل شکست ہوا اور بیوی کی طرف سے مایوس ہو گیا اور اس کو اپنی زوجیت سے نکالنے کے مسئلے پر غور کرتا رہا۔ اس اقدام میں اس کیلئے دو بڑے موافقات اور رکاوٹیں تھیں اول بچوں کی پرورش اور ان سے غیر معمولی محبت دوسرے کچھ عقد نکاح کے شرائط۔

حضور نبی کریم ﷺ نے اس مصلحت سے رات میں اہل کے پاس جانے کی ممانعت فرمادی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو غیب کی تمام باتوں سے آگاہ فرما دیا تھا۔

﴿بخاری﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیر سے لوٹنے وقت رات میں سفر کیا اور جب لشکر مجاہدین پر نیند نے غلبہ کیا تو پڑاؤ کیا اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو رات کے پہرے پر مقرر فرمایا: سحر کے وقت حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی آنکھیں کھلتی ہیں کثرت بیداری کے اثر سے جو حاصل ہو گئیں اور وہ فطری طور پر اپنے کجاوے سے ٹپک نکالتے ہوئے سو گئے۔ وہ جاگے نہ کوئی اور صحابی حتیٰ کہ آفتاب طلوع ہو گیا۔ (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو آخر تک بیان کیا۔)

﴿مسلم﴾

نبی کریم ﷺ کا یسیر بن رزام یہودی کی طرف عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو بھیجنا:

موسیٰ بن عقبہ اور حضرت شہاب رحمہم اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو تیس سواروں پر امیر بنا کر جن میں حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ یسیر بن رزام یہودی کی طرف بھیجا۔ یسیر نے حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کے چہرے پر ایسا زخم لگایا جس کا اثر دماغ تک پہنچا۔ حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کو حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لایا گیا۔ آپ ﷺ نے ان کے اس گہرے اور بڑے زخم پر لحاب دین لگایا جس سے وہ مندمل ہو گیا۔

﴿بخاری، ابوداؤد﴾

عمرہ قضاء میں معجزات کا ظہور

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عمرہ قضاء کے سلسلے میں طعن یا جُنک پہنچتے تھے کہ کچھ قریشی آئے اور انہوں نے کہا: محمد (ﷺ) مکہ کا ہر چھوٹا اور بڑا سوچنے کا ایک ہی انداز نہیں رکھتا۔ آپ ﷺ اس طرح کراہی قوم کی طرف بڑھ رہے ہیں، حالانکہ آپ ﷺ ان سے شریک کر چکے ہیں کہ مسافرت میں عام طور پر جواز اور جس قدر اس طرح عرب دیکھتے ہیں، اتنا ہی آپ اپنے ہمراہ لائیں گے اور کمواریں میاٹوں میں ہوں گی، آپ ﷺ نے فرمایا: یہ سب تمہیک ہے، ہم معاہدہ یا قول و قرار کے خلاف نہیں کرتے، لہذا تم لوگ بدگمانی نہ کرو، ہم حرم مکہ میں اس طرح کا داخل نہ ہوں گے۔

﴿واقعی، یقینی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب عمرہ شریف کیلئے جبکہ مکہ میں داخل ہوئے تو مشرکوں نے کہا: چھوڑ کر مدینہ میں آیا ہو جانے والے صابیوں کو مدینہ کی آب و ہوا اور بخار نے کمزور کر دیا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کو اطلاع ہو گئی، چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ طواف کے پہلے تین پتھروں میں رٹل کریں، یعنی سینہ تان کر دوڑتے ہوئے چلیں تاکہ مشرکین تمہاری توجہ پائی کو نہ دیکھیں۔

﴿اسم﴾

وادی پانی سے بھر گئی:

حضرت جندب بن مکیت رضی اللہ عنہ جنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت غالب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو ایک مجاہدین کی جماعت پر سربراہ بنا کر بنو ملح پر تاخت کیلئے کدیا بھیجا۔
 ﴿راوی حدیث حضرت جندب رضی اللہ عنہ کا جماعت مجاہدین میں شامل تھا۔﴾

ہم نے علی الصبح پہنچ کر چھاپہ مارا اور ان کے تمام جانوروں کو ہانک لائے۔ انہوں نے بڑی تیزی سے خطرہ اور نقصان کا ڈھنڈو دہرایا اور بہت جلد پورے قبیلے کو تعاقب اور مقابلے کیلئے ہمارے پیچھے لگا دیا۔ ہماری تعداد بہت مختصر اور محدود تھی اور ان سے اس حالت میں ہمارے لیے لڑنے کا کوئی مفید نتیجہ برآمد نہ ہوتا۔ وہ ہمارا تعاقب کرتے ہوئے نزدیک پہنچ گئے اور صرف ایک چھوٹی وادی ہمارے اور ان کے درمیان حائل رہ گئی۔ ہم سوچ رہے تھے کہ بہر حال اب ہمیں کمواریں سونت لینی چاہیے۔ ہم یہ سوچ ہی رہے تھے اور ہم نے پھر نظر کی تو کیا دیکھتے ہیں کہ وادی بہت تیزی کے ساتھ پانی سے بھر رہی ہے، ہم نے پاہم ایک دوسرے کو بتایا اور پھر ہم اس کرشمہ خداوندی کو آیات قدرت الہی سے ایک آیت سمجھ کر دیکھتے رہے اور دیکھتے دیکھتے وادی ایک سیل رواں بن گئی۔ آبل طوح کے لوگ ہم سے زیادہ اس کو حیرت و استعجاب سے منہ کھولے دیکھ رہے تھے۔

﴿ابن سعد﴾

ام قرظہ کا حضور نبی کریم ﷺ کے قتل پر اقامہ و اہتمام:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بنی فرارہ کی ایک عورت تھی جس کا نام ام قرظہ تھا۔ اس نے اپنے بیٹوں اور پوتوں کا تیس افراد پر مشتمل لشکر تیار کیا، تاکہ انہیں رسول اللہ ﷺ کے قتل پر مامور کرے، آپ ﷺ کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو آپ ﷺ نے دعا کی: "اے اللہ اس کو اس کی اولاد پر لاؤ۔" پھر حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو چند جاتے والے یعنی صحابی کے ساتھ ان سے ملنے کیلئے بھیجا۔ پس انہوں نے جا کر ام قرظہ اور اس کے بیٹوں اور پوتوں کو قتل کر دیا۔ (ابو نعیم)

بارہ مجاہدین کی شہادت اور ان کا جنت الفردوس میں داخل ہونا:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ ایک عورت آئی اور اس نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! میں نے خواب دیکھا کہ جنت میں داخل ہوئی ہوں، پھر میں نے وہاں کچھ آوازوں کی جانب دیکھا تو مجھ کو قلاں اور قلاں اشخاص نظر آئے جن کو شاید اسی وقت لایا گیا تھا۔ میں نے شمار کیا وہ بارہ اصحاب تھے۔ چند روز قبل ہی حضور نبی کریم ﷺ نے مجاہدین کی ایک جماعت کو ایک مہم پر روانہ فرمایا تھا، یہ آذان ہی شہداء فی سبیل اللہ کی تھی۔ اس عورت نے بیان کیا:

ان کے جسموں پر شکستہ اور بوسیدہ اور پٹھے پرانے کپڑے تھے، جس سے اندازہ کر لیجئے کہ وہ تہی دست اور غریب تھے، ان کے جسم تازہ تھے اور ان سے خون بہہ رہا تھا، پھر حکم ہوا ان فداکاران اسلام کو نہر بیوخ لے جاؤ تو انہیں وہاں لے جا کر غسل دیا گیا، ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی مانند نور انشاں ہو گئے۔ اس کے بعد تخت طلائی پر انہیں بٹھایا گیا، جنت کی طلائی کرسیاں اور طلائی طشتوں میں گھل رکھے گئے میں نے ان کے ساتھ میوے کھائے۔

ان ہی دنوں پیامی آیا اور اس نے بارہ مسلمانوں کی شہادت اور سریہ کی کامیابی اور فتح کی اطلاع دی۔ (ابو نعیم)

سریہ موتہ کے موقع پر ظاہر ہونے والے معجزات

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سریہ موتہ کیلئے پہلا امیر حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو بنایا اور فرمایا اگر وہ شہید ہو جائیں تو دوسرے لشکر حضرت جعفر بن ابی طالب ہوں اور وہ بھی شہید ہو جائیں تو تیسرے امیر حضرت اذن رواحہ رضی اللہ عنہ ہوں۔

(بخاری)

واقعہ کی روشنی سے کہا کہ مجھ سے حضرت ربیعہ بن ثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر بن الکلم رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے والد سے حدیث بیان کی کہ ثمان بن رطلی یہودی آیا اور وہ لوگوں کے ساتھ حضور نبی

کریم ﷺ کے پاس کھڑا ہو گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ فرما رہے تھے زید بن عارضہ لشکر کے امیر ہیں، اگر یہ شہید ہو جائیں تو حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ امیر ہوں گے اور اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو پھر عید اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ امیر ہوں گے اور اگر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بھی شہید ہو جائیں تو پھر مسلمان جس شخص کو پسند کریں امیر لشکر بنالیں۔

نعمان یہودی نے یہ سن کر کہا: "اے ابوالقاسم (ﷺ) اگر واقعی آپ نبی ہیں تو جن جن اشخاص کا نام آپ نے لیا ہے وہ ضرور شہید ہوں گے کیونکہ انبیاء بنی اسرائیل میں سے جن کو ایسے معرکے پیش آئے اور اس میں انہوں نے یکے بعد دیگرے امیر مقرر کیے تو وہ تفرقہ شدہ امیر شہید ہو گئے۔"

اس کے بعد وہ یہودی حضرت زید رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہوا اور کہا: "اگر محمد (ﷺ) اپنے دعویٰ نبوت میں سچے ہیں تو تم ہرگز زندہ نہ آ سکو گے۔"

حضرت زید نے جواب دیا: کہ "میں گواہی دیتا ہوں کہ حضور نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ﷺ ہیں۔"

❖ (مندرجہ بالا حدیث کو تین جگہ اور ابوالخیر نے بھی نقل کیا ہے۔)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں سر یہ موتہ میں موجود تھا۔ میں نے وہاں مخالفین اسلام کے گھپ میں وہ ساز و سامان، اسلحہ، گھوڑوں کے جھنڈے، تلواریں، سونا اور دیباچہ حریر کے کپڑے اور لباس کو دیکھا کہ میری آنکھیں خیرہ ہو کر رہ گئیں۔ میری حالت دیکھ کر حضرت ثابت بن اقرم رضی اللہ عنہ نے کہا: "اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! تمہیں یہ کیا ہوا کہ مخالفین اسلام کی اس کثرت و شان اور ساز و سامان کو دیکھ کر حیرت زدہ اور مبہوت ہو رہے ہو؟"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: "ہاں بھائی ثابت رضی اللہ عنہ واقعہ تو یہی ہے کہ ان کی اس اعلیٰ افراط سامان سے میں کچھ ضرور متاثر ہوا ہوں۔"

حضرت ثابت بن اقرم انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تم غزوہ بدر میں موجود نہ تھے اگر موجود ہوتے تو دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ نے قلت تعداد اور بے سرو سامانی کے باوجود کس طرح مدد فرمائی اور اسلامی لشکر کو نصرت عطا فرمائی۔ انشاء اللہ اب بھی نصرت و تائید خداوندی ہمارے شریک حال ہوگی اور ہم کامیاب رہیں گے۔

﴿واقعی، یقینی﴾

جنگ موتہ کے حالات بتاویئے:

مویٰ بن عقبہ ابن شہاب سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ نے بیان کیا کہ ہم سے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرے سامنے سے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ فرشتوں کی معیت میں، فرشتوں کی مخصوص پرواز کے مطابق اڑتے ہوئے گزرے اور ان کے دوبارہ بھی میں نے دیکھے۔

صحابہ نے بیان کیا کہ حضرت علی بن علیہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مجاہدین موتہ کی

خبریں لے کر حاضر ہوئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر تم اپنی خدمت یا فرض منہی کی بجا آوری کے طور پر وہاں کے حالات بتانا چاہو تو بتا سکتے ہو، ورنہ میں باخبر ہوں اور عقل میں تم کو تمام حالات مفصل طور پر صراحت کے ساتھ بتا سکتا ہوں۔ انہوں نے عرض کیا: پھر تو یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ ہی کی زیان مبارک سے سننا پسند کروں گا۔ پس حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے بیان سے حالات و کوائف کی تصویریں پیش کر دی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا:

”اے رسول عربی ﷺ! انداک اہی واپی امیدان جنگ کے یہ مربوط، مکمل اور تفصیلی

حالات جس صحت کے ساتھ آپ نے بیان فرمائے، میں یقین کے ساتھ عرض کر رہا

ہوں کہ بقاء کی جنگ کا کوئی مہر اس طرح نقل واقعات پر قدرت نہ رکھ سکے گا۔“

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے سے زمین کے تمام تجاہات الہادیئے شے

اور میں بہ حیثیت مجموعی پورے لشکر مجاہدین کو اور انفرادی طور پر ان میں سے ہر فرد کو دیکھ رہا ہوں۔

﴿نبیؑ ابو نعیم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت زید، حضرت جعفر اور حضرت

عبداللہ رضی اللہ عنہ کو روانہ فرمایا اور علم حضرت زید رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا تو وہ تینوں بزرگ شہید ہو گئے اور حضور نبی

کریم ﷺ نے ان کی خبریں آنے سے پہلے مسلمانوں کے تمام حالات بیان فرما دیئے۔

چنانچہ معرکہ کارزار میں جس وقت حق و باطل تہرہ اڑا رہا ہوئے تو سینکڑوں میل دور و راز موت کے

میدان مقابلہ کا جال بیان کرتے ہوئے، مجلس نبوی میں حاضر صحابہ کرام سے رسول اللہ ﷺ نے اس

طرح فرمایا: ”حضرت زید رضی اللہ عنہ علم اسلام لے کر بڑھے اور اب وہ شہید ہو گئے۔“ اس کے بعد ارشاد

فرمایا: ”حضرت جعفر رضی اللہ عنہ علم لے کر بڑھے اور اب وہ شہید ہو گئے۔“ اس کے بعد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ

نے علم سنبالا، اب وہ بڑھ رہے ہیں اب وہ بھی شہید ہو گئے۔“

پھر فرمایا: ”اب حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے بغیر امیر بنائے علم کو اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔“ اور پھر

اللہ تعالیٰ کے آخری رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نگاہ غیب بین والے نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ حضرت خالد

رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر فتح دے گا۔“

﴿بخاری﴾

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے موت کیلئے سر یہ کو روانہ فرماتے وقت

سر یہ اسی کا تعین کرتے وقت حکم دیا: اے شرکائے لشکر حق! تم پر زید بن حارثہ امیر ہیں، وہ شہید ہو جائیں

تو جعفر بن ابی طالب امیر ہیں، اگر وہ شہید ہو جائیں تو پھر عبداللہ بن رواحہ امیر ہیں۔

لشکر الہی مدینۃ الاسلام سے روانہ ہو گیا اور نوح انسانی کے سب سے بڑے محسن اور مصلح اعظم

سروہ کائنات ﷺ مبارک و حالات معلوم کرنے کیلئے منتظر رہے، پھر ایک روز وہ نور مجسم ﷺ منبر پر تشریف

لائے اور فرمایا:

”الصلوۃ جامعۃ“ کی آبادی میں گشت لگا کر منادی کر دو۔

چنانچہ فی الفور جاں نثارانہ کھڑے ہوئے اور شاہِ دو عالم ﷺ کی دعوت پر مسجد نبوی میں دیکھتے ہی دیکھتے اصحاب کا کثیر اجتماع ہو گیا۔

حرمِ صلوٰۃ کے بعد بموجب طریقِ سنت لما بعد کہا اور پھر ارشاد فرمایا:

”میں تم کو روانہ شدہ لشکر کی خبر دیتا ہوں، دشمن کی نڈی دل فوجوں سے حضرت زید رضی اللہ عنہ نے جواں مردی سے مقابلہ کیا حتیٰ کہ جان دے دی۔ اس کے بعد حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے علم لیا اور لشکرِ نعیم پر پے در پے شدید حملے کیے، ہمت و استقلال اور ثبات و عزیمت کی انتہائی حدوں کو چھو لیا اور جان دے دی۔ اس کے بعد ہمارے تیسرے سالار حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اسلامی لشکر کا علم یہ طور امانت اپنے مضبوط ارادہ سے، مضبوط ہاتھوں میں، مضبوط گرفت سے پکڑا۔ چاروں جانب سے زور ڈالنے والوں کا زور، چاروں طرف پر زور ملنے کے قوت دیا، نعیم کی سپاہ کو آج پہلی بار معلوم ہوا کہ انسان اس ارادہ، اس دل گردہ اور اس زور کے بھی ہوتے ہیں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ لڑتے رہے، لڑاتے رہے، کانتے رہے اور بالا آخر انہوں نے بھی جان دے دی۔

اس کے بعد حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے علم لے لیا اور وہ جوش و عزیمت کے غلبہ کی وجہ سے بلا انتظار از خود امیر ہو گئے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے اللہ! خالد تیری فوجوں میں سے ایک فوج ہے تو اس کی مدد کر۔“ یہ سماعت تھی کہ جب سے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضور نبی کریم ﷺ کا دیا ہوا صفی نام یہ طور لقب کے ملت اسلامیہ استعمال کرنے لگی اور وہ قیام و بقائے عالم تک ”حضرت خالد رضی اللہ عنہ سیف اللہ“ ہو گئے۔

﴿تائی﴾

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور کہا حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے بچوں کو میرے پاس لاؤ۔ میں بچوں کو آپ کے پاس لائی۔ آپ نے چہرہ مبارک کو ان کے جسموں کے قریب کر دیا، جیسے ان کے پاس سے خوشبو لے رہے ہوں، پھر آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں آپ پر قربان ہو جاؤں، آپ نصیب دشمنان کس وجہ سے گریہ کنائیں ہیں؟ کیا آپ کے پاس حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کی کوئی خبر آئی ہے؟ ارشاد فرمایا: ”میرے بھائی حضرت جعفر رضی اللہ عنہ قحطِ شہید ہو گئے۔“

﴿ابنِ اسحاق، ابنِ سعد، بیہقی، ابی نعیم﴾

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: مجھے یاد ہے جب رسول اللہ ﷺ میری والدہ کے پاس تشریف لائے اور میرے والد کی شہادت کی خبر انہیں دی اور فرمایا:

”اے اسماء (رضی اللہ عنہا)! کیا تمہیں خوشخبری سناؤں؟ اللہ تعالیٰ نے جعفر رضی اللہ عنہ کو دو

بازو عطا فرمادیئے اور اب وہ جنھوں میں پروا تو فرما رہے ہیں۔“

تجارت میں برکت:

حضرت ابن جعفر رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ والدہ ماجدہ کے پاس جب تشریف لائے تو میں اپنے بھائی سے بکری خرید رہا تھا، یہ دیکھ کر آپ ﷺ نے دعا کی: "اے اللہ! عبد اللہ کی تجارت میں برکت عطا فرما۔" تو میں جو کچھ خرید آیا، چچا اللہ تعالیٰ اس میں میرے لیے خزانہ غیب سے برکت عطا فرماتا۔

﴿واقعی، بتاتی، ابن مساکر﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ جب ابن جعفر رضی اللہ عنہ کو سلام کرتے تو کہتے: "السلام علیک یا ابن ذی الجصاصین"

﴿بخاری﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے دیکھا کہ جعفر رضی اللہ عنہ جنت میں فرشتوں کو جلو میں لیے اڑ رہے ہیں، اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو بھی دیکھا وہ جنت الفردوس کے ایک اعلیٰ مقام میں تکیہ لگائے تخت نشین تھے۔

﴿ماکرم﴾

فتح مکہ اور معجزات کا ظہور

ابن اسحاق رحمہ اللہ تین واسطوں سے مسور بن خرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ صلح حدیبیہ میں شرط تھی کہ جو کوئی رسول اللہ ﷺ سے معاہدہ کرنا چاہے تو وہ کر سکتا ہے اور جو کوئی قریش کے عہد و پیمان میں آنا چاہے، تو اس کو بھی اختیار ہے کہ وہ ایسا کر لے۔ چنانچہ بنو خزاعہ رسول اللہ ﷺ کے اور بنو بکر قریش کے حلیف اور معاہدہ ہو گئے۔ اس معاہدہ کے سولہ یا سترہ ماہ بعد بنو بکر، بنو خزاعہ پر پانی کے تفسیہ کی وجہ سے ایک رات حملہ کر بیٹھے۔ قریش نے یہ سوچ کر کہ بنو بکر رات کی تاریکی میں ملکہ آور ہوں گے، اس لیے مسلمانوں کو کچھ پہننے چلے گا۔ ان کی ساز و سامان اور اسلحہ سے مدد کر دی نیز کچھ مچلے قریش بنو بکر کے ساتھ مل کر بنو خزاعہ کے خلاف جنگ میں بھی شریک ہو گئے۔

ان دونوں قبیلوں میں جنگ ہو رہی تھی تو عمرو بن سالم نیز نثار سواری کے ذریعہ رسول اللہ ﷺ کو خبر دیتے رواتہ ہو گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: عمرو تمہاری مدد کی جائے گی، آپ نے لشکر کی تیاری کا حکم دیا اور اس تیاری کی وجہ اور روانگی کو کہ وہ کس طرف ہوگی، راز میں رکھا۔

﴿تسلیمی﴾

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب عمر و بن سالم خزاعی کی درخواست پر رسول اللہ ﷺ نے مکہ کی طرف روانگی کیلئے لشکر کی تیاری کا حکم دیا تو حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے قریش کو خیرہ طور پر ایک مکتوب لکھا:

”رسول اللہ ﷺ نے تم پر حملہ کرنے کے لیے لشکر اسلام کی کوتاہی کرتے کا حکم دے دیا ہے۔“
حضرت حاطب رضی اللہ عنہ نے یہ خط لکھ کر مذنیہ کی ایک عورت سے اجرت ملنے کی اور خط اس کے حوالے کر دیا۔ اس نے سر کے بالوں میں رکھ کر ان کی گرہ پیسے کی عورتیں بتائی ہیں، بتائی اور روانہ ہو گئی۔
حضور نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ سے مطلع فرمادیا۔
حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کو اس کے تعاقب میں روانہ فرمایا۔ ان حضرات نے جا کر اسے پکارا اور اس کے پاس سے وہ خط برآمد ہوا جو اس نے حاطب رضی اللہ عنہ سے لیا تھا۔

﴿ابن اسحاق، بیہقی﴾

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کو بلا کر حکم دیا کہ تم تینوں اشخاص تختستانِ خانہ میں پہنچو گے تو وہاں کچادے میں اونٹ پر ایک عورت تم کو ملے گی، اس کے پاس ایک خط پوشیدہ ہے، تم اس خط پر قبضہ کرو، چنانچہ ہم روانہ ہو گئے، اپنے گھوڑوں کو تیز کیا اور خانہ کے شاداب باغ کے قریب اس عورت کو پانیا اور خط طلب کیا۔ مگر اس نے خط کے بارے میں لاعلمی کا اظہار کیا اور کہا: ایک مسافر خاتون کو تنگ نہ کرو، میرے پاس کوئی خط نہیں۔ ہم نے کہا: ”تیرے جسم کو ہاتھ لگانا ہمیں پسند نہیں ہے، تیرے لیے بہتر ہوگا کہ از خود وہ خط تو ہم کو دیدے، ورنہ مجبوراً ہم تیری تلاش لیں گے، اگر تجھ کو برہنہ کرنے کی ضرورت محسوس کی تو ہم کو اس سے بھی دریغ نہ ہوگا۔“

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بہت روکد کے بعد خط کو اس نے اپنے بالوں کے جوڑے سے نکال کر ہمارے حوالے کیا، جس کو ہم نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، یہ خط حاطب ابن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے مشرکین قریش کے نام تھا، جس میں انہوں نے قریش کے خلاف رسول اللہ ﷺ کی جنگی تیاریوں کی خبر دی تھی۔

حضور نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا: ”حاطب! ایسا کیوں کیا؟“ انہوں نے جواب میں عرض کیا: ”یا رسول اللہ ﷺ! میرے اس معاملے کے سلسلے میں جلدی فیصلہ نہ فرمائیے۔“
حضرت حاطب رضی اللہ عنہ ایک مکرم و بزرگ صحابی اور شرکائے ”بد“ میں سے تھے، ان کی یہ حرکت یقیناً سب کیلئے باعث حیرت بن گئی۔ نبض کو سخت فصد بھی آیا چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جوش غضب میں آ کر فرمایا: ”یا رسول اللہ ﷺ! اجازت دیجئے کہ اس منافق کی گردن اڑا دوں۔“

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اے عمر رضی اللہ عنہ! اہل بدر کے گناہ اللہ تعالیٰ معاف کر چکا ہے، اس نے فرمایا ہے:

اعْمَلُوا مَا حَسِبْتُمْ ۚ لَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ

ترجمہ: ”تم سے جیسا بھی عمل سرزد ہو جائے، میں نے تمہیں بخش دیا ہے۔“

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا غَدَوِيَّ وَغَدَوُكُمْ أَوْلِيَاءَ تَلْفُظُونَ إِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ
رَ قَدْ كَفَرُوا بِمَا جَاءَكُمْ مِنَ الْحَقِّ يُخْرِجُونَ الرُّسُولَ وَأَيُّكُمْ أَنْ
تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ إِنْ كُنْتُمْ حَاقِقِينَ جِهَادًا فِي سَبِيلِي وَابْتِغَاءَ مَرْضَايَ
تَبْرُؤُونَ إِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَأَنَا أَعْلَمُ بِمَا أَخْفَيْتُمْ وَمَا أَعْلَنْتُمْ وَمَنْ يَفْعَلْ
بِكُمْ هَذَا صُلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ ۝

﴿سورۃ المائدہ﴾

ترجمہ: "اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ تم انہیں قبریں پہنچاتے
ہو دوستی سے حالانکہ وہ منکر ہیں جو تمہارے پاس آیا گھر سے جدا کرتے ہیں رسول کو اور
تمہیں اس پر کہ تم اپنے رب پر ایمان لائے اگر تم لگے ہو میری راہ میں جہاد کرنے اور میری
رضا چاہنے کو تو ان سے دوستی نہ کرو تم انہیں خفیہ پیغام محبت کا بھیجتے ہو اور میں خوب جانتا
ہوں جو تم چھپاؤ اور جو تم ظاہر کرو اور تم میں جو ایسے کرے بے شک وہ سیدھی راہ سے بہکا۔"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر دس ہزار
صحابہ کرام کے ساتھ مدینہ سے روانہ ہوئے اور "مراظہم ان" میں قیام فرمایا۔ قریش باوجود تحس کے کوئی
ایک خبر بھی نہ پانے سکے اور وہ یہ اندازہ بھی نہ کر سکے کہ ہماری جانب سے جو بد عہدی اور ظلم و جور کیا گیا ہے،
اس کا رد عمل مسلمانوں کی طرف سے کیا ہوگا؟

﴿ابن اسحاق، ابن راہویہ، حاکم، مستدرک﴾

ابن شہاب زہری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ لوگ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جس وقت حرم مکہ
تشریف لے جا رہے تھے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے
خواب میں دیکھا کہ میں اور آپ ﷺ دونوں مکہ کے قریب پہنچ گئے، اس وقت ایک کتیا برآمد ہوئی اور
بھونکنے لگی اور جب ہم اس کے قریب پہنچے تو وہ زمین پر دراز ہو گئی، میری نظر اس کے تھنوں پر پڑی تو میں
نے دیکھا کہ ان سے دودھ جاری تھا۔"

میری خواب سن کر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مادہ سگ سے مراد مشرکین مکہ ہیں، جنہوں نے
اول اول ہم پر عرب ڈالنے اور ہمارے کاموں میں مداخلت کی اور جب ہم بلا کسی تردد اور سرعیت
کے اپنی منزل کی طرف بڑھتے رہے تو وہ خود ہم سے متاثر ہو گئے۔ اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے
خبر صادق کے طور پر فرمایا:

"ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! تم ان کے بعض افراد سے ملو گے، پس اگر تمہیں ابوسفیان ملے تو تم اسے قتل نہ
کرا۔" چنانچہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مراظہم ان میں ابوسفیان اور حکیم دونوں ملے۔

﴿مسند﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے دن بعض انصاری فوجوالوں نے کہا: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے شہر کی رغبت اور اپنے اہل خانہ ان کی رافت نے آیا ہے، اسی وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی۔ پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اخذ وحی سے فارغ ہوئے تو فرمایا:

اے کروہ انصار! تم نے کہا ہے کہ مجھے اپنے شہر سے رغبت اور اپنے خاندان کی رافت نے آیا ہے، اے میرے انصار! جیسا تم خیال کر رہے ہو، ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ اے میرے اہل دروہات! میں تو اللہ تعالیٰ کا فرمان پذیر اور اس کا رسول ہوں۔ میرا سرنا اور جینا تمہارے ساتھ ہے۔ میں تم کو کس طرح چھوڑ سکتا ہوں، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خطاب سن کر انصار رو پڑے اور مودیانہ طور پر عرض کیا: "خدا شاہد ہے ہم سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے جذبہ کے تحت ہماری زبان سے یہ نکل گیا تھا، نہ کہ کسی برے خیال سے۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے جذبات سے واقف ہیں اور میں تمہارے قول کو ہادر کرتا ہوں۔"

﴿مسلم، بیہقی﴾

ابن اسحاق سے روایت ہے۔ انہیوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ذوالجوشن کھابی آیا۔ آپ نے اس سے فرمایا: کس وجہ سے تو نے اسلام قبول نہیں کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: "اے مجھ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے تمہاری قوم کا روٹل دیکھا، اس نے آپ کی تکذیب کی، آپ کو نکل جانے پر مجبور کر دیا اور آپ کے قتل کرنے کے درپے رہی، لہذا میں نے ارادہ کیا ہے کہ میں کمزور، جلاوطن اور مظلوم لوگوں کو کیوں کر قابل توجہ سمجھوں اور ان دوسرے لوگوں کو غالب اور برتر حالت میں دیکھنے کے باوجود غریب اور خارج البلد لوگوں کی جمیعت میں کیسے شامل ہوں؟ میرا یہ ارادہ موجودہ صورتحال کے تقاضہ کے مطابق ہے اور سیاسی فضا اور جینی مشاہدہ کی روشنی میں، میں اس ارادہ پر نظر ثانی کرنے کی کوئی حاجت محسوس نہیں کرتا۔" حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے ذوالجوشن! اگر تو کچھ دن زندہ رہا تو انشاء اللہ تو جلد ہی حق کو باطل پر غلبہ پاتے دیکھ لے گا۔"

ذی الجوشن بیان کرتا ہے کہ میں خمریہ کے مقام پر تھا کہ میرے سامنے مکہ سے آتا ہوا ایک سوار گزرا۔ میں نے اس سے پوچھا کیا خبریں ہیں؟ اس نے بتایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مکہ کو مغلوب کر لیا ہے۔ ذی الجوشن کا بیان ہے کہ مجھے اس وقت احساس ہوا کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت اسلام کو رد کر کے اپنی جہالت کا ثبوت دیا ہے۔

﴿ابن سعد﴾

قیس بن ابی حازم رحمہ اللہ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے روز ایک شخص سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کے دوران حیرت سے کہنے لگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے کوتاہیوں میں دیکھو، میں اس بیماری قریشی صحت کا فرزند ہوں، جو قدید (سکھائے ہوئے گوشت کو قدید کہتے ہیں) کھاتی تھی۔

﴿تہذیبی روایت کی روایت میں، یہ الفاظ قریادہ ہیں کہ "میں بادشاہ تو نہیں ہوں۔"﴾

﴿حاکم، بیہقی﴾

عبداللہ بن وینار رضی اللہ عنہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ میں داخل ہوئے تو آپ نے وہاں تین سو ساٹھ بتوں کو موجود پایا۔ ان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا:

جَاءَ الْحَقُّ وَزَفَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْلًا

﴿سورہ نمل اسرائل﴾

ان کو آپ اپنے عصا سے گراتے اور وہ گر پڑتے۔

﴿تنبی، وہیم﴾

عطاء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کے قریب پہنچ چکے تھے۔ فرمایا: قریش میں چار اشخاص ہیں جو شرک سے تضرع ہیں اور اسلام سے رغبت رکھتے ہیں۔ لوگوں نے دریافت کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کون لوگ ہیں؟ ارشاد فرمایا: وہ عتاب بن اسید، جہیر بن مطعم، حکیم بن حزام اور کلیل بن عمرو رضی اللہ عنہ ہیں۔

﴿ابن مساکر﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو ساتھ میں لیا اور خانہ کعبہ میں تشریف لا کر مجھ سے فرمایا: بیٹہ جاؤ! تو میں ایک طرف کو بیٹھ گیا۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے شانوں پر چڑھ گئے اور فرمایا: کھڑے ہو جاؤ! تو میں کھڑا ہو گیا، اب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میری کمزوری کو محسوس کر لیا اور فرمایا: بیٹھ جاؤ! تو میں بیٹھ گیا۔ اس کے بعد فرمایا: اے علی رضی اللہ عنہ! اتم میرے شانوں پر سوار ہو جاؤ! تو میں نے ایسا ہی کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجھے لے کر کھڑے ہو گئے۔ مجھے بلند کا احساس ہوا اور میری ہمت بلند ہو گئی، میں خیال کرنے لگا اگر میں چاہوں تو آسمان کے کناروں کو چھو لوں تو میں خانہ کعبہ کے اوپر چڑھ گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دور ہٹ گئے۔ آپ نے مجھ سے فرمایا: قریش کے اس بڑے بت کو گرا دو، یہ بت تاجے کا اور بڑا جسم تھا، لوہے کی کیلوں سے جڑا ہوا تھا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: علی بت شکنی کے دوران پڑھتے رہو: "جَاءَ الْحَقُّ وَ زَفَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْلًا" ترجمہ: "حق آیا اور باطل نابود ہو گیا اور بے شک باطل نابود ہونے والا ہے۔" میں حسب ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کریمہ کو پڑھتے رہا اور میں نے اس عظیم نصب شدہ بت کو اوندھے منہ گرا دیا۔

﴿مالم﴾

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اپنے والد حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے روز مجھ کو دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "تمہارے دونوں بھتیجے حبیب اور مصعب جو ابولہب کے بیٹے ہیں، تمہیں معلوم ہیں، کہا: کہاں ہیں؟ میں نے عرض کیا: "مجھے صحیح طور پر تو معلوم نہیں، خیال کرتا ہوں کہ وہ بھی ان ہی اطراف میں چلے گئے ہوں گے جہاں کچھ قریش چلے گئے ہوں۔" فرمایا: "اچھا ان دونوں کو میرے پاس بلاؤ۔" میں سوار ہو کر مقام عمرہ میں ان کے پاس پہنچا اور ان دونوں کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے دونوں کو اسلام کی دعوت پیش کی جس کو انہوں نے خوشدلی اور پرجہد قبول کیا اور حضور نبی کریم ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

اس کے بعد ان دونوں کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے ہوئے، آپ ﷺ مطہوم تک آئے دونوں کیلئے دعا کی پھر واپس تشریف لے آئے۔ میں نے دیکھا: اس وقت آپ ﷺ کا چہرہ خوشی سے چمک رہا تھا۔ یہ دیکھ کر مجھے بھی خوشی ہوئی اور میں نے عرض کیا:

”اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ! میں آپ کو خوش دیکھ رہا ہوں۔“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے اپنے رب سے ان دونوں چچا زادوں کو مانگا تھا، پس پروردگار نے مجھے ان دونوں کو دے دیا۔“

﴿ابن سعد﴾

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ وہ دن ہے جس کا وعدہ میرے رب نے ان الفاظ میں فرمایا:

إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ ۖ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا ۖ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْ لَهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا ۝

﴿سورۃ النصر﴾

ترجمہ: ”جب اللہ کی مدد اور فتح آئے اور لوگوں کو تم دیکھو کہ اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہوتے ہیں تو اپنے رب کی ثناء کرتے ہوئے اس کی پاکی بولو اور اس سے بخشش طلب کرو، بے شک وہ بہت توبہ قبول کرنے والا ہے۔“

﴿طبرانی اوسط﴾

حضرت حارث بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فتح مکہ روز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آج سے قیامت تک سرزمین مکہ میں جہاد نہ ہوگا۔

﴿نسبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے مراد یہ لی ہے کہ اہل مکہ قیامت تک روش کفر و شرک اختیار نہ کریں گے۔﴾

﴿ابن سعد، ترمذی و حاکم، ابن حبان، دارقطنی، نسبی﴾

حضرت ابو الطھلپ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے فوراً بعد حضرت مجاہد اعظم خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو منعم خانہ عزیزی کو توڑنے اور ڈھانے کے لیے قبائل بنو ثقیف کے درمیان مقام قلعہ روانہ فرمایا:

حضرت خالد رضی اللہ عنہ پہنچے اور آپ نے عزیزی کو تین اہلی بیٹھوں سے جڑا ہوا پایا۔ انہوں نے بت اور عمارت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور آکر حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کی کہ تعمیل کر آئے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کام مکمل نہیں کیا لہذا پھر جاؤ اور کام کو مکمل کر کے واپس آؤ۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ پھر گئے پجاریوں اور پردہتوں نے دیکھا تو پہاڑیوں اور چٹانوں میں جا کر

چپ گئے اور وعائیں کرتے گئے۔ اے الوہیت اور عظمت کے حامل عزی تو اس قریشی سابی کو "قاتر اہقل" کر دے کسی طرح اس کو ناکارہ اور ناکام بنادے ورنہ تیری رسوائی اور ذلت آجیگی۔"

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے ایک برہنہ عورت کو دیکھا جس کے بال پریشان اور سر پر خاک پڑی تھی۔ میں نے جا کر اس کے سر پر ٹکوار سے وار کیا وہ قتل ہو گئی۔ واپس آ کر حضور نبی کریم ﷺ کو بتایا آپ نے فرمایا: وہی عزی تھی۔

﴿تنبیہ ابو نعیم﴾

واقفی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر حضرت سعد بن زید اشجلی رضی اللہ عنہ کو منات کے بت خانے کی طرف روانہ فرمایا جو مکہ مدینہ کے درمیان قدیم میں سندھ کے ساحل پر واقع تھا۔ جس سواران کے ساتھ کر دیئے اور حکم دیا: "بت کو توڑ دو اور عمارت کو منہدم کر دو۔"

حضرت سعد رضی اللہ عنہ جب منات کے قریب پہنچے تو بجاویر پر وہتوں نے پوچھا: تم لوگوں نے کیسے زحمت کی حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا ہم منات کو توڑنے آئے ہیں۔ پروہتوں نے کہا: "تمہارا تو معاملہ منات سے براہ راست رہے گا۔"

حضرت سعد رضی اللہ عنہ بت کی طرف چند قدم چلے تھے کہ معا ایک کریمہ سورت، کالی رنگت، عمدہ خلعت اور برہنہ عانت میں ایک عورت نکلی آؤ بٹکا اور شور و شیون کرتی ہوئی۔

سب سے بڑے پروہت نے کہا: "اے صاحب اختیار رویتا منات، اے صاحب قوت اور صاحب شوکت ہے تو اپنے غیظ و غضب سے اپنے منانے والے کو ملادے۔"

جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھا تو ٹکوار کا ہاتھ مارا، وہ نکلے ہو کر تڑپا پھر جہنم رسید ہوئی بعد ازاں منات کو ضربوں سے چور چور کر دیا گیا اور اس کی عمارت کو منہدم کر دیا گیا۔

﴿ابن سعد﴾

ابو الشریع عدوی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ فتح مکہ کے روز رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور فرمایا: کما اللہ تعالیٰ کا حرم ہے جو شخص اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ پر ایمان رکھتا ہے یعنی مسلمان ہے اسکو کبھی بھی اس کے لیے لائق نہیں ہے کہ حرم کی حدود میں جنگ و قتال کرے خون ریزی کرے حدود حرم کے درخت کاٹے یا جانوروں کا شکار کرے۔ یہ میرے لیے بھی ہے کیونکہ فتح کے دن میرے لیے ایجازت بھی دن کی ایک گھڑی میں تھی۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اصحاب کلیل سے مکہ کی حفاظت کی مگر اپنے رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کو اہل مکہ پر غالب کر دیا۔ لوگو! آگاہ رہو حرم مکہ میں خون ریزی حرام ہے اور میرے لیے بھی صرف ایک بارہ دن کے ایک خاص حصے میں اس کی گھڑی کے لیے حلال ہوا تھا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہجرت مدینہ سے قبل رسول اللہ ﷺ نے مجھے

و حکومت اسلام دی۔ میں نے کہا حیرت ہے آپ ﷺ مجھ سے امید رکھتے ہیں کہ آپ ﷺ کی اتباع کروں گا۔ آپابی اور موروثی دین کو چھوڑ کر آپ ﷺ کا نیا دین قبول کروں گا۔

زمانہ جاہلیت میں وہ شنبہ اور پنج شنبہ کو کعبہ طواف کے لیے کھولا جاتا تھا۔ ان دنوں کے علاوہ ایک روز آپ ﷺ تشریف لائے اور کعبہ اللہ میں داخل ہونا چاہا۔ مگر میں نے سختی سے روک دیا۔ آپ ﷺ نے قتل و درداشت سے کام لیا اور فرمایا: اے عثمان ﷺ یہ یاد رکھو وہ وقت کچھ دور نہیں ہے کہ خانہ کعبہ کی چابی ایک صاحب اختیار کی حیثیت سے میرے پاس ہوگی اور میں جسے چاہوں گا تولیت کے ساتھ چابی عطا کروں گا۔ میں نے کہا تھا کہ اے محمد (ﷺ) اس وقت قریش سرچکے ہوں گے یا پھر وہ ذلت و رسوائی کو برواشت کر لیں گے؟

آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا تھا: عثمان! ایسا نہیں ہے، اس دن قریش کو عزت اور معافی ملے گی۔ یہ فرما کر آپ ﷺ کعبہ میں داخل ہو گئے۔ اس کے بعد میں آپ ﷺ کو کعبہ کے اندر داخلہ سے نہ روک سکا۔ لیکن آپ ﷺ کی باتیں میرے دل میں گھر کر گئی تھیں۔ مجھے یقین ہو گیا تھا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے جو کچھ فرمایا ہے، وہ ہو کر رہے گا پھر میں نے مسلمان ہو جانے کا ارادہ کیا تو میری قوم نے مجھے جھڑکا اور سختی کے ساتھ خائف کر دیا۔

فتح مکہ کے روز حضور نبی کریم ﷺ نے کعبہ اللہ کی چابی مجھ سے طلب فرمائی، میں نے چابی دی اور آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ میں لے کر پھر مجھ ہی کو عطا فرمادی اور کہا یہ چابی ہمیشہ تمہارے پاس رہے گی۔ تم سے کسی کا چابی لینا دراصل ظلم سے چھین لینے کے مترادف ہوگا۔

میں حضور نبی کریم ﷺ سے جدا ہو کر چند قدم چلا تھا تو مجھے آواز دی، میں پلٹ کر حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے ہمیں فرماتے ہوئے پوچھا:

عثمان (رضی اللہ عنہ)! کیا وہ بات پوری نہ ہوئی جو میں نے تم سے کہی۔ فوراً مجھے آپ ﷺ کا وہ فرمان یاد آ گیا جو آپ نے ہجرت سے پہلے مکہ مکرمہ میں مجھ سے فرمایا تھا، یہ سن کر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے جو فرمایا وہ بالکل سچ ثابت ہوا میں کو ایسا دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ ہیں۔ ﴿ابن سعد﴾

غزوہ حنین میں معجزات کا ظہور

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کی جاتی ہے کہ ان سے دریافت کیا گیا کہ تم لوگ حنین میں رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر بھاگ گئے تھے؟ انہوں نے جواب دیا۔ ہاں ہم لوگ بھاگ کھڑے ہوئے تھے مگر سرور کونین ﷺ نے اپنی جگہ سے جنبش بھی نہ فرمائی ہوائوں بڑی ماہر تیر انداز قوم تھی جب ہمارا ان سے مقابلہ ہوا اور ہم نے ان پر حملہ کیا تو وہ بھاگ کھڑے ہوئے اور لوگ مال غنیمت پر ٹوٹ پڑے تو

انہوں نے ہم پر سامنے سے حیر اندازی شروع کر دی جس کے بعد مسلمانوں کے قدم اکٹڑ گئے۔ ہم نے اس وقت دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کی سواری کی دھام ایوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ بکڑے ہوئے کھڑے تھے اور حضور نبی کریم ﷺ کی زبان پر تھا:

اَلَا بَیْ لَا کَلْب

اَلَا اَبْنُ عَبْدِ الْمُطَلِب

ترجمہ: "میں نبی ہوں اس میں جھوٹ نہیں ہے، میں ابن عبدالمطلب ہوں۔"

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت عیاض بن حارث نضری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ حنین میں کسی بھر نکریاں لیں اور مخالف لشکر کی طرف پھینکیں تو پھر وہ بھاگ کھڑے ہوئے۔

﴿تاریخ بخاری، ابن سعد، حاکم، بیہقی﴾

عبدالرحمن ام بنی امیہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ ان سے مشرکین حنین میں سے ایک شخص نے کہا: جب ہم مسلمانوں کے مقابل ہوئے اور حملہ عام کا آغاز ہوا تو مسلمان اتنی دیر بھی میدان میں نہ رہے کہ جتنی دیر میں چرواہا ایک بکری کا دودھ نکالتا ہے، ہم نے ان کے پاؤں اکٹھا کر دیے۔ ہم نے ان کے تعاقب میں آگے بڑھ رہے تھے کہ اسی اثناء میں ہماری نظر ایک سوار پر پڑی جو سفید بھڑ پڑا ہوا تھا ہم نے یہ غور دیکھا تو وہ رسول اللہ ﷺ تھے اور آپ کے چاروں طرف آس پاس سفید وحشیں چہروں والے افراد تھے۔ انہوں نے ہم تعاقب کرتے والوں پر ایک خاص انداز سے نگوہ ڈالی اور پھر کہا: "فَاخْبِثُ الْوَجُوهَ اِذْ جَعَلُوْا" تو ہم بھاگ پڑے اور وہ لوگ ہمیں توڑیا محسوس ہو رہا تھا جیسے ہمارے حلقوم کو چمیدہ ہے ہیں اور شانوں پر چڑھے بیٹھے ہیں۔

﴿بیہقی، ابن مساکر﴾

کہورت محبت میں تبدیلی اور صحابہ کی عقیدت:

حضرت ابن المبارک رضی اللہ عنہ، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے انہوں نے عکرمہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح روایت کی کہ شیبہ بن عثمان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے جب حنین میں جہاد کیا تو مجھ کو اپنے باپ عثمان اور چچا کی یاد آئی۔ ان دونوں کو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا۔ میرے اندر بے پناہ جوش انتقام بھڑک اٹھا میں نے ارادہ کر لیا کہ محمد ﷺ سے انتقام لوں گا۔

میں حنین سے میدان جنگ میں پہنچا۔ میری نظروں نے حضور نبی کریم ﷺ کو تلاش کر لیا مگر آپ کے قریب وہابی جانبی ہمارے رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے سوچا یہ آپ کے چچا ہیں آپ کی بھرپور مدافعت کریں گے۔ جب میں نے دوبارہ ماحول کا جائزہ لیا تو دیکھا کہ آپ رضی اللہ عنہ کے بائیں جانب ایوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ کھڑے ہیں، سوچا یہ چچا زاد برادر ہیں، ان کو بھی بگنی اور چوری اُھردولی ہوگی۔ پھر میں اپنے ارادہ کو عملی جامہ پہنانے کی غرض سے پیچھے کی طرف اس قدر قریب آ گیا کہ وہاں سے کھوار کا وارہ آسانی کر سکتا

تھا کہ معاہدہ ایک آگ کا شعلہ یا نکل میرے قریب سامنے کی طرف فروزاں ہوا۔ میں پیچھے ہٹ گیا۔ عین اسی وقت حضور نبی کریم ﷺ نے میری طرف توجہ کی اور فرمایا:

”شیبہ! قریب آؤ میں آگے بڑھا تو حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا دست مبارک میرے سینے پر رکھا جس سے تمام کدورت اور خصوصیت کا بخار میرے دل سے نکل گیا اور آپ ﷺ کی شخصیت میرے لیے دنیا کی ہر شے سے زیادہ محبوب ہو گئی۔“

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: شیبہ! مشرکین سے جہاد کرو۔ اس کے بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ مہاجرین کو بلاؤ اور انصار کو بھی آواز دو۔ شیبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کے اصحاب کے اس جذبہ اخلاص، محبت اور ایمان کو بیان کرنے کے لیے میں کون سا اسلوب بیان اختیار کروں اور کس شے سے اس کو تشبیہ دوں؟ پھر شیبہ رضی اللہ عنہ نے سلسلہ بیان جاری رکھتے ہوئے کہا: ایک ناقد کی اپنی اولاد سے محبت ضرب المثل ہے حضور سرور عالم ﷺ کے صحابہ کو اس سے بھی کہیں زیادہ محبت اپنے سرواڑے ﷺ سے تھی۔

میں دیکھ رہا تھا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے بس اعلان ہی کیا تھا اور مہاجرین و انصار اس مرکز برکات و ذات والا صفات کی جانب کیسے آ رہے تھے، گویا مہتاب کی غلاء میں کو اکب و کبکشاں کا ایک لڑی میں پرویا ہوا قافلہ۔ ان آنے والوں نے ہر طرف سے آ کر بیٹھ کر یا پھر آپ ﷺ نے زمین پر سے کنکریاں لیں اور مشرکین بنو ثقیف اور ہوازن کی طرف پھینکا اور فرمایا ”شَاقِبَتِ الزُّجُوفَةُ اِنْ جَعَلُوا حِمًّا لَا يَنْصُرُوْنَ“۔ ”پس تمام مشرکین ہزیمت کھا کر بھاگ پڑے۔“

﴿ ابو القاسم بخاری، بیہقی، ابونعیم، ابن عساکر ﴾

رسول اللہ ﷺ کی دعا قبول:

حضرت عطیہ سعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عطیہ ان لوگوں میں سے تھا جس نے نبی کریم ﷺ سے ہوازن کے قیدیوں کے بارے میں باتیں کی تھیں اور پھر تمام صحابہ نے اپنے اپنے حصے میں آئے قیدیوں کو واپس کر دیا تھا۔ مگر ایک شخص نے قیدی کو نہیں لوٹایا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے دعا کی کہ اے خدا تو اس کا حصہ ضائع کر دے۔ پس وہ نو عمر و شیرازہ کیوں اور فوجوان مضبوط قہاروں کے پاس سے گزرتا اور ان کو چھوڑتا گیا۔ اس کی نگاہ ایک بن رسیدہ یوزھی عورت پر پڑی، اس نے کہا یہ عورت مجھے مطلوب ہے اس لیے کہ یہ قبیلہ کی ماں ہے، لوگ آئیں گے اور مناسب فدیہ دے کر لے جائیں گے۔

اس انتخاب پر عطیہ نے فخر و تکبر بلند کیا اور کہا عجیب رہا اس کا انتخاب۔ اس نے ایک ایسی ضعیفہ کو پسند کیا ہے جو نہ آنکھوں سے ٹھیک دیکھتی ہے نہ کانوں سے ہر آواز سننی ہے، اس کے منہ میں شہادت ہیں نہ محسوس جسم۔ بے چاری کا کوئی ولی وارث بھی نہ تھا۔ معززہ کھران بھی نہ تھا کہ قبیلہ کی عزت ہو۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جس شخص کو چہرہ عادی تھی مجبوراً چند دن انتظار کے بعد اس بڑھیا کو آزاد کر دیا۔

﴿ ابونعیم ﴾

غزوہ تبوک میں معجزات کا ظہور

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب تبوک کی طرف روانہ ہوئے تو کچھ افراد پیچھے رہ گئے تھے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بھی بعد میں آکر لشکر میں شامل ہوئے تھے کچھ مسلمانوں نے دیکھ کر عرض کیا:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کوئی شخص راہ میں ہے اور ہماری طرف آرہا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوذر رضی اللہ عنہ! ہوں گے۔ جب وہ سڑیہ آکے بڑھے، کچھ لوگوں نے سڑیہ غور کیا تو وہ پہچان گئے اور کہنے لگے ہاں اے اللہ تعالیٰ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ تو ابوذر رضی اللہ عنہ ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: اللہ تعالیٰ ابوذر رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے وہ تنہا ہی چلتے ہیں، تنہا ہی سر میں گئے اور تنہا ہی اٹھائے جائیں گے۔

تو زمانے کے لوگوں کو جو ایذا پہنچی وہ انہیں بھی پہنچ کر رہی۔ وہ ریزہ میں جا کر رہے اور وہیں یکے و شمارہ کر زندگی گزار دی اور وہیں وفات پائی۔ ان کے پاس صرف ان کی توجہ اور غلام تھا۔ ان کا جنازہ شاہراہ عام پر لا کر رکھ دیا گیا۔ اسی وقت ایک قافلہ وارد ہوا۔ قافلہ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ تھے جب انہیں معلوم ہوا کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا جنازہ ہے تو اسٹوپار ہوئے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی تنہائی کے بارے میں جو قول اوپر بیان ہوا اس کو بیان کیا اور نماز جنازہ پڑھائی۔

﴿ابن اسحاق، حاکم، مستدرک﴾

چشمہ میں برکت:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم غزوہ تبوک پر روانہ ہوئے تو ایک روز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انشاء اللہ تم کل صبح چشمہ تبوک پر پہنچ جاؤ گے مگر چاشت سے پہلے پہنچنا ہوگا۔ تو جو لوگ یا فرد وہاں پہنچے وہ چشمہ کے پانی کو نہ چھوئے نہ استعمال کرے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چشمہ پر پہنچے وہ تسبیح کی مانند تھا اور کسی قدر اس سے پانی نکل رہا تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم برتن میں پانی لیا اور اس سے چہرہ انور اور دست مبارک دھوئے اس کے بعد وہ پانی چشمہ میں ڈال دی تو پھر اس سے بہ کثرت پانی جاری ہو گیا، تمام لوگوں نے اسے استعمال کیا۔ اس کے بعد فرمایا: اے معاذ رضی اللہ عنہ! اگر تم زندہ رہے تو دیکھو گے کہ اس چشمہ کے پانی سے باغات بھر جائیں گے۔ چنانچہ چشمہ آج بھی جاری ہے۔

﴿مسلم﴾

کھانے میں بے پناہ برکت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز تبوک کے موقع پر جب لشکر اسلام کو تبوک نے بے تاب کر دیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سواری اور پار سواری کے اوتھوں کو ذخیرہ

کرنے کے لیے اجازت طلب کی گئی۔

یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اگر ایسا کیا گیا تو سواری کے جانور کم ہو جائیں گے۔ اے اللہ تعالیٰ کے رسول اللہ ﷺ! بچا ہوا سامان خور و نوش اور آذوقہ لوگوں سے جمع کرنا کہ اس میں ان کے لیے دعائے برکت فرمادیں تو مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس میں برکت فرمادے گا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے دست خوان طلب فرما کر جس خور و سامان خور و نوش کو اس پر جمع کرنے کا حکم دیا۔ وہ تھوڑا تھوڑا اور دانہ ہو کر ڈھیر ہو گیا۔ آپ ﷺ نے دعا فرمائی اور لشکر مجاہدین سے فرمایا کہ توشہ دانوں میں اچھی طرح بھر لو! چنانچہ پورے لشکر نے ایسا ہی کیا اور سب کے برتن پر ہو گئے۔ دست خوان پر پھر بھی باقی رہا۔ اللہ تعالیٰ کی برکت اور قدرت کے اس عام مشاہدہ اور معجزے کے ظہور کے بعد آپ ﷺ کی زبان سہارک سے یہ کلمات ادا ہوئے۔ اشهد ان لا الہ الا اللہ والہی رسول اللہ۔ پھر مطلع فرمایا اس کلمہ کے اقرار و شہادت کے بعد جو بھی اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اسے اس میں شک نہ ہو تو اسے جنت سے دوکانہ جائے گا۔

﴿مسلم﴾

مشکیزہ گھی سے لبریز:

حضرت ابو خالد خزاعی زید بن یحییٰ، محمد بن حمزہ بن عمرو السلمی (رحمہم اللہ) سے انہوں نے اپنے والد اور دادا سے روایت کی کہ حضور نبی کریم ﷺ جب تبوک کے غزوہ میں تشریف لے جا رہے تھے تو میں ایک گھی کے مشکیزہ پر مامور تھا۔

ایک روز میں نے حضور نبی کریم ﷺ کے ارشاد پر کھانے کی تیاری کا ارادہ کیا دیکھا تو مشکیزہ میں گھی بہت ہی تھوڑا رہ گیا تھا، پس میں نے مشکیزہ کو دھوپ میں رکھ دیا تاکہ ہر طرف سے کھل کر کچا ہو جائے۔ میں آرام کیلئے ڈرا دراز ہوا اور ٹیٹا آگنی، تھوڑے ہی وقت میں آگ کھل گئی۔ مشکیزہ اٹھانے پہنچا تو اللہ تعالیٰ کی شان اور حضور نبی کریم ﷺ کے معجزے سے مشکیزہ گھی سے لبریز ہی نہ تھا بلکہ اس کے وہانے سے گھی باہر نکل کر بہہ رہا تھا، میں نے گھبرا کر اس کا دہانہ دبا لیا اور اٹھا لایا۔ سرور کو میں ﷺ کو بتایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر کرو اس کے وہانے کو نہ دباتے تو گھی سے تمام وادی بھر جاتی۔

﴿ابو حمزہ﴾

کھجوروں میں عظیم برکت:

واقعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا ثنی سعد کا ایک شخص بیان کرتا ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس تبوک میں حاضر ہوا، آپ ﷺ صحابہ کرام کے درمیان تشریف فرما تھے اور آپ ﷺ ساتویں شخص تھے، یعنی کل نفوس سات تھے۔ میں نے اسلام قبول کیا۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا: ہمیں کھانا کھلاؤ، پس انہوں نے دست خوان بچھایا اور حبلی سے چند کھجوریں نکالیں جو گھی اور خیر سے تر تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کھاؤ تو ہم سب حاضرین نے کھجوریں کھائیں اور

سب شکر میر ہو گئے۔ اس وقت میں نے کہا: اے اللہ کے رسول اللہ ﷺ! اگر میں تجہا کھانے والا ہوتا تو یہ ساری کھجوریں کھا جاتا۔ (یعنی قدر قلیل کھجوریں اتنے افراد کو کافی ہو گئیں۔)

دربار نبوت ﷺ میں دوسرے دن میں پھر حاضر ہوا۔ اسی موقع پر وہی اشخاص اور بھی موجود تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ہم کھانا کھائیں گے۔ وہ قبیل کے اندر ڈال کر خرے تلاش کرتے گئے۔ یہ دیکھ کر فرمایا: اے بلال رضی اللہ عنہ! بہت نکلے گا، قبیل کو دسترخوان پر الٹ دو، اور ذی العرش (یعنی اللہ تعالیٰ) سے کہی کا اندیشہ نہ کرو۔ انہوں نے قبیل کا منہ بچا کر کے بھٹکا دیا، کھجوریں کپڑے پر آ گئیں۔ ان کی مقدار میرے انداز سے میں دودھ ہوگی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا وضو مبارک کھجوروں پر رکھا اور پھر ہاتھ کو جلاتے ہوئے کہا: بسم اللہ کر کے شروع کرو۔ میں نے اور تمام لوگوں نے جس قدر کھا سکتے تھے کھائیں، پھر بھی دسترخوان پر اتنی ہی کھجوریں باقی رہ گئیں۔ میں تیسرے روز پھر خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ اس روز چند اشخاص اور زیادہ ہو گئے، میرے خیال میں بارہ یا تیرہ افراد ہوں گے۔ اس روز بھی کھانے کا وقت تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے بلال رضی اللہ عنہ! ہم کھانا کھائیں گے، حضرت بلال رضی اللہ عنہ وہی قبیل لائے۔ اندر کے خرے کھانے کے کپڑے پر الٹ دیئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے پھر دست مبارک رکھا اور ارشاد فرمایا: بسم اللہ کرو۔ چنانچہ ہم سب نے میرا ہاتھ کھائے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے جتنے خرے نکالے تھے کم سے کم اتنے ہی بچے ہوئے پھر قبیل کے اندر بھر لیے، اس طرح تین دن مسلسل مجھے یہ معجزہ دیکھنے کا موقع ملا۔ ﴿والجیم﴾

انگلیوں سے پانی کے چشمے ابل پڑے:

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اسلامی لشکر رسول اللہ ﷺ کی قیادت میں غزوہ کیلئے روانہ ہوا تھا۔ اٹھائے راہ میں پیاس لگی، پھر وہ اس درجہ شدید ہو گئی کہ پیاس کے غلبہ سے زبانیں تالوؤں پر چٹ گئیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے پیالے میں تھوڑا پانی طلب فرمایا اور قطرے قطرے جبکہ جبکہ سے لے کر دو تین گھونٹ پانی جمع کر کے پیش خدمت کیا گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیالے کے پانی میں انگلیاں ڈال دیں، پس آپ ﷺ کی انگلیوں سے پانی ابل پڑا جس کو ذیخیرہ کر لیا گیا اور تمام لشکر جس میں تیس ہزار مجاہد، بارہ ہزار اونٹ اور بارہ ہزار گھوڑے تھے، سب کے سب خوب سیراب ہو گئے۔ راوی حدیث ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا:

تبوک میں چار معجزے ظہور میں آئے، ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ واپس آ رہے تھے، سخت گرمی، تپش اور حرارت کی وجہ سے دوسرے درجہ کے بعد پھر تیسری بار خشکی لوگوں پر غالب آ گئی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کو تلاش آپ کیلئے روانہ فرمایا۔ وہ تلاش کرتے ہوئے مقام تبوک اور حجر کے درمیان پہنچے تو وہاں انہوں نے ایک عورت کے پاس مشکیزہ میں قلیل سا پانی دیکھا۔ حضرت اسید رضی اللہ عنہ نے اس عورت سے باتیں کیں اور حضور نبی کریم ﷺ کے پاس اس عورت کو لے کر آ گئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے وہ پانی سامنے رکھا اور دعا فرمائی۔ اس کے بعد فرمایا: ”اے لوگو! پانی پیو، اور

اپنے اپنے برتن جملے کیلئے بھی بھر لو، اور تمام اونٹوں اور گھوڑوں کو بھی سیراب کر دو۔“

﴿واقعی، اوجیم﴾

بارانِ رحمت کا نزول:

حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کسی نے دریافت کیا کہ ہمیشہ عمرت کی کیا کیفیت تھی، تو آپ نے فرمایا: ہم سخت گرمی کے موسم میں تبوک کی طرف روانہ ہوئے، ایک منزل پر جب ہم نے قیام کیا تو ہمیں ایسی شدید پیاس نے گھیرا کہ یہ گرمی ہماری جان نکالنے لگی۔ اس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے، حضور نبی کریم ﷺ نے دعا کیلئے دست ہائے مبارک بلند فرمائے، ابھی دست مبارک نیچے نہ آنے پائے تھے کہ آسمان پر گونگناہٹ ہوئی، بادل چھا گئے اور خوب بارش ہوئی، اہل لشکر نے اپنے تمام برتن پانی سے بھر لیے۔

﴿اوجیم﴾

ابلی حید، رشید سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ نصراتوں کے محلہ کی قبرین کر تبوک کی طرف روانہ ہوئے۔ دورانِ سفر وادیِ قرئی میں ایک خاتون کے باغ کے پاس سے گزرے۔ سرورِ کونین ﷺ نے فرمایا: تم اس باغ کی بھجوروں کا تخمینہ لگاؤ۔ ہم نے تخمینہ لگایا، سرورِ کونین ﷺ کا اندازہ اس وقت تھا اس عورت سے کہ تم اپنی بھجوروں کا ناپ تول کر لینا اور ہم انشاء اللہ تمہارے پاس واپس آئیں گے۔ ہم میدانِ تبوک میں تھے کہ ایک روز آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: آج رات شدید ہوا اور سخت جھکڑ چلیں گے۔ بہتر یہ ہے کہ تم میں سے کوئی شخص باہر نکل کر ہوا کے تھیمروں میں کھڑا رہے اور جس بجاہد کی تحویل میں کوئی جانور، اونٹ یا گھوڑا ہو اس کو چاہیے کہ وہ اس کے پیروں کو باندھ دے۔ چنانچہ آئندہ می آئی، اتفاق کہنے والا پرواہی کہ ایک شخص کھڑا تھا، ہوا کے زور اور تھیمروں نے اسے لے جا کر جیل طے کے پاس ڈال دیا۔ جب ہم واپسی کے وقت وادیِ قرئی سے گزر رہے تھے، رسول اللہ ﷺ نے مالکہ باغ سے دریافت کیا تمہاری بھجوریں کتنی ہوں گی؟ اس نے بتا دیا، اس وقت۔

﴿مسلم﴾

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تبوک سے واپسی کے وقت رسول اللہ ﷺ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو چار سو بیس سواروں کے ساتھ اکیدر کی طرف دوستی لے کر بھیجا اور فرمایا اکیدر تم کو جنگل میں شکار کرتا ملے گا تم اس کو گرفتار کر لو گے اور دو معرچ ہو جائے گا۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ جب پہنچے، اکیدر شکار کرنے کیلئے گھائے کا تعاقب کر رہا تھا، پس حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے بڑھ کر اس کو اپنی مضبوط گرفت میں لے لیا اور اس طرح غزوہ میں یہ چارہم معجزات ظہور میں آئے۔

﴿بخاری﴾

☆☆☆☆☆☆

حصہ اول ختم شد

محمد عبدالاحد قادری

گوگڑاں، تحصیل و ضلع لوہراں

www.ahlehaq.org